DUE DATE

Cl. No *Acc. No.*

Late Fine Ordinary Books **25 Paise** per day. Text Book **Re. 1/-** per day. Over Night Book **Re. 1/-** per day.

قیمت سالانہ پیشگی معہ محصول ڈاک
رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۴
بابت ماہ یکم اپریل ۱۹۰۵ء
مطابق محرم الحرام ۱۳۲۳
جلد ۶ نمبر ۱

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علیٰ نور من ربہ

رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

پندرہ روزہ

آج

نمبر ا جلد ۶ حاضر ہوتا ہے امید ہے کہ رسالہ ہذا کے پہنچنے پر حسب دستور سابق تمام محبان اسلام اپنی اپنی ہمت کو کام میں لا کر خریدار بڑھانیکی کوشش فرما کر ہمیں شکریہ کا موقعہ دینگے:-

آج کا نمبر

۹ احباب کی خدمت میں رسالہ بلا درخواست روانہ کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی امید ہی کہ بروقت وصولی رسالہ کے ہمیں اجازت دیوینگے کہ دوسرا رسالہ آپکی ... عالیہ میں بذریعہ وی پی روانہ کیا جاوے

نیز

نمبر ۲۴ جلد ۵ میں ہمنے عام اطلاع دیدی تھی کہ جن صاحبوں کا سالانہ چندہ پیشگی ... چکا وہ صاحب اگر ۸ ماہ حال تک درخواستیں روانہ فرما دیوینگے۔ تو انکو ... گا کہ دس کتابوں میں سے جونسی چھ کتابیں چاہیں اسکے سال انعام میں

طلب فرما سکتے ہیں۔ لیکن بہت سے احباب نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ یہ کونسا انصاف ہے کہ جن صاحبوں نے آپ سے کبھی بھی انعامی کتاب طلب نہیں فرمائی اور خود بخود قیمتیں روانہ کردیا کرتے ہیں تو اُن کو بھی کیوں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہر ایک صاحب درخواست کرے۔

اب

عام اطلاع دی جاتی ہے کہ جن اصحاب نے کوئی بھی درخواست نہیں کی وانعی انکو کیوں محروم رکھا جائے :-

سوائے

جن صاحبوں نے درخواستیں روانہ فرمادی ہیں اُن کو تو اُن کی مرضی کے مطابق کتب روانہ کردی جاویگی اور جن مہربانوں نے درخواست کا روانہ فرمانا کسشان خیال فرمایا ہے اُن صاحبوں کی خدمت میں ۲۵ ماہ حال کو مندرجہ ذیل چھ کتابیں مطبع کی طرف سے برائے وصول زرچندہ پیشگی بابت جلد ۲ نمبر ا روانہ کی جاوینگی وہ کتابیں یہ ہیں :-

ایمان صحابہ رضہ - امام اعظم رح - بشارات احمدیہ - اسلام کی تعلیم یا مسلمانوں کی چالیس باتیں - وید کی حقیقت - قرآن کی حقیقت -

ہاں

جن احباب کو خدانخواستہ اس اسلامی رسالہ سے ہمدردی نہیں اور آیندہ سال کے لئے لینا نہیں چاہتے تو وہ ۲۵ ماہ حال سے پیشتر صرف ایک کارڈ سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ مطبع کو سہ ر کا نقصان نہ اُٹھانا پڑے ۔

والسلام

نیازمند

ایڈیٹر

یا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

رسالہ ماہوار
انوار الاسلام
شہر سیالکوٹ

انوار الاسلام

یکم اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

عباد اللہ اور عباد الرحمن
یا
مہذب اور جنٹلمین

کتاب اللہ قرآن شریف میں مہذبوں کا نام عباد اللہ یا عباد الرحمن رکھا گیا ہے۔ اور یہ اختلاف صرف لفظی اور اصطلاحی ہے۔ پس جو کام اور فرائض و ذمہ واری عباد الرحمن کے ہونگے وہی مہذبوں اور جنٹلمینوں کے سمجھنے چاہئیں۔ کیونکہ ان دونوں کا

کا مصداق آدمی اور انسان کی طرح ایک ہی شئ ہے عبادالرحمن کی بابت ارشاد ہے

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى
الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا وَالَّذِيْنَ
يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا
كَانَ غَرَامًا۔ اِنَّهَا سَآءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۔ وَالَّذِيْنَ اِذَآ
اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ
يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ
قَوَامًا۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ
النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ
وَلَا يَزْنُوْنَ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ
لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا
فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ
اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

(باقی آئندہ)

کہ عبادالرحمن (مہذب) تو وہ لوگ ہیں جو
زمین پر یعنے زمین کے لوگوں کے ساتھ
نرمی سے برتاؤ کرتے ہیں اور جاہل (غیر
مہذب) لوگ اُن سے جہالت کریں تو وہ
اُن سے سلامتی سے برتاؤ کرتے ہیں۔
اور رات کو اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ
اور قیام کرتے ہوئے گذارتے ہیں یعنے نماز
ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں خداوندا ہم کو
جہنم کے عذاب سے بچائیو بیشک اُس کا
عذاب ذلیل کرنیوالا ہے اور وہ بہت
ہی بُری جگہ ہے اور مال خرچ کرتے وقت
نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل۔ بلکہ میانہ
روی اُن کی روش ہوتی ہے۔ سب سے
بڑی بات یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے
کو نہیں پکارتے اور ناحق خون نہیں
کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں جو کوئی ایسا
کام (یعنے اعمال مذکورہ کے خلاف)
کریگا وہ عذاب دائمی میں پھنسیگا اور ہمیشہ
اسی میں رہیگا مگر جو لوگ توبہ کرتے ہیں
سے سے صلاحیت اختیار کرینگے۔ خدا
اُن کے گناہوں کے عوض نیکیاں دیگا
کیونکہ خداوند تعالے بڑا ہی بخشنے والا
مہربان ہے +

(باقی آئندہ)

ویدکی بدتہذیبی کی دھوم

ویدکی بدتہذیبی کی یہانتک دھوم ہے کہ عیسائی لوگ جنکی بائیبل میں خودکشی مہذبانہ لطیفو داؤد سلیمان وغیرہ کے موجود ہیں وہ بھی اسکی سخت شکایت کر رہے ہیں چنانچہ اخبار نورافشان مطبوعہ ۳ مارچ ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۷ میں ایک متلاشی صاحب وید کی غیرمہذبانہ بیان کی بابت حسب ذیل مضمون لکھتے ہیں - وہو ہذا -

وید کلام ربانی نہیں

ویدوں کی فحش اور گندی تعلیم

ستیارتھ پرکاش میں جسقدر دلائل سوامی دیانند نے ویدوں کو کلام ربانی ثابت کرنے کیلئے دیئے ہیں ان سب کا قلع وقمع کر دیا گیا ہے سوامی کی اپنی تحریروں سے ثابت کیا گیا ہے کہ وید کلام ربانی نہیں آریہ لوگ بھی میری دلائل کا لوہا مان گئے ہیں کیونکہ خاموش ہیں اور الخاموشی نیم رضا ہوتی ہے لالہ راجارام صاحب نے ایک دو دفعہ جرات کی تھی مگر دندان شکن جواب پانے پر انہوں نے بھی مون دھار لی اور عالم سکوت میں چلے گئے - انکے پاس ان باتوں کا جواب ہی کہاں - آریہ مسنجر کے ایڈیٹر صاحب نے وعدہ کیا کہ جواب لکھیں گے مگر اتبک مہر خاموشی نہ ٹوٹی - بھائی اجیت سنگھ صاحب بھی دو چار گالیاں دیکر چپ ہو گئے لالہ راجارام صاحب سے امید تھی کہ مہربانی کرتے رہینگے مگر اب دو تین ہفتہ سے وہ بھی خاموش ہیں جس سے ظاہر ہے کہ وہ لاچار ہیں -

میں آریہ صاحبوں سے مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بحث اخباری کالموں تک ہی محدود نہیں رہیگی بلکہ پمفلٹ کی صورت میں ہر ایک ہندو سکھ اور آریہ کے ہاتھ میں دیجاویگی تاکہ وید کی ماہیت سے واقف ہوں اور آپ لوگوں کی وید وید کی جھوٹی پکار سے دھوکا نہ کھاویں -

مینے گذشتہ نمبر میں لکھا تھا کہ ویدوں کی اندرونی گواہی سے بھی ثابت کیا جائیگا - کہ وید آسمانی کتاب نہیں اب میں وہ گواہی پیش کرتا ہوں -

سوامی دیانند قرآن کی اس آیت پر دہ آیت دی ہمنے اس عورت کو اور حفاظت کی اسنے اندام نہانی

ؔ اس آیت کی نسبت جو اعتراض ہے اسکا ترک اسلام نے جواب دے دیا ہے ناظرین وہاں سے پڑھ لیں -

اپنی کی۔ اور پھونک دیا ہمنے بیچ اسکے روح اپنی کو ۔ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی فحش باتیں کلام اللہ میں تو کبھی کسی شائستہ انسان کی تصنیف میں بھی نہیں ہوسکتیں

"سوامی صاحب کا یہ اعتراض بالکل درست ہے میں بھی اسپر صاد کرتا ہوں کہ جس کتاب میں ایسی گندی باتیں لکھی ہوں وہ ہرگز ہرگز خدا کا کلام نہیں ہوسکتی مگر سوال یہ ہے کہ کیا وید اس الزام سے بری ہے کہ آریوں کا تو شاید یہی خیال ہوگا مگر میں وثوق سے کہتا ہوں کہ قرآن سے[1] فحش اور گندی باتیں وید میں لکھی ہیں مثلاً سنسکار ودہی صفحہ ۱۱ اپر ملاحظہ . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

کو اولاد کی پیدائش کیلئے محبت سے ترغیب دے) کیوں سوامی جی اس سے بڑھکر فحش کیا ہوسکتا ہی۔ قرآن کی آیت جو آپنے نوٹ کی ہو وہ اس سے بدرجہا کم ناشائستہ ہو مگر قرآن آپ کی رائے میں خدا تو درکنار کسی مہذب انسان کی کلام بھی نہیں۔ فرمایئے وید جس میں یہ گندی فحش اور ناپاک تعلیم بھری ہوئی ہے کس طرح ایشور کا گیان ہوسکتی ہے یہ تو معمولی سے معمولی آدمی کی کلام بھی نہیں ہوسکتی۔ لالہ راجارام صاحب! ذرہ غور سے ایشور کے گیان کو پڑھیے اور پھر بتایئے کہ اسکا جواب آپ کے پاس کیا ہے ؟ مجھے امید قوی ہے کہ آپ اس معاملہ کو بالکل نہیں ہلا سکینگے جیسا آپ کیسر اعتراضوں کے جواب میں کر رہے ہیں آپ کی تحریریں بتا رہی ہیں کہ آپکا وار دسکہ ہوچکا ہی۔ سچ فرمایئے آپ یہ منتر معہ ترجمہ اپنی مستورات کے سامنے پڑھنے اور سمجھانیکو تیار ہیں آپکا وید وید پکارنا ثابت کرتا ہی کہ یا تو آپ وید وں سے محض اُمی ہیں یا تعصب کی پٹی آپنے اپنی آنکھوں پر باندھی ہوئی ہو۔ ورنہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہو کہ کوئی ہوش وحواس برقرار رکھنے والا آدمی ایسی بیہودہ تہذیب سے گری ہوئی تعلیم کو خدائے پاک سے منسوب کرے اور لوگوں کو یقین دلائے یہ صریح کفر ہے اور خدا کی سخت بے ادبی۔

لالہ صاحب روشنی کا زمانہ ہے اب آپ لوگوں کی آنکھوں میں نمک نہیں ڈال سکتے۔ آپ کی وید ویدکی ڈال پکار لوگوں کو موہت نہیں کر سکتی۔

[1] قرآن میں کوئی فحش اور گندی بات نہیں لکھی ۔ اس قسم کی باتوں کا مخزن صرف وید وغیرہ ہی ہیں۔

یجروید ادھیائے ۲۰ منتر ۹ میں لکھا ہے (فحش اشلوک) میں تیری لنگ (آلہ تناسل) کو پاک کرتا ہوں تیری اولاد منفذ کو پاک کرتا ہوں" یت شد و شد۔ گویا کی تعلیم آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔

پہلے اگر سچ کہتا ہوں کہ وید مصنف تھے گزرے اور معاش میں مذکورہ بالا منتر پڑھ کر ذرا بھی شک باقی نہیں رہتا بالکل یقین ہو جاتا ہے کہ وید[1] حقیقت میں زنیات سے پر ہیں اور بھی ایسے منتر پیش کر سکتا ہوں اگر ضرورت ہو۔

سوامی دیانند کا مقولہ ہے کہ جو کتاب ایشور کے خواص اعمال و صفات کے برخلاف تعلیم دیوے وہ کلام الٰہی نہیں ہے ثابت کر دیا ہے کہ وید ایشور کے خواص وغیرہ کے برخلاف تعلیم دیتا ہے پس کلام ربانی نہیں ہے سوامی جی کا مقولہ ہے کہ فحش باتوں والی کتاب ایشور کا گیان نہیں ہو سکتی ہے سوامی جی کی اپنی تحریر نے دکھا دیا ہے کہ وید میں فحش تعلیم ہے۔ پس بقول سوامی صاحب وید ایشور کا گیان نہیں ہے

آریہ صاحبان اگر اب بھی وید کو ایشور کا کلام بنائے رکھیں تو ان کی مرضی۔ جان بوجھ کر جو آدمی اندھا ہو جائے تو اس کا کوئی علاج نہیں ❊

سوامی دیانند کو شاید یہ خیال تھا کہ لوگ اُنکے اقوال بے چون و چرا آمنا و صدقنا کر لینگے۔ اسی لئے جو کچھ ان کے دل میں آ گیا جو اُن کے قلم سے نکل گئے اور دوسروں پر اعتراضوں کی بھرمار کر دی مگر خیال تک نہ کیا کہ اس سے بڑھ چڑھ کر برائیاں اُن کے پیارے ویدوں میں موجود ہیں حالانکہ خود ان کا ترجمہ بھی کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی صاحب نے دیدہ و دانستہ ان فحش باتوں کو چھپایا ہے تاکہ لوگ ویدوں سے منکر نہ ہو جائیں ورنہ کب ممکن ہو سکتا ہے کہ ان کو انکا پتہ نہ لگا ہو۔

یجروید ادھیائے ۸ منتر ۱۰ کا ترجمہ سوامی جی نے یوں کیا ہے:۔

"تعریف کے لائق بیگ کے متعلق عورت کو قبول کرنے والے ویریہ (منی) کو ڈالنے یعنی دھارن کرنے اور اولاد کے پالنے والے جو آپ ہیں وہ مجھ میں منی کو دھارن کیجئے (ڈالئے) ❊

ہے مالک میں منی کے الٹ پر اکرم دھارن کرنے اولاد وغیرہ کی حفاظت کرنے والے آپکے سنگ سے یعنی آپ کے ساتھ ہمبستر ہونے سے ویریہ والے ہوئے پراکرمی پتر اکرمی پتر کو حاصل کروں"

[1] اور اس سے انکار مشکل ہے کہ وید بھاشیہ بھومکا میں جو ترجمہ پنڈت جی موصوف نے کیا ہے وہی بالکل ٹھیک ہے کیونکہ اس کی اور ان منتروں کی طرز تحریر ایک ہی ہے۔ پنڈت دیانند جی کے تاویلی معنے بالکل من گھڑت اور ایجاد بندہ ہیں پنڈت جی بھی اس ترجمہ میں بالکل مجبور تھا۔ جو ویدوں میں اُنہیں معلوم ہوا اُسی کا ترجمہ کر دیا ❊

[2] قوم لوط کا فعل شنیع اسی وید منتر سے آغاز ہوا۔

کیوں سوامی جی! قرآن کی دو سی بات پر استغفار کہو مگر اس بڑی سبھا کی فحش منتر کے ترجمہ کرتے وقت آپکے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکلا یہی دھرم ہے اور اسی کا نام ایمانداری ہے۔

کوئی عقلمند بیاہتا عورت اپنے شوہر کے منہ پر اگر ایسی بیہودہ بات کہہ دے تو کیا آپ برداشت کریں گے؟ بلکہ میرا خیال ہے کہ کوئی بھی ایسی عورت نہیں جو اپنے خاوند سے کہے کہ "مجھ میں بیج ڈالئے"۔

یہی نہیں بلکہ بہت سے ویدمنتروں میں جنمیں عورت اپنے خاوند سے ان الفاظ میں مخاطب ہوتی ہے۔ "اے منی ڈالنے میں ہوشیار خاوند"۔ وید نہ ہوا کوک شاستر ٹھہرا۔

آپ کہتے ہیں کہ ۴۸ برس تک آدمی برہمچاری رہا کرے مگر آپکو خیال نہ آیا کہ ایسے ناشایستہ اور شہوت انگیز منتر پڑھکر آدمی کیسی طرح مجرد رہ سکتا ہے؟ -

پھر رگوید اودھیائے ۸ منتر ۹ کا یوں ترجمہ کیا ہے۔ "ہے شادی شدہ بھاگ والی عورت میں تیرا خاوند جس تیری تندرست اور پاک رحم ہے اور جس تیرا ایک کر لائق حمل ہے جس حمل کے خوبصورت اور سیدھے اعضا ہیں تو اسکو حمل کی خواہش کرنیوالی تیرے ساتھ سماگم (ہمبستری) کرکے دھرم کے مطابق تجھ سے اچھی طرح حاصل کروں"۔

یہ منتر جتنا فحش ہے اتنا ہی بے معنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوامی جی نے بہت سی باتیں بنائی ہیں۔ کیونکہ اپنے ویدوں کا ترجمہ گندہ کیا ہے مگر اس بیچارے کا کیا قصور آپ نے بھی تو کچھ اچھا نہیں کیا۔ عورت کی بے حیائی کی تعریف کی ہے۔ اسی ویدک دھرم کی بشارت تمام دنیا کو دے رہے ہو اور پھر امید کرتے ہو کہ لوگ اس فحش بیان کے پیرو ہو جائیں۔ آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو۔

آریہ بھائیو! غور سے پڑھو اور سوچو کہ آیا ایسی ہزلیات سے پر کتاب ایشور کا گیان کہنے کے قابل ہیں؟ روشنی کا زمانہ ہے سنی سنائی باتوں پر مرمٹنا عقلمندی نہیں۔

پھر رگوید ادھیائے ۸ منتر ۴۴ کا ترجمہ یوں پڑھئے۔ "ہے دھرم میں دل لگانیوالی خاوند بیگانی خوبصورت اور اچھی عورتوں کے ساتھ بدچلنی کرنے والے تمکو میں وہاں سے اچھی طرح ہٹاتی ہوں۔

ہے بے ادبی میں دل لگانیوالی خاوند بیگانی عورتوں کے پاس بدنفس ہو جانیوالی تمکو میں وہاں سے چھڑاتی ہوں ہے بدچلنی میں دل لگانیوالی خاوند اچھے چلن والی بیگانی عورتوں کے پاس دھرم سے جانیوالی تم کو میں وہاں سے دور کرتی ہوں ہے تلون مزاج خاوند از حد خوش بیگانی عورتوں کے پاس جانیوالی تمکو وہاں سے باہر کرتی ہوں ہے سخت دل خاوند میٹھی باتیں کرنیوالی بیگانی عورتوں کے پاس بدچلنی سے جاتے ہوئے تمکو میں ہٹاتی ہوں ہے جہالت میں کوڑھ مغز ہوکر من کے روپ میں یعنی سورج کی پھیلی ہوئی کرنوں کے وقت گھر میں سنگم (ہمبستری) کرنے کے خواہشمند پاک خالص بھی والی تمکو منی کی غرض سے اچھی طرح چھڑاتی ہوں"۔

یہ ایسا بیہودہ اور لچر منتر ہے کہ اس کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ ناظرین خود اندازہ لگا لیں۔

عجیب ہے اور افسوس ہے کہ اس تہذیب کے زمانہ میں بھی ایسے گندے خیالات اور گندی تعلیم والی کتابیں ایشور کا گیان مانی جائیں یہی نہیں بلکہ اوروں کو بھی تحریک کی جاوے کہ اسکے پیرو بن جائیں۔

آریہ سماجی مالوی ستیہ وراٹ کو اکٹھا کرکے ایسے منتروں کی کتھا کیا کرو۔ اور پھر دیکھنا کہ اس ایشور کے گیان کو سنکر کیسی گیان وان ہو جاتی ہیں۔ اور تریا بید کا کیا اثر ہوتا ہے۔

پھر ۱۰ اپریل سنہ ۱۹ء کے اخبار میں لکھتا ہے **وید میں دختر سے ہمبستری کی تعلیم**

مہربان ایڈیٹر صاحب! آپ اس عنوان کو پڑھکر حیران رہ جائیں گے کہ ایسی ناگفتہ بہ تعلیم بھی کسی آسمانی کتاب میں ہو سکتی ہے آسمانی تو درکنار کسی انسانی کتاب میں خواہ وہ کیسی ہی تہذیب سے گری ہوئی کیوں نہ ہو اسکا ملنا محال المحال ہے اور ممکن ہے کہ آپکے دل میں شک ہو گا۔ کہ نامہ نگار اپنے دل سے لکھ رہا ہے اسی شک پر اکتفا کرکے آپ میرا کل مضمون کو نہ پڑھیں اور ردی میں پھینک دیں اس لئے میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اس وقت تک جو کچھ عرض کیا ہے اسمیں اپنی طرف سے ایک حرف بھی کم و بیش نہیں کیا سوامی جی کی تحریرات و اقوال کا ہمیشہ حوالہ دیا ہے۔ دیتا ہوں اور آئندہ بھی دونگا۔ آپ مطمئن رہیں کیونکہ بندہ حق کا متلاشی ہے نہ کہ فضولیات کا۔ علاوہ ازیں کسی معاملہ کو بگاڑ کر لکھنا اپنی طرف سے کم و بیش کرنا اور کھینچا تانی کرنا نیازمند کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی بے ایمانی ہے۔ سوامی جی بھومکا ۸ ۹ ۶ پر لکھتے ہیں:-

تنے مصنفوں نے ایک یہ کتھا بھرانتی سے جھوٹ بنا کر لکھی ہے جو پرتھم روپک النکار کی تھی دیر پرجاپتی سوم دوہ ہتیم وغیرہ یہاں پرجاپتی کہتے ہیں سورج کو جس کی دو لڑکیاں ایک پرکاش (روشنی) اور دوسری اوشا (dawn) ہیں کیونکہ جو جس سے پیدا ہوتا ہے وہ اسکی ہی اولاد کہاتا ہے۔ اس لئے اوشا جو تین چار گھڑی رات باقی رہنے پر مشرق سی نظر آتی ہے وہ سورج کی کرن سو پیدا ہونے کے سبب سورج کی لڑکی کہلاتی ہے۔ ان میں سے اوشا کے سامنے جو پہلی سورج کی کرن جا کر پڑتی ہے وہی منی ڈالنے یا قایم کرنے کی مانند ہے۔ ان دونوں کی ہمبستری سے پتر یعنی دن پیدا ہوتا ہے۔ پرجاپتی اور سوتیا یہ شت پتھ میں[1] سورج کے نام ہیں:

اس سب کا مطلب یہ ہے کہ پرجاپتی (سورج) اپنی دختر اوشا میں منی (کرن) ڈالتا ہے اور باپ بیٹی کے سماگم (ہمبستری) سے بیٹا یعنی دن پیدا ہوتا ہے۔

آگے لکھا ہے:- "باپ کے مانند پرجینہ یعنے بادل اس کی زمین لڑکی ہے۔ کیونکہ زمین کی پیدائش پانی سے ہے۔"

[1] شت پتھ برہمن والا بھی ایک ستاولی لغو بیان کرتا ہے وہ خدا یا رسول نہیں جو اسکا کہا مانا جائے

ہوتی ہے جب اس اپنی لڑکی میں باپ کے ذریعہ منی یعنی بارش آتا ہے تب اس سے حمل ہو کر اناج وغیرہ مختلف پتر پیدا ہوتے ہیں اس گتھا کا مول رگوید ہے“ +

پھر آگے لکھتے ہیں :- ”اس میں یوں یعنی حمل قایم کرنے کی جگہ زمین اور حمل کرنے والا باپ سمان یا دل ہے وہ اپنی بوند یعنی منی کے ڈالنے سے اسکو حمل کرکے اناج وغیرہ مختلف اولاد پیدا کرتا ہے۔ جیسے سب دنیا کی پرورش ہوتی ہے۔ سب سے محبت کرنیوالے پرمیشور نے انسانوں کی ترقی کے لئے روپک النکار استعارہ کھنا ورن کلا اور پدیش کیا ہے وہی پالن کرنیوالا دنیا میں پتر اور پوتوں کی پرورش اور اپدیش کرتا ہے جسکے روپ دونا رہیں قایم ہو کر باپ بیٹی میں منی ڈالتا ہے جیسے کہ پہلے کہہ آئے ہیں جس نے اس پرکار کے پدارتھ اور تعلقات بنائے ہیں اسکو ہم نسکار کرتے ہیں“

ایڈیٹر صاحب! اس عبارت کو پڑھکر کیا اب بھی آپ کو کچھ شک باقی ہے۔ کیا غضب کا مہذب النکار استعارہ بنایا ہے اس سے بڑھکر فحش کلامی ہو نہیں سکتی۔ اس میں دختر سے ہمبستری کی صاف اور کھلے الفاظ میں تلقین کی ہے اور جائز بتائی گئی ہے چھی چھی چھی۔ ایسی گندی کتابوں کا مطالعہ بھی گناہ ہے اور کفر سے بدتر ہے۔ آریوں کو شرم نہیں آتی کہ ایسی خرافات سے بھری ہوئی کتابوں کو ایشور کا گیان مانتے ہیں۔ اور سوامی جی نے اسی ویدک تعلیم کی خاطر گھر بار چھوڑ فقیری اختیار کی تھی۔ اگر ایسا ہے۔ تو اُنہوں نے اپنی زندگی رائیگاں اور مفت میں برباد کی +

لالہ راجارام صاحب! اس کا آپکے پاس کیا جواب ہے؟

یوگ ابھیاس کرو شاید ایشور آپکے آتما میں اُس کے معنے سمجھا دیوے +

(۱) یہ تشبیہ نہایت فحش اور پرلے درجہ کی ناجایز ہے۔ جو کسی بُری سی بُری کتاب میں بھی نہیں پائی جاتی۔

(۲) یہ النکار صاف بتاتا ہے کہ ویدوں سے دختر کے ساتھ منہ کالا کرنا جایز ہے ورنہ یہ النکار نہ دیا جاتا النکار ہمیشہ عمدہ اور جایز باتوں کا دیا جاتا ہے نہ کہ خراب اور ناجایز کا۔ اور پھر لکھا ہے کہ ”ایشور نے انسانوں کی عقل کی ترقی کے لئے ان النکار روا کلا اوپدیش کیا ہے“ انسانوں کی عقل ہو بہو بالکل نہیں بڑھتی اس سے ثابت ہو کہ یہ النکار ریہ کے معنوں میں درست ہو آپ بھائیو اس النکار پر عمل کرنے کو تیار ہو یا نہیں اگر آپ سچ مچ ویدوں کو ایشور کا گیان مانتے ہیں تو آپکو کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ہاتھی کی دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں تو آپکو اختیار ہے +

آپکا ایک بھجن ہے کہ وید و دیاؤں کی ہے کان۔ وید میں ہے ہری پورن گیان۔ چونکہ وید تمام علوم

کی صدق ہے۔ اس لئے یہ مذکورہ بالا وید بھی اس میں ہونی ضروری تھی۔ اگر وید الیشور کا گیان ہے۔ تو مسٹر پیر آف دی کورٹ آف لنڈن۔ الف لیلہ گلستاں کا باب پنجم وغیرہ کسی مہان الیشور کا گیان ہونی چاہئے اگر وید ہی ہے تو بدچلنی کی کوئی حد نہیں ❊

پھر دیکھئے یجر وید ادھیا ۲۲ منتر ۱۸ میں ہے کہ اے آل ہوا دی یا پڑ والی کوئی گھوڑے کی مانند تیز قدم آدمی۔ خوش خورم آدمی جینے والی دولت کرنے کو سونتا ہے۔ وہ مجھے نہیں اپنے قابو میں لاتی اس سے میں جان کے پوکن کے لئے سچی بولی دکھ کے مٹانے کے لئے سیکھی ہوئی بولی اور سب جسم میں سرایت کر جانے والی روح کے لئے سچی بولی کو جوڑتا ہوں ❊

کیسا لغو خطاب اور کیسا بیہودہ الہام ہے ابتدائے دنیا میں جب ہماں۔ وادی اور گھوڑے کا وجود ہی نہیں تھا تو اس الہام کا مفہوم کیا سمجھا جاتا تھا ❊

پھر یجر ۳۴ منتر ۱۵ میں پرمیشور کا ارشاد ہے۔ اے ملکر چلنے والی داناؤ۔ تم آج ہمارے سامنے آؤ۔ ہم سے الگ منہ مت چھپائے پھرو۔ میں ڈرتا ہوں۔ تمہارے مانی الضمیر کو اچھی طرح پہونچوں۔ مجکو بھاڑ کھانے والے بھیڑیئے سے بچاؤ۔ اے داناؤں کے تواضع کرنے والی لوگو! جس کنوئیں یا گڑھے میں تم گر پڑتے ہو اس سے مجھے بچاؤ۔ وید کسی اندھے کی صدا اور بے بسی کی ندا معلوم ہوتی ہے

پھر یجر وید ادھیا ۱۹ منتر ۳۹ میں ہے

اے پیدا شدہ انسانو جاننے والے عالمو اچھے علما میرے علم اور محبت کو پاک کریں۔ میری عقل کو پاک کریں اور تمام مخلوقات کو پاک کریں ویسے ہی آپ بھی مجکو پاک کیجئے ❊

نہیں معلوم ایسی ناپاکی پرمیشور کو کیا لپسٹ رہی تھی۔ کہ ہر ایک آدمی وغیرہ منتیں کرتا ہو کہ مجھے پاک کیجئے ❊

پھر وید نے ایشر کی محتاجی اس طرح بیان کی ہے۔ دیکھو یجر وید ادھیا ۱۸ منتر ۲۶۔ میرا تین طرح کا گذر یہ میری تین طرح کی گذرنی۔ میری نامکمل ترکیبوں سے ہونے والے نقصان سے بچانیوالا بیل میری ترکیبوں کو پورا کرنے والی گائے میری پانچ طرح کی بھیڑیں اور ان کا گھی۔ میری پانچ طرح کی بھیڑوں کے گذر بیئے اور ان کی کوشش میرا تین بچھڑے والا بیل اور اسکے بچھڑے۔ میری چھپنا والی گائے اور اسکا گھی۔ اور میرا جو بیسا بیل اور اسکے کام یہ سب چیزیں پشو پالنے کی ترکیب سے پوری ہوں ❊

خیال کرو۔ اگر نامکمل ترکیبوں سے ہونیوالے نقصان سے بچانیوالا بیل اور ترکیبوں کو مکمل کرنیوالی گائے نہ ہوتی تو پرمیشور کا گھر بار سب برباد ہو جاتا۔ اور یہ گھوڑے وغیرہ بکریاں۔ جنگلی والے حیوان پالنے کی ترکیبوں سے مدد نہ دیتے تو آج پرمیشور کے گھر میں ایک بکری کا بچہ نہ ہوتا اور اپنا چلا چلا کر میٹھے بیٹھا رہے بھیڑ وغیرہ سے کوئی مدد نہ پہونچتی۔ چنانچہ

سماج کا محتاج نہ ہو۔ جگہ محض یجر وید سے ثابت ہو کہ ہر چیز کو یجر سے حاصل کرنا چاہئے۔ ویل کا منتر ملاحظہ ہو ٭

یجر ادھیائے ۱۸ منتر ۱۲۔ میرے چاول ساٹھی دھان۔ میرے جو آٹھر۔ میرے ارد اور مٹر۔ میرے تل اور ناریل۔ میرے مونگ اور موٹھ۔ میرے چنے۔ چنے کی دال۔ میری کنگنی اور کنگنی کی بھات۔ میرے باریک چاول اور انکی کھچڑی اور ان کا بھات۔ میرے گیہوں اور انکا پکوان۔ میرے سو دکھی و سیج ہوں

ویدکا نزول فضول

پھر دیکھئے ویدکا نزول وعدم نزول بالکل لغو اور فضول ہے۔ وید نے دنیا میں کسی جگہ توحید کا نقش قایم نہیں کیا توحید کا قایم کرنا تو ایک طرف۔ بیچارے کا اپنا وجود قریب لغی کے رہا۔ خود انڈیا میں عنقا تھا۔ چنانچہ اکثر تاریخ آریہ سماج خود اپنی کتاب میں صاف اقرار کرتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی کو انڈیا میں وید کا ایک نسخہ بھی بمشکل ملا ہے وہ کتاب جس کا وجود قریب لغی کے ہے دنیا کے لئے کیا ہادی ہوسکتی ہے۔ وید کا نزول تبت میں بتایا جاتا ہے اور دنیا کی ساری مخلوق تبت ہی سے پھیلی کوئی انصاف پسند غور کرے کہ جب ساری دنیا تبت ہی سے پھیلی اور ابتدا میں آریہ بلا واسطت وہیں پیدا ہوئے تھے تو دیگر ممالک میں وید کا وجود کہیں کیوں نہیں پایا جاتا دنیا کو پیدا ہوئے قریب دو ارب سال کے ہوگئے مگر وید کی اشاعت اور وید کا وجود دنیا میں کہیں بھی پایا نہ گیا جس سے اظہر من الشمس ہے کہ نہ ابتدا میں آریہ تبت میں پیدا ہوئے نہ وید کا نزول تبت میں ہوا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ آریہ ورت کے لوگ تو وید جیسی مقدس اور پیاری کتاب کو اپنے ساتھ لے آئے اور دیگر تمام جہان کے باشندے وید کو تبت ہی میں چھوڑ آئیں اور اسکی کچھ پرواہ نہ کریں ٭

وید کے وجود کا صرف آریہ ورت میں اور وہ بھی قریب لغی کے پایا جانا اور دیگر ممالک میں کروڑوں سال سے وید کا ایک نسخہ بھی نہ پایا جانا ایک غور کرنیوالی انصاف پسند طبیعت کو صاف اس نتیجہ پر پہنچا دیتا ہے کہ نہ تو نسل انسانی کا مبدء تبت ہی اور نہ ہی وید تبت میں نازل ہوئے ہو بلکہ بعد میں آریہ ورت میں آکر اُس وقت سے گھڑے جانے شروع ہوئے جب کہ آریوں کو ہندوستان کے اصلی باشندوں سے لڑائی کا موقعہ پیش آیا اسوقت آریوں کو جوش دلانے کے لئے جہاد وغیرہ کے منتر گھڑے گئے۔ ورنہ اس سے پیشتر اس قسم کے منتروں کی کچھ ضرورت نہیں تھی نہ ابتدا میں آریوں کا کوئی دشمن تھا نہ رحم مجسم ایشور اس قسم کے ظالمانہ احکام بھیج سکتا ہے۔

اب پنڈت دیانند کے تعصب کی طرف خیال کیجئے۔ وہ ایک سوال کے جواب میں یوں دُر افشانی فرماتے ہیں :۔

سوال۔ وید کی پستک نازل ہونے کی ضرورت کچھ بھی نہیں کیونکہ انسان آہستہ آہستہ علم میں ترقی کرتا ہوا

ف۔ خود آریوں کی ابتدائی جائے پیدائش تبت میں نہ وید میں نہ ویدی رہے ۔ ورقبا برہپ بیٹھا ہے دیکھو

کتابیں جو تصنیف کریگا۔ اس کا جواب سوامی دیانند نے بڑا طول طویل دیا ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ مطلب یہ تھا کہ اگر وید نہ دیئے جاتے تو لوگ کچھ بھی ترقی نہ کرتے۔ چنانچہ جبیل وغیرہ جنگلی اقوام نے اب تک کچھ ترقی نہیں کی ہے جب تک آریہ ورت سے تعلیم باہر نہیں گئی تھی تب تک مصر یونان اور یورپ وغیرہ ممالک میں علم کا نام و نشان نہ تھا۔ کولمبس کے جانے سے پہلے امریکہ کے لوگ ہزاروں۔ لاکھوں کروڑوں برسوں سے جاہل چلے آتے تھے بعد ازاں تعلیم پاکر عالم ہوگئے...... وغیرہ سوامی جی نے اپنے دعوی کی تائید میں کوئی سند نہیں پیش کی بلکہ یہ فرض کر بیٹھے کہ وید شروع دنیا میں دیئے گئے تھے ۔

ویدک جو غرض ہیں سوامی دیانند کو یاد نہیں رہتا کہ کیا لکھ چکے ہیں اور کیا لکھ رہے ہیں۔ ایک جگہ تو لکھ چکے ہیں کہ سرشٹی پہلے پہل صرف تبت میں پیدا ہوئی تھی اور یہاں آپ لکھتے ہیں کہ جب تک تعلیم آریہ ورت سے باہر گئی تھی تب تک مصر وغیرہ ممالک میں علم کا نام و نشان بھی نہ تھا جب وہاں انسان ہی نہ تھا۔ تو علم کہاں سے آتا اور آریہ ورت کے عالموں نے وہاں جاکر کیا درختوں کو تعلیم دی تھی۔ اس سے صاف ثابت ہو کہ یہ ملک آباد اور سرشٹی صرف ایک جگہ نہیں ہوئی بلکہ مختلف ممالک میں مگر آپ بھی لاچار ہیں اگر ایسا نہ کریں تو وید کی فضیلت کیونکر قائم رہ سکے۔ اناپ شناپ یہ ہی سہی دلیل ضرور ہی چاہئے۔ آپ اگر یہ فرمائیں کہ لوگ تبت سے نقل مکان کرکے وہاں جا بسے تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وید وغیرہ کتب اور پڑھا پڑھایا سب کچھ تبت میں ہی چھوڑ گئے تھے۔ مگر دیکھتے ہیں تو یہ آتا ہے کہ جس قدر اقوام نے اب تک جلاوطنی اختیار کی ہے۔ سب کی سب اپنی رسم رواج مذہب طریق معاشرت و تمدن زبان شائستگی اور اپنی کتب مقدسہ وغیرہ سب اپنے لے گئی ہیں یہودی بیچارے رست مدینا سے ملک موروثی سے خارج ملک بملک پھر رہے ہیں مگر جہاں جاتے ہیں اپنی مذکورہ بالا باتیں ساتھ لیجاتے ہیں صدیاں گذر گئیں کہ پارسی لوگ فارس کو خدا حافظ کہکر ہندوستان میں پناہ گزین ہوئے تھے اور حالانکہ اس ملک کی آبادی کے مقابلہ میں آٹے میں نمک بھی نہ تھے مگر اب تک انکی ہر ایک چیز اور بات ہندوؤں سے جدا ہے۔ اپنی کتب مقدسہ اپنا طریق عبادت اپنے ساتھ لائے اور اب تک ان کے پاس موجود ہیں یورپ کے لوگ جو امریکہ افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں جا بسے۔ اپنی زبان اپنی تہذیب اپنا مذہب وغیرہ ساتھ لیگئے اور اب تک انکے پاس ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ اگر سب لوگ تبت میں ہی پیدا ہوئے اور خدا کی کتاب وید وہاں ہی آئے تو نقل مکان کے وقت سب کچھ وہاں ہی چھوڑ جاتے ۔

ہندو لوگ بھی رہا ہی آئے تو یہ سب اشیا وہاں کیوں چھوڑ آئے۔ انکے پاس جو انکی کتاب وید انکے پاس خدا کی زبان سنسکرت باوجود ہزارہا انقلاب کے اب تک موجود ہوں مگر اور کسی قوم کے پاس نہ بھی نہ ہو۔ حالانکہ سب ایک ہی جگہ سے بکھری ہوں کیا یہ مقام تعجب نہیں اور کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ نہ تو سرشٹی ہی ایک جگہ

پیدا ہوتی اور وید شروع میں دیئے گئے۔ بلا ثابت ہو گیا بعض غیر جنگلی اقوام سے خدا کی دشمنی ہے کہ انکو ایک کاہل مطلق رکھا کیونکہ انکو بھی پانچ سات وید دیدیئے۔ آریوں کو کونسا خطاب کا پر لگا ہوا تھا کہ انکو نہ دو تین چار وید دیدیئے ◆

سوامی جی تاریخ و جغرافیہ سے بھی خوب واقف ہیں کیونکہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب کولمبس وغیرہ لوگ امریکہ گئے تو وہاں کے لوگ وحشی تھے۔ مگر بعد ازاں تعلیم پاکر عالم ہو گئے۔ سوامی مہاراج! امریکہ کے اصلی باشندے تو اب بھی ویسے ہی جنگلی ہیں ترقی تو صرف ان لوگوں نے کی ہے جو یورپ سے جا کر آباد ہوئے تھے۔ اور وہ علم وغیرہ ساتھ لے گئے تھے۔ مگر آپکا بھی قصور نہیں جیسا سنا جڑ دیا ◆

ویدک جہاد

پھر دیکھو قرآن اور بائبل پر پنڈت دیانند جی کا بڑا بھاری یہ اعتراض ہے کہ ان میں کافروں کو قتل کرنے کی ہدایت موجود ہے۔ قرآن کا خدا خونخوار ہے اور جو کتاب خونخواری کی تعلیم دیتی ہو وہ آسمانی نہیں ہو سکتی ◆

مگر ایسا لکھتے وقت انہوں نے ویدک جہاد سے صریح چشم پوشی کی۔ حالانکہ وید میں اسقدر خونخواری اور جہاد و قتال کی تعلیم ہے کہ اسکے لئے ایک برن یعنی چھتری قوم خاص طور پر مخصوص کی گئی۔ ویدک ایشور کا ارشاد دیکھو ہے سبھا اور قوم کے مالک! آپ جو ہمارے ساتھ دشمنی کرے۔ جو ہمارے ساتھ عداوت کرے ہماری اہانت کرے۔ جو ہمارے ساتھ فریب کرے ان سبکو جلا کر راکھ کر ڈالئے (دیانندی یجر وید بھاشیہ صفحہ ۱۰۹۶) ◆

خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ ورنہ اس منتر کی تعمیل میں عیسائیوں اور مسلمانوں کا بچنا مشکل تھا۔ آریہ لوگ ہم کو اپنا دشمن جانتے ہیں پس ہمارا خدا ہی حافظ تھا۔ ایسی خونخوار تعلیم پر آریوں کو ناز ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ وحشیانہ ویدک دھرم کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں کوئی انسانی قانون بھی شائستگی سے ایسا گرا ہوا نہیں جسقدر یہ وید منتر پس غیبت اور فریب کی سزا زندہ جلا دینا۔ خدا ایسے ویدک دھرم سے انسانوں کو پناہ دے ◆

ہے جگدیشور جس سبب سے آپ نہایت تعریف کے لائق ہیں اس سبب سے میں دشمنوں کی ہلاکت کے لئے آپ کو دھارن کرتا ہوں یک نشد و شد۔ خدا کی عبادت بھی اس غرض سے کرو کہ دشمن برباد ہوں واہ سبحان اللہ کیسا اچھا دین ہے۔ سوامی جی نے تو ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ ایسی پرارتھنا کوئی نہ کرے کہ اے پرمیشور ہمارے دشمنوں کو مار۔ مگر وید میں تو عبادت اسی غرض سے ہے ◆

دشمنوں کے ناش کرنے کے لئے میں آپکو دھارن کرتا ہوں (صفحہ ۵۵) جو زمین پر چلنے پھرنے والے

؎ حالانکہ قرآن کی جہادات ایک حکیمانہ اصول پر مبنی ہیں ۱۲

اس اور راکھش ہیں اُنہیں برباد کرنا چاہئے (صفحہ ۱۶۹) +
پھر یجروید ادھیاۓ ۵ منتر ۲ میں ہے۔ کہ خدا اپنا دُمن ہنو والو شیر کی طرح گنا ہگار انکو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھا دیتا ہو۔
جائے غور ہے کہ جو کتاب خدا کو جو رحم کا سرچشمہ بلکہ رحم مجسم ہے شیر جیسے ناپاک خون کے پیاسے اور بے رحم
جانور سے تشبیہ لائی وہ کیونکر کلام ربانی ہوسکتی ہے۔ پس وید بالکل سچی کتاب نہیں +
پنڈت دیانند جی اپنی کتاب ستھیارتھ میں لکھتے ہیں کہ خونخواری اور جنگجوئی خدا کی اولاد میں سے
نہیں ہوسکتی کل انسان اُنکی نظر میں ایک سے ہیں وہ رب العالمین ہے اور سب کی بھلائی چاہتا ہے چنانچہ
خود ستھیارتھ کے صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں ÷
سوال۔ ایشور کیا چاہتا ہے۔ جواب۔ سب کی بھلائی اور سب کے لئے آرام چاہتا ہے۔" مگر وید میں
سینکڑوں ایسے منتر ہیں جن میں جنگ کی ہدایت ہو۔ جنگ کی ترغیب دینے والا کیونکر سب کی بھلائی کا خواہاں ہوسکتا
ہے۔ دور کیوں جاؤ رگوید کا پہلا منتر ہی دیکھو سوامی نے اسکا ترجمہ اس طرح پر کیا ہے (دیوم) جنگ وغیرہ میں
کلا بکت یعنی مشین والی ہتھیاروں سے فتح کرانیوالی آگ کی خواہش کرتے ہیں۔" لیجئے بسم اللہ ہی غلط۔ پہلے ہی
منتر میں قتل مقاتلہ کی آرزو ظاہر کی گئی ہے۔ خدا کی کتاب اور ایسی خونخواری کی آرزوئیں۔ ویسے ہی
شوبیر و دشمنوں کے ناش کرنے والے ہو کر اس دنیا کی حفاظت کرنے والے ہوجیئے" رگوید منڈل اول سوکت ۴ منتر ۲
اب سوال یہ ہے کہ دھرم کے مخالف کون لوگ ہیں اسکا جواب انہوں نے دیا ہے کہ "ناشکر وید نند کا" جو وید کی
نندیا یعنی برائی کرتا ہے وہ ناستک ہو۔ عیسائی اور مسلمان وید کو اچھا نہیں جانتے۔ اس کی تردید کرتے ہیں اور اسکی تعلیم پر
عمل نہیں کرتے پس وہ دھرم کے مخالف اور مذکورہ بالا منتر کے مطابق واجب القتل ہیں یہ ایشور کی نیک ہدایت ہو
ستھیارتھ پرکاش ۵۰۷ پر سوامی دیانند لکھتے ہیں " او بی جہاد کرکا فروں سے اور گمنام دشمنوں اور سختی لاو پر ان کے
آیت ۹۔ اسپر سوامی حاشیہ چڑھاتے ہیں "محمدی خدا کا تماشا دیکھئے۔ کہ پیغمبر اور اہل اسلام کو غیر مذہب والوں سے
جنگ کرنے کے لئے اکسایا کرتا ہے"
مگر سوامی جی اپنے ویدک خدا کا تماشا بھول گئے۔ کہ وید میں جگہ بجگہ دشمنوں سے جنگ کی ترغیب دیتا ہے
رگوید منڈل اول سوکت ۸ سارے کا سارا جنگ میں مدد کے لئے دعاؤں سے پُر ہے۔
منتر اول۔ "دشمنوں کے جتانیوالی دولت ہمکو خوب طرح سے دیجئے"
منتر دوم۔ "جس مذکورہ بالا دھن سے بازوؤں سے جنگ اور گھوڑے وغیرہ فوج کے سامان سے یقیناً دشمنوں کو
شکست دیں ایسے اعلیٰ دھن کی خیرات براہ مہربانی ہمیں کیجئے"
منتر سوم۔ "بے حد طاقت والے ایشور آپکی مہربانی سے حفاظت اور طاقت کو حاصل ہوئے

ہم لوگ یہی فتح کیواسطے دشمنوں کی طاقت کو ناش کرنیوالی توپ بندوق تلوار اور تیر و کمان کو لیتے ہیں۔ تاکہ آپکی طاقت کی مدد اور اپنے فوجی بل سے اپنے دشمنوں کو جنگ میں جیت لیں ❊

منتر چہارم ؛ "ہے جنگ میں جو مدد دینے والے ایشور آپکی کرپا سے ہم لوگ ہتھیار وں کے چلانے میں ہوشیار بڑے بڑے شور بیروں کے ساتھ ہو کر اور فوجی طاقت کے ساتھ لڑنے والے دشمنوں کو زیر کریں اور چکرورتی راج کا پالن کریں"

منتر پنجم ؛ "جو دنیا کی حفاظت کرنیوالا جو کہ اپنی مدد سے ہمکو فتح دیتا ہے یہ اُسی کی مہا اٹل بل ہے"

منتر ششم ؛ "جو جید عقلمند آدمی ہیں وہ لڑائی کے لئے دشمنوں کو جیتنے کے واسطے تیار رہتے ہیں"

کیوں سوامی جی۔ اب آپنے اپنے ویدک خدا کا تماشا دیکھا کیسی ظالمانہ تعلیم دے رہا ہے۔ پھر صفحہ ۹۹ پر لکھتے ہیں "اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ مارڈالو تم اُنکو جہاں پاؤ قتل سے کفر بُرا ہے۔ یہاں تک لڑو اُن سے کہ نہ رہے کفر اور ہو جاوے دین اللہ کا۔ اُنہوں نے جتنی زیادتی کی تم پر اتنی تم اُنپر کرو۔ آیت ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۹ و ۱۹۰۔ اسپر حاشیہ چڑھاتے ہیں۔

اگر غیر مذہب والے سچ مچ کافر ہیں تو بھی اُنکے ساتھ تمہارا ظالمانہ سلوک جایز نہیں کیا چوری کا بدلہ چوری ہے۔ اگر کوئی بیعقل ہمکو گالی دیوے تو کیا ہم بھی اُسکو گالی دیں۔ یہ تو بالکل انسانیت سے بعید ہے۔ ایسی تعلیم خدا یا رسول یا کلام اللہ کی نہیں ہو سکتی بلکہ خودغرض اور جاہل کی ہو سکتی ہے" پنڈت جی کیا یہ سچ ہے۔ پس اگر یہ سچ ہے۔ اسی طرح وید کی یہ تعلیم کہ "جو ہم سے عداوت رکھتا ہے۔ جو ہماری بد نیت کرتا ہے جو ہمسے فریب کرتا ہے اُسکو جلا کر راکھ کر ڈال" (یجر ادھیائے ۱۱ منتر ۸۰) خدا کی کلام نہیں ہو سکتی بلکہ خودغرض اور جاہل کی کلام ہو سکتی ہے ❊

پس آپکے قول کے بموجب یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ کسی خودغرض اور جاہل کا۔ جار وید جو سر پر چڑھکے بولی۔ اے آریہ سماج کے لوگو! پھر وید وید کیا کہتے پھرتے ہو۔ یہ تو خودغرضی بے رحمی اور دنیا پرستی کی تعلیم سے بھرپور ہے ❊

اس کو کلام اللہ بنانے کی کوشش و سعہ برابر بے آبرو کر رہے ہے۔ کیوں اپنی زندگی مفت کھوتے ہو۔ وید کی تعلیم پر نہ تم عمل کرتے ہو اور نہ کر سکتے ہو۔ کیونکہ اس میں جنگ کی ترغیب ہے۔ دشمنوں کو مار ڈالنے کی ہدایت ہے جنپر عمل کرنا اس انگریزی عہد میں ناممکن ہے۔ بنانے وو پرانے گلے سڑے خیالات والی کتاب کو۔ جس کا ہونا نہ ہونے سے بدتر ہے۔ اس زمانہ میں اسکی باقی کی دعائیں مہمل ہیں کیونکہ بھیڑ بکری وغیرہ زمانہ قدیم میں دھن دولت سمجھے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں جو کوشش کرتا ہے پا لیتا ہے۔ تجارت کرو اور دیگر دھن کمانے کے وسایل عمل میں لاؤ۔ جس طرح یورپ اور امریکہ کی قوم کرتی ہیں دولتمند ہو جاؤگے۔ نری پرارتھنا سے دھن تمکو کبھی نہیں ملیگا۔

ویدمیں زیادہ تر دو ہی قسم کی دعائیں ہیں۔ اوّل جنگ کے لئے دوم دھن دولت مویشی کے لئے۔ دونوں میں ا اسوقت بے سود ہیں۔ جنگ تم کر ہی نہیں سکتے اور دولت دعاؤں سے ملتی نہیں۔ پھر بتایئے عدم وجود برابر ہے یا نہیں +

پھر وید کے موافق ایشور کا نام رُدر بھی ہے جسکے معنے ہیں دشمنوں کو رُلانے والا۔ اگر خدا میں رُلانے کی صفت نہ ہو تو پھر وہ خدا ہی کاہے کا ہے۔ پنڈت جی اپنے ستھیارتھ کے صفحہ ۲۳۲ پر لکھتے ہیں کہ اس قسم کی دعا کبھی نہ مانگے اور نہ پرمیشور منظور کرتا ہے کہ اے پرمیشور آپ میرے دشمنوں کو برباد کرو۔ مجھ کو سب سے بڑا بناؤ۔ سب میرے ماتحت ہو جائیں +

شاید یہ الفاظ لکھتے وقت پنڈت جی کو یاد نہیں رہا۔ کہ وید ایسی دعاؤں سے بھرا ہوا ہے۔ جو سندھیا سوامی جی نے آریوں کے واسطے بنائی ہے اور جس کو روزمرہ دو دو وقت کرنے کی ہدایت ہے۔ اس میں کئی منتر ہیں جنکے اخیر میں کہا جاتا ہے کہ جو ہم سے دشمنی کرتا ہے یا جس سے ہم دشمنی کرتے ہیں ہمکو آپ کی ڈاڑھوں میں ڈالتے ہیں۔ کیا خوب ویدک ایشور مردم خوار بھی ہے۔ ورنہ دشمنوں کو خدا کی ڈاڑھوں میں ڈالنے سے کیا مطلب تھا +

یجروید ادھیائے اول منتر ۳۰ میں لکھا ہے۔ "جو ہمکو دُکھ دیتا ہے اور جس کو ہم دُکھ دیتے ہیں اسکو آپ ہمیشہ سزا دیجئے"۔ پھر یجروید دوم ادھیائے منتر ۱۸ میں خدا کو دشمنوں کا مارنے والا کہا ہے۔ ادھیائے سوم منتر ۲۵ میں لکھا ہے "ہم لوگوں کے لئے اوتم پرکاش سے یکت علم۔ چکرورتی راج یعنی کل جہان کا راج وغیرہ دولت کو اچھی پرکار دیجئے"

ویدوں میں اسی طرح کی دعائیں ہیں۔ ہمکو مت ماریئے۔ ہمارے خویش و اقربا کو مت ماریئے۔ ہمارے دشمنوں کو کھا جایئے۔ ہمکو دھن دیجئے۔ ہمکو کل دنیا کا راج دیجئے۔ ہمکو تیز کیجئے۔ ہمکو سو برس کی عمر دیجئے۔ ہم سو برس سے زیادہ زندہ رہیں وغیرہ دنیا پرستی کی دعائیں ہیں۔ سوامی جی کہتے ہیں کہ ایسی پرارتھنا کہ ہمارے دشمنوں کو مارو ہم کو سب سے بڑا بنا۔ بیوقوفی کی دعائیں ہیں۔ مگر ویدمیں یہ دعائیں موجود ہیں۔ پس ویدمیں بیوقوفی کی دعائیں یا باتیں درج ہیں۔ پھر وید کس طرح ایشور کی بنائی ہوئی کتابیں ہوسکتی ہیں +

اسی صفحہ پر سوامی جی فرماتے ہیں۔ کوئی ایسی ہی دعا مانگنے لگے گا۔ کہ اے پرمیشر آپ ہمکو روٹی بنا کر کھلایئے میرے مکان میں جھاڑو دیجئے۔ اس طرح جو پرمیشر کے آسرے سُست ہو کر بیٹھے رہتے ہیں وہ بڑے احمق ہیں" مگر ویدمیں ایسی دعائیں ہیں۔ اس یجمان کے گائے گھوڑے ہاتھی وغیرہ کی حفاظت کیجئے اُسکے پاس بہت سی مذکورہ بالا اشیا اسکو دینے والی ہوں۔ یجروید ادھیائے منتر اول "اے پرمیشر آپ ہم لوگوں کی گائے وغیرہ۔ گھوڑے وغیرہ ہاتھی مینڈھے بھیڑ وغیرہ کی استریوں کے لئے سکھوں کو اچھی پرکار دیجئے" ادھیائے سوم منتر ۴۹۔ گھر کے

کرنے ہاری ہمیشہ آپ میسر رہنے کے گھروں کی عمدہ طور پر روشنی کرنیوالی ہیں - آپ مجھ سے پرارتھنا کئے ہوئے جو میرے گھر کے پالن کرنیوالی ہو جئے " یجروید ادھیائے دوم منتر ۲۷ -

تمہارے لئے زمرد غیرہ جیوتے پاک اناج وغیرہ چیزیں پیدا کیجئے " منتر ۲۵ - سوامی جی کہتے ہیں کہ ایسی دعائیں سنے والا احمق ہے اور ویدمیں ایسی احمقانہ دعائیں سینکڑوں ہیں پھر احمقی سے بھری ہوئی کتابیں ایشور کی بنائی ہوئی کیسے ہو سکتی ہیں کیا ایک ہی بات بار بار کہنے سے ایشور خوش اور مانگنے والے کو دیدیتا ہے تو آپ لوگوں کے عقیدے کے جب ہر ایک گذشتہ اعمال کے مطابق دیتا ہے پھر اس کے آگے ہاتھ پسارنے سے کیا فائدہ ہے - اور کیا ایک ہی دفعہ کہنا کافی نہیں کہ ہماری بھیڑ بکری بچا - جگہ جگہ ان الفاظ کے دہرانے سے کیا حاصل ؟ کیا خدا کو ایک جگہ کی بات کہی ہوئی یاد نہیں رہتی - اور کیا آدمی کاہل الوجود اور بزدل تھے کہ اپنی بھیڑ بکری کی حفاظت بھی خود نہیں کر سکتے تھے - سوامی جی تصبار تھ پرکاش صفحہ ۷۰۶ پر لکھتے ہیں ہمارے روز بینہ کی اُڑی آنت حلکو بخش اور اسپر اعتراض کرتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس زمانے میں عیسیٰ پیدا ہوا تھا اس وقت لوگ جنگلی اور مفلس تھے اور عیسیٰ بھی ویسا ہی تھا تب ہی تو دن بھر کی روٹی حاصل کرنے کے لئے خدا سے دعا مانگتا ہے "

افسوس کہ سوامی جی کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر آیا - ہماری بھیڑ کو بچا - ہماری گائے کی حفاظت کر - ہمارے گھر کی حفاظت کر - مجھ کو پتر دے - مجھ کو بہت سی گائے بکری اور بھینس دے - اس سے کیوں ظاہر نہیں کہ زمانہ قدیم کے آریہ لوگ جنگلی بھیڑ بکری کے چرانے والے اور کنگال تھے جیسے منگولیا اور منچوریا کے لوگ اب بھی پائے جاتے ہیں قدیم زمانے میں ایشیا کی کل قومیں اسی جنگلی حالت میں تھیں سب بھیڑ بکری ڈھور ڈنگر چرانے والے تھے - جہاں سبزی اور پانی وغیرہ پاتے ڈیرہ لگا دیتے تھے - یہی ان کا مال و متاع اور یہی انکی دولت تھی - یہی حال آریوں کا تھا - اسی طرح خانہ بدوشوں کی طرح جگہ بجگہ پھرتے پھراتے ہند میں آئے اور اپنی کیلئے دعائیں بھی کرتے تھے - ان کی ان دعاؤں کے مجموعہ کا نام وید رکھا گیا - جنکو اب سوامی جی ایشور کی بنائی کتابیں ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - مگر ایں خیال است و محال است و جنون - وید صرف مختلف لوگوں کے اقوال کا مجموعہ ہے - یہی وجہ ہے کہ ایک مطلب کی دعا کئی کئی بار آئی ہے - اگر کسی آدمی کی بنائی ہوئی کتاب میں یہ بات پائی جائے تو اچھا نہیں سمجھا جاتا - مگر یہاں ہم ایشور کی بنائی ہوئی کتاب اس عیب سے بھری پاتے ہیں اور پھر ویدکی کوئی ترتیب نہیں یہ نہیں کہ یگ کے منتر ایک جگہ - دشمنوں کو مارنے کی دعائیں ایک جگہ علیٰ ہذا القیاس باقی مضامین کے منتر اپنی اپنی جگہ ہوں بلکہ ایسا ہے کہ دو تین منتر یگ کے آگئے اور اسکے بعد راج دھرم کا ایک آدھ منتر آجاتا ہے - اس سے بھی ظاہر ہے کہ وید مختلف رشیوں کے اقوال ہیں جیسا جیسا کسی کو کوئی منتر یاد آتا گیا جمع ہوتا گیا - کیونکہ وید کتاب کی شکل میں نہیں دیئے گئے بہت مدت بعد جب لکھنا لوگوں

آیا تب اسکے قلمی نسخے تیار ہوئے۔ پہلے لوگوں کو وہ زبانی تھے پھر جوں جوں لوگوں کو منتر یاد آتے گئے لکھتے گئے اور کتاب کی شکل بن گئی جیسے سکھوں کا گرنتھ ہے۔

یگ کے کرنے کرانے سے جنکے پُوبارہ تھے اُنہوں نے اس مختلف لوگوں کے اقوال کے مجموعہ کو ایشور کے گیان کا خطاب دیدیا۔ جیسے سکھ لوگ اب گرنتھ کو کہہ رہے ہیں ۔

زمانہ قدیم کے لوگ تو مانتے ہی ہونگے مگر آجکل کے تعلیم یافتہ آریہ بھی اگر وید جیسی بے معنی کتاب کو کلام ربانی مانیں تو جائے حیرت اور مقام افسوس ہے ۔

ویدک ایشور کا کسی چیز کے پیدا کرنے سے عاجز ہونا

پھر لیجئے ویدک ایشور نے دنیا میں خاک بھی پیدا نہیں کیا۔ مادہ و ارواح سب پہلے سے موجود ہیں جو اتفاقیہ اسکو مل گئیں اور جنکے سہارے سے اُسکی خدائی کا ہنگامہ گرم ہے۔ اگر اتفاق سے روح محدودہ اور ذرات موجودہ اُسکو نہ ملتے تو وہ خاک بھی پیدا نہ کر سکتا۔ ہمیشہ کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہتا۔ خیال کرو۔ وہ خدا ایسا ہی نکارہ ہو گیا کہ ایک ذرے یا ایک جان کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا۔ جو کچھ موجود ہے پہلے سے ہی موجود ہے وہ ذرات اور روحوں میں سے کسی چیز کا خالق نہیں اور علت العلل نہیں۔ اسکی بادشاہی کسی جابر راجہ کی طرح ہی جو میدان کو خالی پاکر زبردستی راجہ آبنا اور ملک پر قبضہ جما بیٹھا۔ ورنہ اسکا کوئی استحقاق نہیں کہ وہ کسی روح یا کسی ذرہ کا رب اور خالق کہلائے قبضہ اور مالکیت جمائے۔ افسوس صد افسوس خدا جو تمام فیوض کا منبع اور جمیع برکات کا سرچشمہ ہے اُسکی نسبت ان یوگیوں گیانیوں کا یہ خیال ہے کہ ایک ذرہ یا ایک روح کے پیدا کرنے پر بھی اُسے قدرت نہیں مادے کے ذرات اور ارواح غیر مخلوقہ جو اتفاق سے مل گئیں کمہار کی طرح انہی کے جوڑنے جاڑنے سے اُسکی خدائی کا سارا سلسلہ چل رہا ہے۔ کوئی ان فلاسفروں سے پوچھے کہ اگر مادہ بے جان جسکو اپنی ہستی تک کی خبر نہیں اور ارواح موجودہ جنکو اپنی ازلیت و غیر مخلوقیت کا علم تک نہیں اُسے نہ ملتے تو وہ کیا کرتا۔ دنیا کو کس طرح رچتا۔ حیف صد حیف آریوں کے اس گیان و عرفان پر ۔

ذرہ مادہ کے عجائبات پر خیال کرو اس میں کس کس قسم کی عجیب خواص و صفات پائی جاتی ہیں کشش ثقل کشش اتصال۔ کشش کیمیائی کشش انابیب الشعری۔ حرکت و قوت کے ظہورات وغیرہ جنمیں غور کرنے سے قدرت خدا یاد آتی ہے اگر یہ سب آپسے آپ مان جائیں تو خدا کی قدرت باقی کیا رہ گئی جب سب کچھ مادی اور اسکی صفات و خواص کا ظہور ہے۔ خدا نے کیا کرشمہ دکھایا۔ زیادہ سے زیادہ عام صناعوں کی طرح وہ بھی ایک صنعتگر ہے آریے صاف کہتے ہیں کہ سونا چاندی وغیرہ مفردات کو خدا تعالیٰ نے ہرگز نہیں پیدا کیا کیونکہ مفردات و عناصر کے پیدا کرنے پر وہ قادر ہی نہیں آگے

تو اب سوچنے کی بات ہے جو چیزیں بنائے ہرگز اسے خدا کی مخلوق نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ صرف کسی انسان کی صنعت۔ اگر روح و مادہ کا وہ خالق نہیں تو مادہ سے موجودہ جو چیزیں انسان بنائیں ان کا بھی وہ خالق نہیں اسلئے کہ روح انسانی کے خواص و صفات بھی خانہ زاد اور قدیم ہیں پس انسان اپنی عقل سے جو کچھ بنائیگا وہ انسان کا بنا ہوا کہلائیگا۔ خدا کا ہرگز نہیں خیال کرو یہ کیسا بیہودہ آریوں کا سا عقیدہ ہے۔ اگر وہ روح و مادہ کا خالق ہوتا تو ہر چیز کا خواہ بالواسطہ خواہ بلاواسطہ خالق کہلا سکتا۔ لیکن جبکہ روح و مادہ کا وہ خالق ہی نہیں بلکہ انسانی افعال اعمال کا تو روح غیر مخلوق مادہ کوئی صنعت کی چیز یا حکمت کا کام بنائیگی وہ ایشور کا کیسے کہلا سکتا ہے۔ رہیں انسانی عقل سے بنی تو انسانی حکمت کا ظہور ہے۔ دیگر عجائبات آلہی ذوات انسانی تجربات کا نتیجہ۔ خدا کی خدائی کیا رہ گئی ٭

پھر خیال کرو یہ بیجان مادہ میں یہ صفت کہاں سے آگئی کہ اس سے ہر ایک چیز بن سکے۔ اتصالی قوت اس میں کس نے پیدا کر دی کشش ثقل کا نظارہ اس میں کس نے دکھایا۔ کشش کیمیائی[1] میں ہر ایک عنصر کی ملاوٹ کی مقدار اور وزن خاص کیسے ہو گیا۔ روح میں عقل۔ شعور۔ حافظہ۔ کام کرنے کی قوت۔ اور عجائبات خواص کس نے ڈالے کیا یہ سب کچھ بغیر کسی خالق کی مرضی حکمت اور تدبیر کے آپ سے آپ ہو گیا۔ اگر یہ سب کچھ آپ سے آپ ہو گیا ہے۔ تو پھر دنیا بھی آپ سے آپ بن گئی۔ ایشور نے کچھ بھی نہیں بنایا نہ ایشور کی کوئی ضرورت ہے۔ دنیا کی ہر ایک

---

[1] علم کیمیا میں وزن امتزاجی ہر ایک عنصر کا دیکھو اور اسمیں غور کرو۔ آکسیجن کو کس نے سکھایا۔ کہ اسکا وزن امتزاجی ہمیشہ ۱۶ ہی ہو۔ پارہ میں یہ وصف کس نے ڈالا کہ اس کا وزن کیمیائی ۲۰۰ ہی ہو اسلئے وہ لوہے تانبا مرکری آکسائیڈ یا سلفرٹ بن جاتا جو ان دونوں سے مختلف الخواص والصفات ہیں۔ اگر آکسیجن و پارہ خدا کی مخلوق اور اسکی ایجادیت کا نقش نہیں تو ان کے ان صفات کے ساتھ بھی خدا کا ذرا تعلق نہیں نہ اسکی قدرت کا یہ ظہور۔ پھر ان عنصروں کی اوزان کیمیائی کی پر نگاہ ڈالو۔

نام عناصر	اوزان امتزاجی	نام عناصر	اوزان امتزاجی
ہائیڈروجن	۱	چاندی	۱۰۸
آکسیجن	۱۶	تانبا	۶۳
نائیٹروجن	۱۴	لوہا	۵۶
کاربن	۱۲	الومینیم	۲۷
کلوریم	۳۵	کالسیم	۴۰
گندھک	۳۲	میگنیشیم	۲۴
فاسفرس	۳۱	سوڈیم	۲۳
سلیکان	۲۸	پوٹاسیم	۳۹
سونا	۱۹۷	جست	۶۵
		قلعی	۱۱۸
		سیسہ	۲۰۷
		پارہ	۲۰۰

اب غور کرو اگر یہ سب عناصر خدا کی مخلوق نہیں جیسا کہ آریہ کا اعتقاد ہے تو انہیں خواص عجائب کس نے ڈالے کہ اوزان مخصوصہ ہی کے مقدار کے موافق ملیں اور اس اندازہ کے موافق مل مل کر مختلف الخواص الصفات اشیاء پیدا کرتے چلے ہیں کیا خدا کی شان قدرت کا ظہور نہیں اور اسکی قوت ایجادیہ کا نقش و صنعت نہیں ٭

چیز۔ ہر ایک کام اپنی اپنی فطرت اور عادت کے موافق بن رہا ہے۔ جو شخص مادہ و ارواح کی وجود کو اُنکے خواص و صفات کو بغیر ایجاد کسی وجود کے خود بخود مان سکتی ہے وہ اسبات کے ماننے کے لئے بدرجہ اولیٰ تیار ہے کہ دنیا کا سلسلہ ہی خود بخود عادت۔ سبھاؤ اور نیچر سے ہے۔ دنیا کی ایک چیز کو بھی خود بخود مان کر پھر اسکے لئے کوئی دلیل نہیں رہتی کہ باقی چیزیں اور باقی سلسلہ خود بخود کیوں نہیں ہے۔ ہر ایک روح اُسکے خواص و صفات مادہ اور اس کے بے جان ذرات مادہ کے تمام خواص و عجائبات جب خود بخود مان لئے گئے تو اسبات کے ماننے کے لئے کوئی روک نہیں کہ دنیا کا نظام اور اُسکا عجیب سلسلہ بھی آپسے آپ ہی ہے سوائے دیانندیو! تمہاری عقل کو کیا ہو گیا کہ خدا کو خالقیت ہی سے جواب دے رہے ہو مادہ و ارواح کو اُسکی احاطہ خالقیت سے خارج کر رہے ہو۔ کیا تمہاری عقل اسبات کو روا رکھ سکتی ہے۔ تمہارا تناسل اسبات پر گواہی دے سکتا ہے۔ کہ وہ رب العالمین علت العلل مبدء کل و محیط کل ایسا ہی ناکارہ ہو جو مادی دنیا کے ایک ذرہ یا ایک روح کے پیدا کرنے سے بھی عاجز ہو۔ اور کیا وہ اگر واقعی ایسا ہی عاجز ہے تو اُس سے اور کیا اُمید ہو سکتی ہے اور کیا اگر وہ ارواح کا خالق نہیں تو تمام ارواح نیشنل کانگریس کرکے اگر اُسے خدائی سے معطل کرنا چاہیں تو معطل نہیں کر سکیں۔ اُسکے لئے ان پر حکومت کرنے کی کیا دلیل۔ کیا دعویٰ ہے کسی روح کو بنایا اُس نے نہیں ہمیشہ کے لئے سکھ پہونچایا اُس نے نہیں خواہ مخواہ اُن سے عبادت و اطاعت لیتا ہے کیوں نہیں اُنکو اپنی آزاد حالت میں پڑا رہنے دیتا تاکہ وہ اپنے خیال میں مست رہیں۔ اُسکا کیا استحقاق۔ کیا دعویٰ ہے کہ اُن سے خدمت و اطاعت طلب کرے۔ آجتک جتنی حکومت اُس نے کر لی ہے وہ بھی مفت تھی۔ اب لوگ اپنے حقوق سے آگاہ ہو گئے ہیں نیشنل کانگریس کے فواید سے مطلع ہو گئے ہیں ضرور کانگریس کر کے اُس جبری حکومت اُٹھانے کی درخواست دینگی جسکے جواب میں بجز تسلیم اُسے چارہ نہ ہوگا ٭

ویدک نجات کا نقشہ

پھر دیکھو نجات کا نقشہ ویدک دھرم نے کیسا کھینچا ہے۔ اول تو اس مت میں نجات کا مفہوم ہی عنقا ہے کوئی شخص اس دھرم میں آکر عملی طور پر نجات پانیکا استحقاق حاصل نہیں کر سکتا۔ گناہ اور سہو و نسیان جو انسان کے ساتھ برابر لگا ہے۔ ویدک دھرم میں کسی صورت سے اُسکی معافی ہی نہیں کوئی لاکھ گڑگڑائے۔ ہزار چاہے آئندہ کو گناہ کے چھوڑنیکا عزم مصمم کرے۔ زندگی صالح بنائے۔ مگر خدا ہے کہ اُسکا ایک گناہ کبھی بخش نہیں سکتا جب تک کہ ہر ایک گناہ کے بدلے میں کتا۔ بندر۔ سور وغیرہ وغیرہ جونوں میں ڈال نہ لے۔ وہ انسان کے پیچھے کچھ ایسا ہاتھ دھو کر پڑا ہے کہ رحم اور بخشش پر آتا ہی نہیں خدا جانے روحوں نے اُسکا کیا بگاڑا ہوا ہے جو اس رُدرا اور دیالو پرمیشور کو اُن پر ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ وہ کبھی اُنکی بخشش پر راضی ہی نہیں شاید اس وجہ سے گناہ معاف

نہیں کرتا۔ کہ یہی چند بہیڑیں اتفاقیہ اُسکے ہاتھ میں پڑگئی ہیں جس پر اُسکی خدائی کا سارا دارومدار ہے اگر گناہ بخشنے بخشتے ہاتھ سے نکل گئیں تو پھر خدائی کا سارا بھانڈا پھوٹ جائیگا۔ اور آئندہ کو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا پڑے گا۔

حالانکہ نہ روحوں کو اُس نے پیدا کیا نہ روحوں پر اُسکا کوئی تعلق ہے۔ اپر یہ ایسا روٹھنے والا ہے کہ کوئی روح لاکھ چلائے۔ دن رات گڑگڑائے۔ کبھی ماننے والا ہی نہیں گناہ معاف کرتا ہی نہیں ہائے ہائے وہ محبت کل خدا جو ماں باپ سے بڑھکر انسان کے ساتھ پیار کرنیوالا ہے اسکے حق میں اُن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ کسی کی سننے والا ہی نہیں گناہ بخشنے والا ہی نہیں۔

پھر اگر میپٹ کر لاکھوں جونوں اور کروڑوں تکالیف و مصائب کے بعد بفرض محال کوئی شخص نجات پا بھی گیا۔ تو پھر بھی اسکا پیچھا نہیں چھوٹتا۔ اپنے قرب وصال محبت اور پریتی کا خیال کچھ نہیں کرتا میعاد معہود کے بعد پھر کان پکڑ کر جھٹ مکتی خانہ سے نکال دیتا ہے۔ ہم تعجب کرتے ہیں کہ آریہ لوگ مکتی مکتی کیوں پکارتے ہیں اور اپنے دھرم کی کس منہ سے دعوت دیتے ہیں کیا اس صورت بندر بنائے جانے اور چند روزہ مکتی میں رہ کر پھر اسفل السافلین دنیا میں گرائے جانے کے لئے دنیا میں کوئی مذہب جھوٹا ہے یا سچا

لیکن ایسا کوئی نہیں جو اپنے مُنہ سے ابدی جہنم کا قایل ہو۔ لیکن آریئے لوگ گویا اپنے منہ سے ابد الآباد کے جہنم کا اقرار کرتے ہیں اور باوجود ویدک تعلیم پر اعلے سے اعلی طور پر عمل کرنے کے پھر بھی ویدک دھرم کا پھل یہ عارضی مکتی پیش کرتے اور تناسخ کے ابدی چکر میں پھنستے ہیں اس سے بدتر مذہب دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔ اہل ہنود بھی دایمی مکتی کے قایل ہیں بدھ مت والے بھی۔ عیسائی۔ یہود وغیرہ تمام اقوام مکتی کے قایل ہیں بجز اسکے پنڈت دیانند یوں کے کہ وہ اپنے مُنہ سے ابدی جہنم اور دایمی تناسخ کے گڑھے میں گرے رہنے کے اقراری ہیں ہائے ہائے یہ مذہب کیا ہے ایک مخول ہے جس سے انسان کی تمام اُمیدوں کا خون ہو جاتا ہے اُسکی سب آرزوئیں خاک میں مل جاتی ہیں نیوگ وغیرہ کی طرح اس مذہب کے سارے اُصول و قواعد فروع و عقاید ایسے ہی ہیں جنسے لغو اور بیہودہ اور باطل دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔ کوئی ان افلاطونان زمان اور فلاسفۂ دوران سے پوچھے کہ آپ کو اس مذہب میں رہنے سے کیا راحت اور کیا تسکین ہو سکتی ہے۔ اگر میپٹ کر کسی انسان نے کروڑہا سالوں کے بعد نجات پا بھی لی۔ تو کیا تناسخ سے کبھی اُسکا پیچھا چھوٹ سکتا ہے کبھی وہ بندر۔ سور گبریلا بنتی سے نجات پا سکتا ہے۔ اس مسلہ کا الی غیر النہایت خیال کرتے جاؤ تمہاری حواس باختہ ہو جائیں گے۔ خیال کرو۔ اگر سلسلہ کلپ اور پرلے کا ہمیشہ جاری رہے گا تو اسمیں راحت آپکے کیا دیکھی کیا میری لی آرزوئیں اور تمنائیں اس دور تسلسل سے پوری ہو جاتی ہیں؟ جب اپاسنا اور یوگ اور تپش کے

ذریعہ سے یعنی بڑی محنت اور کلفت سے خدا کی قربت میں آنند حاصل کیا لیکن اس آنند تائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرلے سے نکلکر پھر مجھے کلپ کے چکر میں آنا پڑا۔ تو کیا اس سے میری آنند تائی بڑھی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ دکھ بڑھا اور جس قدر میں اسپر وچار کرونگا اسی قدر میرا دکھ بڑھے گا اور میری آرزوئیں اور تمنائیں جو بقا کا لباس پہننا چاہتی ہیں اس تعلیم سے ہرگز تسکین اور مطمئن نہیں ہونگی۔ یہ نیچر کی کیسی تشریح ہوئی جس میں کلپ اور پرلے کا دور ہمیشہ سے جاری رہیگا۔ نیچر میں بقا کے ساتھ فنا بھی موجود ہے۔ بہار کے ساتھ خزاں بھی موجود ہے لیکن فنا کا ہونا نیچر کی بے ثباتی کا ثبوت ہے۔ موجودہ نیچر میں کوئی جزو ثبات کا نہیں نظر آتا۔ جو حالت فنا ہر ایک فرد کے متعلق نظر آتی ہے وہی سوسائٹیوں میں بھی اور وہی صورت کل موجودات میں بھی موجود ہے لیکن انسانی آرزو بلکہ تمام خلقت کی آرزو یہی ہے کہ وہ فنا کی حالت سے نکلکر دائمی بقا والی یا جلالی صورت جسکو فنا نہیں اختیار کرے۔ جس کی نسبت بھی گویا ایک حالت لازمی ہو جو کایا پلٹ کر فنا کو بقا کا لباس پہنا کے وہ نیچر میں بقا کو نہیں دکھاتا بلکہ نیچر میں کلپ اور پرلے کا دور ہمیشہ جاری رہنا دکھاتا ہے ہمکو چاہئے کہ ہم ایسا الہام تلاش کریں جو موجودہ نیچر میں بے ثباتی دکھا کر ہماری آنکھ کو نیچر کی جلالی یا روحانی ہو جانیوالی حالت کی طرف لگاوے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری روح کا موجودہ بدنی لباس فنا کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہوتا ہے اسی طرح نیچر میں بقا کے ساتھ فنا لاحق ہے اس لئے جیسے میری یہ آرزو ہے کہ یہ بدن میرا جو روح کا پہناوا ہے جلالی یا روحانی ہو جاوے تاکہ اسپر موت پھر وارد نہ ہو۔ ویسی ہی نیچر بھی یہی ظاہر کر رہا ہے گویا کہ اب اسکی حالت عورت کے بچہ جننے کے درد کی سی ہے۔ لہذا ہم وہ الہام ڈھونڈیں جو ہمکو یہ بتاتا ہے کہ یہ دنیا سراسر فانی ہے یہ انسان کی آیندہ رہایش کے لایق نہیں ہے۔ جبتک کہ یہ جلالی نہو جاوے۔ علم جیالوجی سے یہ دریافت ہوا ہے کہ اس دنیا کی ابتدائی حالت انسان کی رہایش کے لایق نہ تھی۔ لیکن وہ بتدریج بدلتی رہی۔ اور اس حالت میں آگئی جس میں انسان کی رہایش ممکن ہوئی۔ اور یہ کل انتظام خدا کی طرف سے تھا۔ اب اگر از روئے سائنس انسان کی موجودہ رہایش کے لئے یہ دنیا بتدریج موجودہ صورت میں آئی ہے تو کیوں نہیں آیندہ روحانی رہایش کے لئے یہ دنیا بھی بدلکر روحانی ہو جاوے اور یوں کلپ اور پرلے کے دور تسلسل سے نجات پاوے۔

موجودہ دنیا کا ظہور نامکمل ہے اس میں کمال کے ساتھ زوال بھی موجود ہے۔ اپنی موجودہ حالت میں اسکو دردزہ لگی ہوئی ہے وہ انسان کے ساتھ بقا کا لباس پہننا چاہتی ہے۔ نیچر کی موجودہ حالت میں لعنت کے آثار زیادہ نظر آتے ہیں طوفان زلزلے۔ جھاڑ بوٹے و جنگلات۔ پھاڑنیوالے درندے۔ بچھو سانپ۔ زہردار بوٹیں اس کے ہر ایک قدم میں فنا کا بھی ساتھ ہوتا ہے۔ سکھ کے ساتھ دکھ موجود ہے۔ باہمی جنگ جدل بلکہ کشت و خون کا بازار گرم ہے۔ گذشتہ تواریخ کے اوراق اٹھا کر دیکھو امراض وبائی اور سلی زمانوں کی حیرت خیز [illegible]

کمزور کر دینے والی اجڑے وحالات پڑھو اور پھر کہو کہ کیا یہ ممکن تھا۔ کہ اس ظلمت کدہ دنیا کے زمانوں میں سے ایک ایسا زمانہ بھی آویگا جو روشنی اور تہذیب کا زمانہ کہلائیگا۔ اور جب یہ زمانہ آیا تو کونسا امر مانع ہے کہ ایکدن اس سے بھی بہتر زمانہ آوے حتیٰ کہ انجام کار وہ زمانہ آجاوے جب فنا بقا کا لباس پہن لیگا اور یہ جگت انسان کی آئندہ حالت کے لئے مناسب حال جلالی پہلو بدلیگا۔ اور انسان کو ابدی نجات حاصل ہوجائے گی +

پنڈت دیانند جی کی چند ز لّیں

اور اُن کا کچا چٹھا

ذیل میں ہم منشی جگن ناتھ صاحب پنڈت ہائی سکول مراد آباد کی مصنفہ تصنیفات ترانہ دیانند وغیرہ سے پنڈت دیانند جی کی چند زلّیں یعنی جس طرح وہ اپنے مذہبی حالت کی ہیئت کا پلٹتے رہے اور اُنکی زندگی کا کچا چٹھا خلاصہ کے طور پر درج کرتے ہیں امید ہے کہ ہمارے آریہ بھائیوں اور مسلمان احباب کو اس سے پتہ لگ جائیگا کہ پنڈت دیانند جی کس طرح اپنے خیالات اور اعتقادات کو ہمیشہ تبدیل کرتے رہے۔ اور کس طرح اُنکے مذہبی معتقدات میں ہمیشہ تناقض اور اختلاف رہا۔ کبھی ہوم میں قربانی گوشت خوری کو جائز رکھا۔ کبھی ناروا رکھا۔ کبھی ابدی مکتی کے قائل ہوئے کبھی۔ ابدی مکتی کو جھلجانا بنایا۔ کبھی انسانی پیدائش کا مسکن تبت کو قرار دیا کبھی آریہ ورت کو۔ غرضکہ اُنکے تمام حالات وخیالات کا فوٹو اس بیان سے ناظرین پر منکشف ہوجائیگا۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ اہل بصیرت اس سے بہت اچھا نتیجہ پیدا کرینگے اور اُن کو معلوم ہوجائیگا کہ آریہ دھرم کی بناریت کی کمزور دیوار پر ہے انہیں جبکہ آریہ مت کا بانی ہی گرگٹ کی طرح اس طرح رنگ بدلتا رہا ہے۔ دیانند کس ذات اور کس شہر اور کس شخص کا بیٹا تھا۔ یہ بات ہنوز کسی کو اصلی طور پر معلوم نہیں اُسنے اپنی زندگی کے حالات ۱۸۷۹ء و ۱۸۸۰ء کے تھیوسوفیسٹ انگریزی اخبار میں خود طبع کرائے تھے اُس کا ترجمہ پلیٹ رائے جگراؤں والے نے اُردو میں کیا ہے وہاں دیانند نے اپنے باپ کا نام اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتانے کی نسبت جو کچھ عذر لکھا ہے۔ سراسر خلاف عقل ہے۔ خیر ہمکو اس سے کچھ غرض نہیں اُسکا جو حال معلوم ہے وہ ہم لکھتے ہیں سوانح عمری مذکورہ کے صفحہ ۱۱ میں دیانند کا قول ہے۔ کہ مجھکو ایک برہمچاری ملا جسنے مجھے صلاح دی کہ بہتر ہو۔ اگر تم ہمارے فرقہ یا تھوک میں شریک ہوجاؤ۔ چنانچہ میں اُن کے تھوک میں شریک

[illegible]

ہوگیا۔ اُس نے میرا نام شدھ چیتن رکھ دیا۔ اور میرے کپڑوں کو اُس نے اپنے کپڑوں سے بدل دیا۔ کیونکہ خود یہ ہوئے تھا۔ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ برہمانند وغیرہ سب پرشوں نے مجھکو پورا پورا یقین دلادیا کہ برہم یعنی ایشر میرے وجود سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ جیو اور برہما کی ایکتا کا نشچے اور یقین مجھے اچھی طرح کرا دیا۔ پہلے بھی میرے دل میں اکثر یہ بات آتی تھی لیکن ان مہا پرشوں نے اس بات کو میرے دل میں پوری طرح ثابت کرکے دکھا دیا۔ اور مجھے پورا پورا یقین ہوگیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ سے ظاہر ہے کہ پرمانند سرسوتی نے اسکو سنیاس کے چوتھے درجہ میں شریک کرلیا اور اسکو اپنا بنا دیا اور اُس کا نام دیانند سرسوتی رکھدیا +

ناظرین غور فرماویں کہ یہ شخص کس قماش کا تھا اور کیسے کیسے رنگ بدلتا رہا۔ پہلے ایک برہمچاری کا چیلا بنا جبکہ اسکا نام شدھ چیتن رکھا تھا۔ پھر برہمانند وغیرہ کی صحبت سے اسکو پورا یقین ہوگیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ بعد ازاں پرمانند سرستی اور دیت بادی یعنی شنکر اچاریہ کے خیال کے اسکو اپنا چیلا بنایا۔ اُس نے اُسکا نام دیانند سرسوتی رکھا۔ مدت مدید تک یہ شخص اُسی مذہب میں رہا اور اپنے آپکو خدا سمجھتا رہا +

اسی سوانح عمری کے صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے کہ پھر میں مشہور و معروف مقامات و متبرک تیرتھوں کی جاترا کے واسطے اور اُن کے درشن کے لئے روانہ ہوا سمت ۱۹۱۱ کو پہلی دفعہ ہی ہردوار پر کنبھ کے میلے میں شریک ہوا کنبھ کا میلہ سنہ ۱۹۱۱ میں نہ تھا۔ بلکہ سنہ ۱۹۱۲ میں تھا۔ یہاں اس کے اظہار میں ایک سال کا جھوٹ یا بھول ہے میں وہاں سے رشی کیش کو چلا گیا۔ غرض اسی طرح صفحہ ۵۲ پر لکھا ہے۔ کہ پھر بدری نارائن میں پہونچا +

یہاں ظاہر ہے کہ اس وقت تک یہ شخص ہردوار وغیرہ اور بدری نارائن کا معتقد تھا۔ اگر کوئی کچھ تاویل بنائے تو اُس نے خود لکھا ہے کہ پھر میں متبرک تیرتھوں کی جاترا اور اُن کی درشن کے لئے روانہ ہوا + صفحہ ۵۶ و ۵۷ میں لکھا ہے کہ مجھکو ایک لاش دریا کے اوپر بہتی ہوئی ملی۔ میں نے اسکو دریا سے نکالا اور تیز چاقو سے کاٹنا شروع کیا۔ کیا خوب برہمچاری اور سنیاسی ہوکر مردہ لاش کو چیرنا آپ ہی کا کام تھا۔ شاباش سے این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند +

صفحہ ۵۸ پوچاپانڈال گدھ کے ذکر میں لکھا ہے کہ اس جگہ مجھے ایسا بُرا عیب لگ گیا یعنی مجھ میں بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہوگئی بعض بعض اوقات اُسکے اثر سے میں بالکل مدہوش ہوجایا کرتا تھا۔ ایسے بھنگڑ کی تحریر و تقریر پر بھروسا کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے +

کچھ عرصہ تک اُسنے متھرا میں رہکر برجانند اندھے کے پاس بیاکرن پڑھا تا زیست اُسکو اپنی کتابوں شری ستی

پرم ہنس

پرم ہنس راجکا چارج پرم وروان شری برجانند سوامی لکھا ہے اور اپنے لئے اسکا چیلا قبول کیا ہے وہ بھی

[illegible]

اودیت بادی تھا۔ پھر وہ معمولی سنیاسیوں کی دستور سے ہردوار کے رشی کیش وغیرہ کے جنگلوں میں پھتا رہا اسوقت سوائے لنگوٹی کے اسکے بدن پر اور کپڑا نہ تھا۔ اب تک وہ اودیت بادی تھا پھر کسی سنت پُرش کے سمجھانے سے اُسنے اُس مذہب کو جھوٹا جان کر ترک کیا اور دویت بادی بنا۔ آخرکار اودیت بادیعنی شنکر اچاریہ مت کے رد میں ایک چھوٹی سی کتاب بھی بنائی اور ستھیارتھ پرکاش میں اُسکا رد کیا۔ خیال فرمایئے کہ ہنوز اس شخص نے کتنے رنگ بدلے اور کتنے مذہب اختیار کئے۔ کس کس کا چیلا بنا۔ اور کس کس کو ترک کیا جبسے عمر بھر دعوی خدائی کیا اس سے بڑھکر کافر و نابتک کون ہوگا۔ ایسے شخص کی گفتار و رفتار کا کیا اعتبار رہتا ہے تا زیست جس برجانند کو اپنا پرم گرو اور پرم وروان کہتا رہا اُسی کے مذہب کو باطل اور جھوٹا کہتا رہا۔ ایک ہی وقت میں گرو اور پرم وروان کہنا اور اُس کے مت کو جھوٹا ٹھیرانا نہایت بے عقلی اور بڑی بے شرمی کی بات ہے ✤

کچھ عرصہ بعد اُسنے ایک کتاب ستھیارتھ پرکاش نامی بنائی۔ اور ۱۸۷۵ء کو بمقام بنارس چھپوائی۔ اُس کے صفحہ ۴۵ میں صبح و شام گوشت وغیرہ سے ھوم کرنا لکھا ہے۔ صفحہ ۱۴۸ میں گائے کو گدھی کے برابر سمجھ کر لکھا ہے

[illegible]

کہ گائے سے جبتک دودھ وغیرہ حاصل ہو تب تک اسکو چارہ وغیرہ دے۔ ورنہ نہیں۔ صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے کہ گوشت کے پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں۔ صفحہ ۱۷۱ میں لکھا ہے کہ یگیہ کیواسطے جو جانداروں کا قتل کرتا ہے وہ جائز ہے ✤

صفحہ ۳۰۰ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی بھی گوشت نہ کھائے تو جانور وغیرہ جتنے ہیں اُنکے ہزار چند ہو جائیں پھر انسانوں کو مارنے لگیں اور کھیتوں میں غلہ ہی نہ ہونے پائے۔ پھر سب انسان مرجائیں ✤

صفحہ ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ جہاں جہاں گومیدھ وغیرہ لکھے ہیں وہاں وہاں پشوؤں میں نر کا مارنا لکھا ہے اور ایک بیل سے ہزاروں گائے حاملہ ہوتی ہیں اس سے نقصان بھی نہیں اور جو بندھیا گائے ہوتی ہے اسکو بھی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے۔ کیونکہ بندھیا گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش نہیں ہوتی ✤

صفحہ ۳۹۹ میں لکھا ہے کہ پشوؤں کے مارنے میں تھوڑا سا دکھ ہوتا ہے اور یگیہ میں جانداروں وغیرہ جانداروں کا نہایت فایدہ ہے ✤

مذکورہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ دیانند ذبح حیوانات کا مجوز اور حامی تھا۔ پس کہاں ہیں آریہ لوگ جو اپنے گرو اور سوامی کے برخلاف ذبح اور قربانی پر اعتراض کرتے ہیں ✤

صفحہ ۶ ستھیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں لکھا ہے کہ ملیچھ نام ہے انہیں جن لوگوں سے سنسکرت کا لفظ اچھی طرح ادا نہیں ہوتا اُن کا نام ملیچھ ہے۔ سماجوں کے اکثر ممبروں سے حرفوں کا ٹھیک تلفظ ادا نہیں ہو سکتا پس وہ سب ملیچھ ٹھیرے ✤

اسی ستھیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۲ و ۴۳ میں صاف صاف مُردوں کا شرادھ لکھا ہے۔ اور صفحہ ۴۴ و ۴۵ پر مُردوں کے شرادھ کے فائدے بہ تشریح لکھے۔ پھر جب لوگوں نے ان باتوں پر اعتراض کیا تو وید بھاشیہ کے دوسرے نمبر پر یہ نوٹس دیا۔ کہ ستھیارتھ پرکاش میں مردوں کا شرادھ لکھنے اور شودھنے والوں کی غلطی سے چھپ گیا ہے۔ کاتب کی یہ نئی فلاسفی دیانندجی کی ایجاد ہے کہ کئی صفحے بیخبری سے چھپ جائیں اور مدت کے بعد دیانندجی کو اُن کی خبر ہو۔ دیانند کو ایسا جھوٹا نوٹس چھپواتے ذرا بھی شرم نہ آئی اور خیال نہ آیا کہ عقلمند مجھے کیا کہیں گے ✤

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۲۱۴ میں لکھا ہے کہ مرد کے لئے یہ وید کی اجازت ہے کہ جس عورت سے شادی یا نیوگ کرے اُس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ اسکے دو سطر بعد لکھا ہے کہ جس مرد کے ساتھ شادی ہوئی ہو۔ اُس کے مرنے یا بیمار ہونے پر دوسرے مرد یا عورت کے ساتھ اگر اولاد موجود نہ ہو۔ تو نیوگ کرے ✤ اگر دوسرا بھی مر جائے یا بیمار ہو جائے۔ تو تیسرے کے ساتھ کرے۔ اسی طرح دس تک نیوگ کرنے کی اجازت ہے ✤

نیوگ کا کرشمہ

یہاں جائے غور ہے کہ اول تو وید کی یہ اجازت ظاہر کی۔ کہ جس عورت سے نیوگ کرے اُس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ پھر یہ کہا کہ درصورت اولاد نہ ہونے کے نیوگ کرے۔ جب کہ نیوگ کی اجازت اولاد نہ ہونے کی صورت میں ہے تو نیوگ سے دس اولاد تک پیدا کرنا سراسر خلاف عقل ہے۔ کیونکہ ایک لڑکا یا لڑکی کے پیدا ہونے پر انسان لاولد نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر دس اولاد تک پیدا کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے ✤

صفحہ ۲۱۰ میں لکھا ہے کہ حاملہ عورت سے ایک سال جماع نہ کرنے کے وقت مرد یا عورت سے رہا نہ جائے۔ تو کسی سے نیوگ پیدا کر کے اُس کے لئے بیٹا پیدا کر دے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ نیوگ محض شہوت رانی کے لئے ہے۔ ورنہ اپنے گھر میں جب اولاد پیدا ہونے والی ہے تو پھر نیوگ کی کیا ضرورت ہے؟ اس حکم پر عمل کرنے سے دنیا کا کوئی آریہ زنا سے خالی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ہر ایک آریہ اپنی عورت کے حاملہ ہونے کی صورت میں دوسری عورت سے نیوگ کر سکتا ہے۔ اور ایسا ہی وہ حاملہ عورت بھی دوسرے مرد سے نیوگ کرا سکتی ہے ✤

جس دیانند کی علم و عقل پر دیانندیوں کو ناز ہے۔ یہ اسکی پند و نصیحت کا راز ہے۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ

ایسی باتوں کو کوئی شریف تو کیا۔ کوئی رذیل بھی قبول نہ کرسکے گا۔ حاملہ سے نیوگ کرکے اُس کو دوسرا حمل قایم کرانا یہ عجیب فلاسفی ہے ؎

گرہمیں مکتب و ہمیں ملاست ✚ کارِ طفلاں تمام خواہد شد

اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے کہ عمدہ عورت ہر ایک ورہر انسان سے لینا چاہئے۔ اس حکم

غیر اقوام کی عورتیں لینے کی ہدایت

کے موافق اگر عمدہ عورت عیسائی یا چمار یا بھنگی سے بھی مل سکے وہ بھی لے لیو۔ واہ کیا نصیحت ہے ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست ✚

گرم ملک میں سب بال منڈا یا کرائے جاویں

صفحہ ۲۰۵ میں ہے کہ گرم ملک میں تو چوٹی تک صاف کرادینا چاہئے کیونکہ سر میں بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے اور اُس سے عقل کم ہو جاتی ہے۔ دیانندی ہوشیار ہیں غور کرنا چاہئے۔ کہ ہندو دھرم کا نشان مٹانا چاہتے ہیں دیانندیوں کو لازم ہے کہ اپنے گرو کی ہدایت کے موافق عورتوں کے سر کے بال بھی بالکل صاف کرادیں ورنہ اُن کے سر میں بال رہنے سے بھی گرمی زیادہ ہوگی اور اس سے عقل کم ہو جائیگی ✚

صفحہ ۲۶۶ پر لکھا ہے کہ نقصان پہونچانے والے شیر وغیرہ جانداروں اور انسان کو سرکاری ملازم قتل کریں اُن کا گوشت کوئی گوشت خوار انسان کھاوے۔ تب بھی دنیا کا کچھ نقصان نہیں دیانند کو یہ بھی نہ سوجھا کہ دنیا میں شیر اور انسان کا گوشت بھی انسان کھاتے ہیں یا نہیں واہ تیری عقل

گوشت کھانے کی اجازت دینا۔

سنسکار ودھی سنہ ۱۹۳۲ کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ جو چاہے کہ میرا بیٹا پنڈت دشمنوں کو فتح کرنے والا سب وید وید انگ کا پڑھنے اور پڑھانے والا اور تمام عمر جینے والا ہو وہ گوشت کے ہمراہ بھات پکا کر کھاوے۔ یہ عجیب نسخہ ہے۔ سب دیانندیوں کو اسکا ضرور امتحان کرنا چاہئے ✚

صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے۔ غلہ وغیرہ کا خواہشمند گوسفند کے گوشت کا بھوجن اور معیا کا خواہشمند تیتر کا گوشت کھاوے ✚

مُردہ کو جنگل میں پھینک دینے کا حکم

صفحہ ۱۴۱۔ مُردہ کے جسم کے برابر گھی اور کافورہ صندل وغیرہ لیوے کم سے کم ۲۰ سیر گھی ضرور ہونا چاہئے اگر اسقدر بھی نہ ہو تو نہ گاڑے نہ جل میں چھوڑآئے۔ نہ جلاوے۔ بلکہ جا کر جنگل میں چھوڑ آوے۔ دیانندیوں کے وس بیس مُردے جنگل میں سڑاند چھوڑیں گے تو حقیقت معلوم ہوگی ✚

صفحہ ۱۵۰ مُردہ کی خاک اور استخوان کو زمین میں گاڑ دے۔ خواہ باغ کے کھیت میں ڈال دیو۔ باغ اور کھیت میں مُردوں کی خاک اور استخوان کو ڈالکر صرف اپنے بزرگوں کی مٹی ہی خراب کرنا نہیں۔ بلکہ

نجس کھات وہاں ڈالکر وہاں کی پیداوار کو ناپاک کرکے اُس کے کھانے والوں کو نقصان پہونچاتا ہے +
اتھروید کانڈ ۱۳ منتر ۴ کا بھاوارتھ - جو ہانی کارک پشو ہوں اُن کو مار ۔ یہ صاف پرماتما کی آگیا ہے - پس اس حکم کے موافق دیانند کے پیرو نہ معلوم کس کس جاندار کا خون کرینگے +

جانوروں کو ہلاک کرنیکا حکم منتر ۹ ۴ کا بھاوارتھ - جو جنگل میں رہنے والے نیل گائے وغیرہ پرجا کی ہانی کریں وہ مارنے کے لایق ہیں +

ستیارتھ پرکاش سابقہ میں گائے وغیرہ کا مارنا - گوشت وغیرہ سے ہوم کرنا - گوشت کے پنڈ دینا اور گوشت کھانے کی تائید لکھی تھی ۔ دوسری بار کے ستیارتھ پرکاش میں لوگوں کے شرم دلانے سے اسکو نکال ڈالا - مگر دل سے وہ خرابی دور نہ ہوئی - چنانچہ پھر وید بھاشیہ میں گائے کا نہیں تو نیل گائے وغیرہ کا مارنا لکھ دیا - افسوس سہ

دیانند میں تھا رہا کا نہ نام + دیا سے تو نہیں ایسا کام

اتھروید کانڈ ۴ منتر ۹ کا پدارتھ - بیٹ سے بوجھ اُٹھانے والے ویشیہ اونٹ وغیرہ کی مانند ہیں دیکھو دیانند جی نے یہاں ویشیوں کی کیسی مذمت کی کہ اُن کو اونٹ وغیرہ کی مانند لکھا - افسوس اُن ویشیوں کی عقل پر جو پھر بھی اُسکے پیرو بنتے ہیں +

راجا کو سور سے تشبیہ اتھروید کانڈ ۱۶ منتر ۵۲ کا پدارتھ - اے سور یعنی خوک کی مانند سونے والے راجا دیکھئے راجا کے واسطے کیسا عزت کا خطاب بخشا ہے - کوئی مہذب ایسی مثال نہ دے گا +

عورتوں کی فوج اتھروید کانڈ ۴۴ منتر ۲ - سبھا پتی کو چاہئے - کہ جوانمرد عورتوں کی بھی فوج قبول کرے - جو کوئی دیانند کے اس قول کو وید کا حکم جانتا ہے اپنی عورتوں کو فوج میں داخل کرا دیوے +

اتھروید کانڈ ۹ منتر ۲۰ کا پدارتھ - اس سنسار میں بہت پشو والا ہوم کرکے ہت شیش یعنی باقی ماندہ کا کھانے والا شوبھا کے لایق - یہاں دیانند صاف لکھتا ہے - کہ جو شخص زیادہ جانداروں کا ہوم کرکے باقی ماندہ کو کھاوے وہ لایق تعریف ہے +

لیکن ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ کے صفحہ ۲۸۴ میں لکھا ہے کہ گھوڑے گائے وغیرہ جانداروں کو مار کر ہوم کرنا کہیں نہیں لکھا فقط وام مارگیوں کی کتابوں میں ایسا اندھیر لکھا ہے - یہاں سے ظاہر ہے کہ دیانند کا وید بھاشیہ وام مارگیوں کی کتاب ہے - بیشک دیانند کے دل پر وام مارگیوں کا ہی مت بھرا تھا - جس کو اُس نے پہلے ستیارتھ پرکاش میں بخوبی ظاہر کیا اگرچہ بعد کو لوگوں کے طعن و ملامت کرنے پر دوسری بار کے ستیارتھ پرکاش سے ان باتوں کو نکال ڈالا - مگر بقول شخصے خلقت دھوئی جائے عادت کبھی نہ جائے -

پھر بھی اس قسم کی بہت سی باتیں رہ گئیں ❖

ادھیائے ۲ منتر ۲۲ کے پدارتھ ۔ مرغ اُلّو اور نیل کنٹھ وغیرہ پرندوں کے حصول اور بھاوارتھ میں اُنکے پڑھنا کو اچھا لکھا ہے ۔ دیانندیوں کو اپنے استاد کے حکم کی تعمیل کرنا واجب ہے ۔ چاہیے کہ دنیا کو اُلّوؤں سے بھردیں بلکہ دنیا کو اُلّو ہی اُلّو کردیں ❖

گرہست لوگ بیل کی طرح اولاد پیدا کریں ادھیائے ۲ منتر ۲۳ - اے انسانوں جیسے بیل گوؤں کو حاملہ کرکے پشوؤں کو بڑھاتا ہے ویسے ہی گرہست لوگ عورتوں کو حاملہ کرکے پرجا کو بڑھاویں ۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء کے صفحہ ۳۰۳ میں لکھا ہے کہ ایک بیل سے ہزار ہا گائے حاملہ ہوتی ہے یہاں وہی مطلب ہے یا کچھ اور ❖

زوجہ کو ماتا سے تشبیہہ ادھیائے ۹ منتر ۲۴ ۔ ماتا کی مانند سُکھ دینے والی زوجہ ۔ کیا خوب کہیں زوجہ بھی ماتا کی مانند سُکھ دینے والی ہوتی ہے اور زوجہ کو ماتا سے تشبیہہ دینا بھی بڑا مہذب خیال ہے ❖

سانپ پیدا کرنے کا حکم ادھیائے ۳ منتر ۱۲ - ۱۰ اے جگدیشور - اے پرمیشور سانپ وغیرہ کو پیدا کیجئے اگر دیانندیوں کے گھر میں چار چار سانپ پیدا ہو جائیں تو گرو کی تحریر کی فلاسفی معلوم ہو ❖

پنڈت دیانند جی کا سنیاس ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء کے صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۴ میں لکھا ہے سنیاسی صرف ایک بھکشا پاتر رکھے ۔ درخت کے نیچے رہے ۔ خراب کپڑا پہنے ۔ جب گرہست لوگ کھانا کھا چکیں سنیاسی اُنکے گھر جا کر کھانا طلب کرے ۔ دیانندی غور کریں کہ پنڈت دیانند جی کا اس قول پر عمل تھا اور کیا پنڈت دیانند سچا سنیاسی تھا ۔ ہزاروں روپیہ سماجوں سے مانگ مانگ کر جمع کرتا تھا ۔ عیش و عشرت کا یہ حال تھا کہ کوٹھی اور بنگلوں میں قیام ہوتا تھا ۔ گدی اور تکیوں پر آرام ہوتا تھا ۔ نواڑ کے پلنگ پر سوتے تھے ۔ ہر وقت پان چباتے تھے ۔ حقہ پیتے تھے ۔ برہمن عمدہ عمدہ کھانے پکاتا تھا ۔ کہار ہاتھ پاؤں دھلواتا تھا ۔ چادر اور دوشالہ اوڑھتا تھا ۔ زیادہ لکھنا ضرور نہیں ❖

وید برہما پر نازل ہوئے یا اگنی وغیرہ پر ۔ دوسری بار کے چھپے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۱ و ۲۰۴ ۔ اور تیسری بار کے صفحہ ۱۹ اور ۲۰۴ میں یوگ شاستر کے ایک سوتر کی شرح میں اگنی وایو ادتیہ اور انگرا کو ودے تمام سوامی جی نے خواہ مخواہ اپنا مطلب ظاہر کرنیکو لکھا ہے کیونکہ اُنکا مقولہ ہے کہ چاروں وید مذکورہ بالا اکر تام کے رشیوں پر نازل ہوئے ۔ حالانکہ جمہور کا عقیدہ یہ ہے کہ سب سے پہلے وید شری برہما جی پر نازل ہوئے اور پرماتما نے اُنکے دل میں ویدوں کا ظہور فرمایا ۔ اسکا ثبوت دیکھو کتاب دوارکا پرکاش مصنفہ منشی اندرمن میں ہے ❖

۴ ... وید بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۳۶ سے ۱۳۹ تک میں زمین کا گھومنا ثابت کیا ہے لیکن ... کی
... بھومکا ودیہی کے صفحہ ۱۲۹ میں جو آپنے شرتی لکھی ہے اُس سے زمین کا قائم ہونا اظہر من الشمس ہے
اگرچہ سوامی جی نے اُسکے معنے میں بالکل بناوٹ کی ہے مگر اُنکے لکھے ہوئے معنے سے بھی زمین کا قائم ہونا
ثابت ہے لہذا اُن کی اول و آخر تحریر میں تناقض ظاہر ہے شرتی مذکورہ اتھروں وید کی ہے۔
دوسری بار کے چھپے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۲ اور تیسری بار کے صفحہ ۲۳۰ میں صاف لکھا ہے

مکتی دائمی اور موقت کہ مکتی روپ لازوال انند کا دینے والا سنیاس دہرم ہے اور صفحہ ۲۳۹ میں
لکھی ہے بازگشت نہیں۔ پھر اتنی عام تحریروں اور کل شاستروں کے خلاف یہ مسئلہ ایجاد کیا کہ
مہاکلپ کے بعد مکت لوگ پہر دنیا میں واپس آتے ہیں اگر سوامی جی کی وہ تمام تحریریں غلط ہیں انکی جہالت
ہے اور یہ تقریر غلط ہے تو حماقت ظاہر (اس بارہ میں رسالہ مکتی پرکاش ملاحظہ ہو)

...کو جیلخانہ سے نسبت پھر ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ مکتی میں جانا اور پھر وہاں سے آنا ہی اچھا
یا تھوڑی سے جیلخانہ سے تمام عمر کے جیلخانہ یا پھانسی کو کوئی اچھا مانتا ہے جب وہاں سے آنا ہی ہو
... عمر کے جیلخانہ سے اتنا ہی فرق ہے کہ وہاں مزدوری نہیں کرنی پڑتی۔
ذرا خیال کرو جس مکتی کی تعریف وید و شاستر میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھی ہے اور جس کے
... رشی منی مہاتما بدھوان لوگ ہمیشہ تدبیریں کرتے رہے ہیں سوامی جی اُس مکتی کی کیسی تعریف
... ہیں کہ اسکو جیلخانہ سے برابر کہتے ہیں ان سے زیادہ ناستک کون ہوگا حقیقت میں وہ
... ودہرم کا ناش کرنا چاہتے تھے۔ ورنہ ایسا کیوں لکھتے۔
... دوسری اور تیسری بار کے چھپے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۳ میں لکھا ہے کہ اچھے خاندان اور
... لیاقت والا شودر ہو تو اسکو سوائے وید کے سب شاستر پڑھا دیجئے پھر دوسری اور تیسری
... مطبوعہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۷۴ میں شودر اور شودروں سے بھی کمتر کو وید کی شرتی کے حوالہ سے

...کو وید کی ممانعت اور پھر اباحت وید پڑھنے اور پڑھانے کی عام اجازت دیتے ہیں اس سے
... اور تناقض بیان کیا ہوگا؟
... وید بھاشیہ یجر مہاگیہ ودیہی وغیرہ میں پنڈت صاحب ثابت کرتے ہیں کہ ایشور بھگتی اور ...
... پاپوں کا ناش ہوتا ہے مگر تیسری بار کے چھپے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۲۶ میں لکھا
... پاپ بنا بھوگے کبھی نہیں چھوٹ سکتا۔
... تیسری بار کے چھپے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹۴ اور تیسری بار کے چھپے صفحہ ۱۹۲ میں لکھا

کہ ایشور کو ترکال ورشی کہنا جاہلوں کا کام ہے مگر پہلی بار کی آریہ بھی بنیہ کے صفحہ ۸ میں ہے کہ ایشور کو ترکال ورشی ہونے سے اس بات میں دوش نہیں اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۹۷ میں بھی ایشور کو ترکال ورشی لکھا ہے۔

ویدوں کی شاکھاؤں میں اختلاف

دوسری اور تیسری بار کے مطبوعہ ستھیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۹۵ میں ویدوں کی شاکھائیں ۱۱۲۷ لکھیں پھر دونو ستھیارتھ پرکاش کے آخری صفحہ میں ویدوں کی شاکھا ۱۱۲۷ تحریر کی ہیں اہل عقل غور فرمائیں کہ سوامی جی کے اقوال میں کسقدر اختلاف ہے رگوید آدی بھاشیہ بھومکا وغیرہ میں بلا ثبوت ویدوں کی شاکھا ۱۱۲۷ لکھی ہیں مگر ویدانگ پرکاش کے صفحہ پنجم موسوم نایک صفحہ ۳ میں اسبارہ میں مہابھاشیہ کا ایک بچن لکھا ہے سوامی جی نے اسکے معنے میں ہر ایک وید کی شاکھا علیحدہ علیحدہ لکھی ہیں جنکی کل میزان ۱۱۳۱ ہوتی ہے یہاں سے جانا گیا کہ سوامی جی کی اول دونو تحریریں غلط ہیں۔۔۔۔ آریوددیشیہ رتن مالا کے صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے جو نیک عادت دھرماتما پروپکاری اور ہمیشہ سے آریہ ورت دیش میں رہنے والے ہیں انکو آریہ کہتے ہیں پھر دوسری تیسری بار کے چھپے ستھیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۴ میں بلا ثبوت لکھا ہے کہ اول انسانوں کی پیدائش تبت

ہندستان کا کوئی باشندہ آریہ نہیں

میں ہوئی وہاں سے آکر یہاں آباد ہوئی یہاں سوامی جی نے برہما وغیرہ پر تمام ؟ گوں کو آریہ ٹھہرایا پہلا قول انکا یہ ہے کہ جو ہمیشہ سے آریہ ورت میں رہنے والے ہیں انکو آریہ کہتے ہیں اور پھر یہ لکھا کہ اول انسانوں کی پیدائش تبت میں ہوئی اور پھر یہاں آئے تو وہ ہمیشہ سے آریہ ورت دیش کے رہنے والے نہ ہوئے لہذا وہ بقول سوامی جی کے آریہ نہ تھے یہاں سے جانا گیا کہ گو سوامی جی ظاہر میں ویدوں کی ترقی کا دعوی کرتے تھے۔ مگر درپردہ انکی مذمت اور خرابی پر کمربستہ تھے جمہور علماء ہنود کا اسپر اتفاق ہے کہ اول سرشٹی اسی ملک میں ہوئی تبت وغیرہ میں ہرگز نہیں ہوئی پھر بقول شخصے کہ ع

آنچہ دانا کند کند ناداں　　لیک بعد از قبول رسوائی

سوامی جی نے ستھیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء کے صفحہ ۵۸۹ میں لکھا ہے کہ آریہ ورت دیش اس زمین کا نام اسلئے ہے کہ یہاں ابتداسے دنیا سے آریہ لوگ سکونت رکھتے ہیں۔ یہاں سے سوامی جی کا وہ قول کہ اول انسانوں کی پیدائش تبت میں ہوئی۔ وہاں سے آکر یہاں آباد ہوئے۔ بالکل رد ہوا +

منشی کرم بخش پراوپرائٹر اڈیٹر کے اہتمام سے مطبع مفید اسلام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

ناظرین انوار الاسلام کو تحفہ میں ایک نہایت ضروری

اپیل

[illegible]

سالوں اور اخبارات کیلئے ہزارہا روپیہ بنکوں میں جمع کر رہے ہیں باوجودیکہ اس قدر روپیہ جمع ہونے کے پھر بھی اُن کے رسالجات وقت پر شائع نہیں ہوتے تو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ لاکھ چلائیں اور کروڑہا روپیہ جمع کریں پھر بھی مسلح کو فروغ نہیں ہوگا +

ناظرین! ہم نے ایک اعلان کیا تھا۔ کہ جو صاحب اخیر مارچ سنہ ۱۹۰۴ء تک انوار الاسلام کے نئے سرپرست بنیں گے اور قیمت دو روپیہ سالانہ پیشگی روانہ فرمادیویں گے۔ اُن کو چھ چھ کتابیں مفت نذر کی جائیں گی۔ وہ کتابیں بھی معمولی نہ تھیں وہ کتابیں صرف محض اشاعت اسلام کی خاطر شائع کی گئی تھیں تاکہ قوم کے باہمت لوگ انوار الاسلام کو خرید کر سال بھر رسالہ کے مضامینوں سے خود محظوظ ہوتے رہتے اور انعامی چھ کتابوں کو نادار مسلمانوں میں للہ تقسیم فرمادیتے تاکہ انوار الاسلام کی جو دلی خواہش تھی وہ پوری ہوتی۔ لیکن بعض مسلمانوں نے اس کے برعکس کیا کہ درمیان میعاد مقررہ کے اس قسم کے خطوط بھیجنے شروع کر دیئے کہ ہم کو بجائے اُن کتابوں کے فلاں کتب انعام میں مل جاتیں تو ہم انوار الاسلام کے سرپرست بن سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ افسوس +

آج ہم پھر جلی قلم سے اپنی اپیل کو غریب مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ کہ انوار الاسلام کی جلد ۶ کا نمبر ۳ حاضر ہوتا ہے اور اس کے بعد ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو مفصلہ ذیل چھ چھ کتابیں ہر ایک صاحب کی خدمت میں جنکا سالانہ چندہ پیشگی ختم ہو چکا ہے بذریعہ وی پی روانہ ہونگی۔ ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ سب صاحبان وی پی وصول فرما کر نیازمند کو شکریہ کا موقعہ دیویں گے اور اُن کتابوں کو نادار مسلمانوں میں تقسیم فرمادیں گے کتابیں یہ ہیں۔ اسلام کی تعلیم ۴۸ صفحہ ایمان صحابہؓ ۳۶ صفحہ۔ امام اعظمؒ ۲۴ صفحہ۔ بشارات احمدیہؐ ۴۸ صفحہ۔ ویدکی حقیقت یعنی بیبے ثمر کا فوٹو ۴۰ صفحہ۔ قرآن کی حقیقت کا جواب ۲۸ صفحہ۔ صاحبان یہ کتابیں غیر معمولی ہیں ان کتابوں کا مطالعہ ہر ایک مسلمان کا عین فرض ہے اور عام مسلمانوں میں انکی اشاعت کرنا ثواب دارین کا موجب ہے۔ وما توفیقی الا باللہ +

وی پی ۲؎ کا ہوگا جس کا حساب یہ ہے یعنی قیمت سالانہ ۲؎ محصولڈاک کتب انعامی ۲؎ فیس منی آرڈر ۳؎ کل ۲؎ + علاوہ ان کتابوں کے کوئی اور کتاب انعام میں نہیں دی جاویگی

نیازمند اڈیٹر

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

یا اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم مئی ۱۹۰۴ء

دعوت اسلام

آج ہم تمام مخالفان اسلام کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب اپنی الہامی کتاب میں سے ایسا دعوے توحید نکال دے۔ جیسا کہ ہماری آسمانی کتاب پیش کرتی ہے تو ہم اس کو **یک صد روپیہ نذر کرینگے**۔ وَ هُوَ هٰذَا

دعویٰ توحید

پس تم اللہ کے ساتھ ساجھی نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔[1]

[1] ۔ فلا تجعلوا للہ اندادا و انتم تعلمون (البقرہ)

ے "تمہارا خدا ایک ہی ہے جو بڑا بخشنے والا نہایت ہی مہربان اُس کے سوائے کوئی معبود نہیں"۔

ے۔ "اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں جو دایم زندہ سب کو تھامنے والا ہے"

ے۔ "خود خدا اور اُس کے سب فرشتے اور سب دنیا کے اہل علم گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں جو انصاف کرنیوالا سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے"۔

ے۔ "تو (اے محمدؐ) کہدے اے کتاب والو! یہودیو! اور عیسائیو! سب جھگڑے چھوڑ کر ایک مساوی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر حکم رکھتی ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں نہ ہم (بنی آدم) ایک دوسرے کو خدا کے سوا حقیقی رب سمجھے پھر اگر نہ مانیں تو تم (مسلمانو!) ان سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم خدا کے فرمانبردار ہیں"۔

ے۔ "اللہ ہی کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو"۔

ے۔ "بیشک خدا شرک کو نہیں بخشے گا۔ اور اُس کے سوا جس کو چاہے گا بخشدیگا (کیونکہ) جو شخص خدا سے ساجھی بناتا ہے وہ دور کی گمراہی میں ہے"۔

ے۔ "(تو اُن سے) پوچھ کہ تم اللہ کے ساتھ ساجھی ہونیکی گواہی دیتے ہو؟ تو کہہ میں تو اس امر کی ہرگز گواہی نہ دوں تو یہہ یہی کہہ کہ خدا ایک ہی ہے۔ اور میں تمہارے شرک کرنے سے بیزار ہوں"۔

ے۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقر) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (آل عمران) ے۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران) ے قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران) ے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (نسا) ے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ...

۹ - تو کہدے مجھے اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کروں - اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں - اسی کی طرف میں بلاتا ہوں - اور میرا رجوع بھی اسی کی طرف ہے -

۱۰ - تیرے رب کا قطعی فیصلہ ہے کہ اُسکے سوا کسی کی عبادت نہ ہو -

۱۱ - تمہارا معبود ایک ہی ہے - پس تم اُسی کی تابع رہو - اور تو (اے محمد) خدا ہی سے تعلق رکھنے والوں کو خوشخبری سنا "

۱۲ - پس تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو مت پکارا کر ورنہ تجھے عذاب ہو گا

۱۳ - تو کہدے جب میرے پاس خدا کے ہاں سے کھلے دلائل توحید کے آپہنچے تو اُن کے ذریعہ سے مجھے ممانعت کی گئی ہے کہ میں خدا کے سوا تمہارے مصنوعی معبودوں کو پکاروں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں خدائے رب العالمین کی اطاعت اور بندگی کروں " ۱۴ - تو کہدے کہ میں بھی تو تمہاری طرح کا آدمی ہوں (نہ کہ خدا یا خدا کا

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا
(نساء) ۹ - اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا
هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (الانعام)
قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ (الرعد)
۱۰ - وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (بنی اسرائیل)
۱۱ - فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (الشعرا)
۱۲ - فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ (الشعرا)
۱۳ - قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا
جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
(المومن) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (حم سجدہ)

جزو وغیرہ) ہاں میری طرف وحی اور الہام ہوتا ہو کہ تمہارا معبود ایک ہی ہو پس تم اُسی کے ہو رہو۔ اور اُسی سے بخشش مانگا کرو اور مشرکوں کے لئے جو اپنے آپ کو شرک سے پاک نہیں کرتے اور قیامت سے منکر ہیں۔ افسوس ہو"

۱۵۔ کیا اللہ کے سوا اُنہوں نے اور کو متولی بنا لیا ہو حالانکہ اللہ ہی سب کا متولی ہے"

۱۶۔ تو کہدے خدا تو ایک ہی ہو وہ سب سے بے نیاز نہ کسی کو اُسنے جنا نہ کسی نے اسکو جنا اور نہ ہی اُسکا کوئی ہم قوم ہو"

۱۷۔ جو کوئی خدا سے شریک کرتا ہے۔ گویا آسمان سے گرا پس آتے آتے جانوروں نے اُسے اُچک لیا یا ہوا نے کسی دور کے مکان میں اُسے پھینکدیا (جیسی اُس کی بُری حالت اور زیست محال ہو اسی طرح مشرکوں کی بُری حالت اور اُخروی زندگی خراب ہوگی)

۱۸۔ تو کہدے کہ میں اللہ کے سوا اوروں کو اپنا متولی بناؤں۔ حالانکہ خدا ہی سب کو کھانا دیتا ہے اور وہ کھانا دیا نہیں جاتا"

۱۹۔ کیا ان مشرکوں نے زمینی پیدائش سے معبود بنا رکھے ہیں وہ اُن کو جمع کرینگے (افسوس) اگر سب دنیا بھی خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو آجتک فنا ہو چکتی پس خدا حکومت کا مالک اُنکی بیہودہ گوئی سے پاک ہو کوئی نہیں جو اُسکے کام سے اُسے پوچھے بلکہ لوگ سب کے سب مع اُن کے معبودوں کے سوال کئے جاوینگے۔ کیا اُنہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ تو کہہ بھلا اپنی دلیل تو لاؤ جس کو

۱۵ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ (شوریٰ) ۱۶ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (اخلاص) ۱۷ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (حج) ۱۸ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (الانعام) ۱۹ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ

ثابت ہو کہ واقعی یہہ معبود ہیں۔) یہی میرے ساتھیوں کی اور مجھ سے پہلے نیک بندوں کی نصیحت رہی۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، لیکن بہت سے لوگ نادانی سے روگردانی کرتے ہیں"!

۳۔ تو کہہ تم کو جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اُس کو عاجزی سے اور پکار کر پکارتے ہوا اور یہہ کہتے ہو کہ اگر ہمکو اس بلا سے نجات دیگا تو ہم اُسکے شکر گذار رہونگے۔ تو کہہ خدا ہی تم کو اُس سے اور ہر ایک بلا سے بچاتا ہے مگر تم پھر بھی اُس کے شریک بناتے ہو"!

۴۔ وہی ذات پاک ہے جسنے تمہارے لئے دریا اور سمندر قابو میں رکھے ہیں تاکہ تم اُن سے تر و تازہ گوشت کہاؤ اور اُن میں سے زیورات نکال کر پہنتے ہو اور تو بیڑوں کو اُن میں چیرتے ہوئے جاتے دیکھتا ہے تاکہ تم بذریعہ تجارت اُسکا فضل تلاش کرو اور شکر کرو اور زمین میں بڑے بڑے اٹل پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تاکہ تم کو لے نہ گرے۔ اور کئی ایک دریا اور قدرتی راستے اور نشان پیدا کئے تاکہ تم راہ پاؤ۔ پھر کیا جو مخلوق پیدا کرے۔ ور نہ کر سکے جیسا ہے؟ (جیسے تمہارے مصنوعی معبود) کیا تم اس غلطی کو سمجھتے نہیں ہو۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی گن نہ سکو گے۔ بیشک اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (الانبیا) ۳ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (الانعام) ۴ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ

خدا تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے اور اللہ کے سوا جنسے یہ لوگ دعائیں مانگتے ہیں۔ وہ تو کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ محل موت ہیں۔ نہ دائم الحیات اور نہ جانتے ہیں کہ کب اُٹھینگے۔ تمہارا معبود تو ایک ہی لیکن جو آخرت کی زندگی نہیں مانتے اُن کے دل اس سے منکر ہیں" اور وہ متکبر ہیں۔

۵۔ یہ لوگ اللہ کے سوائے اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو نفع دیں اور نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے اللہ کے نزدیک سفارشی (کہ کسی کی سفارش سمجھ کر بھی عبادت کرنی جائیز ہو) وہ (اس بیہودہ گوئی سے) پاک ہے اور شرک سے نہایت بلند"!

۶۔ تو (اے محمدؐ) کہدے کہ بھلا تمہارے مصنوعی شریکوں میں سے بھی کوئی ہے جو کسی چیز کو ابتدا سے پیدا کرے پھر فنا کرکے اسی طرح دوبارہ کردے (کوئی نہیں) تو کہدے اللہ ہی پیدا کرتا ہے اور معدوم کرکے پھر اُسی طرح کر دیتا ہے پھر تم کہاں بھٹکے جا رہے ہو۔ تو کہدے کیا تمہارے معبودوں میں سے بھی کوئی ہے جو حق کی راہ نمائی کرے تو کہدے اللہ ہی (بذریعہ انبیاء و الہام) حق کی راہ نمائی کرتا ہے کیا بھلا جو حق دکھائے اتباع کئے جانیکا زیادہ مستحق ہے یا جو بغیر ہدایت کرنے دوسرے کے چل ہی نہیں سکتا تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسی غلط رائے لگاتے ہو۔

لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا
يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ إِلَٰهُكُمْ
إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ (النحل)
۵ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا
عِندَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ
عَمَّا يُشْرِكُونَ (یونس) ۶۔ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ قُلِ اللَّهُ
يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۔ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ
قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن

۷ ۔ تو کہہ بھلا آسمانوں اور زمینوں کا خالق کون ہے خود ہی کہدے اللہ پھر کہہ کیا تم نے اُسکے سوائے اور متولی بنائے ہیں جو اپنے لئے بھی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے تو کہہ کہ کیا اندھا اور سنوانکھا برابر ہیں (یعنے مشرک اور موحد) یا اندھیرا اور چاندنا برابر ہیں کیا (یہہ سنگ) بھی اللہ کے شریک بناتے ہیں۔ بھلا انہوں نے بھی خدا جیسی کوئی مخلوق پیدا کی ہے۔ کہ اُن پر وہ مشتبہ پوری ہوگئی ہو۔ تو کہدے اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے"

۸ تو کہدے اگر خدا کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسے یہ مشرک کہتے ہیں تو وہ اسی وقت مالک الملک کی طرف کوئی راستہ نکالتے وہ تو اُن کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے اور بہت بلند"

۹ ۔ لوگو! تمکو ایک مثال سنائی جاتی ہے اس کو کان لگاؤ۔ بیشک جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے پڑے سب کے سب جمع ہو جائیں اور اگر مکھی اُن سے کچھ چھین لے تو اُن سے واپس نہیں لے سکتے طالب اور مطلوب (عابد اور معبود) دونوں ہی ضعیف ہیں۔ اللہ کی قدر اُس کی شان کے مناسب نہیں کرتے۔ بیشک اللہ بڑا ہی طاقت والا بڑا غالب ہے۔

تَهْدِيْ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (یونس) ۷ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ
اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ
الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (رعد) ۸ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ
اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ
عُلُوًّا كَبِيْرًا (بنی اسرائیل) ۹ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْ
عُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــًٔا
لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج)

نله جو کوئی اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارتا ہے اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں حساب اُسکا خدا کے ہاں ہوگا۔ بیشک منکر لوگ نہیں چھوٹینگے

لله۔ تو کہہ (کس نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا ہے اور اوپر سے پانی اُتار کر اُس کے ساتھ گھن باغ کو پیدا کرتا ہے۔ تم اُن کا ایک تنا بھی نہیں بنا سکتے۔ کیا خُدا کے ساتھ کوئی معبود ہے (نہیں) بلکہ مشرک ہی کجروی کرتے ہیں

کس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کیلئے بنایا اور زمین میں بڑے بڑے اٹل پہاڑ کھڑے کر دیئے۔ اور کس نے دریاؤں میں پردہ کر رکھا ہے (کہ میٹھا اور کڑوا پانی الگ الگ رہتا ہے) کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (نہیں) لیکن بہت سے (لوگ) نہیں جانتے۔ کون عاجزوں کی دعائیں جب وہ عاجزی سے کریں تو قبول کرتا ہے اور تکالیف کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں ایک دوسرے کے نائب بناتا ہے کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ کون تم کو جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں (ستاروں کے ذریعہ) راہ دکھاتا ہے + (باقی آئندہ)

نله مَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (مومنون) لله اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ

لله۔ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ

تعداد ازدواج پر مصنف امہات کی رائے

اور اس پر بحث

مصنف **امہات** اپنی کتاب کے شروع میں لکھتے ہیں۔ کہ تمام عیسائی قائل ہیں کہ عہد قدیم میں کثرت ازدواجی اُس زمانہ کی تہذیب کے اندازہ سے علاوہ مشروع تھی۔ بنی اسرائیل نے اِس رسم کو اپنے پیشینوں کی تقلید میں جاری رکھا۔ اُن کے انبیاء وصلحاء اُمت نے اُسکو بارہا تسلیم کیا۔ مگر عہد جدید میں جو مسیح موعود کی بعثت سے شروع ہوا جس نے بنی آدم کی ترقی تہذیب کا نیا سنہ جاری کیا۔ وہ رسم جو طلاق کے ساتھ ہمیشہ رہی ہے اُٹھ گئی

میں کہتا ہوں۔ کہ آپ کا یہ لکھنا بالکل غلط بلکہ اغلط ہے۔ حضرت مسیح نے انجیل میں کہیں نہیں فرمایا۔ کہ کثرت ازدواجی منسوخ ہوگئی۔ یا توریت میں کوئی حکم بدل گیا۔ بلکہ وہ تو صاف فرما رہے ہیں کہ

فقیہ اور فریسی موسیٰ ؑ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ جو کچھ وہ تمہیں کہیں۔ وہ کرو۔

اور پھر فرمایا۔ کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ بلکہ اُسے پورا کرنے آیا ہوں سو جو کوئی توریت کے سب سے چھوٹے حکم کو ٹالتا ہے۔ اور ویسا ہی دوسروں کو سکھاتا ہے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا (متی ۵ باب ۱۷) پس حضرت مسیح ؑ انبیاء سابقہ کے برخلاف کس طرح تعلیم دے سکتے تھے۔ اور موسیٰ ؑ کی توریت کو چھوڑ کر کوئی نیا حکم اسکے برخلاف کسطرح دے سکتے تھے۔ وہ تو صرف توریت ہی کی تعمیل کرنے کرانے آئے۔ اور صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کیلئے آئے۔ نئی تعلیم جسقدر آنجناب کیطرف یا حواریوں کیطرف منسوب کیجاتی ہے سب بناوٹی اور جعلی معلوم ہوتی ہے۔

اور یہ بھی یوں ہی جب سارے انبیاء شریعت قدیمہ ہی کی تعلیم دیتے آئے۔ تو حضرت مسیح ؑ کسطرح شرائع سابقہ کے برخلاف نئی تعلیم دے سکتے تھے۔ ایک نبی قدیم تعلیم میں معمولی تجدید و اصلاح تو رسم زمانہ کے بموجب کرسکتا ہے۔ مگر دفعتہً شریعت ہی کو خود رد و بدل نہیں کرسکتا۔ پس جب مسیح ؑ خود بھی توریت ہی پر تعمیل کرتے رہے۔ دوسروں کو بھی اُسی کی تعمیل کیلئے حکم دیا۔

تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ توریت کے بالکل نقیض تعلیم اُن کی طرف منسوب کرنا صریحًا غلط ہے۔ اب اگر مسیح عم نے بالکل نئی تعلیم جاری کی۔ تو مسیح عم کا وہ فرمان غلط ہے۔ کہ میں توراۃ کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ اور اگر وہ فرمان صحیح ہے۔ تو جس قدر نئی تعلیم توریت کے برخلاف اُن کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ وہ غلط ہے۔ دونوں میں سے ایک بات کی تعلیم سے عیسائیوں کو چارہ نہیں +

پس جب مسیح توریت ہی کی تکمیل کرنے کیلئے آئے۔ اور فریسیوں اور فقیہوں کے اقوال پر بھی عملدرآمد کرنے کیلئے تاکید فرماتے رہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کا فرمانا کہ مسیحؑ نے نئی تہذیب جاری کی کسقدر دروغ بے فروغ ہے مگر آپ بچوں کا دل بہلاتے ہیں۔ انجیل متی کی ان اُردو عبارات کو اور کوئی نہیں سمجھ سکتا +

اچھا تھوڑی دیر کیلئے آپ کی خاطر مان لیتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام نے بقول پولوس توریت کو عیب دار پا کر اُسکا تختہ اُلٹ دیا (عبرانی ۷ باب ۱۸ وغیرہ) اور اسکا نقطہ یا شوشہ تو ایک طرف اُسے تقویم پارینہ قرار دیکر اسکا نام و نشان نہ چھوڑا۔ بلکہ شریعت کے پیروؤں کو لعنتی قرار دیا (عبرانی رومی وغیرہ) اور تہذیب کا نیا سنہ جاری کرکے تکمیل شریعت تقوائے اور طہارت۔ حلت و حرمت۔ سب کو خیرباد کیا۔ (ططس ۱ باب ۱۵) اچھا صاحب فرمایئے۔ تہذیب کے اس نئے مسئلہ میں مسیح عم نے کہاں ممانعت کی۔ کہ زیادہ جوروں نہ کرو یا زیادہ جوروں کا کرنا تمہیں حرام ہے۔ مسیح عم نے فقیہوں اور فریسیوں کو زناکاری اور نفاق پر ضرور جا بجا کوسا اور متنبہ کیا۔ مگر یہ کہیں بھی نہ فرمایا۔ کہ اے ایک سے زیادہ نکاح کرنے والو یا بہت سی عورتیں رکھنے والو تم پر افسوس۔ اگر اس رسم کا رد کرنا آپ کا مقصود ہوتا۔ تو ضرور صاف صاف کثرت ازدواج کو آپ اُڑاتے۔ ہاں اسقدر تو آپنے ضرور فرمایا۔ کہ شروع میں خالق نے ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت پیدا کی اور کہ عورت ماں باپ کو چھوڑ کر مرد کے پاس جا رہتی ہے۔ اسلئے اُن کو یگانگت اختیار کرنی چاہیئے۔ اور پیار اور محبت سے یک تن ہوکر رہنا چاہیئے۔ طلاق نہ دینا چاہیئے۔ (متی ۱۹ باب ۴۔۵) مگر اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ مسیح عم نے کثرت ازدواج کی ممانعت کی۔ بلکہ اس سے تو پہلے سے بھی کثرت ازدواج کی درستی ہو گئی کہ اس سے پیشتر آخر طلاق تو جائز تھی جس کی وجہ سے بقول آپ کے کثرت ازدواج میں کچھ خفت ہو سکتی تھی۔ اب طلاق بھی جائز نہیں رہی۔ جتنی شرعی جوروں ہوں۔ اپنے پاس ہی رہنی چاہیئیں چنانچہ اُن فریسیوں کا جو آزمائش مسیح عم کے لئے آئے تھے۔ سوال بھی طلاق ہی کی بابت تھا

کثرت ازدواجی کے روا یا ناروا ہونے کی نسبت اُن کی کوئی گفتگو نہ تھی۔ متی ۱۹ باب ۳ دیکھو اور فریسی اُسکی آزمائش کے لئے اُس کے پاس آئے۔ اور اُس سے کہا کیا۔ روا ہے کہ مرد ہر ایک سبب سے اپنی جورو کو طلاق دیدے۔ اس کے جواب میں مسیح نے فرمایا۔ اور سمجھایا۔ کہ عورت کو بے موجب محض عیاشی کی خاطر طلاق نہیں دینی چاہئے اسلئے کہ شروع میں خالق نے ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت بنائی۔ اور کہ اس سبب سے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا۔ اور اپنی جورو سے ملا رہے گا۔ اور وے دونو ایک تن ہوں گے پس جسے خدا نے جوڑا انسان نہ توڑے ❖

پس مسیح ؑ کی اس جواب سے اور فریسیوں کے سوال سے اُس کے سوائے اور کوئی نتیجہ مستنبط نہیں ہوتا۔ کہ مسیح ؑ نے عورت اور مرد کو ایک تن ہو کر رہنے کا حکم دیا۔ اور محبت اور یگانگت رکھنے کے لئے مبالغہ فرمایا اور طلاق کی ممانعت کی اس سے ایک ہی جورو کرنے یا کثرت ازدواجی کے متعلق کوئی گفتگو نہیں ❖

ڈاکٹر صاحب آپ ان الفاظ سے کہ خالق نے شروع میں ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت پیدا کی۔ دھوکا نہ کھائیں۔ اور نہ سمجھیں۔ کہ اس سے ایک مرد کیلئے ایک ہی عورت کا ہونا نکلتا ہے یہ الفاظ محض کمال اتحاد اور یگانگت کی تاکید کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کو ایک زوجہ رکھنے سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ فریسیوں کا سوال کثرت ازدواجی کے جواز یا عدم جواز کے متعلق نہیں تھا۔ انکا سوال محض طلاق کے متعلق تھا کہ کیا مرد کو روا ہے۔ کہ ہر ایک سبب سے اپنی جورو کو چھوڑ دے اسکا جواب مسیح ؑ نے دیا کہ شروع میں خالق نے ایک مرد اور ایک عورت بنائی پس ان دونو کو یک جان اور دو قالب ہو کر رہنا چاہئے اور انسان کو یہ تعلق ہرگز توڑنا نہیں چاہئے

نزول توریت سے پیشتر حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب جیسے انبیا نے شرع کثرت ازدواجی پر عمل کیا ہو۔ پس بنی اسرائیل ہی کے لئے کثرت ازدواجی جائز نہیں ہوتی۔ تا کہا جائے کہ ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کے الفاظ سے کثرت ازدواجی کی ممانعت مقصود ہے۔ یہ تو واقعہ نفس الامری ہے کہ آغاز دنیا و انبیاء قدیم سے کثرت ازدواجی کا رواج رہا۔ پس اس ایک ہی مرد اور ایک ہی لفظ کے مفہوم سے یہ مغالطہ کھانا۔ کہ شروع میں ایک مرد کی ایک ہی عورت ہوتی تھی۔ ٹھیک نہیں ہے۔

فریسیوں نے مسیح ؑ سے طلاق ہی کا مسئلہ پوچھا۔ اور اُسی کا مسیح ؑ نے جواب یا۔ مسیح

تو اس گفتگو اور طرز کلام کو کثرت ازدواجی کی ممانعت یا عدم ممانعت سے کوئی بھی متعلق نہیں ہے اگر محض طلاق کی ممانعت میں مبالغہ مقصود ہے۔ تو اس سے حضرت مسیح ع نے اپنی قوم میں کثرت ازدواجی کو اور بھی وسعت دی نہ کہ گھٹایا۔ کیونکہ اس سے پیشتر آخر بنی اسرائیل میں طلاق تو تھی۔ انسان پچھلی جورو یا کو چھوڑ کر نئی جورو کر سکتا تھا۔ مگر مسیح ع کے اس قول نے طلاق کی ممانعت قطعاً کر کے کثرت ازدواجی کو اور بھی وسیع کیا۔ اور اس امر کی تاکید کی۔

اور حضرت مسیح ع کے اس قول سے کہ شروع سے ایسا نہ تھا۔ یہ مقصود نہیں کہ شروع سے کثرت ازدواجی نہ تھی۔ بنی اسرائیل کیلئے روا رکھی گئی۔ اور اب منسوخ ہو گئی۔ بلکہ حضرت مسیح ع کے اس قول کا یہ مطلب ہے۔ کہ شروع سے طلاق نہ تھی۔ کیونکہ اگر یہ سمجھا جائے۔ کہ شروع سے کثرت ازدواجی نہ تھی تو یہ تو واقعہ کے برخلاف ہے حضرت ابراہیم۔ اسحاق۔ یعقوب۔ وغیرہ سب انبیاء عظام جو توریت سے پیشتر ہوئے ہیں۔ کثیر الازدواج تھے۔ تمام دنیا میں کثرۃ الازدواجی کا کمال رواج رہا۔ پس کہ شروع سے ایسا نہ تھا ان الفاظ کو مسئلہ کثرت ازدواجی کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا قول متی ۱۹ باب ۲۸ سے یہ سمجھنا۔ کہ انسانی سخت دلی نے جوروں کی تعداد بڑھائی یہ بالکل غلط ہے سخت دلی کو کثرت ازدواجی سے کوئی تعلق نہیں سخت دلی کے الفاظ محض طلاق سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ فریسیوں نے حضرت مسیح ع سے یہی کہا تھا۔ کہ پھر موسے نے کیوں حکم دیا۔ کہ طلاق نامہ اسے دیکر چھوڑ دے۔ پس انہوں نے حضرت موسیٰ ع کے مجوزہ طلاق کی حکمت پوچھی تھی سو اسی کا جواب حضرت مسیح ع نے دیا تھا۔ کہ تمہاری سخت دلی کے سبب تم کو جوروں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی۔ پر شروع سے ایسا نہ تھا۔ یعنی نزول توریت سے پیشتر طلاق قطعاً نہ تھی عورتوں کو پاس ہی رکھنے کا حکم تھا۔ کسی طرح طلاق وغیرہ کی اجازت نہ تھی۔ تم کو صرف تمہاری سخت دلی اور قساوت قلبی کے سبب سے طلاق کی اجازت ہوئی۔ کیونکہ تم لوگ عورتوں سے حسن معاشرت اور حسن سلوک نہیں کرتے۔ اسلئے تم کو طلاق کی اجازت دیدی گئی۔ کہ کسی طرح وہ عورتیں تمہارے پنجہ ظلم سے تو چھوٹ جائیں۔ ورنہ تم لوگوں سے پیشتر لوگ سخت دل نہیں تھے۔ عورتوں کو ستایا کرتے اور اسلئے ان میں طلاق نہ تھی پس ڈاکٹر صاحب یقیناً یاد رکھیں۔ کہ کثرت ازدواجی سخت دلی کا نتیجہ نہیں بلکہ طلاق سخت دلی اور برے سلوک کا نتیجہ ہے۔ اور طلاق ہی کے ساتھ سخت دلی کا تعلق ہے آپ کی یہ منطق بالکل غلط ہے جو آپ خواہ مخواہ حضرت مسیح ع کے فرمان کے برخلاف سخت دلی کا تعلق کثرت ازدواج کو ساتھ لگاتے ہیں۔

اور ڈاکٹر صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ کثرت ازدواج کی رسم ہمیشہ طلاق کے ساتھ توام رہی ہے کسقدر غلط اور عظیم الشان دروغ ہے +

طلاق کا جواب تو صرف بنی اسرائیل کو ہوا (دیکھو متی ۱۹ باب ۸) اور کثرت ازدواج حکم طلاق سے بیشتر بھی اس مادہ کی تہذیب کے اندازہ سے حلال و مشروع تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق یعقوب وغیرہ انبیاء کثیر الازدواج تھے مگر طلاق اُس زمانہ میں بالکل جائز نہ تھی طلاق صرف یہودیوں کی سخت دلی کے سبب سے مقرر ہوئی تھی۔ پس طلاق اور کثرت ازدواج کو لازم ملزوم قرار دینا کسقدر واقعہ کے خلاف اور صداقت کا خون کرنا ہے۔ کثرت ازدواج اور طلاق لازم ملزوم ہرگز نہیں ہیں ایک کو دوسری کا لازم ہے سینکڑوں لوگ کثیر الازدواج ہیں مگر وہ طلاق کسی کو نہیں دیتے اور تو رہنے دیجئے بیشتر کوئی بھی کسی عورت کو طلاق نہیں دیتا تھا اور کئی شخص ایک ہی عورت نکاح کرکے اُسے طلاق دیدیتے ہیں اور دوسری عورت نہیں کرتے۔ پس کثرت ازدواج اور طلاق کو لازم ملزوم کہنا کس منطق کا نتیجہ ہے

ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر صاحب تو تھے ہی منطقی بھی کچھ ایسے ہی ثابت ہوئے۔ کہ ارسطو افلاطون اور بیکن کو بھی مات کر دیا۔ معمولی علوم سے بھی اسقدر جہالت اور کتاب بنانے کا ارادہ کرنا نازم بایں ریش و فش۔

جب طلاق اور کثرت ازدواج لازم ملزوم نہ ہوئے اور کثرت ازدواج کی ہرگز مسیح نے کہیں ممانعت نہیں فرمائی اور طلاق کو منع کر دیا تو اس سے کثرت ازدواج کو اور وسعت ہو گئی۔ نہ کہ کچھ کمی اور اُسپر ایک اور دلیل یہ ہے کہ گو پروٹسٹنٹ بوجہ کسی خاص قانون کے زیادہ بیویاں نہیں کرتے مگر اور بہت سے عیسائی فرقے تعداد ازدواج کو جائز رکھتے ہیں۔ جیسے امریکہ میں فرقہ مارمن اور بہت سے عیسائی پادری زیادہ جوروان کی ق سہے۔ چنانچہ امام فن مناظرہ اہل کتاب نے نوید جاوید میں ان کتابوں سے بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ وہاں سے دیکھا جائے۔ اگر کثرت ازدواج کو مسیح نے روک دیا ہوتا۔ تو پولوس رسول اپنے خطوں میں کبھی قید نہ لگاتے کہ کلیسیا کا نگہبان پادری بے عیب ایک جورو کا شوہر پرہیزگار صاحب تمیز شائستہ مسافر دوست ہو (۱ تمطاؤس ۳ باب ۲) بے الزام ہو اور ایک ہی جورو رکھتا ہو (طیطس ۱ باب ۶) کیونکہ اگر مسیح نے ایک سے زیادہ جوروان رکھنے سے روک دیا ہوتا۔ تو ایک جورو کی قید کی کیا حاجت تھی اسے ایک احمق سے احمق بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے اس حکم ممانعت طلاق سے کثرت ازدواج کو ہرگز نہیں روکا۔ اور یہہ کہ ان دنوں عیسائیوں میں کئی جوروئیں کرنے کا عام رواج تھا۔ تب تو ایسے قانون کے مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی کہ ایک ہی جورو والا ہو ورنہ کوئی صاحب سمجھائیں کہ ایک جورو کی قید کیوں لگائی گئی اور سچ تو یہ ہے کہ پادریوں کو بھی اس حکم میں کثرت

ازدواجی کی ممانعت نہیں ہے بلکہ مصلحتاً ایک صلاح دی گئی ہے کہ ایک جورو رکھیں کیونکہ ایک جورو کرنے والے دنیا کے کاروبار میں اسقدر گرفتار نہیں ہوتے جسقدر زیادہ جوروؤں والے ہیں پس یہہ کوئی ممانعت نہیں بلکہ مصلحت ہے۔ اب اگرچہ میں نظیر دے سکتا ہوں کہ عیسائیوں کے بڑے عیسائی بادشاہ بہی بہت سی بیویاں اور باندیاں رکھتے رہے ہیں اور وہ سب بپایہ شرع کے موافق سمجھے جاتے ہیں (اپالوجی گاڈفری ہگنس صفحہ ۵۷) اور عیسائیوں نے خود بھی کثرت ازدواجی کے متعلق بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں اور انمیں پادری کثرت ازدواجی کے فتوے دیتے رہے ہیں۔ لیکن چونکہ خود انجیل سے کثرت ازدواجی کی اجازت ثابت ہے اور اسکی کوئی روک نہیں اسلئے کچھہ ضرور نہیں۔ کہ اس بارہ میں زیادہ خامہ فرسائی کی جاوے۔ البتہ حیرت ہے تو اس بات پر حیرت ہے کہ مسیح نے کثرت ازدواجی کی ممانعت نہیں کی۔ حواری کثرت ازدواج کو جائز قرار دیتے۔ اور مصلحتاً پادریوں کو ایک زوجہ کرنیکی صلاح دیتے اور مسیح کے اقوال سے کثرت ازدواجی کے برخلاف کچھہ نہیں سمجھتے۔ عیسائی بادشاہ وغیرہ بہت سی بیویاں اور باندیاں جمع کرتے رہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب جانکے ہی نہیں سمجھے اور مسیح اور حواریوں کے بالکل برخلاف کثرت ازدواجی کو انجیل کے اصل منشا کے برخلاف بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر کا یہہ قول بھی غلط ہے کہ کثرت ازدواجی سخت دلی کا نتیجہ ہے۔ بلکہ کبھی حالت میں رحم دلی کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے جس زمانہ میں عورات کی کثرت ہو اور لوگ بوجہ جنگ وغیرہ کے مارے جاویں اس زمانہ میں کثرت ازدواجی عین رحم کا نتیجہ ہوتی ہے اور صاحب یہ عجیب ہے کہ انسانی سخت دلی نے جوروؤں کی تعداد بڑہائی۔ اور عقلا نے اسکی برائیوں کو طلاق سے کم کیا۔ انسانی سخت دلی نے بڑہائی۔ خدا نے نہ بڑہائی جسنے کبھی ممانعت نہ فرمائی۔ بلکہ انکو برکت دینے کا وعدہ فرمایا جو اس رسم پر چلتے تھے (دیکہو اصلاح ۱۷)

اور آپکا قول کہ عقلا نے اسکی برائیوں کو طلاق سے کم کیا وہ کون سے عقلا تھے جنہوں نے طلاق سے اسکی برائی کو کم کیا۔ ان کا نام تو لیا ہوتا۔ کیونکہ تم آپ ہی تو کہتے ہو کہ صرف مسیح نے منع کیا اور کسی نے نہیں کیا۔ (متی ۱۹ باب ۸) پس آپکا یہہ لکہنا کس قدر غلط ہے کہ عقلا نے کیا اور کیا وجہ کہ خداوند تعالیٰ نے اس برائی کو کم نہ کیا اور دیگر عقلا پر انحصار رکھا۔ شریعت کی اتنی لمبی چوڑی کتابیں انبیا پر الہام کر دیں۔ اور اسکے بارہ میں ایک دفعہ بھی نہ بولا۔ بلکہ ہمیشہ روا رکھا اور اسپر چلنے والوں کو برکت کا وعدہ دیا۔ اور کیا سارے انبیا وغیرہ سخت دل تھے جنہوں نے کثرت ازدواجی پر عمل کیا جو کہ توریت کے نزول اور حضرت موسیٰ سے بھی پیشتر تھے وہ لوگ یہہ سخت دلی کا فعل کیوں عمل میں لاتے تو حضرت مسیح کے جد امجد حضرت ابراہیم نے کیوں تین عورتیں کیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیوں چار کیں۔ یہہ لوگ تو سارے

پیغمبروں کے سردار اور خلیل اللہ گذرے ہیں اور تمہارے ابن اللہ کے جد امجد گذرے ہیں۔ انہوں نے یہہ سخت دلی کا اور ناپاک کام کیوں کیا۔ یہہ محض تمہاری خباثت باطنی ہے کہ ایسے عالی قدر انبیا کو جنکی جوتیوں کی بھی برابری تم نہیں کر سکتے۔ سخت دلی اور غیرت مہذب کہہ رہے ہو۔

صاحب من ضیادی تہذیب ایک اضافی امر ہے جسکا معیار ہر زمانہ میں متغیر رہتا ہے۔ اور ان انبیاء کا فعل نہایت ہی اعلیٰ اور شائستہ۔ تم بیشک انکو سخت دل اور ناشائستہ کہو لیکن ہم تو ہر خدا سے ڈرتے ہیں اور انکے ہر فعل کی تحسین کرتے ہیں۔

اور تمہارا کتابچہ اخیر میں (۱۱۹) یہہ لکھنا کسقدر خباثت طبع سے ہے کہ بادشاہوں مثلاً حضرت داؤد وسلیمانؑ کا بہت سی عورتوں کا فراہم کرنا۔ یہہ قدیم رواج کے موافق تہا۔ لوگ اسکو شان بادشاہی سمجھتے تھے اور اسلامی سلاطین اب بھی سمجھتے ہیں۔ ہم اسکو معیوب جانتے ہیں اور داؤد اور سلیمان کی حمایت اس بارہ میں کرتے شرماتے ہیں۔ اور ہمکو جرأت نہیں کہ ہم اس عیاشی کو معجزہ یا خرق عادت کہیں۔ کیا یہہ لطیفہ نہیں کہ تم آپ ہی اس فعل کو اس زمانہ کی تہذیب کے رو سے حلال و مشروع بتاتے ہو۔ اور آپ ہی اس فعل داؤدی و سلیمانی سے شرماتے ہو اور اسکو عیاشی بتاتے ہو جسکو خدا نے بھی تحسین کی نظر سے دیکھا اور یہہ تمہاری نیک بختی اور سعادت ہے کہ اپنے ابن اللہ کے جد امجد حضرت داؤدؑ کو جسکی حواریین تک تعریف کرتے ہیں۔ عیاشی اور عیش پسند بتاتے ہو۔ اور آپکے یہہ الفاظ کہ عہد جدید سے نبی آدمی کی تہذیب کا نیا سنہ جاری ہوا۔

تہذیب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آتی۔ تہذیب و شائستگی سے مذہب مسیح کو کیا تعلق ہے جس میں سب میں تعمیل شریعت لغو بلکہ لعنت کا موجب۔ نیکی کرنا۔ بدی سے بچنا۔ تقوی اور طہارت سب فضول ہے۔ اعمال رائگان اور مفت میں نجات ہو۔ سوائے گندگی و بدتہذیبی۔ گالی گلوچ وغیرہ کے جو آپ صاحبوں کا کام ہے اور کسی ایک کتاب سے ظاہر ہے۔ اس مذہب میں اور کچھہ نہ پایا جاوے گا۔ کیا تہذیب کی اس مذہب سے امید ہو سکتی ہے۔ ہمارے شیلر صاحب تو عیاشی چال چلن۔ زناکاری۔ شرابخواری کی شکایت کرتے کرتے تھک گئے اور انہوں نے ان تین لعنتوں کے لئے لازم ملزوم ٹھیرایا۔ اور آپ نئی تہذیب کا ذکر کرتے ہو۔ نئی تہذیب دیکھنی ہو تو یورپ کی سوسائٹیوں کا اندرونی حال و دربار لنڈن کے اسرار و پیرس کے اسرار مطالعہ کرو تو آپ کو ترقی تہذیب کا خوب پتہ لگ جاویگا۔ شراب نوشی میں تو مسیحی کوئی عیسائیوں سے بڑھ کر ہے ہی نہیں۔ اور شراب وہ ام الخبائث ہے

جو تمام گناہوں، شرارتوں گندگیوں اور ناپاکیوں کی جڑ ہے تمام عقلمند اس کی خباثت اور برائی پر متفق ہیں جو مذہب مسیحی کے رو سے مشروع اور جائز ہے۔ بلکہ مسیح نے معجزہ کے طور پر سب سے پہلے شراب ہی بنائی۔ پولوس ہاضمہ کی کمزوری کے لئے اجازت دیتا ہے۔ بلکہ عشاء ربانی میں شراب اس رسم مقدس کی ایک جزو اعظم ہے پس جن لوگوں میں شراب جیسی ام الخبائث چیز جائز ہو۔ وہ کسی قوم کو بدتہذیبی کا الزام نہیں لگا سکتے۔ ان کو تو مارے شرم کے آپ چلو بھر پانی میں ڈوب کر مرجانا چاہئے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ تکمیل شریعت کے لئے کثرت ازدواج کا جائز ہونا ضروری تھا تاکہ مخلوق کو گناہوں کے لئے کوئی عذر نہ ہو اور بہر حال زنا کرنے سے دوسرا نکاح کرلینا بہتر ہے اور چونکہ کثرت الازدواج انبیاء کا فعل ہے اسلئے بجز احمق کے کسی شخص کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں۔ شرعی نکاح ایک آدہ کرلینا اس میں کیا برائی اور کیا عیاشی ہوسکتی ہے مگر شرابخواری تو ایسا ناپاکی اور بدتہذیبی کا کام ہے کہ شرابخواری سے بڑھکر کوئی عیاشی نہیں۔ کثرۃ الازدواجی کی مذمت میں انسان کتنا ہی مبالغہ کرے۔ مگر بہرحال شراب خواری سے اسکا درجہ کم ہی رہیگا شراب تو انسان کو انسانیت سے خارج کردیتا ہے۔ دو تین پاکدامن عورتیں ضرورت کے موافق بشرط عدل انسان کرلے تو اسمیں کیا قباحت کیا عیاشی ہوسکتی ہے مگر شرابخواری تو انسان کو دین و دنیا کے کام کا نہیں چھوڑتی اور زنا اور عیاشی کی طرف مائل کرکے انسان کو خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بنا دیتی ہے۔ ہزارہا خاندانوں کو شراب نے تباہ کیا جرائم کی تعداد بڑہائی سلطنتیں خاک میں ملادیں۔ چنانچہ یوروپ میں بھی شراب کی قباحتوں پر دہوائیں دہار لیکچر دیئے جارہے ہیں جو اسلام میں پہلے ہی سے پرلے درجہ کی ناجائز، ممنوع اور اسکی صورت تک دیکھنا حرام ہے اب آپ ہی انصاف کرو کہ پرہیزگاری کا درجہ اسلام میں زیادہ ہے یا عیسائیت میں۔ عیسائی تہذیب کے موافق تو زنا کی سزا ہی نہیں ہے چنانچہ حضرت مسیح نے بھی اُس زانیہ عورت کو سزا نہیں دی تھی جس کا انجیل یوحنا کے ۸ باب میں ذکر ہے۔ پس جس مذہب میں شرابخواری عام رائج اور جائز ہے۔ زنا کی کوئی سزا مقرر نہیں۔ مفت میں نجات ہے۔ تقوے وطہارت کی ضرورت نہیں۔ اس مذہب سے بڑھکر اور کس مذہب میں عیاشی زیادہ ہوگی۔

سرسری نظر

تناسخ کے مسئلہ جیسا اور کوئی جھوٹا مسئلہ نہیں کیونکہ اسکی بنیاد بھی غلط ہے اور آزمایش کے طور پر بھی یہ غلط ثابت ہوتا ہے اور انسانی پاکیزگی کے لحاظ سے بھی غلط ٹھیرتا ہے اور خدا کی قدرت میں رخنہ انداز ہونے کی وجہ سے بھی ہر ایک عارف کا فرض ہے جو اُسکو غلط سمجھے۔

اسکی بنیاد اس طرح پر غلط ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں بتلایا گیا ہے کہ روح عورت کے پیٹ میں اس طرح آتی ہے کہ شبنم کے ساتھ کسی ساگ پات پر پڑتی ہے اور اسی ساگ پات کے کھانے سے روح بھی ساتھ کھائی جاتی ہے۔ پس اس سے تو لازم آتا ہے کہ روح دو ٹکڑے ہو کر زمین پر پڑتی ہے ایک ٹکڑے کو اتفاقاً مرد کھا لیتا ہے اور دوسرے ٹکڑے کو عورت کھاتی ہے کیونکہ یہ ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ بچہ کو روحانی قوتیں اور روحانی اخلاق مرد اور عورت دونوں سے ملتے ہیں۔ نہ کہ صرف ایک سے پس روح لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ساگ پات کو کھاویں جس میں روح ہو اور صرف ایک کا کھانا کافی نہیں پس بداہت یہ امر مسلزم تقسیم روح ہے اور تقسیم روح باطل ہے اسلئے تناسخ باطل ہے اور آزمایش کے طور پر یہ مسئلہ اس طرح پر غلط ٹھیرتا ہے کہ جس طرح ہر قسم کی روحیں پیدا ہوتی رہی ہیں ان تمام صورتوں میں ممکن ہی نہیں کہ شبنم کے ساتھ وہ روحیں پیدا ہوتی ہوں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ بالوں میں جوئیں پڑ جاتی ہیں وہ روحیں کس شبنم کے ساتھ کھائی جاتی ہیں ایسا ہی گندم کے کھانوں میں سسری پڑ جاتی ہے وہ کروڑہا روحیں جو کھانے کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں وہ کس شبنم کے ساتھ کھانے کے اندر گھستی ہیں اور کون انکو کھاتا ہے۔ ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ پیٹ میں کدو دانے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کبھی دماغ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور طبی علم کے تجربہ سے پانی کے ہر ایک قطرے میں ہزارہا کیڑے ثابت ہوتے ہیں یہ کس شبنم سے پڑتے ہیں تجربہ بتلا رہا ہے کہ ہر ایک چیز میں ایک قسم کے کیڑہ کا مادہ موجود ہے۔ پشمینہ میں بھی ایک قسم کا کیڑہ لگ جاتا ہے لکڑی میں بھی اناج میں بھی۔ پھلوں میں بھی۔ اور بعض پھلوں میں پھل کی پیدایش کے ساتھ ساتھ ہی کیڑا پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ گولر کا درخت وہ کس شبنم سے کیڑے آتے ہیں اور اہل تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ بعض ترکیبوں سے ہزارہا بچھو پیدا کر سکتے ہیں وہ کس شبنم سے آتے ہیں افسوس

اسلامیت دیانند صاحب کی موٹی عقل نے بہت کچھ حقیقیں اور ندامتیں آریہ صاحبوں کو پہونچائی ہیں۔ آپ تو ایسی غلط اور بیہودہ باتیں بیان کر کے جلد اس دنیا سے گذر گئے اور دوسروں کو جنہوں نے انہیں کا مت اختیار کیا تھا ندامتوں کا نشانہ بنا گئے۔

دیکھو پاکیزگی کے لحاظ سے بھی تناسخ کا مسئلہ کیسا خراب ہے کیا جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے اسکے ساتھ کوئی فہرست بھی اندر سے نکلتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ لڑکی فلاں مرد کی ماں یا دادی یا ہمشیرہ ہے اس سے وہ شادی کرنے سے پرہیز کرے۔

اور یہ تناسخ کا مسئلہ پرمیشر کی قدرت میں بھی سخت رخنہ انداز ہے۔ خدا وہ خدا ہے کہ چاہے تو ایک لکڑی میں جان ڈال دے جیسا کہ حضرت موسیٰ کا عصا ایک دم میں لکڑی اور ایکدم میں سانپ بن جاتا تھا مگر روحوں کی اناوی ہونے کی حالت میں ہندؤں کا پرمیشر ہرگز پرمیشر نہیں رہ سکتا کیونکہ جو محض دوسروں کے سہارے سے اپنی خدائی چلا رہا ہے اسکی خدائی کی خیر نہیں وہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں اور یہ کہنا کہ تناسخ کا چکر جو کہ آریہ سماج بموجب آریہ صاحبوں کے عقیدہ کے جاری ہے اسکا باعث گذشتہ پیدائشوں کے گناہ ہیں یہ خیال علم طبعی کے تجربہ کے ذریعہ سے نہایت فضول اور لچر اور باطل ثابت ہوتا ہے یہ ظاہر ہے کہ روحوں کی پیدائش میں بھی خدا تعالیٰ کا ایک نظام ہے جو کبھی پیش و پس نہیں ہوتا۔ مثلاً برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور گرمی کے دنوں میں بکثرت مکھیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو کیا انہیں دنوں میں ہمیشہ دنیا میں پاپ زیادہ ہوتے ہیں اور نہایت سخت گناہ کی وجہ سے انسانوں کو مکھیاں اور برسات کے کیڑے بنایا جاتا ہے۔ اس طرح کے ہزارہا دلایل ہیں جن سے تناسخ باطل ہوتا ہے۔ چاہئے کہ آریہ صاحبان بغور ان تمام باتوں کو سوچیں۔

ہمعصر نال مرکری رقمطراز ہے کہ لندن میں عید اضحےٰ کی رسوم نہایت شان و شوکت کے ساتھ ادا کی گئی۔ یہ مبارک یوم ہر سال مقدس حج مکہ معظمہ سے دو سے روز آیا کرتا ہے۔ ۸ اور ۹ بجے کے بین تمام اسلامی مسجدوں میں نماز ادا کی گئی جس میں تمام مسلمان شریک ہوئے۔ اور خلیفۃ المسلمین ہز مجسٹی ماما روم کی درازئ حیات کے واسطے

حاجی گئی اور ہز مجسٹی شاہ ایڈورڈ ہفتم ست ہنشاہ ہند کے حق میں بھی دعائے خیر کی گئی
ازاں بعد حجاز ریلوے فنڈ کمیٹی کے آنریری سیکرٹری کی سرکردگی میں جامع مسجد ڈربن سے
ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ صاحب موصوف اُسوقت ٹھیک عربی فیشن کے لباس
سے ملبس تھے۔ جنہوں نے حضور ملکہ معظمہ کے بت کے پاس پہونچکر حاضرین کو اردو زبان میں مخاطب
کر کے اس مذہبی آزادی کا موثر الفاظ میں تذکرہ کیا جو برٹش حکومت کے زیر سایہ رعایا برایا کو
نصیب ہو رہی ہے۔ اور پھر حجاز ریلوے کی ترقی سے مطلع کر کے حاضرین کو حسب استطاعت
اس کار خیر کے واسطے چندہ دینے کی ترغیب و تحریص دلائی۔ پھر جلوس مذکور سواران پولیس
کی احتشام کے ساتھ میاں قمر الدین اور میاں داؤد محمد صاحبان کے دولت خانہ پر پہونچا
جہاں سامان ناشتہ بافراط ناظرین کے پیش کیا گیا اور باقی دن رفیقوں اور دوستوں
اور رشتہ داروں کی ملاقاتیں کرنے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں دینے میں صرف
کیا گیا۔ (و ن)

کثرت مے نوشی

ممالک متحدہ میں سنہ ۱۹۰۲-۳ء کے اندر صیغہ آبکاری کے محاصل سے ½ ۲۵ لاکھ کی آمدنی ہوئی
جو سال پیشتر کی نسبت بقدر ½ ۶ لاکھ کے زیادہ ہے۔ دیسی شراب کی کشید سے قریباً پانچ
لاکھ روپیہ کی آمدنی ہوئی لفٹنٹ گورنر بہادر کی رائے میں یہ بیشی لوگوں کی مرفہ الحال کی
دلیل ہے۔ لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو ہز آنر نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں سیگو بینک
کی امانتوں یا انکم ٹیکس وغیرہ سے اگر یہ نتیجہ نکالا جاتا تو بھی ایک بات تھی۔ کثرت مے نوشی
کو دلیل خوشحالی قرار دینا تو بالکل ایسی بات ہے جیسے کہ کسی ملک یا قوم کی برباد شدہ دولت
کو اُسکی ثروت پر محمول کرنا ہو۔ تو ہندوستانی اگر اپنی حماقت و ناعاقبت اندیشی سے اپنی
ساری ہی کمائی شراب خواری میں اُڑا دیا کریں تو شاید اس سے بھی زیادہ مرفہ الحال
سمجھے جائیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ایسے غلط نتایج سے بھٹک کر ہمارے مہربان حکام اور
خود ابنائے وطن اس بات سے بے پروا نہ ہو جائیں۔ کہ مختلف اسباب سے ملک میں

[الاسلام] رسٹ ویانی بدن بڑھتا اور عام ہوتا جاتا ہے اور اگر جلد تر اسکا انسداد نہ کیا گیا تو طرابلس جانے ہمراہ اسے کیا روز بد دیکھنا پڑے گا۔ خواہ تعلیم و ترقی وغیرہ کی لاکھ واویلا مچتی رہے۔

عیسائیت کی چھان بین

پیرس کا ایک نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ مجھے میرے ایک جاپانی دوست نے بیان کیا۔ کہ جاپان سے ایک کمیشن عیسائی مذہب کی چھان بین کے لئے یوروپ بھیجی گئی۔ مگر کمشنر نے عیسائیوں کے مذہب اور اعتقادات میں اسقدر اختلاف دیکھا۔ کہ جب وہ واپس آیا اور ایک کونسل میں جس میں مکاڈو وغیرہ موجود تھے۔ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے اپنا سر ہلا دیا جس کا منشا یہ تھا۔ کہ یہ مذہب کچھ نہیں میرا جاپانی دوست کہتا ہے کہ کمشنر کے اس بیان کے بعد ہم نے اس مذہبی چھان بین کے خیال کو چھوڑ دیا۔ اور جب سے ہم اپنے پرانے مذہب شنٹو پر قایم ہیں۔ جاپان میں تین مذہب ہیں شنٹو۔ بدھ۔ کنفولیا ان تینوں میں بدھ مذہب کی جاپان میں زیادہ ترقی ہے۔ اس وقت سے عیسائیت کو کوئی مذہبی کامیابی نہیں ہوئی ۔ ن م

معذرت

آجکل علاقہ سیالکوٹ میں کثرت سے طاعون پھیلا ہوا ہے اور اسی باعث سے رسالہ وقت پر شایع نہیں ہوتا اس لئے اب بجائے ۳۲ صفحہ کے ۲۴ صفحہ کا رسالہ شایع ہوا کریگا۔ بعد صحت بفضل خدا کمی پوری کی جاوے گی۔ والسلام۔

اڈیٹر

فہرست کتب موجودہ دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

صاحبان [illegible] کتابیں ہیں جنکا مطالعہ کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ یہ کتابیں اشتہاری نہیں بلکہ حقائق اور معارف سے مالا مال ہیں ان کتابوں کے مطالعہ کرنے سے روحانی اور علمی بصیرت حاصل ہوتی ہے درخواست آنے پر کتابیں بذریعہ وی پی ارسال ہو سکتی ہیں خریداروں کو چاہئے کہ اپنا پتہ مفصل اور خوشخط تحریر فرماویں ہمارا پتہ [illegible] - مینیجر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

چہل حدیث مع ترجمہ بالمقابل ۱۰/	فرقہ طعن نکاح زینب ۴/	ابطال الطین مع اثبات المؤمنین ۸/
تفسیر فیروزی پہلا پارہ (مع مطلب) ہدیہ ... عمہ	آریہ دھرم آریوں کا دلچسپ ناول ۸/	قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت ۸/
پیارے نبی کے پیارے حالات ۲/	آریہ مت کی اصلی تصویر نظم میں آریوں کا کچا چٹھا ... ۸/	عقائد اہل سنت والجماعت امام غزالی ۴/
رسول کریم کی سوانح عمری مع حالات انبیاء علیہ السلام ... ۱۲/	عیسائی مذہب کا فوٹو ... ۴/	سر چشمہ آریہ آریوں کا دیا مباحثہ ۱۰/
صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی کی لائف ... ۸/	سچی عبادت نماز انگریزی فارسی اردو بھاشا سنسکرت وغیرہ سات زبانوں میں ترجمہ ... ۲/	مجموعہ معجزات محمدیہ آنحضرت کے معجزات ... ۵/
امام اعظم ... ۴/	ایک سچے مسیحی کی مناجات ... ۴/	تحفۃ المسلمین اسلام کی ضروری باتیں ... ۲/
ذوالنورین تیسرے خلیفہ کے حالات بابرکات ... ۶/	الوہیت مسیح و تثلیث کا رد دو حصے تثنیت ... ۸/	تائید المحمد والقرآن ایک انگریز کا قرآن کریم اور محمد کی تائید کرنا ۷/
حضرت علی رضی کی مفصل لائف وغیرہ ... ۲/	نماز اور اس کی حقیقت یعنی نماز کی فلاسفی نیت ... ۴/	نور اسلام ... ۶/
اسم اعظم پیران پیر کے حالات عمہ	اوراد عشرہ مترجم (دو رسالے لطیفہ) عمہ/	مولوی نذیر احمد کے دس لیکچر ... ۱۲/
انسان اور اس کی تقدیر بالتصویر عمہ	انسانی بجلی (شیعوں کا ناس) ۴/	محسن الملک کے دو مشہور لیکچر ... ۸/
تطبیق فیروزی سورہ الرحمن ... ۳/	رانڈوں کی شادی گھر کی آبادی ۸/	ولادت مسیح پر بحث ... ۳/
ایمان صحابہ ... ۴/	فتوح الغیب پیران پیر کا زبردست کلام اردو ترجمہ ... سعہ	قرآن کریم اور وید کا مقابلہ ۲/
ایک نومسلم فرنگی کے دس لیکچر اسلام کی صداقت پر ... عمہ	قصص الانبیاء عیسیٰ کے حالات ۸/	اسلام کی فلاسفی اسلام اور اس کی حقیقت ... ۸/
حق العارفین قصیدہ غوثیہ کی شرح ۴/	گلدستہ کرامات غوث الاعظم ۴/	انوار الاسلام کا مجموعہ بابت ۱۳۱۶ مجلد ... ۴/
طالب الحقیقت شیخ سعدی کا تصوف کا رسالہ ... ۴/	دیوان غوث الاعظم فارسی ۴/	عشرہ کاملہ انگریزی ... سعہ
مقامات فیروزی ... ۳/	دیوان باہو ... ۱/	سیرت الفاروق حضرت عمر رضی کی سوانح عمری ... عہ
نعت فیروزی ... ۳/	تحفۃ الجنت سیر شفیق الوری ۱۰/	قوت فیصلہ ... ۴/
مسلمانوں کی بیداری کا نمونہ ۴/	آیات اللہ الکاملہ (ترجمہ حجۃ البالغہ) قیمت فی جلد ... عہ	اسلام کی پہلی کتاب ۱/
تحقیق المسائل شرعی شقاوت اور [illegible]	عجائب احمدیہ چہار جلد ... ۵	اسلام کی دوسری ۲/
		پیران یوسفی ترجمہ مثنوی [illegible]

بیانی اُردو

جلد اول سورہ فاتحہ و بقرہ ۔۔۔
جلد دوم آل عمران و نسا ۔۔۔
جلد سوم مائدہ تا انعام ۔۔۔
جلد چہارم انفال سے نحل تک ۔۔۔
چاروں جلدوں کے یکمشت خریداروں سے معہ محصول ڈاک
صرف سات روپے ... عہ

اسلام و برٹش لا

سیاست محمدیہ اور آئین انگریزیہ کا مقابلہ اسلامی قانون کی فضیلت ... ۵ر

اہل حدیث کا مذہب

فرقہ موحدین کے متعلق کہ وہ کون کون مسایل کو مانتے ہیں اور کن سے انکاری ہیں بغیر دل آزاری کسی فریق کے ... ۲ر

اسلامی تاریخ آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات طیبہ بطرز حکایات چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے نہایت مفید ... ۱ر

حدیث نبوی اور تقلید شخصی

حدیث شریف اور تقلید شخصی پر بحث اور منکرین حدیث کے جواب ... ۲ر

خصائل النبی ... اردو ترجمہ جس سے ...

آنحضرت صلعم ... مسلمان ... اسلام ہوئے ... ۱ر

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن

عربی میں بے مثل کمال کی تفسیر جس میں آیات کے معنے بغیر کسی دوسری آیت سے استدلال ہے تمام قرآن مجید کی تفسیر قیمت ... ۸ر

برق اسلام

عبدالغفور آریہ و مرتد کے رسالہ ترک اسلام کا جواب جو قرآن اور نبوت محمدیہ کا ثبوت حجم ۲۳۰ صفحہ ۱۲ر

حق پرکاش سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش متعلق قرآن کا مفصل مدلل جواب ۱۲ر

سوامی کی زندگی ۱ر

شریعت و طریقت ۱ر

حدوث دنیا ۔۔۔ پیدائش کے متعلق آریوں سے مباحثہ ۲ر

حدوث وید

وید کی قدامت کا ابطال ... ویدی شہادت ... ۱ر

السلام علیکم

اسلام کے مسایل اور اسلامی ... اسلام کا ... سلام ...

تقابل ثلاثہ

تورات انجیل اور قرآن کا مقابلہ قرآنی فضیلت کا ثبوت ادیب ... کویا اردو ... جس ... استاد عربی ... ۱۲ر

الہامی کتاب

قرآن اور وید ... کا مقابلہ ... مفصل بحث ... قیمت فی جلد ...
۔۔۔ شتاق ادارہ ... بحث ... کے ابطال کے لئے یہ رسالہ کافی ہے ... ۲ر

نکاح اربعہ

اسلامی ... پر ... آریہ ... کی ... سے مقابلہ اسلامی ... کی فضیلت ... ۲ر

رسم اسلامیہ ... متعلقہ ... شادی ... [illegible]

محصول ڈاک کی بدعت

... ۱ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۴۴
قیمت سالانہ پیشگی معہ محصول ڈاک عہ
روزہ پندرہ
جلد ۶ رسالہ نمبر ۴
۱۵

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

دھرمپال اور ہم

منشی دھرمپال جی نے تو خدا کے پاک کلام قرآن شریف پر ایسی بیہودہ ہنی اور شوخی سے اعتراض کئے ہیں کہ گویا انکے نزدیک سارے جہان میں کوئی مسلمان رہا ہی نہیں جو ان لایعنی اور بیہودہ اعتراضات کا جواب دے سکے حالانکہ مسلمانوں میں علماء فضلاء اور مناظرین کی افواج جرار کھڑی ہیں جو ایسے لغو اور لچر اعتراضات کے جواب دینے کے لئے علی الفور تیار ہیں دیانندی بیچارے نیوگ کے پیارے کیا حیثیت رکھتے ہیں جو اسلام یا اہل اسلام کا مقابلہ کر سکیں اگر دھرم پال فی الحقیقت دھرمپال یا سعادتمند ہوتا تو پہلے ایک اشتہار دیتا اور مسلمانوں کے سامنے یہ اعتراضات بطور تحقیق حق پیش کرتا مگر واقعی مسلمان ان اعتراضات کے جواب دینے سے عہدہ برآ نہ ہوتے تو اسکا اختیار تھا۔ اسلام ترک کرتا یا ترک اسلام تحریر کرتا لیکن شہرت کی خواہش اور دیانندیوں کے نزدیک عزت کی ہوس اور دنیا میں ایک عجیب بات کے اظہار کے شوق نے اسکو اعیا پڑا۔ کہ بلا تحقیق دیانندی بخارات پر ایمان لے آیا جو اس کی ابدی شقاوت اور بدانجام کی دلیل ہے۔ دنیا میں وہ چند روز کو مفت کے

مذہب والے نیوگ کی دلربائی پر شیفتہ ہو۔ لیکن عاقبت کار با خداوند اسے معلوم ہو جائیگا کہ باکرہ باختہ زرد و شب ریجور۔ دھرم پال جی کو معلوم ہے کہ ابھی آپکی کتاب کو شائع ہوئے پورا سال بھی نہیں ہوا کہ سات آٹھ جواب مسلمانوں سے طبع ہو چکے اور کئی زیر طبع ہیں اُمید ہے کہ برق اسلام کو دیکھ کر وہ اپنے تمام اعتراضات کو واپس لینگے اور اگر سعادت ابدی اُنکی یاور ہوئی تو پھر ظلمات کفر سے نکلکر انوار الاسلام سے مستنیر و مستفیض ہوں گے ✦

اسلام وہ مذہب ہے جسکا دلربا چہرہ ہی ہر وقت انسان کا دل کھینچنے کے لئے تیار رہے۔ پانچوں وقت نماز پڑھنا مسجد میں حاضر ہونا۔ ہاتھ منہ دھونا۔ پانچ وقت خدا کے نام کی منادی کرنا۔ اللہ کی یاد۔ دعا و مناجات یہ سب باتیں خود بخود انسان کا دل اسلام کی طرف کھینچنے کے لئے جذب مقناطیسی کا حکم رکھتی ہیں انسان کا دل بیداری کی طرف ذرا مائل ہو سہی اسلام سے اعلےٰ و افضل اور خدا یاد مذہب اُسے کوئی نظر نہ آئیگا۔ توحید کی اشاعت شرک کا استیصال جیسا اسلام میں ہے کسی مذہب میں ممکن نہیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنکی اسلام ہی پر زندگی اسلام ہی پر موت اور اسلام ہی پر حشر ہو۔ آمین ✦

دھرم پال جی کو اگر اب بھی اسلام کی نسبت کچھ کہنے سننے کی ہوس ہو۔ تو وہ دفتر انوار الاسلام میں اپنا رقعہ بھیجدیں اُن کے سمجھانے اور شکوک رفع کرنے کے لئے علما اسلام ہر وقت موجود ہیں سلسلہ تقریر بہت جلد ختم ہو سکتا ہے اور سلسلہ تحریر کے لئے برسوں مطلوب ہیں اگر واقعی دھرم پال جی کو خدا کا خوف اور حق شناسی سے کچھ تعلق ہے تو یقین ہے کہ وہ دفتر انوار الاسلام میں ضرور تحقیق حق کے لئے اپنی درخواست بھیجدیں گے۔ ورنہ قیامت کے دن وہ خدا کے نزدیک کسی طرح صادق اور معذور نہیں ٹھہر سکتے ✦ اڈیٹر

ناظرین ترک اسلام کے اعتراضات کے جواب جسقدر ۳۰ صفحہ میں سما سکتے ہیں وہ برق اسلام حصہ اول میں درج کر دیئے گئے ہیں باقی اعتراضات کے جواب کے لئے حصہ دوم برق اسلام کا انتظار کیجئے۔ جو عنقریب پبلک کے سامنے جلوہ گر ہوگا۔ ترک وید کا پہلا حصہ برق کے پہلے حصہ میں شامل ہے اور دوسرا حصہ تیسرے حصہ کے اخیر میں ملاحظہ کیجئے۔ فقط قیمت حصہ اول حجم ۳۰ صفحہ۔ ۴ر اور حصہ دوم حجم ۲۰۰ صفحہ قیمت ۴ر زیر طبع ہے۔ حصہ اول کو بہت جلد طلب کریں ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا ✦ دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

یا اللہ

رساله

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اُس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرّف سے نہ اُس کی خلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہمکو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اُس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حُسن والا۔ اور بیشمار احسان والا اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں +

تبدیل مذہب کے لئے جسقدر علم درکار ہے۔ اُسکی

سچی فلاسفی

اب ہم فائدہ عام کے لئے اس امر کی سچی فلاسفی بیان کرتے ہیں۔ کہ تبدیل مذہب کے لئے جسقدر واقفیت ضروری ہے جب مثلاً ایک ہندو تبدیل مذہب کرنے لگے تو اول اسکو چاروں وید سنسکرت میں پڑھ لینے چاہئیں یا عقل اور انصاف کے رو سے اس میں کوئی اور قاعدہ ہے۔

پس واضح ہو کہ تبدیل مذہب کے لئے ایک ہندو کا یہ فرض ہے کہ اول چاروں وید سبقاً سبقاً کسی پنڈت سے پڑھے اور پھر اگر چاہے تو کوئی اور مذہب اختیار کرے کیونکہ اگر یہ صحیح ہو تو مذہب کی تبدیلی کے لئے صرف وہی لوگ لائق ہونگے جو ویدوں کے پنڈت ہوں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صدہا ہندو جو ویدوں کا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھ سکتے سناتن دھرم چھوڑ کر آریہ سماجی بنتے جاتے ہیں بموجب حال کی مردم شماری کے پنجاب میں آریہ مذہب والے مرد نو ہزار سے زیادہ نہیں اور اس قدر جماعت آریہ میں شاید ایک دو پنڈت ہوں یا نہ ہوں باقی سب عوام ہندو ہیں جو محض چند باتیں سنکر آریہ بن گئے ہیں اور اپنے قدیم مذہب سناتن دھرم کو چھوڑ دیا ہے اور جیسا کہ آریہ سماجی لوگ مسلمان ہونے والے آریوں کا نام پربھشٹ اور ملیچھ رکھتے ہیں یہی نام سناتن دھرم کی طرف سے انکو ملتا ہے اور مذہب سے انکو خارج سمجھتے ہیں اور وید کے منکر قرار دیتے ہیں پھر باوجود اس قدر مخالفت شدید اور اختلاف عقاید کے جو سناتن دھرم اور آریہ سماجیوں میں اظہر من الشمس ہے۔ ایک جاہل سے جاہل سناتن دھرم والا جب آریہ بننے کے لئے آتا ہے تو کوئی اسکو نہیں کہتا۔ کہ اول چاروں وید پڑھ لے بلکہ اُسکا آریہ سماجی بننا غنیمت سمجھتے ہیں۔ خاص کر اگر کوئی دولتمند ساہوکار ہو گو کیسا ہی جاہل ہو تو پھر کیا کہنا ہے۔ ایک شکار ہاتھ آگیا اسکو کون چھوڑے۔ بھلا بتلایئے آپکے بہت سے لیڈر کتنے وید پڑھے ہوئے ہیں۔ جو سناتن دھرم چھوڑ کر آریہ بن گئے۔ ایسا ہی ہندو کر لالہ صاحب جو انہیں کے بھائی بند ہیں اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر سوچیں کہ انکو ویدانی بن کیا کیا

کمالات حاصل ہیں پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جو اعتراض نومسلم آریوں پر کیا جاتا ہی وہی درا صل آریوں پر بھی ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جو آریہ ہندو مسلمان ہوتا ہے چونکہ اسکو وقت پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو بہت سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس لئے طبعًا وہ اُسی مسلمان ہوتا ہے جب وہ اپنے دل میں حق اور باطل کا فیصلہ کر لیتا ہے۔

اور یہ فیصلہ چار مل وید پڑھنے پر منحصر نہیں ورنہ تبدیل مذہب کا دروازہ ہی بند ہو جائے اور نیز اس صورت میں یہ بھی لازم آتا ہے کہ آریہ سماج والے بجز ایک دو ویدوان پنڈتوں کے جو ان میں ہیں باقی سب ہندوؤں کو سناتن دھرم کی طرف واپس کر دیں اور انکو ہدایت کر دیں کہ جب تم وید پڑھ لوگے تب تمہیں آریہ سماج میں داخل کیا جاویگا۔ پہلے نہیں ہوشمند انسان اس بات کو جلد سمجھ سکتا ہے کہ اگر تبدیل مذہب کے لئے عالم فاضل ہونا ضروری ہے تو ہندوستان کے کروڑہا ہندو عوام الناس جو کچھ علم نہیں رکھتے اور مختلف فرقوں پر تقسیم شدہ ہیں وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے جب تک کہ سب وید وان نہ ہوں اور شاستروں کو سبقًا سبقًا نہ پڑھ لیں +

پس سنو! اور خوب کان کھولکر سنو۔ کہ تبدیل مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں بلکہ سچائی کی تلاش کرنیوالے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پھر اُن میں سے سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے (۱) اول یہ کہ اُس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنے اُس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیت کی نسبت کیا بیان ہی کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹھیراتا ہے اور ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہاں تک امکان قدرت ہی وہاں تک قدرت کے سلسلہ کو نہیں پہونچاتا یا اُس کے علم کو ناتمام جانتا ہے یا اُسکی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اسکی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اُسکے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور

روحانی نعمت کے وسایل کو مخصوص رکھتا ہے یا الوہیت کے خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے (۲) دوسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب میں جس کو وہ پسند کرے اُس کے نفس کے بارے میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوثی کی طرف کھینچتی ہو یا دیوثی امور کو مستلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالفت ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے خلاف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جس کی پابندی غیر ممکن یا منتج خطرات ہو۔ اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے ترک کی گئی ہو۔ اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دیکر بندہ کا رشتہ محبت اُس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لیجاتے ہوں اور غفلت سے حضور اور یادداشت کی طرف کھینچتے ہوں (۳) تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ اُس مذہب کو پسند کرے جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مُردہ سے مشابہت رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مُردہ سے مشابہ ہے جس کا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اسپر احسان کرنا ہے اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے اُس پر ایمان لانا بیفایدہ ہے اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا ہے اور ایک مُردہ پرمیشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے۔ جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا۔ تا اُس کا نفس پاک اور روشن ہو جائے۔ اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوگا جس میں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا۔ اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا ✦

یہ تین ضروری امر ہیں جو تبدیل مذہب کرنے والے کے لئے قابل غور ہیں۔ پس اگر کوئی

شخص کسی مذہب کو ان تین معیاروں کے رو سے دوسرے مذاہب پر فائق اور غالب پاوے تو اُس کا فرض ہوگا کہ ایسے مذہب کو اختیار کرے اور اس قدر تحقیق کے لئے نہ کسی بڑے پنڈت بننے کی حاجت ہے جیسے پانی ہوا۔ آگ اور خوردنی چیزیں اُن کے لئے جو عمداً خودکشی نہ کرنا چاہیں بکثرت پیدا کر رکھی ہیں اسی طرح اُس نے روحانی زندگی کے لئے اپنی ہدایت کے طریقوں کو انسانوں کے لئے بہت سہل و آسان کر دیا ہے تا انسان اس مختصر عمر میں فوق الطاقت مشکلات میں نہ پڑیں اور امور ثلاثہ جو ہم نے اوپر ذکر کئے ہیں اُن کے لئے ایک عمر خرچ کرنی اور عالم فاضل بننے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک حامی مذہب جو اپنے اُصول شائع کرتا ہے اُنہیں اُصولوں سے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ اس معیار کے موافق ہیں یا نہیں۔ اور اگر وہ اپنے اُصولوں کے بیان کرنے میں کچھ جھوٹ بولے یا کسی بات کو چھپا دے۔ تو وہ خیانت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ علمی زمانہ ہے اور صدہا پہلو ایسے ہیں جن سے حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

اب جبکہ مذکورہ بالا بیانات سے بداہت ثابت ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ہرگز ایسی ضرورت نہیں کہ کسی دین کے تمام فروع اصول اور جزئیات کلیات معلوم کئے جائیں بلکہ امور متذکرہ بالا کی واقفیت کافی ہے تو اس صورت میں ان نومسلم آریوں کا کیا قصور ہے۔ جو اِن ضروری اُمور کی تحقیق کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں اور جس صورت میں خود آریہ سماج کے گروہ میں سکھ جٹ سنار اور جاہل ودکاندار آریوں میں شامل ہیں جو بغیر چاروں وید پڑھنے کے بلکہ بدون ان اُمور ثلثہ مذکورہ بالا کی تحقیق کے سناتن دھرم اور خالصہ مذہب سے جو ان کے قدیم مذاہب تھے دست بردار ہو کر آریہ مت میں داخل ہو گئے ہیں اور اکثر لوگ ان میں سے نادان اور جاہل ہیں گویا کل ذخیرہ آریہ مت کا بجز شاذ و نادر اشخاص کے اُنہیں عوام الناس سے بھرا ہوا ہے تو پھر کیوں ان غریب نومسلم آریوں پر اعتراض کیا جاتا ہے جنہوں نے ارکان ثلاثہ پر خوب غور کر کے مذہب اسلام اختیار کیا ہے۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ بات تحقیق بالمحال ہے کہ کسی مذہب کے اختیار کرنے کے لئے پہلے اپنے آبائی مذہب کی کتاب اور اُسکی تفسیروں کو سبقاً سبقاً اول سے

آخر تک پڑھ لینا ضروری ہے اس شرط کو نہ کوئی آریہ دکھا سکتا ہے اور نہ کوئی پادری بلکہ یہ صرف ناحق کی نیش زنی ہے جو راستبازی سے بعید ہے۔ دنیا میں عالم فاضل کی ڈگری حاصل کرنے والے تو ہر ایک مذہب میں تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ تبحر علمی میں پورے کامل۔ ہر ایک ملک میں دس بیس سے زیادہ نہیں ہوتے مگر دوسرے لوگ کروڑہا ہوتے ہیں جو نہ پنڈت کہلاویں اور نہ پادری کے نام سے ملقب ہوں اور نہ مولوی ہونیکا عمامہ سر پر رکھتے ہیں اور انہیں میں اکثر طالب حق بھی ہوتے ہیں اور ان کے لئے کافی ہوتا ہے کہ وہ اس قدر دیکھ لیں کہ کسی مذہب میں خدا کے بارے میں کیا تعلیم ہے اور پھر مخلوق کے بارے میں کیا تعلیم ہے اور پھر اس تعلیم کا ثمرہ کیا ہے کیا وہ اس خدا تک پہونچاتی اور اس مخفی ذات کو دکھلاتی ہے جو زندہ خدا ہے یا اسکو محض تصور کے سہارے پر چھوڑتی ہے۔ جیسا کہ ہم ان امور ثلاثہ کی ابھی تصریح کر چکے ہیں اور عقل سلیم بداہت اس بات کو سمجھتی ہے کہ جو شخص ان تینوں امور میں کسی مذہب کو کامل پائیگا وہی مذہب سچا ہوگا کیونکہ یہ تسلی جھوٹے مذہب میں ہرگز مل نہیں سکتی۔

اب ہم ناظرین پر بڑے زور سے اس بات کا ثبوت ظاہر کرتے ہیں کہ یہ تینوں قسم کی خوبیاں محض اسلام میں پائی جاتی ہیں اور باقی جس قدر مذاہب روئے زمین پر ہیں۔ کیا آریہ اور کیا عیسائی اور کیا کوئی اور مذہب وہ ان سہ گونہ خوبیوں سے خالی ہیں اور ہم طول بیان سے پرہیز کر کے ہر ایک خوبی کے ذیل میں اسلام اور ان دونوں مذہبوں کا کچھ ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

خدا تعالیٰ کے متعلق عیسائی صاحبوں کی کیا تعلیم ہے؟

عیسائی صاحبان اس بات کے اقراری ہیں کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کامل خدا ہیں جنکے اندر چار روحیں موجود ہیں ایک بیٹے کی دوسرے باپ کی۔ تیسری

روح القدس کی چوتھی انسان کی اور یہ مربع خدا ہمیشہ کے لئے مربع ہوگا۔ بلکہ اسکو خمس کہیں تو بجا ہے کیونکہ اُسکے ساتھ جسم بھی ہمیشہ رہے گا لیکن اب تک اس بات کا جواب نہیں دیا گیا کہ اس خدا کا وہ جسم جو تحلیل ہوتا رہا اور یا ہمیشہ ناخنوں اور بالوں کے کٹانے کی وجہ سے کم ہوتا رہا۔ کیا وہ بھی کبھی اس جسم کے ساتھ شامل کیا جائیگا یا ہمیشہ کے لئے اُسکو دائمی جدائی نصیب ہوا۔ ہر ایک عقلمند کو معلوم ہے کہ یہ علم طبعی کا مسلم اور مقبول اور تجربہ کردہ مسئلہ ہے کہ تین برس تک پہلا جسم تحلیل پاکر نیا جسم اُسکی جگہ آجاتا ہے اور پہلے ذرات الگ ہو جاتے ہیں۔ پس اس حساب سے تینتیس برس کے عرصہ میں حضرت مسیح کے گیارہ جسم تحلیل پائے ہوں گے اور گیارہ نئے جسم آئے ہونگے اب طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ گیارہ مفقود شدہ جسم بھی حضرت مسیح کے موجودہ جسم کے ساتھ شامل ہو جائیں گے یا نہیں اور اگر نہیں شامل ہوں گے تو کیا بوجہ کسی گناہ کے وہ علیحدہ رکھنے کے لائق تھے یا کسی اور وجہ سے علیحدہ کئے گئے اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا سبب ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اس موجودہ جسم کو دور کر کے وہی پہلے جسم حضرت حضرت مسیح کو دئے جائیں اور کیا وجہ جبکہ گیارہ دفعہ اسبات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح تمام انسانوں کی طرح تین برس کے بعد نیا جسم پاتے رہے ہیں اور تینتیس برس تک گیارہ نئے جسم پا چکے ہیں تو پھر کیوں اب باوجود دو ہزار برس گذرنے کے وہی پرانا جسم اُن کے ساتھ لازم غیر منفک رہا اگر اُس جسم کے غیر فانی بننے کی وجہ اُن کی خدائی ہے تو ان پہلے دنوں میں بھی تو خدائی موجود تھی جبکہ ہر ایک تین برس کے بعد پہلا چولہ جسم کا وہ اُتارتے رہے ہیں اور وہ جسم جو خدائی کا ہمسایہ تھا خاک و غبار میں ملتا رہا۔ تو کیوں یہ موجودہ جسم بھی اُن سے الگ نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی سوچو کہ انسان کے جسم کے پہلے ذرات اس سے الگ ہو جانا تو کوئی غیر معمولی بات نہیں بلکہ رحم سے نکلتے ہی ایک حصہ اُس کے جسم کے زوائد کا الگ کرنا پڑتا ہے اور ناخن اور بال ہمیشہ کٹانے پڑتے ہیں اور بسا اوقات بباعث بیماری بہت دُبلا ہو جاتا ہے اور پھر کھانے پینے سے نیا جسم آجاتا ہے مگر خدا کے گیارہ جسم اس سے الگ ہو جائیں اس میں بیشک خدا کی ہتک ہے ہاں جیسا کہ چاروں روحوں کے عقیدہ میں ایک راز تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر اس جگہ بھی یہی جواب دیا جائے کہ اس میں بھی کوئی راز ہے تو پھر بحث کو ختم کرنا پڑتا ہے مگر بار بار راز

کا بہانہ پیش کرنا یہ ایک بناوٹ اور کمزوری کی نشانی ہے +

پھر دوسری تعجب یہ ہے کہ اس تخمیس کا نام تثلیث کیوں رکھا گیا ہے۔ جبکہ بموجب عیسائی عقیدہ کے چاروں روحیں مسیح کے جسم میں ابدی اور غیر فانی ہیں اور ہمیشہ رہینگی۔ اور انسانی روح بھی بباعث غیر فانی ہونے کے اس مجموعہ سے کبھی الگ نہیں ہوگی۔ اور نہ کبھی جسم الگ ہوگا تو پھر یہ تو تخمیس ہوئی نہ تثلیث اب ظاہر ہے کہ واضعان تثلیث سے یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی ہے جو انہوں نے تخمیس کو تثلیث سمجھ لیا مگر اب بھی یہ غلطی درست ہو سکتی ہے۔ اور جیسا کہ گذشتہ دنوں میں تثلیث کے لفظ کی نسبت تالوث تجویز کیا گیا تھا۔ اب بجائے تالوث کے تخمیس تجویز ہو سکتی ہے غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔ مگر افسوس کہ اس پانچ پہلو والے خدا کی کچھ نہ کچھ مرمت ہی ہوتی رہتی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ عیسائی مذہب توحید سے تہیدست اور محروم ہے بلکہ ان لوگوں نے سچے خدا سے منہ پھیر کر ایک نیا خدا اپنے لئے بنایا ہے جو ایک اسرائیلی عورت کا بیٹا ہے مگر کیا یہ نیا خدا اُن کا قادر ہے۔ جیسا کہ اصلی خدا اُن کا قادر ہے۔ اس بات کے فیصلہ کیلئے خود اُس کی سرگذشت گواہ ہے کیونکہ اگر وہ قادر ہوتا تو یہودیوں کے ہاتھ سے ماریں نہ کھاتا۔ رومی سلطنت کی حوالات میں نہ دیا جاتا اور صلیب پر کھینچا نہ جاتا اور جب یہودیوں نے کہا تھا کہ صلیب پر سے خود بخود اُترا ہم ابھی ایمان لے آئیں گے اُس وقت اُتر آتا۔ لیکن اُس نے کسی موقعہ پر اپنی قدرت نہیں دکھلائی۔ رہے اُس کے معجزات دوسرے اکثر نبیوں کی نسبت بہت ہی کم ہیں۔ مثلاً اگر کوئی عیسائی ایلیا نبی کے معجزات سے جو بائبل میں مفصل مذکور ہیں جنمیں سے مُردوں کا زندہ کرنا بھی ہے۔ مسیح ابن مریم کے معجزات کا مقابلہ کرے تو اُسکو ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ ایلیا نبی کے معجزات شان اور شوکت اور کثرت میں مسیح ابن مریم کے معجزات سے بہت بڑھکر ہیں۔ ہاں انجیلوں میں بار بار اس معجزہ کا ذکر ہے کہ یسوع مسیح مصروعوں یعنی مرگی زدہ لوگوں میں سے جن نکالا کرتا تھا اور یہ بڑا معجزہ اُس کا شمار کیا گیا ہے جو محققین کے نزدیک ایک ہنسی کی جگہ ہے آجکل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ مرض صرع ضعف دماغ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یا بعض اوقات کوئی رسولی دماغ میں پیدا ہو جاتی ہے اور بعض

وغیرہ کسی اور مرض کا یہ غرض ہوتی ہے لیکن ان تمام محققین نے کہیں نہیں لکھا کہ اس مرض کا سبب جن بھی ہوا کرتے ہیں قرآن شریف حضرت مسیح ابن مریم پر یہ بھی احسان ہے کہ اُس کے بعض معجزات کا ذکر تو کیا۔ لیکن یہ نہیں لکھا کہ وہ مرگی زدہ بیماروں میں سے جن بھی نکالا کرتا تھا اور قرآن شریف میں حضرت مسیح ابن مریم کے معجزات کا ذکر اس غرض سے نہیں ہے کہ اس سے معجزات زیادہ ہوئے ہیں۔ بلکہ اس غرض سے ہے کہ یہودی اُسکے معجزات سے قطعاً بیزار تھے اور اسکو فریبی اور مکار کہتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہودیوں کے رفع اعتراض کے لئے مسیح ابن مریم کو صاحب معجزہ قرار دیا اور اسی حکمت کی وجہ سے اسکی ماں کا نام صدیقہ رکھا کیونکہ یہودی اُسپر ناجایز تہمت لگاتے تھے سو مریم کا صدیقہ نام رکھنا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ دوسری تمام پاکدامن اور صالحہ عورتوں سے افضل تھی بلکہ اس نام کے رکھنے میں یہودیوں کے اعتراض کا رد اور دفع مقصود تھا۔ اسی طرح جو احادیث میں لکھا گیا۔ کہ عیسیٰ اور اُس کی ماں مس شیطان سے پاک تھے اس قول کے یہ معنے نہیں ہیں کہ دوسرے نبی مس شیطان سے پاک نہیں تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ نعوذ باللہ جو حضرت مسیح پر ولادت ناجایز کا الزام لگایا گیا تھا اور حضرت مریم کو ایک ناپاک عورت قرار دیا گیا۔ اس کلمہ میں اسکا رد مقصود ہے ایسا ہی حضرت مسیح کی پیدایش بھی کوئی ایسا امر نہیں ہے جس سے اُن کی خدائی مستنبط ہو سکے اسی دھوکہ کے دور کرنے کے لئے قرآن شریف اور انجیل میں حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کی ولادت کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا گیا ہے تا پڑھنے والا سمجھ لے کہ دونوں ولادتیں اگرچہ بطور خارق عادت ہیں لیکن اِن سے کوئی خدا نہیں بن سکتا۔ ورنہ چاہئے کہ یحییٰ بھی جس کا عیسائی یوحنا نام رکھتے ہیں خدا ہو بلکہ یہ دونو امر اس بات کی طرف اشارہ کرتے تھے کہ نبوت اسرائیلی خاندان میں سے جاتی رہے گی یعنے جبکہ یسوع مسیح کا باپ بنی اسرائیل میں سے نہ ہوا اور یحییٰ کی ماں اور باپ لایق نہ ٹھیرے کہ اپنے نطفہ سے بچہ پیدا کر سکیں تو یہ دونوں بنی اسرائیلی سلسلہ سے خارج ہو گئے اور یہ آیندہ ارادہ الٰہی کے لئے ایک اشارہ قرار پا گیا کہ وہ نبوت کو دوسرے خاندان میں منتقل کریگا ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا کوئی اسرائیلی باپ نہیں ہے پس وہ بنی اسرائیل میں سے کیونکر ہو سکتا ہے لہذا اُس کا وجود اسرائیلی سلسلہ

کے دائمی نبوت کی نفی کرتا ہے ایسا ہی یوحنا یعنے یحیٰی اپنے ماں باپ کے قویٰ میں سے نہیں ہے سو وہ بھی اسی کی طرف اشارہ ہے +

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ مسیح کے کسی معجزہ یا طرز ولادت میں کوئی ایسا اعجوبہ نہیں کہ وہ اُس کی خدائی پر دلالت کرے اسی امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح کی ولادت کے ذکر کے ساتھ یحییٰ کی ولادت کا ذکر کر دیا تا معلوم ہو کہ جیسا کہ یحییٰ کی خارق عادت ولادت اُنکو انسان ہونے سے باہر نہیں لیجاتی ایسا ہی مسیح ابن مریم کی ولادت اُسکو خدا نہیں بناتی ح یہ تو ظاہر ہے کہ یوحنا کی ولادت حضرت عیسیٰ کی ولادت سے کوئی کم عجیب تر نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ میں صرف باپ کی طرف میں ایک خارق عادت امر ہے اور حضرت یحیٰی میں ماں اور باپ دونوں کی طرف میں خارق عادت امر ہے اور اُس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ حضرت یحییٰ کی پیدائش کا نشان بہت صاف رہا ہے کیونکہ اُن کی ماں پر کوئی ناجائز تہمت نہیں لگائی گئی اور اس تہمت نے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے اعجوبہ کو خاک میں ملا دیا مگر اس تہمت میں صرف یہودیوں کا قصور نہیں بلکہ خود حضرت مریم سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی جس نے یہود کو تہمت کا موقعہ دیا اور وہ یہ کہ جب اُس نے اپنے کشف میں فرشتہ کو دیکھا اور فرشتہ نے اُسکو حاملہ ہونے کی بشارت دی تو مریم نے عمداً اپنے خواب کو چھپایا اور کسی کے پاس اُسکو ظاہر نہ کیا کیونکہ اُس کی ماں اور باپ دونوں نے اُسکو بیت المقدس کی نذر کیا تھا تا وہ ہمیشہ تارکہ رہکر بیت المقدس کی خدمت میں مشغول رہے اور کبھی خاوند نہ کرے اور بتول کا لقب اُسکو دیا گیا اور اُس نے آپ بھی یہی عہد کیا تھا کہ خاوند نہیں کریگی اور بیت المقدس میں رہیگی اب اس خواب کے دیکھنے سے اُسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں لوگوں کے پاس یہ ظاہر کرتی ہوں کہ فرشتہ نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ تیرے لڑکا پیدا ہوگا تو لوگ یہ سمجھیں گے۔ کہ یہ خاوند کرنا چاہتی ہے اس لئے وہ اس خواب کو اندر ہی اندر دبا گئی۔ لیکن وہ خواب سچی تھی اور ساتھ ہی اسکے حمل ہو گیا جس سے مریم مدت تک بیخبر رہی جب پانچواں مہینا حمل پر گذرا تب یہ چرچا پھیل گیا کہ مریم کو حمل ہے اور اس وقت لوگوں کو خواب سنا دی۔ لیکن اسوقت سنانا بے فائدہ تھا آخر بزرگوں نے پردہ پوشی کے طور پر یوسف نام ایک شخص سے اُسکا نکاح کر دیا۔ اس طرح پر یہہ

نشان تک نہ رہ گیا۔ سو ہی حضرت مسیح کی پیشگوئیاں پس وہ تو ایسی ہیں کہ اب تک یہودی اس پر ہنسی کرتے ہیں کیونکہ ایسی باتیں کہ زلزلے آوینگے قحط پڑینگے لڑائیاں ہونگی عادت میں داخل ہیں اور ہمیشہ رہتی ہیں اور نیز یہودی کہتے ہیں کہ ان کی کوئی بات جو پیشگوئی کے رنگ میں تھی سچی نہیں نکلی چنانچہ یہ اعتراض انکے اب تک لاینحل چلے آتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے بارہ حواریوں کو جو اُن کے سامنے موجود تھے بہشت کا وعدہ دیا تھا بلکہ اُن کے لئے بارہ تخت تجویز کئے تھے لیکن آخر کار بارہ میں سے گیارہ رہ گئے اور بارھواں حواری جو یہودا اسکریوطی تھا وہ مرتد ہو گیا اور تیس روپیہ لیکر حضرت عیسےٰ کو اُس نے گرفتار کرا دیا اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے ہوتی تو یہودا مرتد نہ ہوتا۔ ایسا ہی ان کا یہ بھی اعتراض ہے کہ انکی یہ پیشگوئی بھی بڑی صفائی سے خطا گئی کیونکہ انیس سو برس گذر گئے اور اُس زمانہ کے لوگ مدت ہوئی کہ مر کھپ گئے۔ لیکن وہ ابھی تک واپس نہیں آئے۔

غرض ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ ہرگز کسی بات پر قادر نہیں تھا۔ صرف ایک عاجز انسان تھا اور انسانی ضعف اور لاعلمی اپنے اندر رکھتا تھا اور انجیل سے ظاہر ہے کہ اُس کو غیب کا علم ہرگز نہیں تھا کیونکہ وہ ایک انجیر کے درخت کی طرف پھل کھانے گیا اور اُس کو معلوم نہ ہوا کہ اسپر کوئی پھل نہیں ہے اور وہ خود اقرار کرتا ہے کہ قیامت کی خبر مجھے معلوم نہیں پس اگر وہ خدا ہوتا تو ضرور قیامت کا علم اُسکو ہونا چاہئے تھا اسی طرح کوئی صفت الوہیت اُس میں موجود نہیں تھی اور کوئی ایسی بات اُس میں نہیں تھی کہ دوسروں میں نہ پائی جائے عیسائیوں کو اقرار ہے کہ وہ مر بھی گیا۔ پس کیسے بد قسمت وہ فرقہ ہے جس کا خدا مر جائے۔ یہ کہنا کہ پھر وہ زندہ ہو گیا تھا۔ کوئی تسلی کی بات نہیں جس نے مر کر ثابت کر دیا۔ کہ وہ مر بھی سکتا ہے۔ اُس کی زندگی کا کیا اعتبار ✢

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ موجودہ مذہب عیسائیوں کا ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ جس کو انہوں نے خدا قرار دیا ہے۔ وہ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتا۔ خدا پر ہرگز موت نہیں آسکتی اور نہ وہ علم غیب سے محروم ہو سکتا ہے ✢

اب ہم اسی پیمانہ سے آریہ مذہب کو ناپنا چاہتے ہیں کہ آیا وہ سچے اور کامل اور

واحد لاشریک خدا کو مانتے ہیں یا اس سے برگشتہ ہیں پس واضح ہو کہ اول علامت خداشناسی کی توحید ہے یعنی خدا کو اُس کی ذات میں اور صفات میں ایک ماننا اور کسی خوبی میں اُس کا کوئی شریک قرار نہ دینا لیکن ظاہر ہے کہ آریہ سماجی لوگ ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کی ازلیت کی صفت میں شریک قرار دیتے ہیں† اور جس طرح خدا تعالیٰ اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کا محتاج نہیں اسی طرح اُن کے نزدیک جیو یعنے روح اور پرمانو یعنے ذرات اجسام بھی اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کی طرف محتاج نہیں بلکہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ قدیم اور انادی ہیں اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اب ظاہر ہے کہ اس عقیدہ کے رو سے نہ خدا کی توحید باقی رہتی ہے نہ اُس کی عظمت میں سے کچھ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اس صورت میں اُسکی شناخت پر کوئی دلیل بھی قایم نہیں ہو سکتی کیونکہ صانع اپنے مصنوعات سے ہی شناخت ہوتا ہے پس جبکہ روحوں اور جسموں کی تمام قوتیں خود بخود اور قدیم ہیں تو پھر خدا کے وجود پر کونسی دلیل قایم ہوئی اور عقل انسانی نے کیونکر سمجھ لیا کہ وہ موجود ہے۔ یہ کہنا بے جا ہے کہ وہ ان ذرات کو جوڑتا ہے اور روح اور جسم کو تعلق بخشتا ہے اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے کیونکہ صرف جوڑنے سے کوئی شخص خدا نہیں کہلا سکتا بوجہ یہ کہ اگر صرف جوڑنے سے کوئی شخص خدا کہلا سکتا ہے۔ تو اس صورت میں تو تمام نجار اور معمار خدا کہلا سکتے ہیں کیونکہ جوڑنے کا کام تو اُنہیں بھی آتا ہے۔ دیکھو حال کے زمانہ میں کیسی کیسی عمدہ صنعتیں یورپ کے صناعوں نے ایجاد کی ہیں یہاں تک کہ مادر زاد اندھوں کے دیکھنے کے لئے بھی ایک آلہ نکالا ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی نئی صنعت نکال لیتے ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کے مردہ جانوروں میں روح ڈالنے کا طریق بھی اُنہوں نے ایجاد کیا ہے یعنی جب کوئی جانور ایسے طور سے مر جائے جو اُس کے اعضائے رئیسہ کو صدمہ نہ پہنچے اور اسکی موت پر کچھ زیادہ عرصہ بھی نہ گذرے تو وہ اسکو اپنی حکمت عملی سے دوبارہ زندہ کرتے ہیں گو حقیقی طور پر وہ زندگی نہیں ہوتی تاہم اعجوبہ نمائی میں کیا شک ہے۔ امریکہ میں آجکل

---

† یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسلمان بھی انسانی ارواح کو ابدی قرار دیتے ہیں کیونکہ قرآن شریف یہ نہیں سکھلاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں۔ بلکہ وہ یہ سکھلاتا ہے کہ یہ ابدیت انسانی روح کے لئے محض عطیہ الٰہی ہے ورنہ انسانی روح بھی دوسرے حیوانات کے روحوں کی طرح قابل فنا ہے +

یہ عمل کثرت سے پھیل رہا ہے مگر کیا ایسی صنعتوں سے وہ خدا کہلا سکتے ہیں +

پس اصل بات یہ ہے کہ خدا کی قدرت میں جو ایک خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کہلاتا ہے وہ روحانی اور جسمانی قوتوں کے پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ مثلاً جانداروں کے جسم کو جو اُس نے آنکھیں عطا کی ہیں اس کام میں اُسکا اصل کمال یہ نہیں ہے کہ اُس نے یہ آنکھیں بنائیں بلکہ کمال یہ ہے کہ اُس نے ذرات جسم میں پہلے سے ایک پوشیدہ طاقتیں پیدا کر رکھی تھیں جنہیں بینائی کا نور پیدا ہو سکے۔ پس اگر وہ طاقتیں خود بخود ہیں۔ تو پھر خدا کچھ بھی نہیں کیونکہ بقول شخصے کہ گھی سنوارے سالنا بڑی بہو کا نام۔ اس بینائی کو وہ طاقتیں پیدا کرتی ہیں ۔ خدا کو اس میں کچھ دخل نہیں اور اگر ذرات عالم میں وہ طاقتیں نہ ہوتیں تو خدائی بیکار رہ جاتی پس ظاہر ہے کہ خدائی کا تمام مدار اسپر ہے کہ اُس نے روحوں اور ذرات عالم کی تمام قوتیں خود پیدا کی ہیں اور کرتا ہے اور خود اُن میں طرح طرح کے خواص رکھے ہیں اور رکھتا ہے۔ پس وہی خواص جوڑنے کے وقت اپنا کرشمہ دکھلاتے ہیں اور اسی وجہ سے خدا کے ساتھ کوئی موجد برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گو کوئی شخص ریل کا موجد ہو یا تار کا یا فوٹوگراف کا یا پریس کا یا کسی اور صنعت کا اُسکو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ ان قوتوں کا موجد نہیں جن قوتوں کے استعمال سے وہ کسی صنعت کو تیار کرتا ہے بلکہ یہ تمام موجد بنائی قوتوں سے کام لیتے ہیں جیسا کہ انجن چلانے میں بھاپ کی طاقتوں سے کام لیا جاتا ہے۔ پس فرق یہی ہے کہ خدا نے عنصر وغیرہ میں یہ طاقتیں خود پیدا کی ہیں مگر یہ لوگ خود طاقتیں اور قوتیں پیدا نہیں کر سکتے۔ پس جب تک خدا کو ذرات عالم اور ارواح کی تمام قوتوں کا موجد نہ ٹھیرایا جائے تب تک خدائی اُس کی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی اور اس صورت میں اُس کا درجہ ایک معمار یا نجار یا حداد یا گلگو سے ہرگز زیادہ نہیں ہوگا یہ ایک بدیہی بات ہے جو رد کے قابل نہیں پس دانشمند کو چاہئے کہ سمجھ کر جواب دے کہ بغیر سمجھ کے جواب دینا صرف بکواس ہے +

یہ نمونہ آریہ سماجیوں کی توحید کا ہے اور پھر دوسرا امر کہ وہ اپنے پرمیشر کو قادر کس درجہ تک سمجھتے ہیں خود ظاہر ہے کیونکہ جب کہ اُن کا یہ مانا ہوا اصول ہے کہ اُن کا پرمیشر نہ ارواح کا خالق ہے نہ ذرات اجسام کا تو اس سے ظاہر ہے کہ اس کی قدرت اُن کے نزدیک صرف

اس حد تک ہی کہ وہ باہم جسم اور روح کو جوڑتا ہے اور جو ارواح اور اجسام میں گُن اور خواص اور عجیب و غریب قوتیں ہیں وہ اُن کے نزدیک انادی اور خود بخود ہیں۔ پرمیشر کا اُن میں کچھ بھی دخل نہیں اب اس سے ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک اُن کے پرمیشر کی قوت اور قدرت نجاروں اور آہنگروں وغیرہ صناعوں سے کچھ زیادہ نہیں کیونکہ زیادتی تو تب ہے کہ وہ ان قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کا پیدا کرنے والا بھی ہو اور جبکہ وہ سب خاصیتیں اور قوتیں اور گُن اور طرح طرح کی طاقتیں ارواح اور ذرات اجسام میں قدیم اور انادی ہیں جیسا کہ خود ارواح اور ذرات اجسام قدیم اور انادی ہیں تو اس صورت میں ماننا پڑتا ہے کہ جس پرمیشر نے ان ارواح اور ذرات کو پیدا نہیں کیا اُس نے اُن کی قوتوں کو بھی پیدا نہیں کیا کیونکہ کوئی چیز اپنی قوتوں سے الگ نہیں رہ سکتی ہر ایک چیز کی قوتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور وہی اُس کی صورت نوعیہ کو قایم رکھتی ہیں اور جب قوت اور گُن باطل ہو جائے تو ساتھ ہی وہ چیز باطل ہو جاتی ہے۔ پس اگر یہ مانا جائے کہ پرمیشر نے روحوں اور ذرات عالم کو پیدا نہیں کیا تو ساتھ ہی ماننا پڑتا ہے کہ اس نے اُس کی قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو بھی پیدا نہیں کیا۔ اور اس صورت میں بدیہی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی قدرت اور قوت انسانی قوت اور قدرت سے بڑھ کر نہیں۔ کیونکہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ انسان سے زیادہ پرمیشر میں یہی بات ہے کہ وہ قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کا اپنی قدرت سے پیدا کرنے والا ہے مگر انسان گو کیسا ہی انواع اقسام کی ایجادات میں سبقت لیجائے مگر وہ قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو اپنے مطلب کے موافق ارواح اور اجسام میں پیدا نہیں کر سکتا۔ ہاں جو خدا کی طرف سے پہلے ہی سے قوتیں اور گُن اور خاصیتیں موجود ہیں اُن سے کام لیتا ہے مگر خدا نے انسانوں میں جس مطلب کا ارادہ کیا ہے۔ پہلے سے اس مطلب کی تکمیل کے لئے تمام قوتیں خود پیدا کر رکھی ہیں۔ مثلاً انسانی روحوں میں ایک قوت عشقی موجود ہے اور گو کوئی انسان اپنی غلطی سے دوسرے سے محبت کرے اور اپنے عشق کا محل کسی اور کو ٹھیراوے لیکن عقل سلیم بڑی آسانی سے سمجھ سکتی ہے۔ کہ یہ قوت عشقی اسلئے روح میں رکھی گئی ہے کہ تا وہ اپنے محبوب حقیقی سے جو اسکا خدا ہے اپنے سارے دل اور ساری طاقت اور سارے جوش سے پیار کرے ✦

پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوت عشق جو انسانی روح میں موجود ہے جس کی موجیں ناپیداکنار ہیں اور جس کے کمال موّاج کے وقت انسان اپنی جان سے بھی دست بردار ہونے کو طیار ہوتا ہے یہ خود بخود روح میں قدیم سے ہے ہرگز نہیں اگر خدا نے انسان اور اپنی ذات میں عاشقانہ رشتہ قائم کرنے کے لئے روح میں خود قوت عشق پیدا کرکے یہ رشتہ آپ پیدا نہیں کیا تو گویا یہ امر اتفاقی ہے کہ پرمیشر کی خوش قسمتی سے روحوں میں قوت عشق پائی گئی اور اگر اسکے مخالف کوئی اتفاق ہوتا یعنے قوت عشق روحوں میں نہ پائی جاتی تو کبھی لوگوں کو پرمیشر کی طرف خیال بھی نہ آتا۔ اور نہ پرمیشر اس پر کوئی تدبیر کر سکتا کیونکہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی لیکن ساتھ ہی اسبات کو بھی سوچنا چاہئے کہ پرمیشر کا بھگتی اور عبادت اور نیک اعمال کے لئے مواخذہ کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اُس نے خود محبت اور اطاعت کی قوتیں انسان کے روح کے اندر رکھی ہیں لہذا وہ چاہتا ہے کہ انسان جس میں خود اُس نے یہ قوتیں رکھی ہیں اُسکی محبت اور اطاعت میں محو ہو جائے ورنہ پرمیشر میں یہ خواہش پیدا کیوں ہوئی کہ لوگ اس سے محبت کریں اس کی اطاعت کریں اور اُس کی مرضی کے موافق رفتار اور گفتار بناویں ہم دیکھتے ہیں کہ باہم کشش کے لئے کسی قسم کا اتحاد ضروری ہے انسان انسان کے ساتھ اُنس رکھتا ہے اور بکری بکری کے ساتھ اور گائے گائے کے ساتھ اور ہر ایک پرندہ اپنے ہم قسم پرندہ کے ساتھ پس جبکہ انسان کی روحانی اور جسمانی قوتوں کو پرمیشر کے ساتھ کوئی بھی رشتہ نہیں تو کس اشتراک سے باہمی کشش درمیان ہو صرف جوڑنے کا اشتراک کافی نہیں کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں جوڑنے میں پرمیشر اور ایک نجار یا آہنگر برابر ہیں اگر ہمارا کوئی عضو اپنے ٹھکانہ سے اُتر جائے اور کوئی شخص اسکو اصل جگہ سے جوڑ دے یا مثلاً اگر کسی کا ناک کٹ جائے۔ اور کوئی شخص اسکو اصل جگہ سے جوڑ دے یا مثلاً اگر کسی کا ناک کٹ جائے اور کوئی شخص زندہ گوشت اُس ناک پر چڑھا کر ناک کو درست کر دے تو کیا وہ اسکا پرمیشر ہو جائیگا خدا کو پہلی کتابوں میں استعارہ کے طور پر اب یعنے باپ قرار دیا گیا ہے اور قرآن شریف میں بھی فرمایا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم یعنی تم خدا کو ایسا یاد کرو۔ جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ اور فرمایا اللہ نور السموٰت والارض یعنے خدا اصل نور ہے ہر ایک

نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے۔ پس خدا کا نام استعارۃً پتا رکھنا اور ہر ایک نور کی جڑ اسکو قرار دینا اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی روح کا خدا سے کوئی بھاری علاقہ ہے عربی میں آدمی کو انسان کہتے ہیں یعنے جس میں دو اُنس ہیں ایک انس خدا کی اور ایک اُنس بنی نوع کی۔ اور اسی طرح ہندی میں اُس کا نام مانس ہے جو مانوس کا مخفف ہی اس سے ظاہر ہے کہ انسان اپنے خدا سے طبعی اُنس رکھتا ہے اور مشرکانہ غلطی بھی دراصل اسی سچے خدا کی تلاش کی وجہ سے ہے ہم اپنے کامل ایمان اور پوری معرفت سے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ اُصول آریہ سماجیوں کا ہرگز درست نہیں کہ ارواح اور ذرات اپنی تمام قوتوں کے ساتھ قدیم اور انادی اور غیر مخلوق ہیں اس سے تمام وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے جو خدا میں اور اُس کے بندوں میں ہے یہ ایک نیا اور مکروہ مذہب ہے جو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وید سے کہاں تک اس مذہب کا تعلق ہے لیکن ہم اس پر بحث کرتے ہیں کہ یہ اُصول جو آریہ سماجیوں نے اپنے ہاتھ سے شائع کیا ہے یہ عقل سلیم کے نزدیک کامل معرفت اور کامل غور اور کامل سوچ کے بعد ہرگز درست نہیں سناتن دھرم کا اُصول جو اس کے مقابل پر پڑا ہوا ہے اسکو اگرچہ ویدانت کے بیجا مبالغہ نے بدشکل کر دیا ہے اور ویدانتیوں کی افراط نے بہت سی اعتراضات کا موقعہ دیدیا ہے۔ تاہم اس میں سچائی کی ایک چمک ہے اگر اس عقیدہ کو زوائد سے الگ کر دیا جاوے تو ماحصل اسکا یہی ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز پرمیشر کے ہی ہاتھ سے نکلی ہے پس اس صورت میں تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں اور ماننا پڑتا ہے کہ بموجب اصول سناتن دھرم کے وید کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ تمام ارواح اور ذرات اجسام اور انکی قوتیں اور طاقتیں اور گُن اور خاصیتیں خدا کی طرف سے ہیں*

یاد رہے کہ آریہ ورت میں مذہب قدیم جسپر کروڑہا انسان پائے جاتے ہیں سناتن دھرم ہے اگرچہ اس مذہب کو عوام نے بگاڑ دیا ہے اور مورتی پوجا اور دیبیوں کی پرستش اور بہت سی مشرکانہ بدعتیں اور اوتاروں کو خدا سمجھنا گویا اس مذہب کی جزو ہو گیا ہے۔ لیکن ان چند غلطیوں کو الگ کر کے بہت سی عمدہ باتیں بھی اس مذہب میں موجود ہیں۔ اسی مذہب میں بڑے بڑے رشی اور منی اور جوگی ہوتے رہے ہیں اور نیز اس مذہب میں بڑی بڑی

چھی تھی اور ریاضت کرنے والے پائی گئی ہیں اب اگر کوئی چاہے عمل کرے یا نہ کرے لیکن جو مذہب کہ پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے اسمیں وہ روحانیت نہیں ہے جس کو سناتن دھرم کے بزرگوں نے پایا تھا کیونکہ تو آخر کار شرک کو اپنے عقاید میں ملا کر اس روحانیت کو کھو دیا مخلوق کا خدا سے حقیقی تعلق تبھی ٹھہرتا ہے جب مخلوق خدا کے ہاتھ سے نکلنے والی ہو جیسے عیسائیت کا دماغ ہے اسمیں یگانگت کبھی آ نہیں سکتی ہمنے بڑے بڑے رشیوں سے سنا ہے کہ پنڈت دیانند صاحب نے جو مذہب پیش کیا ہے یہ اس مذہب کے خود رائے لوگوں کا مذہب تھا جو محض اپنی ناقص عقل کے پیرو تھے جیسے یونان کے گمراہ فلاسفر اس لئے وید کی وہ چنداں پروا نہیں کرتے تھے۔ غایت کار عوام کو قایل کرنے کے لئے تاویلوں کے ساتھ کوئی ویدک شرتی اپنی تائید میں منا لیتے تھے تا اس طرح پر اپنے عقاید کو عوام میں پھیلا دیں ورنہ اصل عقیدہ وید کا وہی ہے جو سناتن دھرم کی روح میں مخفی ہے۔ ان لوگوں میں کسی زمانہ میں قابل تعریف عملی حالتیں تھیں اور وہ بنوں میں جا کر ریاضت اور عبادت بھی کرتے تھے اور انکے دلوں میں نرمی اور اچھی تہذیب تھی کیونکہ انکا مذہب صرف زبان تک نہیں بلکہ دلوں کو صاف کرتے تھے اور وہ پرمیشر جس کا کتابوں میں انہوں نے نام سنا تھا چاہتے تھے کہ اسی دنیا میں اسکا درشن ہو جائے۔ اسلئے وہ بہت محنت کرتے تھے اور اس صدق کا نور ان کی پیشانیوں میں ظاہر تھا۔ پھر بعد اس کے ایک اور زمانہ آیا کہ بت پرستی اور دیوتوں کی پوجا اور سورج کی پوجا اور آگ کی پوجا بلکہ ہر ایک عجیب چیز کی پوجا سناتن دھرم کا طریق ہو گیا اور وہ اس طریق کو بھول گئے۔ جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جن پر انکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا

باقی آئندہ

ویدک شرتیوں کی تاویل اور قرآن کریم کی حقانیت پر سرسری نظر

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورہ فاتحہ میں فرماتا ہے الحمد للہ رب العلمین یعنی ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلم ہے جس کی تربیت ہر ایک عالم میں یعنی ہر ایک رنگ میں ہر ایک پیرایہ میں اور ہر ایک فایدہ بخش منفعت الٰہی کے ذریعہ سے مشہود اور محسوس ہو رہی ہے یعنی جنہیں متفرق وسیلوں پر اس دنیا کے لوگوں کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے دراصل ان کے پردہ میں ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے

جس کا نام اللہ ہے۔ چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے۔ جو ایک مدت تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچا کر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اُسکی آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے۔ پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہونچانیوالا اور حقیقی روشنی عطا کرنیوالا ہے وہ خدا ہی ہے کیونکہ اُسی کی طاقت کے سہارے سے یہ سورج بھی کام کر رہا ہے اور اُس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے۔ جسپر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھہراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہونچانے کے لئے بجائے انسانوں کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اُس کو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے اور اُسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضا تک پہونچانے کے لئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے۔ پس وہ طبعًا اس خدمت میں لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف میں تقسیم کر دیتا ہے اور جیسے کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھوں کو کامل روشنی پہونچاتا اور تمام نیک و بد چیزیں اُنپر کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہونچا کر ان پر چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج کے سہارے سے پھلوں کو پکاتا ہے اور ان میں شیرینی اور حلاوت ڈالتا اور عفونتوں کو دور کرتا اور بہار کے موسم میں تمام درختوں کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلوں کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا۔ اور پھر خزاں میں اسکے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختوں کے پتے گرا دیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلوں سے محروم کرتا اور بالکل انہیں ننگے کر دیتا ہے بجز اُن ہمیشہ بہار درختوں کے جنپر وہ ایسا اثر نہیں ڈالتا یہی کام اُس حقیقی آفتاب کے ہیں جو سرچشمہ تمام روشنیوں اور فیضوں کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزاں لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفوں کے لئے معرفت کی حلاوتیں پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کر دیتا ہے۔ پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اُس حقیقی آفتاب کے ظل ہیں اور یہ نہیں کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جس قدر اس جسمانی سورج کے کام ہیں وہ اُس کے اپنے کام نہیں ہیں بلکہ

درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اُسکے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے جیسا کہ اُسی کی طرف اشارہ کرنیکے لئے قرآن شریف میں ایک ملکہ کا قصہ لکھا ہے جو آفتاب پرست تھی اور اُسکا نام بلقیس تھا اور وہ اپنی ملک کی بادشاہ تھی اور ایسا ہوا کہ اُس وقت کے نبی نے اُسکو دھمکی دی بھیجی کہ تجھے ہمارے پاس حاضر ہونا چاہئیے ورنہ ہمارا لشکر تیرے پر چڑھائی کریگا اور پھر تیری خیر نہیں ہوگی پس وہ ڈر گئی اور اُس نبی کے پاس حاضر ہونیکے لئے اپنے شہر سے روانہ ہوئی اور قبل اسکے کہ وہ حاضر ہو اسکو متنبہ کرنے کے لئے ایک ایسا محل تیار کیا گیا جسپر نہایت مصفا شیشہ کا فرش تھا اور اُس فرش کے نیچے نہر کی طرح ایک وسیع خندق تیار کی گئی تھی جس میں پانی بہتا تھا اور پانی میں مچھلیاں چلتی تھیں جب وہ ملکہ اس جگہ پہنچی تو اُسکو حکم دیا گیا کہ محل کے اندر آجا تب اُس نے نزدیک جا کر دیکھا کہ پانی زور سے بہ رہا ہے اور اس میں مچھلیاں ہیں اس نظارہ سے اسپر یہ اثر ہوا کہ اُس نے اپنی پنڈلیوں پر سے کپڑا اُٹھا لیا کہ ایسا نہ ہو کہ پانی میں تر ہو جائے تب اُس نبی نے اُس ملکہ کو جس کا نام بلقیس تھا آواز دی کہ اے بلقیس تو کس غلطی میں گرفتار ہو گئی یہ تو پانی نہیں ہے جس سے ڈر کر تو نے پاجامہ اوپر اُٹھا لیا یہ تو شیشہ کا فرش ہے اور پانی اُسکے نیچے ہے۔ اس مقام میں قرآن شریف میں یہ آیت ہے قال صرح ممرد من قواریر یعنے اُس نبی نے کہا کہ اے بلقیس تو کیوں دھوکا کھاتی ہے یہ تو شیش محل کے شیشے ہیں جو اوپر کی سطح پر بطور فرش کے لگائے گئے ہیں اور پانی جو زور سے بہ رہا ہے وہ تو ان شیشوں کے نیچے ہے نرا یہ خود پانی ہے تب وہ سمجھ گئی کہ میری غلطی پر مجھے ہوشیار کیا گیا ہے اور میں فی الحقیقت جہالت کی راہ اختیار کر رکھی تھی جو سورج کی پوجا کرتی تھی +

تب وہ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لائی اور اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے یقین کر لیا کہ وہ طاقت بالا ہے جس کی پرستش کرنی چاہئیے وہ تو اور ہے اور میں دھوکا میں تھی اور سطحی چیز کو معبود ٹھہرایا اور اُس نبی کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ دنیا ایک شیش محل ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور عناصر وغیرہ جو کچھ کام کر رہے ہیں یہ دراصل انکے کام نہیں یہ تو بطور شیشوں کے ہیں مگر اُن کے نیچے ایک طاقت مخفی ہے جو خدا ہے یہ سب اُسکے کام ہیں اس نظارہ کو دیکھکر بلقیس نے سچے دل سے سورج کی پوجا سے توبہ کی اور سمجھ لیا کہ وہ طاقت ہی اَور ہے کہ سورج وغیرہ سے کام کراتی ہے اور یہ تو صرف شیشے ہیں +

یہ تو ہمنے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ کی صفات ہیں وہ راتیں جو خوفناک تاریکی پیدا کرتی ہیں چاند ان کو

روشن کرنیوالا ہے جب وہ چمکتا ہے تو فی الفور اندھیری رات کی تاریکی اٹھ جاتی ہے کبھی وہ پہلے وقت سے ہی چمکنا شروع کرتا ہے اور کبھی کچھ تاریکی کے بعد نکلتا ہے یہ عجیب نظارہ ہوتا ہے کہ ایک طرف چاند چڑھا اور ایک طرف تاریکی کا نام و نشان نہ رہا اسی طرح خدا بھی جب نہایت گندہ اور تاریک آدمیوں پر جو اس کی طرف جھکتے ہیں چمکتا ہے تو انکو ایسی طرح روشن کرتا ہے اور کوئی انسان اپنی عمر کے پہلے زمانہ میں ہی اس چاند کی روشنی سے حصہ لیتا ہے اور کوئی نصف عمر میں اور کوئی آخری حصہ میں اور بعض بدبخت سلخ کی راتوں کی طرح تاریک ہی رہتے ہیں تمام عمر ان پر اندھیرا ہی چھائے رہتا ہے اس حقیقی چاند سے حصہ لینا ان کے نصیب نہیں ہوتا غرض کہ یہ سلسلہ چاند کی روشنی کا اس حقیقی چاند کی روشنی سے بہت مناسبت رکھتا ہے ایسا ہی چاند پھلوں کو موٹا کرتا اور ان میں طراوت ڈالتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت کرکے اپنے درخت وجود میں پھل تیار کرتے ہیں چاند کی طرح خدا کی رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے اور اس پھل کو موٹا اور تازہ بتازہ کر دیتی ہے اور یہی معنی رحیم کے لفظ میں مخفی ہیں جو سورہ فاتحہ میں خدا کی دوسری صفت بیان کی گئی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہو رہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ برسے تو جیسا کہ علم طبعی میں ثابت کیا گیا ہے کنووں کے پانی بھی خشک ہو جائیں یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش کا پانی ہی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت میں لاتا ہے الغرض یہ آسمان ایک پہلا رب النوع ہے جس سے پانی برستا ہے جس کو وید میں اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والسماء ذات الرجع اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرہ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت میں اس کرہ زمہریر کی قسم کھائی گئی ہے جو مینہ برساتا ہے اور رجع کے معنے مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وحی کا ثبوت دینے کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہوں جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے جیسا کہ تمہارا جسمانی پانی آسمان سے آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلوں کے پانی بھی خشک ہو جائیں عقل بھی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الٰہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے غرض جس نسبت سے آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا رب العالمین کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے ہے۔

انسان بھی اُسی سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جس کو وید کی اصطلاح میں اندر کہتے ہیں مگر یہ سمجھنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور نہاں در نہاں طاقت عظمیٰ جس کا نام خدا ہے اس میں کام کر رہی ہے اسی کو بیان کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنی سورۃ فاتحہ میں یوں فرمایا ہے الحمد للّٰہ ربّ العلمین یعنے مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہے۔ اسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے اس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورت میں ہے اندر دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوئی ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں آسمان یا آکاش کہتے ہیں اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام قضا و قدر کو آسمان کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں اور بت پرستوں کے نزدیک بڑا رب النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے۔ پس اس جگہ اسی کا رد منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر وہی اکیلا خدا ہے اسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے۔ آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العالمین وہی ہے جس کا نام اللہ ہے +

غرض خدا تعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جس کو نادانوں نے اکاش یعنے اندر کی طرف منسوب کیا ہے بات یہی ہے کہ اندھوں کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر برسانا یہ جلوہ دکھلاتا ہے کہ یہ بھی اسکی ایک صفت ہے پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اسکی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے در اصل یہ سب اُس کی صفات کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ پھر دوسری ربوبیت خدا تعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے۔ اس لفظ رحمان سے بت پرستوں کے مقابل پر سورج دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ بموجب بت پرستوں کے خیال کے جیسا کہ اکاش یعنی آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزوں کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی سورج ایام بہار میں تمام درختوں کو لباس پہناتا ہے گویا یہ اُس کی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہیں پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار میں ننگے درختوں کو (میووں) کی چادر پہناتا ہے حالانکہ اس وقت تک درختوں نے اپنے طور پر کوئی عمل نہیں کیا ہوتا یعنی کچھ بنایا نہیں ہوتا تا بنائے ہوئے پر کچھ زیادہ کیا جائے۔ بلکہ وہ خزاں کی غارت گری کے باعث سے محض ننگے اور برہنہ کھڑے ہوتے ہیں پھر سورج کے پرتوہ عاطفت سے

ہر ایک درخت اپنی تئیں آراستہ شروع کر دیتا ہے۔ آخر سورج کی مدد سے درختوں کا عمل اس حد تک پہونچتا ہے کہ وہ پھل بنا لیتے ہیں پس جبکہ وہ پھل بنا کر اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہیں تب چاند اُنپر اپنی رحیمیّت کا سایہ ڈالتا ہے اور رحیم اسکو کہتے ہیں کہ عمل کرنیوالیکو اُسکے تکمیل عمل کے لئے مدد دے تا اُسکا عمل ناتمام نہ رہ جاوے پس چاند درختوں کے پھلوں کو یہ مدد دیتا ہے کہ اُن کو موٹے کر دیتا ہے اور اُن میں اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی میں یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی میں باغبان لوگ اناروں کے پھٹنے کی آواز سُنا کرتے ہیں غرض استعارہ کے طور پر قمر جو نیر دوم ہے رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اُسکا یہی ہے جو موجود شدہ پھلوں کی مدد کرتا ہے اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے پھر جب وہ پھل تیار ہو جاتے اور اپنے کمال کو پہونچ جاتے ہیں تو زمین اُنکو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزا سزا کو پہونچیں پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پھل ہیں تو زمین پر آنکی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابل قدر جگہوں میں رکھے جاتے ہیں اور اگر وہ ردی ہیں تو خراب جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جو خدا نے اسکی فطرت کو دی رکھی ہے کہ اچھے پھل کا قدر کرتی ہے اور بُرے پھل کو ذلیل جگہ رکھتی ہے +

غرض وید میں بطور استعارہ کے یہ چار نام ہیں جو چار بڑے بڑے دیوتاؤں کو عطا ہوئے ہیں اول اکاش یعنے آسمان جسکو اندر دیوتا بولتے ہیں وہ پانی کا داتا ہے اور قرآن شریف میں ہے کہ **وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیّ** یعنے ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے اسلئے یہ مجازی دیوتا یعنے اندر جس کو اکاش کہنا چاہئے سب مجازی دیوتاؤں سے بڑا ہے جس کی بغلوں میں سورج اور چاند پرورش پاتے ہیں یہ بہ نسبت اَوروں کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اسکے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے۔ اسکی

+ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حقیقت میں یہ سب دیوتا ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی مالک کے قبضہ میں ہیں اور انسان کے فائدہ کیلئے بنائے گئے ہیں ہم نے جگہ جگہ دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چار دیوتاؤں کے فیوض بموجب ایسے طور سے جاری ہیں کہ گویا باختیار یہ فیض پہونچا رہے ہیں مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اپنے ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ کیا کام کرتے ہیں گویا مُردہ بہ صفت زندہ ہیں یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین میں پائی جاتی ہیں یہ انسانوں کو غور کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں تا صفات الٰہی کے سمجھنے میں مدد دیویں مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہیں اور حالانکہ وید سورج میں استعارہ کے رنگ میں خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے ہے کہ تا انسانوں کو اس تقریب سے خدا کی رحمانیت پر نظر پڑے۔

ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنے اندر دیوتا سے کم ہے وہ کام جو اُسکے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی عنایت اور کرم ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ گویا مُردے ہیں جو زمین میں گاڑ دیئے گئے ہیں اور تہیدست فقیروں کی طرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں موج میں آکر اُن کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پھلوں اور پھولوں سے بھر دیتا ہے اور چند روز میں اُنکے سر پر پھولوں کے سہرے باندھتا ہے اور سبز پتوں کے ریشمی قبا اُنکو پہناتا ہے اور پھلوں کی دولت سے اُنکو مالا مال کر دیتا ہے اور اس طرح پر ایک شاندار نوشہ اُنکو بنا دیتا ہے پس اُسکی رحمانیت میں کیا شک ہے جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشوں پر اسقدر کرم اور مہربانی کرتا ہے اس قسم کے استعارات وید میں بہت موجود ہیں کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہیں اور پھر ذرہ غور کریں تو کوئی علمی چمک بھی انمیں دکھائی دیتی ہے +

پھر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند بزرگ ہے کہ وہ کسانوں کے عملوں کو دیکھکر اپنی مدد سے اُنکے اعمال انجام تک پہونچاتا ہے یعنی بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو یہ عمل اُنکا ناتمام رہ جاتا اور پھلوں میں تازگی اور فربہی اور طراوت ہرگز نہ آتی پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لایق ہوا کہ مجازی طور پر اسکو رحیم کہا جائے سو وید اُسکو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کے طور پر کچھ حرج نہیں +

پھر چاند کے بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافروں کو جگہ دینے کے لئے اپنی پشت کو وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پھل درخت پر مسافر کی طرح ہوتا ہے آخر کار مستقل سکونت اُسکی زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہاں چاہے اُسکو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا وحملناهم فی البر والبحر یعنے انسانوں کو زمین پر اور دریاؤں پر خود اُٹھا لیا ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اُٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین میں ہے وہ جس کو چاہے عزت کے مقام پر بٹھا دے اور جسکو چاہے ذلت کے مقام میں پھینک دے پس اس طرح پر زمین کا نام مٰلک یوم الدین ہوا یعنے استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ میں یہ چاروں الٰہی صفات نظر آتی ہیں غرض اسی طرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں

بھی ظاہر کرنا طالب حق شالوں کو تاکہ اس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑ لے ٭

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کبریٰ کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ پا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چاروں صفات مشہود و محسوس ہیں انہی امور کی وجہ سے موٹی عقل والوں نے در حقیقت انکو دیوتے قرار دیا ہے اور انکو رب النوع[1] اور قابل پرستش سمجھا ہے۔ پس ان لوگوں کے رد کیلئے خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنی سورہ فاتحہ میں فرماتا ہے الحمد للّٰہ رب العالمین ۰ الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین

ترجمہ۔ حمد اور استت اور مہما اس بڑی رب کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے اور رحمان العالمین ہے اور رحیم العالمین ہے اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے۔ یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اُسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت کے ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اُس کی بے انتہا نہیں پا سکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنی پرورشیں ایک خاص رنگ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس اپنے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اس لئے ایسی چیزیں پرستش کے لایق نہیں علاوہ اسکے اُن کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الٰہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے وہ سب کے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لایق تو ہی ہے۔ اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لایق نہیں ہیں اسی طرح دوسرے مقام میں فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا

---

[1] دیوتا سنسکرت میں رب کو کہتے ہیں جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے۔ پس سورج بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک رب یعنی دیوتا ہے ان تمام ربوں یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا رب ہے جو مدبر بالارادہ ہے اور وہی خدا ہے اُس کا نام رب العالمین ہے یعنی سب کا رب اور تمام ربوں کا بھی رب۔ ارادہ اور اختیار سے کام کرنیوالا وہی ایک ہے باقی سب کلیں ہیں جو اُس کے ہاتھ سے چلتی ہیں پس عبادت اور حمد کے لایق وہی ہے۔ اسی واسطے فرمایا الحمد للّٰہ رب العالمین ٭

للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن یعنے نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو- بلکہ اُس خدا کو
سجدہ کرو جسنے یہ تمام چیزیں سورج- چاند- آسمان- آگ- پانی وغیرہ پیدا کی ہیں چاند اور سورج
کا ذکر کرکے پھر بعد اسکے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جنکی غیر
قومیں پرستش کرتی ہیں تم ہرگز اُن کی پرستش مت کرو- پھر اس صورت میں یعنے سورہ فاتحہ
میں اسبات کا جواب ہے کہ جب اکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش
سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فایدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں
تو دعا کے پیرایہ میں اسکا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے- اور
اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اسکو شناخت
نہیں کرتا- بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں
سے اپنے تئیں شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اسکا دنیا پر بھڑکتا
ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اُس غضب سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن
کرکے اور اُس کو اپنے پاس سے معرفت عطا کرکے گمراہی سے نجات دیتا ہے
اور گمراہ ہونے نہیں دیتا- یہ سورہ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان
نماز میں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک انسان اس دعا کو
درد دل کے ساتھ خدا کی حضور میں کھڑے ہوکر نہ پڑھے اور اُس سے وہ عقدہ کشائی نہ
چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دُعا سکھلائی گئی ہے- تب تک اُس نے نماز
نہیں پڑھی اور اس نماز میں تین چیزیں سکھلائی گئی ہیں :-

(۱) اول خدا تعالی کی توحید اور اُسکی صفات کی توحید تا انسان چاند سورج اور دوسرے جھوٹھے
دیوتاؤں سے مُنہ پھیر کر صرف اُسی سچے دیوتا کا ہو جائے اور اُسکی روح سے یہ آواز نکلے ایاک نعبد
وایاک نستعین یعنی میں تیرا پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسری یہ سکھلایا
گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں میں شریک کرے اور اسی طرح بنی نوع کا حق ادا
کر دے- اس لئے دعا میں اھدنا کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب
لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا- یہ معنی نہیں کہ مجکو اپنی سیدھی راہ دکھلا- پس اس طور کی دعا سے

جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں سکھلاتا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھو بلکہ وہ ہمیں روحانی آنکھیں عطا کرو جو تو نے پہلے راستبازوں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنکو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جنسے اسی دنیا میں غضب انپر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اسپر غضب پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کی طرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب انپر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے۔ جب اس دنیا سے وہ گذر جائیگا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ رگوید میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں اُس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو اُن کے پردہ میں کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جس قدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قایم رکھنے کے لئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسما اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہی ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جنسے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے۔

اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کی آب و تاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور اُن کے اندر کا مادہ سبالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا

ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں پس اسی طرح خدا کی ایک تجلی بھی موسم خریف سے مشابہ ہے کہ ایک زمانہ انسانوں پر آتا ہے کہ اُن کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور یاد الٰہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کھلے کھلے معصیت اور فسق کا دور ابھی نہیں آتا مگر اُنس الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اُسکو کلجگ کا پیش خیمہ کہنا چاہئے ۔

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے جبکہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے ۔ سو اسی طرح اُس آفتاب حقیقی کے جس کا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ خدا کی محبت دلوں سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اُسکو چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اسکے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے ۔ اور شراب خواری - قمار بازی - زناکاری اور جھوٹ - فریب - دغا - بد زبانی - تکبر - دنیا پرستی - چوری - خیانت - خونریزی - ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پاپ اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لائق سمجھا جاتا ہے ۔ اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے ۔ اور اگر مر بھی جائے تو اُس کی یادگاریں قائم ہوتی ہیں ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوتی ہے ۔ شاذ و نادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنیوالا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے گویا اسکو کلجگ کہہ سکتے ہیں ۔ کیونکہ اس میں نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے ۔

پھر تیسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ بسنت کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مُردہ پودے نئے سرے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے ۔ سو اسی طرح وہ جو آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری

تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھاتی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اُترتا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں میں سے کسیکو منتخب کرکے اُسکے دل کو اُس پانی کا ابرِ بہار بناتا ہے۔ تب وہ پانی اُس بادل میں سے خدا تعالیٰ کے اِذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودوں پر پڑتا ہے جنکو خزیف کی بادِ صرصر نے تباہ اور خراب کردیا تھا۔ اور اُن میں معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول اُنیں نمایاں کردیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک اعمال کے پھلوں سے بھر دیتا ہے۔

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ صیف کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج اُن پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسی طرح خدا کی تجلی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنے موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کرکے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اُسکی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکرِ الٰہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہونچتی ہیں۔ اور یہ زمانہ پورے معنی سے ست جگ کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اُسکی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہیں پس اس میں کلام کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہم پر کھول دیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں یہ اُسی کی طاقت زبردست ہے جو پردہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے۔ وہی ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بناکر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہوکر اُن کو منور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔ وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے

اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے - اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے - اُسی کی طاقت آسمان میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اُٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہونچاتی ہے یہ اُسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اُٹھا رہی ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق مگر اُن کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی - بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل بن گیا ہے - ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے - مگر در اصل وہ صفات اُس کی نہیں بلکہ آگ کے ہیں اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو اُن میں پائی جاتی ہیں - خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو اُنکے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اُسی کے کلمے تھے جو اُس کی قدرت نے اُنکو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا - نادان سوال کریگا - کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے - کیا خدا اُن کے علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اُسکو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشی آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی - ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دُبلا نہیں کر دیتی - یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے - جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تھا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور اُستت کی اُسکا بھی یہی مقصد ہوگا - کہ الٰہی طاقت ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ در حقیقت اُس کے مقابل وہ سب اجرام

بطور چھلکے کے ہیں اور وہ مغز ہے اور سب صفات اُسی کی طرف رجوع کرتی ہیں اسی لئے اُسی کا نام آگ رکھنا چاہئے اور اُسی کا نام پانی اور اُسی کا نام ہوا۔ کیونکہ اُن کے فعل اُن کے فعل نہیں بلکہ یہ سب اُس کے فعل ہیں اور اُن کی طاقتیں اُن کی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اُسی کی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورہ فاتحہ کی اس آیت میں کہ الحمد للہ رب العلمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قایم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کر رہیں بلکہ خدائی طاقت اُن کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صرح ممرّد من قواریر یعنے دنیا ایک شیش محل ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی اُن کے نیچے ہے اور جیسا کہ قران شریف میں ایک تیسری جگہ بھی فرمایا وحملناھم فی البر والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اُٹھاتی ہے یا کشتیاں دریا میں تمہیں اُٹھاتی ہیں۔ بلکہ ہم خود تمہیں اُٹھا رہے ہیں *

غلطی

رسالہ ۲ جلد ۶ کے صفحہ ۲۲ کے اخیر پر نوٹ لکھا ہوا ہے جس کو سنگساز نے غلطی سے عنقریب کو انقریب لکھ دیا ہے یعنی بجائے (ع) کے الف۔ ناظرین درست فرماویں

والسلام * ایڈیٹر

نمبر ۶

رجسٹرڈ ایل ۱۱۳

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک عہ

جلد ۶

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربه

رسالہ

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۰۴ء

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

ناظرین

اس میں کلام نہیں کہ آپ بیقرار ہو رہے ہونگے۔ کہ انعامی کتابیں آجتک وصول نہیں ہوئیں۔ صرف جو کچھ توقف ہوا ہے۔ محض کارکناں کی بیماری کے باعث ہوا ہے۔ اُمید کہ ناظرین معاف فرماوینگے۔

نمبر انعامی کتابیں

اسلام کی تعلیم۔ بشارات احمدیہ۔ امام اعظم۔ آریہ مت کی عکسی تصویر۔ ویدوں کی حقیقت۔ یعنی بیدبے ثمر کا فوٹو۔ قرآن کی حقیقت کا جواب

یہ چھ کتابیں اُن صاحبان کی خدمت میں بذریعہ وی پی اب روانگی گئی ہیں جن کا سالانہ چندہ پیشگی ختم ہو چکا ہوا ہے۔
ازراہ عنایت جس وقت وی پی پہنچے۔ فوراً روپیہ بھیجیں۔ سال کو دیگر پیکٹ وصول فرماویں۔ ہاں خدانخواستہ اگر کسی صاحب کے پاس اُس وقت روپیہ موجود نہ ہو۔ تو وی پی پیکٹ دس روز تک ڈاک خانہ میں امانتاً رہ سکتا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ سب صاحبان بہت جلد وی پی وصول فرما کر مشکور فرماویں گے۔ تاکہ نمبر کے اول صفحہ پر فہرست مضامین اور اخیر پر رسید وصولی چندہ شایع کی جایا کرے۔ والسلام اڈیٹر

برق اسلام بر ترک اسلام

بفضل خدا بہت دنوں سے چھپ کر تیار ہے۔ بڑی آب و تاب سے باہر روانہ ہو رہا ہے۔ جن احباب کو ابھی تک وصول نہیں ہوا بہت جلد طلب فرماویں۔ پھر ایسی عمدہ اور نادر کتاب ہاتھ آنا بہت مشکل ہوگا یعنے ۴۰۰ صفحہ کی کتاب جا آنے پر ہاتھ آئے۔ اس کتاب کے اخیر پر ترک وید بھی شامل ہے جس کے مطالعہ سے دیانندیوں کے ہتھکنڈے بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں اس کتاب کو ضرور ہی منگواؤ۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ یہ کتاب دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

اطلاع:

ازراہ عنایت بوقت خط و کتابت نمبر جسٹر خریداری کا ضرور حوالہ دیا کریں تاکہ پڑتال نہ کرنی پڑا کرے۔ اڈیٹر

یا اللہ

فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علیٰ نور من ربہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ
انوار الاسلام
شہر سیالکوٹ

بابت ماہ یکم جون ۱۹۰۴ء

دلائل ہستی صانع عالم از قرآن کریم

وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْہَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَابْتِغَآؤُکُمْ[1]

---

[1] اُس خدا کی ہستی کے دلائل میں سے یہ بھی ایک دلیل ہے کہ اُسنے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی بیویاں پیدا کر دیں۔ تاکہ تم اُن سے راحت پاؤ اور تمہاری

مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (الروم)

سے - وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (الروم)

سے وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ (یٰسٓ)

آپسمیں محبت اور رحمت لگا دی بیشک اس میں فکر کرنیوالوں کے لئے بہت بڑے نشان ہیں"۔ اور اُس کی ہستی کے دلائل میں سے آسمان اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور محاورات اور صورتوں کا اختلاف ہے بیشک اس میں علم والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں"۔ رات اور دن میں (بغرض آرام) تمہارا سو رہنا اور (دن میں) اُسکے فضل کی تلاش کرنا اسکی ہستی کی دلیل ہے بیشک اسمیں سننے والی قوم کے لئے بہت سے دلائل ہیں"۔ اُس (خدا) کی ہستی کے دلائل میں سے ہے کہ تمکو بجلی خوف اور طمع سے دکھاتا ہے اور اوپر سے پانی اُتارتا ہے - پھر اُس کے ساتھ زمین کو بعد خشک ہونے کے تازہ کر دیتا ہے بیشک اس میں عقل والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں"۔

سے اور اسکی ہستی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ (بارش سے پہلے) خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ اپنی رحمت سے تمکو کچھ حصہ بخشے - اور دریاؤں میں بیڑے اسکے حکم سے چلتے ہیں اور تاکہ تم (بذریعہ تجارت) اسکا فضل طلب کرو اور تاکہ تم شکر گذار بنو"۔

سے رات بھی اُن کیلئے (ہستی صانع کی) ایک نشانی ہے جس سے ہم روشنی کو الگ کرتے

؎ هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (یونس) ؎ وَهُوَ الَّذِىْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ
فِيْهَا رَوَاسِىَ وَاَنْهٰرًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔ وَفِى الْاَرْضِ
قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ
صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ اِنَّ فِىْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (رعد)

پس یہ اسیوقت اندھیرے میں ہوں اور سورج بھی اپنے ٹھکانے مقررہ تک ہر روز چلتا ہے مجال نہیں کہ معمولی وقت سے ایک منٹ آگے یا پیچھے ہو۔ یہ اندازہ بڑے غالب بڑے علم والے کا ہے (جسکو سب کچھ معلوم ہے جسپر کوئی مانع غالب نہیں آ سکتا۔) اور چاند کیلئے بھی ہم (خدا) نے منزلیں مقرر کی ہیں اپنی منزلوں میں پہنچا پتلی شاخ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ (اپنی اپنی جگہ میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ) نہ سورج سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا لے اور نہ رات کو ممکن ہے کہ دن کا کوئی حصہ کاٹ کر وقت سے پہلے آ جائے ہر ایک سیارہ اپنے اپنے محور میں گھوم رہا ہے اُن کے لئے ہماری ہستی کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ہم بنی آدم کو بھرے ہوئے بیڑوں میں سوار کرتے ہیں اور آسانی سے کنارہ پر پہنچا دیتے ہیں

؎ خدا وہ ذات ہے جسنے تمہارے لئے رات پیدا کی تاکہ تم اُسمیں آرام پاؤ اور دن کو روشن چمکتا ہوا بنایا بیشک اسمیں سننے والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔

؎ خدا وہ ہے جسنے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنا دیئے اور ہر قسم کے پھلوں کی دو دو قسم (اعلیٰ و ادنےٰ) بنایا۔ رات کو دن پر ڈالتا ہے۔ بیشک اسمیں فکر کرنیوالوں کیلئے بہت سے دلائل ہیں۔ اور زمین میں قریب قریب ٹکڑے ہیں اور انگور وغیرہ کے باغ اور کھیتی اور کھجوروں کے درخت گنجان اور الگ الگ ایک ہی پانی سے سیراب ہوں۔ بیشک اس میں عقل والوں کے لئے بڑے نشان ہیں +

(باقی آئندہ)

تحقیق اناجیل

تعلیم دوازدہ رسول

از جناب محمد صادق علی صاحب اسسٹنٹ سرجن ملازم ریاست کپورتھلہ

انجیل اصل میں یونانی زبان کا لفظ ہے اسکے معنے خوشخبری ہیں - چونکہ مسیح گناہوں کی معافی اور خدا کی بادشاہت کی خوشخبری دیا کرتے تھے - اسلئے ان کی کلام انجیل کہلاتی تھی - بلکہ ان موجودہ انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی سوانحعمری اور تعلیم دونوں کا نام مسیح نے خود انجیل رکھا ہے - چنانچہ انجیل متی باب ۲۴ - آیت ۱۴ میں لکھا ہے اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہوگا - اس جگہ جو اردو ترجمہ کرنیوالے نے لفظ خوشخبری کا لکھا ہے اسکی جگہ فریچ ترجمہ میں انجیل کا لفظ ہے اور انگریزی ترجمہ میں گاسپل ہے - یہ دونوں نام اسی عہد جدید کے ہیں - پھر اسی انجیل کے باب ۲۶ - آیت ۱۳ میں لکھا ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی یہ بھی جو اسنے کیا اس کی یادگاری کے لئے کہا جائیگا - اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کا منشاء خوشخبری یا انجیل سے اپنے تمام افعال و اقوال و حالات کی تاریخ ہے یہانتک کہ ایک عام عورت نے اعتقاد سے ان کے بالوں کو تیل بھی لگایا تو ان کے خیال کے موافق وہ بھی انجیل میں درج ہونا ضروری ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل مسیح کی انجیل جو مشہور اور مسلم ہے پوری نہیں ہے چنانچہ یوحنا کی انجیل کی آخری آیت میں لکھا ہے پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وے جدا جدا لکھے جاتے ہیں تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں - اگرچہ اس آیت میں بڑا مبالغہ ہے تاہم ان کا خیال میں عہد جدید جیسی چھوٹی جلد ان کے سب حالات لکھنے کے واسطے کافی نہیں ہے مرقس کے پہلے باب کی آیت ۱۵ میں لکھا ہے اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور

کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ۔ یہاں سے بھی انجیل سے مراد مسیح کے افعال واقوال اور خاص کرکے آسمانی بادشاہت کی خبر مراد معلوم ہوتی ہے۔

مسیح کے زمانہ میں کسی انجیل کا لکھا جانا کسی تاریخ یا کسی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا جتنی انجیلیں لکھی گئی ہیں۔سب مسیح کے بعد لکھی گئیں ہیں اور مسیح کے بعد یقیناً بہت انجیلیں لکھی گئی ہیں جن میں سے کچھ مسیح کے رسولوں کے نام پر مشہور ہیں کچھ اور مقدس لوگوں کے نام سے موسوم ہیں۔بعض کے مصنف کے نام کا بالکل پتہ نہیں جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

مقدس لوقا اپنی انجیل کے شروع میں کسی سردار تھیوفلس نامی کو مخاطب کرکے کہتے ہیں چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ اُن کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں جس طرح سے اُنہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہمسے روائت کی۔میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدس لوقا کے انجیل لکھنے سے پہلے بہتوں نے انجیلیں لکھیں تھیں اور وہ سب انجیلیں صحیح تھیں۔کیونکہ لوقا خود اقرار کرتے ہیں (اُن کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں) اور پھر (میں نے مناسب جانا وغیرہ) یہ ایسے الفاظ ہیں کہ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لوقا کی انجیل سے پہلے بہت انجیلیں تالیف ہوچکی تھیں۔اور اُن کے اعتقاد میں وہ سب صحیح تھیں۔

اسوقت کے مسیحیوں کی عام رائے یہ ہے کہ یوحنا کی انجیل ان چاروں میں سب سے بعد لکھی گئی ہے اور لوقا کی اس سے پہلے لکھی گئی ہے اور اس سے پہلے متی اور مرقس کی انجیل لکھی گئی ہوگی۔یا شاید صرف متی کی انجیل اس سے پہلے لکھی گئی ہو تو لوقا کا یہ لکھنا کہ بہتوں نے انجیلیں لکھی ہیں کسی طرح سے صحیح

نہیں ہو سکتا اگر صرف ایک دو انجیلیں اسکے پہلے لکھی گئی ہوں۔ اگر سو پچاس نہیں تو دس بیس ہی انجیلیں ان سے پہلے لکھی گئی ہونگی۔ ورنہ بہتوں کا لفظ بے معنے ہو جاتا ہے۔ اور یہ موقعہ مبالغہ کا بھی نہیں معلوم ہوتا۔ جہاں وہ سنجیدگی کے ساتھ ایک واقعی امر کا بیان کر رہے ہیں۔ اس کو مبالغہ اور کذب کیوں کہا جاوے اور مقدس لوقا کی انجیل بقول مسیحیاں الہامی ہے۔ تو جیسی اس کی اور ہر ایک آیت الہامی تسلیم کی جاتی ہے۔ یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہئے کہ لوقا کی انجیل سے پہلے بہت صحیح اور معتبر انجیلیں لکھی جا چکی تھیں اور واقعہ میں بہت انجیلیں حواریوں وغیرہ کے نام سے مسیحی چرچوں میں کئی صدیوں تک رائج بھی رہیں۔ لیکن عرصہ کے بعد ان کا رواج موقوف ہوا۔ اور آخر کو صرف چار انجیلیں متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا۔ کی معتبر تسلیم کی گئیں اور باقی غیر معتبر سمجھ کر جہاں تک ہو سکا تباہ کی گئیں۔ لیکن ان چار انجیلوں کے صحیح تسلیم کئے جانے کی کوئی معقول وجہ کسی مسیحی مصنف کی کتاب سے نہیں ملتی۔ اور جب لوقا کے قول سے معلوم ہوا کہ اور بہت صحیح انجیلیں پہلی صدی میں موجود تھیں تو پھر ان کے غیر معتبر اور مردود ٹھیرانے کے واسطے بھی کوئی وجہ ہونی چاہئے ٭

مسیحی مقدسوں کی کتابوں سے اس امر کی نسبت جو حال معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے۔ مقدس آئی رینس[1] نے اپنی ایک کتاب میں ان چار انجیلوں کے مقرر کرنیکی خاص وجہ یہ لکھی ہے کہ داؤد نبی نے اپنی زبور اسی کی پہلی آیت میں اس طرح سے لکھا ہے اے اسرائیل کے گڈریئے تو جو یوسف کو گلّے کے مانند لے چلتا اور کروبیم کے اوپر تخت نشین ہے جلوہ گر ہو۔ اور پھر حزقی ایل نبی کی پہلے

[1] مقدس آئی رینس ایک بشپ ہوا ہے۔ جو سنہ [illegible]ء میں پیدا ہوا تھا اور سنہ [illegible]ء میں مارا گیا۔ یا اپنی موت سے مرا۔ اس کی مشہور کتاب لاطینی زبان میں رہ ہے۔ جو بے دینی کے مقابلہ میں لکھی ہے۔

باب کی ۱۰ آیت میں کروبیم کی شکلیں اسطرح کی بتلائی ہیں۔ سو ان چاروں کا ایک چہرہ انسان کا اور ایک چہرہ ببر کا اُن کی داہنی طرف اور ان چاروں کا ایک چہرہ سانڈہ کا اُن کی بائیں طرف اور ان چاروں کا ایک چہرہ عقاب کا تھا۔ اور پھر مکاشفات یوحنا کے چوتھے باب کی ساتویں آیت میں کروبیم کی یہ شکل لکھی ہے۔ اور پہلا جاندار ببر کی مانند تھا۔ اور دوسرا جاندار بچھڑہ کی مانند اور تیسرے جاندار کا چہرہ انسان کا سا تھا۔ اور چوتھا جاندار اڑنے والے عقاب کا سا۔ جب کروبیم کی چار شکلیں ہوئیں۔ اور داؤدی نے آنیوالے کلمہ کو جو کروبیم پر بیٹھا ہے۔ بلایا تھا۔ تو شیر مسیح کی شاہی پیدائش کا نشان ہے جو یوحنا کی انجیل نے ظاہر کیا ہے۔ اور بیل مسیح کی دینی سرداری کی پیدائش کا نشان ہے۔ جس کو لوقا نے لکھا ہے۔ اور انسان مسیح کی انسانی پیدائش کا نشان ہے۔ جو متی نے اظہار کیا ہے اور اُڑتا ہوا عقاب مسیح کی نبوت کا نشان ہے جو مرقس نے اپنی انجیل کے شروع میں بیان کرنا شروع کیا ہے۔ اس لئے وہ بزرگ لکھتے ہیں کہ خدا کے عہد بھی چار ہیں۔ جو اُسنے انسان کو بھیجے ہیں پہلا عہد طوفان تک زمانہ تک آدم کی معرفت سے دوسرا عہد نوح کی معرفت موسےٰ تک تیسرا موسیٰ کی معرفت اور چوتھا جو سب پچھلوں کا خلاصہ ہے انسانکو نئی زندگی بخشتا ہے۔ اور انجیل کے ذریعہ سے اسکو آسمانی بادشاہت میں لیجاتا ہے اس تقریر سے بزرگ مذکور نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ اسی لئے چار انجیلوں سے زیادہ یا کم کا ماننا انسان کی نادانی جہالت اور گستاخی کا نشان ہے ؎

؎ ۔ علاوہ اس دلیل کے اس مقدس نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ انجیل مذہب مسیحی کا ستون ہے اور مذہب مسیحی تمام دُنیا میں پھیلا ہوا ہے اور اس جہان کی چار سمتیں ہیں۔ اس لئے انجیلیں بھی چار ہونی چاہئیں۔ اور پھر لکھا ہے کہ انجیل خدائی حیات کا نفخ یا ہوا ہے اور زمین پر اصل ہوائیں چار ہیں۔ اسلئے انجیلیں بھی چار ہی ہونی چاہئیں۔ ڈاکٹر سٹروس جرمنی +

مقدس امبروز[۲]۔ مقدس[۳] اتھاناز اور مقدس آگسٹین[۴]۔ اگرچہ ان چار شکلوں کو ان چار انجیلوں کے ساتھ اور طرح سے مناسبت دیتے ہیں۔ لیکن مقدس جیروم[۵] عقاب کو یوحنا کی انجیل سے مناسبت تبلاتے ہیں اور بیل کو لوقا سے شیر کو مرقس سے اور انسان کو متی سے اور فلجنتیس[۶] اور یوشیر اور سیڈولیس اور کنبیو[۷] وڈولف اور پیٹر[۸] نے اور بہت سے لاطینی اور یونانی متاخرین بزرگوں نے اور مقدس جرمین[۹] رومی نے اور بہتوں نے مقدس جیروم کے تناسب کی پیروی کی ہے۔ (باقی آئندہ)

---

[۲] مقدس امبروز میلان کا بشپ تھا۔ جو ۳۴۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۳۹۷ء میں وفات پائی۔ اس نے مخالفان مذہب کے مقابلہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور یہاں جو مسئلہ مذکور ہے۔ اس کی بابت اس نے لوقا کے دیباچہ میں بحث کی ہے۔

[۳] مقدس اتھاناس بڑا مسیحی عالم ہے جو ۲۹۶ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۳۷۳ء میں وفات پائی۔ کتب مقدسہ کے خلاصہ میں اس نے یہہ مضمون لکھا ہے۔

[۴] مقدس آگسٹین جو ۳۵۴ء میں پیدا ہوا تھا۔ مقدس امبروز نے اس کو ۳۸۷ء میں بپتسمہ دیکر مسیحی بنایا ۳۹۵ء میں شہر ہپو کا بشپ بنا اور کئی تصنیفیں کیں اور ۴۳۰ء میں انتقال کیا۔

[۵] مقدس جیروم چرچ کا بڑا بزرگ مصنف ہوا ہے ۳۴۵ء میں پیدا ہوا تھا ۴۲۰ء میں انتقال کیا۔

[۶] مقدس فلجین سپیس افریقہ میں رسپینیہ کا بشپ تھا ۴۶۸ء میں پیدا ہوا تھا فرقہ آرمنین کے خلاف اسنے ایک کتاب لکھی اور ۵۳۳ء میں وفات پائی۔

دیانندیوں کی کم علمی

یا

جواب سرچشمہ قرآن

آریہ مسافر میگزین ۳ جلد ۶ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۵

جیسا کہ ناظرین انوار الاسلام سے مخفی نہیں دیانندیوں کو سچائی سے بالکل نفرت ہے اور وہ سچی بات سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے کوّا غلیل سے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ ان کا چوتھا نیم جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کے گرہن کرنے کا ہے اور وہ ضرور اس پر عمل پیرا ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ موجودہ دیانندی چال ڈھال کو دیکھ کر یہ حکم لگانا پڑتا ہے کہ یہ نیم عملی طور پر اس تحریر کے خلاف ہے یعنی سچ کو ترک کر کے جھوٹ پکڑنا دیانندیوں کا پرم دھرم ہے یوگندپال کی علمی بے تنت اور عیسائیوں کی کتب سے دزدیدہ مضامین نقل کرنے کی حقیقت ہم کئی بار ظاہر کر چکے ہیں کہ سوائے منہ پھٹ اور زبان دراز ہونے کے نئے اُس کے مضامین محض لچر ہوتے ہیں۔ وہ ہماری کسی سچی بات کا آجتک جواب نہیں دے سکا اور نہ دے سکے گا۔ تاہم دیانندیوں میں پال بننے کے لئے آپنے ایک مضمون سرچشمہ قرآن لکھ مارا اگر اُسے یوگندرپال کی کور باطنی کہا جاوے تو بجا ہے۔ اُسے ہم بارہا سمجھا چکے ہیں۔ کہ اے پاپا باطن قصص قرآن کا مطلب تواریخ بیان کرنے سے نہیں بلکہ بزرگوں اور نیک بندوں کے احوال میں سے صرف ایسے واقعات کا پیش کرنا ہے جن سے بندوں کو نصیحت یا عبرت دلانی منظور ہوتی ہے اگر اُس نے رطب و یابس قصہ جات اور ریم جی کی کہانی ڈھونڈنی ہے تو یہودیوں عیسائیوں یا اپنے وید میں تلاش کرے۔ حضرت ابراہیم کے قصہ کے تحت میں مسافر میگزین کے صفحہ ۴۵ پر لکھتا ہے۔ کہ وہ قصہ خواہ قرآن میں ہو یا حدیث میں جس طرح مسلمانوں میں مشہور ہے۔ سارا کا سارا

یہودیوں کی ایک پرانی کتاب سے ماخوذ ہے جس کا نام مدراش رباہ ہے۔ مگر پھر ایک صفحہ آگے بڑھ کر ص ۱۲ پر لکھتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے یہودیوں کی کتابوں سے اُسکو نقل نہیں کیا بلکہ عوام الناس یہودیوں کی زبان سے سُن سنا کر مان لیا اور اپنے کام میں لے آئے۔ حضرات دیانندیوں کی لاعلمی کی دلایل اُن کی تحریر شدہ کتب کافی ہیں اُن کی تحریرات خود ہی اپنی تردید ہوتی ہیں یوگندرپال نے اپنی نیک باطنی اور دیانندی تعصب سے تاریخ اور تورات وغیرہ سے لمبا چوڑا قصہ لیکر مسافر میگزین ص ۶۴ پر لکھا ہے کہ اب اس قصہ کو قصہ مندرجہ قرآن سے ملا کر دیکھو تو برائے نام فرق ہے"۔ چونکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم جھوٹ کو بیخ وبن سے کاٹ دیں اور سچائی کی اشاعت کریں اس لئے جتنا حال ابراہیمؑ کا ازروئے قرآن ثابت ہے اور جو محض برائے نصیحت ہے وہ ہدیہ ناظرین کریں تاکہ عوام مسلمان دیانندیوں کی غلط بیانیوں سے پورے پورے واقف ہو جائیں یوگندرپال کا سب سے زیادہ زور اس بات پر ہے کہ ابراہیمؑ کا آگ سے زندہ بچکر نکلنا محال ہے اور اسی لئے یہ قصہ فرضی اور موضوع ہے (اگرچہ لیاقت آپ کی یہ ہے کہ مسافر میگزین ص ۴۳ آخری پیرے میں اپنے موضوع کو موزوع لکھا ہے) مگر میں عموماً یہ کہتا ہوں کہ خدا کے برگزیدہ بندے کا آگ سے زندہ بچکر نکلنا یا اس سے زیادہ معجزے دکھانا دیانندیوں کی اپنی کتب سے قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کلیات آریہ مسافر جسے دیانندیوں کی سب سے بڑی سبھا نے دیانندی منتھ کی عام اشاعت کے لئے بہت سستا شایع کیا ہے اسکے ص ۱۵۱ کالم ۲ سطر ۲۸ سے سطر ۳۳ تک لکھا ہے۔ کہ "اور قبل ازیں انکی سیتا کو ثبوت عصمت کے لئے آگ میں گرنا پڑا اُس زمانہ میں دستور تھا کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا اسکو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال انگاروں پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا اگر عورت کو اس آزمایش سے کچھ ایذا نہ پہونچتی تھی۔ تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جلکر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی سیتا کی آزمایش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے"۔

ناظرین! یہ ہے یوگندرپال جیسے متعصبوں کے گھر کا حال۔ اور اسپر اعتراض خدا پرست

آدمیوں کے احوال پر۔ اگر یوگندرپال میں کچھ بھی شرم ہے تو اُسے ڈوب جانا چاہئے۔ اور پھر بھی خدا پرستوں پر اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ ایک معمولی عورت تو صرف ایک الزام کی آزمایش کے لئے آگ سے زندہ بچ آئے اور ایک خدا پرست آدمی کا آگ سے بچنا دشوار امر ہو۔ اُمید ہے دیانندیوں میں جسے سچ کا حصہ ملا ہے ہرگز معجزات پر دریدہ دہنی نہ کرے گا۔ اصل میں یوگندرپال اپنے رفیق یہودیوں اور آتش پرستوں کا پارٹ لے رہا ہے۔ جنہوں نے ویدیوں سے آتش پرستی وغیرہ سیکھی تھی اور اسی لئے وہ اگنی کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے کہ وہ ایسی طاقتور ہے کہ ہرگز جلانے کا فعل روک نہیں سکتی۔ دیانند اپدیش منجری صفحہ ۸۹ پر لکھتا ہے۔ یہودی لوگ سدا ویدی رچکر یگیہ کرتے رہتے تھے۔ یہ گیان اُنہیں کہاں سے ہوا تھا؟ صفحہ ۱۴۲ پر لکھتا ہے۔ اسی طرح پر پارسی لوگ بھی آتشکدہ میں آتش پرستی کرتے ہیں کیا اس عمل کی بنیاد ویدوں میں نہیں ہے؟"۔ اب ظاہر ہے کہ آتش پرستی کی بنیاد بقول دیانند وید میں موجود ہے۔ پھر اگر یوگندرپال و دیگر دیانندی اسلام کے مقابلے پر آتش پرستوں اور یہودیوں کی حمایت نہ کریں تو اور کون کرے۔ کیونکہ اسلام ہی ایک اکیلا مذہب ہے جو ایک خدا کا رستہ دکھاتا ہے اور وید کی آتش پرستی و ویدی مسئلوں نیوگ۔ والد کا دختر سے ہم بستری کرنے وغیرہ وغیر مہذب باتوں کی تردید زور شور سے کرتا ہے سچ کی ہمیشہ سے مخالفت ہوتی آئی ہے۔ دیانندیوں کے قدیم ویدی بزرگوں نے اُن لوگوں کو جنہوں نے انکو بت پرستی حیوان پرستی آتش پرستی نیوگ وغیرہ سے منع کیا۔ اسر۔ راکھشس ملیچھ وغیرہ کیا کچھ خطاب نہ دیئے اور ہر طرح اُن سے لڑائی و سختی روا رکھی اگر وہ ہماری مخالفت نہ کریں تو اور کیا کریں ہمیں مخالفت کی پرواہ نہ کرکے سچائی کی عام اشاعت کرنی لازمی ہے سچی بات فوراً دلپر گرہ کی طرح بیٹھ جاتی ہے اور کسی مخالفت سے نہیں ہٹتی۔ اسکے برخلاف ویدوں کے پیرو دیانندیوں کی جھوٹی باتیں ہرگز دیر پا اثر نہیں کرسکتیں۔ اول تو یوگندرپال نے قرآن تک دیکھا نہیں پڑھنا اور سمجھنا تو درکنار اسپر طرہ یہ کہ جس عیسائی کی عبارت سے اُسنے نقل کرکے حوالہ جات لکھے ہیں وہ بھی لاعلم معلوم ہوتا ہے۔ گو ابراہیمؑ کا بیان قرآن مجید کی ۲۱ (اکیس) سورتوں میں ہے۔ مگر

آپ نے صرف ۹ ہی سوز میں لکھ کر اپنی ناواقفی کا ثبوت دیا ہے۔ آگے آپ نے ابراہیمؑ کے والد کے نام پر اعتراض کیا ہے۔ مگر اُسے یہ معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ اور لقب آزر تھا۔ نمرود۔ فرعون اُس زمانہ میں بادشاہوں کے لقب تھے۔ جیسے دیانندیوں کے کئی اگنی۔ منو وغیرہ ہو چکے ہیں۔ آجکل کئی ایڈورڈ ہو چکے ہیں اس وقت نمرود بابل کے بادشاہوں اور فرعون مصر کے بادشاہوں کا عام خطاب تھا۔ ذرا ان ہردو کے معنے کسی سے دریافت کر کے غور کرو۔ کیا وید کے مصنفوں کے اصلی نام اگنی۔ وایو۔ آدیتہ انگرہ ہیں۔ اگر نہیں تو اُن کے اصلی نام سے ذرا اطلاع دیکر اپنی گھر کی تاریخدانی کا ثبوت تو دیجئے۔ غیروں کا حال آپ کیا جانتے ہیں سکندر اعظم کا بادشاہ ایران کو جلانے کی تمثیل آپ کی سمجھ پر پتھر ڈالتی ہے۔ کیا سکندر کے وقت بادشاہ ایران کوئی نہ تھا۔ جسے مغلوب کر کے سکندر نے ایران پر قبضہ کیا۔ اسی طرح ابراہیمؑ کے وقت نمرود بابل (بادشاہ بابل) تھا۔ اگر پیغمبروں کے قصہ جات جتنے کہ قرآن سے ثابت ہیں ملاحظہ کرنیکا شوق ہو تو قرآن کا کسی سے مطالعہ کروا کر سنو۔ . . . . ورنہ لچر اعتراضوں کا کیا فایدہ۔ ہاں اگر دیانندی سماج میں فاضل بننے کا شوق ہے تو ہم ہر وقت خدمت کو آمادہ ہیں +

اس سے آگے میگزین صفحہ ۲۹ پر لکھتا ہے کہ قرآن کا قصہ جو دربارہ سلیمان و ملکہ سبا ہے وہ بھی یہودیوں کی کتابوں کی غلط نقل ہے"۔ مگر اسی میگزین کے صفحہ ۵ پر خود ہی اپنی تحریر کی تردید کر کے لکھتا ہے یہاں جو ملکہ کے سوالوں کے حل کا تذکرہ ہے قرآن میں تو نہیں آیا۔ پھر آگے چلکر لکھتا ہے کہ وہ واعظین و مفسرین کا موضوعہ ناول ہے جسکا علماء یہود اور دیگر محققین کو خود اقرار ہے"۔ یوگندرپال کی اپنی تحریر سے ثابت ہے کہ یہودیوں کا بیان جو اُنکی کتب میں ہے بقول اُن کے علما و محققین کے موضوعہ ناول ہے اب ثابت ہے کہ قرآن مجید کا بیان موضوعہ نہیں بلکہ الہامی ہے جتنا تبدیل و تحریف سے مبرا ہے۔ یوگندرپال نے قرآن مجید کا حوالہ سورہ نمل و بکر تمام قصہ غیروں کی کتب سے لکھ دیا اور سچ جھوٹ ملا دیا۔ یہ دیانندیوں کی کور باطنی کا پورا نمونہ ہے۔ یوگندرپال کا حوالہ

تارگیم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی ویدوں کی طرح الہامی ہوگی جس پر ان لوگ باطن کو ویدوں سے زیادہ عقیدہ ہے اور سوکیوں نہ ہو کہ اس میں دویا پرسنت آتش پرستوں یعنی ویدوں کے بھائیوں کا ذکر ہے دیونندیوں کی عمیت تو آپنے دیکھ لی۔ اب ذرا ان کے وید کا حال بھی سنئے۔ میں رگوید اشٹک اول سکنت سے چند شرتیوں کو مختصر مع ذیل کرتا ہوں :-

میں اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا اور نہایا ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں ایسا ہو کہ اگنی جس کا مہما زمانہ وزمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں دیوتاؤں کو اسطرف متوجہ کرے اے اگنی جو کہ دو لکڑیوں کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے اس پاک کئے ہوئے کشا پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے اُن کا بلانیوالا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے اگنی آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو اُن کے کھانے کے واسطے پیش کر۔ اے اگنی وایو سورج وغیرہ دیوتاؤں کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب اگنی تو منجملہ امر دیوتاؤں کے ایک ہوشیار دیوتا ہے تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے۔ اگنی کا مبارک نام لیکر پکارو جو کہ سب سے پہلا دیوتا ہے۔ اے اگنی سرخ گھوڑوں کے سوامی ہمارے استت سے پرسن ہو ۳۳ دیوتاؤں کو یہاں لا۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے لوگ اپنی گھروں میں تجھے محفوظ جگہ میں ہمیشہ روشن کرتے ہیں تو جو سب کی زندگانی کا باعث ہے ہمارے فایدے کے لئے دولت والا ہو جا +

ذرا وید کے ایشور کی ہمہ دانی پر بھی غور کیجئے۔

وید بھاشی بھومکا صفحہ ۱۳۵ رگوید اشٹک ۷ ادھیائے ۸ ورگ ۱۸ منتر ۲۔ اے بیاہے ہوئے مرد و عورت تم دو نوں رات کو کہاں ٹھیرے تھے اور دن کہاں بسر کیا تھا۔ تمنے کھانا و خبر کہاں کھایا تھا۔ تمہارا وطن کہاں ہے جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور کے ساتھ شب باش ہوتی ہے یا جس طرح بیاہا ہوا مرد اپنی بیاہتا عورت کے ساتھ اولاد کے لئے یکجا شب باش ہوتا ہے اسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے؟ +

ویدک پرمیشور کی پہیلیاں بھی سنئے :۔

یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۹۔

(۱) اس کائنات میں اکیلا کون چلتا ہے؟

(۲) کون بار بار روشن ہو کر ظاہر ہوتا ہے؟

(۳) برف یا سردی کی دوا کیا ہے؟

(۴) بیج بونے کے لئے سب سے بڑا کھیت کون سا ہے؟

رہی ویدوں کی تہذیب سو اُسے کسی دوسرے مضمون کے تحت میں ملاحظہ فرماویں۔ باقی آیندہ۔ محمد منظور الٰہی۔

دیانندیوں کی کم علمی

یا

جواب سرچشمہ قرآن

آریہ مسافر میگزین جلد ۶ ع ۷ صفحہ ۳۰ ماہ جنوری ۱۹۰۴ء

اگرچہ ہم پو گنڈ پال کی علمیت اور اُسکے لایعنی اعتراضات کی قلعی واقعی طور پر رسالہ انوار الاسلام جلد ۵ ع ۱۷ بابت یکم دسمبر ۱۹۰۳ء میں کھول چکے ہیں اور اگر اُسے کچھ بھی غیرت ہوتی تو اپنی خرافات سے باز آ کر راہ راست پر آ جاتا۔ مگر جس کے دماغ میں دیانندی عطر کی بو سمائی ہوئی ہو وہ مدلل جوابات کی ذرا کم ہی پرواہ کرتا ہے اور بار بار چبائے ہوئے کو چبانا پسند کرتا ہے۔ تاکہ دیانندی سماج سے سوامی۔ سرسوتی کی کلغی عطا ہو۔ ورنہ بیچاروں میں لیاقت علمی تو اتنی ہی ہے کہ روضۃ الاصفیا اور عرائس المجالس کے بیانات کو مندرجہ قرآن بتاتا ہے۔ اب بھی اس میں کچھ شرم ہے

تو زہرہ کا نام یا زنا قتل شراب شرک وغیرہ کا الزام بذمہ فرشتگان قرآن شریف سے دکھائے ورنہ بھرے سماج میں جھوٹے پر لعنت بھیجئے۔ شاید ہاروت ماروت اور زہرہ کوئی ویدی دیوتا ہونگے۔ جنکے نزدیک شرک قتل سوم نوشی نیوگ۔ دختر سے زنا وغیرہ جایز ہو۔ کیونکہ یہ وید کی رو سے جایز ہیں قرآن مجید ان باتوں سے بری ہے۔ چہ جائیکہ فرشتے جو ہر وقت خدا کی یاد کرتے رہتے ہیں ایسے کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں۔ ہاں ویدیوں سے ایسی باتیں بعید نہیں۔ کیونکہ ان میں بہت سی بد اخلاقی کی باتیں مثل نیوگ۔ سورج دیوتا کا اپنی دختر سے ہمبستری کرکے حمل قایم کرنا وغیرہ جایز ہیں چونکہ ارمنستان والے ہاروت ماروت کو ویدیوں یعنی ہندوستان والوں کی طرح دیوتا مانتے تھے اسلئے یوگندرپال کی تحقیق سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ ویدیوں کی طرح ویدک تعلیم نے ہر جگہ دیوتاؤں کی تعلیم پھیلا دی تھی اور انکی پوجا جاری تھی۔ جیسا کہ تیتریہ اُپنشد پر پاٹھک ۶ انوواک ۱۱ میں پانچ مجسم دیوتاؤں کی مجسم بُت بنا کر ہر جگہ پوجا کرتے تھے اور اب بھی لنگوٹ بند کی پوجا ہوتی ہے۔ ہماری تائید میگزین ملک پر یوگندرپال خود ہی کرتا ہے کہ ہندوؤں کے پرانوں اور مہابھارت میں بھی اسی قسم کی حکایت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ سب ویدوں کا ظہور ہے۔

اصل حقیقت ہم انوار الاسلام جلد ۵ نمبر ۱ میں بیان کر چکے ہیں۔ یوگندرپال کی یہ کہنا "کہ پھر وہی قصہ اُنکی زبانی سُن سُنا کر اور اُس میں کچھ ادھر اُدھر سے عمداً یا سہواً ملا کر آنحضرتؐ نے قرآن میں درج کر دیا" کہاں تک صداقت پر مبنی ہے۔ یہ قصہ ہرگز قرآن میں نہیں ہے یہ صرف یوگندرپال کا اندھا پن ہے ...... ہے کہ وہ پاک کتاب پر الزام لگا کر ویدوں کی بد اخلاق تعلیم کو چھپانا چاہتا ہے۔

میگزین ملک پر تو یوگندرپال نے صاف اقرار کر لیا ہے کہ بابل وغیرہ میں ہندوؤں کا ایک وقت میں راج تھا اور ان میں ایسے واہیات قصے رائج تھے۔ اب ظاہر ہے کہ آنحضرت پیغمبر اور نبی رسول سب ویدک تعلیم کی عفونت کو مٹانے کے لئے تشریف لائے اسی طرح اُنہوں نے اس اخلاق سے گری ہوئی ویدک تعلیم کو مٹانے کی کوشش کی جس کی جھلک دریا ندیوں میں نیوگ۔ بت پرستی۔ تثلیث۔ شرک وغیرہ تا حال

باوجود اتنا زمانہ گذرنے کے باقی ہے۔ اور جس کی جڑ کاٹنے کے لئے اسلام کی وحدانیت کا تیز آرہ چل رہا ہے۔ مگر چونکہ اس بوڑھے اور پرانے بداخلاقی کے درخت کی جڑیں بہت دور تک ہند کی سرزمین میں اتر کے پھیل چکی ہوئی ہیں اس لئے اسکے کلیتہً کاٹنے کے لئے اسلام کی وحدانیت کے تیز آرے کو کچھ عرصہ تک جفا کشی کے ساتھ کام میں لگائے رکھنا ضروری ہے +

افسوس کی بات ہے کہ آجکل تو فونوگراف اور جانور بنا کر اُن سے بولیاں بلوانا ایک صنعت اور کاریگری سمجھی جاوے مگر گذشتہ زمانہ میں اگر کسی نے بچھڑا بنا کر اس سے بولی بلوانے کا آلہ ایجاد کیا ہو تو بوگند رپال کے پیٹ میں درد اُٹھ آئے۔ اصل میں تعصب بھی بہت بُری بلا ہے۔ بوگند رپال خود ہی لکھتا ہے کہ سامری نام عہد عتیق و جدید میں کئی جگہ آیا ہے۔ مگر پھر لکھتا ہے شہر سامرہ جس سے سامری منسوب ہوا۔ حضرت موسیٰ سے ۵۰۰ سال بعد بنا۔ اُسے اتنی بھی خبر نہیں کہ عہد عتیق کس چیز کا نام ہے۔ اصل میں اُسے عیسائیوں کی خرافات نقل کرنے سے مطلب ہے نہ کہ تحقیق سے۔ وہ صبر کرے ہم بھی عیسائیوں کی تصانیف جو اُنہوں نے تمہارے باپ دادوں کی بابت لکھی ہیں۔ عنقریب تمہارے سامنے پیش کرینگے۔ شرم سے مُنہ نہ چھپانا مگر تم میں یہ صفت اچھی ہے کہ جھٹ اما ... بن جاتے ہو اور اپنے باپ دادوں پر ثواب بھیجنا شروع کر دیتے ہو +

بنی اسرائیل کے مر کر پھر سے زندہ ہونے پر اول تو ویدیوں کے عقیدہ کے مطابق بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ پمفلٹ ۲۹ بھارت کی شجاع و عالم استریوں کے کارنامے جلد پنجم مطبوعہ سنبۃ ۱۹ پرچارک پریس صفحہ ۲۹" پر جو دیا نندیوں کی تصنیف ہیں سے ہے صاف لکھا ہے روہتاس ولد ہریشچندر کو جس کا مر جانا اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ پر یوں لکھا ہے کہ اس کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا تھا۔ دوبارہ زندہ کیا گیا اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ ویدیوں کے نزدیک ایک سنگدل رشی (کیونکہ اسی کتاب کے صفحہ ۲ پر وشوامتر رشی کو اسی خطاب سے یاد کیا ہے) مردہ سے زندہ کر سکتا ہے

مراسلات

آریوں کی ہٹ دھرمی

آریو آؤ ادھر دیکھو تماشا وید کا
عقل پر پردے پڑے ہیں آریوں کی دیکھ لو
ہے انادی روح یعنے جیو ایشر کی طرح
کہنا پھر اجرام علوی بھی انادی ہیں تمام
ان مسائل پر ذرہ تم غور کر کے دیکھنا
ذات پرمیشر کہاں انسان بے بنیاد کیا
جب بموجب وید ان سب کو انادی مان لیں
مان کر انکو انادی پائیں ایشر کی دلیل
یعنے جب روحیں زمین و آسمان ہیں خود بخود
ان سے پرمیشر کی ادل تو نہیں بنتی دلیل
قاعدہ ہی پر بنتی ہے صنعت صانع کی دلیل
اسنے ایشر کو کیا ہے نیست محتاج و ذلیل
سخت جا شرم ہے ازبس ہے بے بنیاد بات
واہ کیا ایشر کرت ہے دیکھو اتھر وید کو
ان پہ جب بوچھار سبھی اعتراضوں کی ہوئی
آبرو ایشر کی گھٹنی کو یہ بولے آریہ
یہ مقولہ انجام [illegible]

کھینچا ہے مشتے نمونہ ہمنے نقشہ وید کا
جانکر یہ بات ایشر کرت کہنا وید کا
گویا ان دونوں کو ہم رتبہ بنانا وید کا
ایسا ہی اجسام سفلی کو بتانا وید کا
کوئی منصف مان سکتا ہے یہ جھگڑا وید کا
اور پھر حیوان کو ہم پایہ بنانا وید کا
دیکھیں پھر ہم ذات ایشر کو دکھانا وید کا
آریو وہ مسئلہ ہم کو بتانا وید کا
یونہی موجودات جملہ کو بتانا وید کا
دوسری توحید و عظمت کو مٹانا وید کا
خود بخود صنعت ہے پھر صانع بتانا وید کا
ڈھئی پرمیشر کی یوں عزت مٹانا وید کا
آریو افسوس ایشر کرت کہنا وید کا
ایک جز جھوٹا بنایا ایک سچا وید کا
اور کھلا بہر حال ہے سب جھوٹا جھگڑا وید کا
برہمن [illegible] بتانا وید کا
مسئلہ روح انادی [illegible] وید کا

ہمسری کا کیوں نہ پھر دعوی ہو ایشر کرتے ہے
کیوں کلام انسان سی بڑھ جائی رتبہ وید کا

جب پرمیشر انادی یونہی روح ارواح
آپکو افضل لکھے یہہ حوصلہ کیا وید کا

ہمسری ایشر سے ورنہ کر سکے انسان کب
کام ہی ایشر کی عزت کو مٹانا وید کا

کر دیا گنگا کے اوپر گوشت مردوں کا حلال
گوشت ہی اسکا کہ جو ہے نام لیوا وید کا

گوشت حیوانی سے بھی محروم کھاتے ہاتے
خنجر ظلم آریوں پر ہے سراپا وید کا

غیر قومیں وید کی آواز کو سننے نہ پائیں
ہی تعصب سی یہ خالی مسئلہ کیا ہی وید کا

جو تعصب اور حسد کی آگ سی جلتا رہے
آریوں کو ہو مبارک ایشر ایسا وید کا

روح جس سی چل رہا ہی اس جہان کا سلسلہ
اسکی بارہ میں ہر اک مسئلہ ہے گونگا وید کا

کتنی روحیں کتنی پیدا کیں نہیں کچھ بھی خبر
آریوں کو ہو مبارک ایشر ایسا وید کا

جو نہ خالق روح کا ہو اور نہ واقف روح سے
آریوں کو ہو مبارک ایشر ایسا وید کا

قادر مطلق کرم کر آریوں کے حال پر
یہ بڑا پیچھے لگا ہے انکی جھگڑا وید کا

راقم - حق پسند از علیگڈھ

غزل

مصنفہ لالتا پرشاد - ایل - بی - جے - خلف لالہ پرمیشری لال دگمبر جین ساکن
قائمگنج ضلع فرخ آباد - بنگل

لہٰذا ہر سَت دیانندی کی حالت ہونیوالی ہے -
لگا یا مونہہ ہے جینوں سے بس آفت ہونیوالی ہے

سراسر جھوٹھ لکھ لکھ کر تصنع دتت کرتے ہیں
حقیقت گنج بیانی کی بھی شہرت ہونیوالی ہے

[illegible]
بنا کر کر تھہ ستیارتھ پھنسایا جال میں سب کو

اب انتہا سوامی جی کی بھی لیاقت ہونیوالی ہے
دیانندی ہوئے مخمور نخوت میں ہیں کچھ ایسے
کہ ہر جا آریہ مت کو ندامت ہونیوالی ہے
خلاف العقل اور ودیا کے تصنیفات ہیں اُنکی
کہ اب ستیارتھ آدی کی بطالت ہونیوالی ہے
نیوگ اور مانس بھکشن کو تو جائز مان رکھا ہے
اب اُن کو ستیہ شاستروں سے بھی نفرت ہونیوالی ہے
ہر ایک آریہ کی بدھی نشٹ ہوتی جاتی ہے
نئی اس بھارت بیکس پہ ظلمت ہونیوالی ہے
کرتے حاملہ ہر ایک بیخوا یہ کو ارزل سے
تبھی پھر نیوگ مسئلہ کی اشاعت ہونیوالی ہے
چمار اور نائی کو دے پتری ہر ایک دیانندی
ابرن ویوستھا کی تب ہی حکومت ہونیوالی ہے
ملا کر گوشت اور چانول کھلاؤ چانڈالوں کو
تب ہی تصنیف سوامی کی بھی شہرت ہونیوالی ہے
وہ ہم ہیروں کی سوچ میں ملا ہے نام شودروں کو
کہ اے بھارت دن بدن حالت یہ غارت ہونیوالی ہے
بہت شائق تھے سوامی جی تمہاری بھانگ پینے کے
نشی شئے کے چیلوں میں بھی کثرت ہونیوالی ہے
بڑی بیہودگی سے وہ جو مونہہ پر آئے کہتے ہیں
شرم تہذیب اس فرقہ سے رخصت ہونیوالی ہے
ہوا ظاہر ہے جب سے بھرشٹ یہ فرقہ دیانندی
ہوئی ابتر ہے حالت اور بھی اب ہونیوالی ہے

جبھی تو آیدن آفت پہ آفت ہند پہ آئی ہے
دلیل دن ایسی ہی نازل مصیبت ہونیوالی ہے

ہوئے بابو۔ مہاشئے اور منشی نام [illegible] شودروں نے
اور پنڈت نام کے بھی اب ذلالت ہونیوالی ہے

پہن زنار رکھا نام پنڈت بہت شودروں نے
اب ایسے پنڈتوں کی ... صورت ہونیوالی ہے

[illegible] سرودورقص کی آگیا بھی سوامی جی نے لکھی ہے
اب اس فرقہ کو اس فن سے بھی الفت ہونیوالی ہے

اجازت سرمنڈانیکی بھی سوامی لکھ گئے بیکل
سماجی مردو زن کی اب حجامت ہونیوالی ہے

نوٹ۔(۱) نمبر شعر لفظ جین۔ یہ ایک مذہب ہے جسکی تردید میں آریوں کی طرف سے ایک کتاب زبان ناگری میں جین مت سمیکشا نام سے سنہ ۱۹۰۴ء میں شایع ہوئی ہے جسکو مصنف شنبھوت آریہ اُپدیشک پنجاب ساکن لاہور ہے۔ اس کتاب میں بالکل غلط بیانیوں اور گالی گلوچ اور کمینے پن سے کام لیا ہے اور جھوٹ اتہام جینیوں پر لگائے ہیں دہلی کے جینیوں نے ہتک کا دعوی عدالت میں دائر کر دیا ہے اور اس نو مذہب کی تردید کے لئے جابجا سوسائیٹیاں قایم کرنے کی فکر ہو رہی ہے۔ میں ایک کتاب زبان ناگری میں لکھ چکا ہوں جو کہ ابھی شایع نہیں کی گئی ہے نہ چھپائی ہے جسمیں سوامی دیانند جی کی گنج رفتاری اور انکو چال چلن وغیرہ کے حالات مندرج کیے گئے ہیں۔ اور انکو مذہب کی باتوں کو انتخاب کرکے درج کیا ہے۔ بڑی دلچسپ کتاب ہے۔

نمبر ۲ شعر۔ کچھ نہیں۔ نمبر ۳ گرنتھ [illegible] ہے۔ لفظ ہندی ہے بمعنے کتاب ستیا رتھ سے مراد ستیارتھ پرکاش مصنفہ دیانند۔ نمبر ۵۔ ودیا بمعنے علم ستیارتھ آدی بمعنے ستیارتھ پرکاش وغیرہ۔ ماس بکھشن گوشت خوری۔ نمبر ۲ سیتہ شاستر بمعنے کتب مقدس

نمبر۷ - بدھی - فہم - نشٹ - بگڑتی جاتی ہی - پت دن - ہر روز - بھارت - ہندوستان
نمبر۹ - برن بیوستھا یعنی اولاد اگر باعلم ہو - تو اسکی شادی باعلم شخص سے کرنا چاہئے خواہ وہ باعلم کسی ذات کی قوم کا کیوں نہ ہو - اگر بے علم ہو تو بے علم کے ساتھ نسبت کرنا چاہئے جیسے چمار وغیرہ - ارزل اقوام کے ساتھ -

نمبر۱۱ - سوچی - فہرست - شودر - ارزل - نمبر۱۴ - بھرشٹ - بالکل خراب - نمبر۱۵ انڈیا - ہندوستان - پلیگ - طاعون - نمبر۷ و۸ - نیوگ کی بابت - دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۰ تک - ماس بھکشن یعنے گوشت خوری کی بابت - دیانندیوں کے دو فرقے ہوگئے ہیں - جو کہ گھاس پارٹی اور ماس پارٹی کے نام سے نامزد ہیں - ماس پارٹی والے مزے سے گوشت کھاتے ہیں اور گھاس پارٹی کی تردید کرتے ہیں - نمبر۹ - برن بیوستھا کی بابت دیکھو ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۸۹ - نمبر۱۰ - دیکھو سنسکار ودھی مصنفہ سوامی جی کا ص۱۱ - نمبر۱۲ - سوامی جی کے بھانگ پینے کی بابت دیکھو دیانند کی سوانحعمری مصنفہ ولیت روئے صاحب ص۲۰ -

نمبر۱۸ - ناچنوں کیلئے طبلہ وغیرہ بجانیکی بابت جو اجازت ہی - دیکھو یجروید بھاشیہ ۱ - ادھیائے ۳۰ منتر ۲۰ کا بھارا رتبہ - نمبر۱۹ - سر منڈانے کی بابت دیکھو ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۲۵۸ -

---

مسلم گائیڈ - یہ کتاب انگریزی میں راہ نجات کا ترجمہ ہے ایسے نومسلموں کو جو انگریزی جانتے ہیں - اور اُردو سے ناواقف ہیں - نماز و دیگر فرائض مذہبی کی تعلیم بہت مشکل سے حاصل ہوتی ہے - نیز ایسے مسلمان طلبا جو کالجوں اور انگریزی مدرسوں خصوصاً پادریوں کے مدارس میں پڑھتے ہیں نماز سے بہت غافل ہوتے ہیں اور اردو مذہبی کتابوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اُنکے واسطے یہ کتاب بہت مفید ہے - قیمت ۴ معہ محصولڈاک - یہ کتاب حاجی ریاض الدین صاحب مالک اخبار الریاض و استاد جناب نواب محمد نصراللہ خانصاحب بہادر ولیعہد ریاست بھوپال سے طلب کرو +

دنیا میں پہلی بار طرز کا قرآن مجید یعنی اعلیٰ درجہ کی

[illegible] مترجم [illegible] (۱) [illegible] نہیں
نہایت عمدہ [illegible] (۲) ترجمہ کا ہر شریف بالمقابل صفحہ پر لکھا گیا
[illegible] اور [illegible] ترجمہ [illegible] (۳) ترجمہ صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴)
صفحہ بصفحہ آیات نمبر [illegible] (۵) [illegible] ترجمہ [illegible] آیت آیت کا [illegible]
ورق الٹنا نہیں پڑتا [illegible] عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے [illegible] خوشخط [illegible] تمام جہاں میں شریف ہے
(۶) ترجمہ جدید بامحاورہ زبان حال [illegible] کے موافق کیا گیا ہے اور ایسا سلیس کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو دل
چاہتا ہے اور تمام تفسیرات [illegible] ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھ دیئے ہیں جس سے تفسیر
کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ [illegible] سمجھ میں آتا ہے۔ (۷) اس مقدس حمائل کے شروع میں سیپاروں
اور سورتوں کی فہرست دی گئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۸) شروع
میں تمام قرآن شریف کے مضامین کی فہرست ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام مسلمانوں کے لئے
نہایت کارآمد ہے [illegible] صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالہ لکھ دیئے گئے ہیں
(۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالہ دیئے گئے ہیں ابراہیم
یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱)
کاغذ سفید اور نفیس ہی لگایا گیا ہے۔ (۱۲) جلد خوبصورت سنہری کرائی گئی ہے (۱۳) اس قرآن شریف اور لایمسہ
الا المطہرون کا لفظ لگایا گیا ہے قیمت بجلد [illegible] قیمت مجلد معہ [illegible] خرچ ڈاک بذمہ خریدار مفید عام پریس شہر
سیالکوٹ سے طلب کرو

رسالت محمدیہ و محمد دی پرافٹ ان دنوں دو ورقی رسالوں میں حضرت نبی محمد مصطفیٰ صلعم کی رسالت بخوبی ثابت کی گئی ہے جسکا
[illegible] مولوی مرزا حیرت صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ کا ہے [illegible] مشتہر کا یہ سارا زبان انگریزی اور اردو علیحدہ علیحدہ طبع ہوا اور
اردو رسالہ کا نام رسالت محمدیہ اور انگریزی کا محمد دی پرافٹ نام رکھا گیا ہے [illegible] پر چند نسخے مفت مل سکتے ہیں شائقین اسلام سے
امید کیجاتی ہے کہ اسکے چند نسخے طلب فرما کر ان خواندہ مسلمانوں میں جنکو [illegible] وعظ سننے کا اتفاق ہوا ہو اور تمام خواندہ عیسائیوں
میں تقسیم فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں گے۔ فقط المشتہر محمد عثمان [illegible] ساکن حیدرآباد دکن محلہ [illegible]

منشی کریم بخش پروپرائیٹر و ایڈیٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جلد ۶

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
نمبر ۱۹

اللہ　　　　اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

بابت شوال سنہ ۱۳۲۲	پندرہ روزہ	یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵

ولادت سے وفات تک عجیب ڈھنگ کے
لکھے گئے ہیں کہ آجتک اس کی نظیر دنیا
میں نہیں مل سکتی۔ شروع میں تمام انبیا
کے حالات مندرج ہیں اور بات بات
میں آنحضرت صلعم کی نبوت کا ثبوت دیا
گیا ہے اور توراۃ انجیل زبور سے جا بجا
بشارات ذکر کیے گئے ہیں جو آنحضرت صلعم
کے حالات سے سابق مطابقت دکھائی ہیں
غرضیکہ بڑے علما و فضلا نے اتفاق کیا ہے
کہ ایسی پیاری کتاب آجتک طبع نہیں ہوئی
ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے اگر
پسند نہ آئے تو واپسی اختیار ہے۔ حجم
۲۰۳ صفحہ قیمت فی جلد ...... عمہ

صدیق اکبر
جناب رسول خدا صلعم
کے پہلے خلیفہ بنائے اسلام کے آدم ثانی
کی سوانحعمری قیمت مجلد ۸ر

سیرت الفاروق
حجم ۲۰۳ صفحہ حضرت
فاروق اعظم جناب رسول خدا صلعم کے
دوسرے خلیفہ کے حالات قیمت ... عمہ ۱۲

عثمان ذوالنورین
آنحضرت صلعم کے
تیسرے خلیفہ کے حالات قیمت ... ۶ر

حیات صلاح الدین فاتح بیت المقدس
کی سوانحعمری۔ اسلامی تاریخ کے شایق آپ
ضرور منگائیں قیمت ...... عہ

انسان اور اس کی نفس پر تصویر دنیا
میں تقدیر کے مسئلہ سے بڑھکر کوئی مشکل مسئلہ
نہیں اس کتاب اس مسئلہ کو معقولی و منقولی
طور پر نہایت عمدہ حل کیا گیا ہے۔ حجم قریبا
۵۰ صفحہ قیمت فی جلد ۳ر

پچاس مذہبی سوالات کے جوابات
ہر مسلمان کے لیئے یہ کتاب بہت ہی عجیب
کتاب ہے قیمت فی جلد ۸ر

قرآن شریف کی کلام الٰہی ہونیکا ثبوت
قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے کے نمبروار
دلایل بمقابلہ تمام مذاہب کے بیان کیے گئے ہیں
یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے ... ۸ر

الحق المبین
عیسائیوں کی کتاب
امہات المومنین کا جواب قیمت ... ۸ر

اسم اعظم
حضرت پیران پیر شیخ
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کی سوانحعمری
قیمت فی جلد ...... عہ

قصص الانبیا اردو
..... ۸ر

باقی فہرست کتب صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرماویں

یا اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علیٰ نور من ربہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

کیا وید مکمّل ہیں؟

ہم بجائے ویدک مصنّفین کے کُل پہلوؤں پر نظر تحقیق ڈالنے کے فی الحال صرف ایک ہی مسئلہ کی بابت دیانندیوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں دیانند کا عقیدہ تھا۔ کہ روح۔ مادہ۔ ایشور ہر ۳ قدیم بالذّات ہیں۔ اُس پر اوّل یونہی اعتراض اٹھتا ہے۔ کہ جب وہ تینوں ایک غیر معیّن عرصہ سے چلے آرہے ہیں۔ تو وہ ایک دوسرے کے خواص سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر کس قسم کی حکومت کر سکتے ہیں جب ایشور نے روح کو پیدا ہی نہیں کیا۔ تو وہ اس کے اجزا و خواص باطنی

سے کیسے واقف ہو سکتا ہے۔ اور پھر وہ اُس کے لئے سامان حسب مرضی کیسے دے سکتا ہے۔ اور کس حیثیت سے اُس پر قابض ہے۔ آیا قبضہ مالکانہ ہے۔ یا زبردستی کا دیانندی کہدیا کرتے ہیں۔ کہ ہمیشہ زور آور کمزور پر قابض ہوا کرتا ہے۔ گویا جواب نہایت لچر ہے۔ اور دیانندیوں کی استدلالی کمی کی پختہ دلیل ہے۔ مگر اس وقت ہم اس پہلو کو چھوڑ کر ایک نہایت ضروری معاملہ کی طرف دیانندیوں کی توجہ کرانا چاہتے ہیں۔ دیانندیوں نے وید کے رو سے کئی عجیب و غریب دعوے کر رکھے ہیں۔ کہیں دنیا کی عمر کا حساب بتایا جا رہا ہے۔ دوسری جگہ ریل تار اور ویدک کارخانہ حرب میں توپیں ڈہل رہی ہیں۔ اور ویدی آپس میں ویدک آلات کی آزمائش کر رہے ہیں۔ اور کہیں ویدک پرمیشور کا اس طرح مانا جانا کہ وہ ہر جگہ حتیٰ کہ پاخانہ میں بھی موجود ہے۔ اور گندی سے گندی جگہ میں بھی ہے۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وہ علیم کل ہے۔ پس چونکہ وہ ارواح پر قابض اور فی الحال ان کا مالک اور ہر جگہ حاضر اور ناظر اور سب پر حاوی ہے۔ اس لئے دنیا کی عمر کے ساتھ اگر وہ اتنا بھی وید میں اشارہ کر دیتا کہ اس کی مقبوضہ ارواح اتنی ہیں۔ تو وید کی تعلیم مکمل ہو جاتی۔ کیونکہ دنیا کی عمر بتانا اپنی مقبوضہ چیز کی خاصیت بتانا۔ کہ اُس کے مُلک کی آبادی اتنی ہے۔ سخت حیرت ناک امر ہے۔ اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدک پرمیشور اُنکی گنتی نہیں کر سکتا۔ اور علیم کُل نہیں۔ اگر وہ انکی گنتی جانتا ہے۔ تو نہیں نا بتانے سے بخیل ثابت ہوا۔ ذرا بھو مکا صفحہ ۹ دیکھ کر جواب دینا۔ اور وید سے ارواح کی تعداد نکال دیکھانا۔ کیونکہ علم کے دو مقصد ہیں۔ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی۔ آگر اینشور

اپدیش نہ کرے۔ تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا۔ اس لئے ایشور نے اپنے علم (وید) کے اپدیش سے اس مقصد کو پورا کیا۔" دیانندیو! اس حساب سے تو ضرور وید میں تعداد ارواح موجود ہو گی۔ ذرا ہمیں بتانا تو سہی۔ تاکہ معلوم کریں۔ کہ تمہارا ایشور کہاں تک گنتی جانتا ہے۔ اور کہاں تک اس نے تم کو بتائی۔ اگر بیشمار کہکر ہی تم نے ٹال دیا۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ویدک ایشور علیم کل ہی نہیں۔ بلکہ گنتی نہ کر سکنے کے باعث بیشمار کہکر ٹالنا چاہتا ہے دیانندیو! ایسے فضول دعووں سے دست بردار ہو جاؤ۔ ورنہ اپنے ویدک ایشور کا پورا پورا علم دنیا کے سامنے ثابت کر کے دکھاؤ +

جواب کا طالب ایڈیٹر

ایک نہایت عجیب بات

دیانند اور اس کے چیلوں خاص کر مقتول نے جتنا شور و شر معجزات کے بارے میں مچایا ہوا ہے۔ وہ عوام سے پوشیدہ نہیں۔ اُن کا خود ساختہ عقیدہ ہے۔ کہ خدا بھی فطرت کے برخلاف نہیں کر سکتا۔ اگر پوچھو فطرت کیا ہے تو جھٹ کہدیتے ہیں۔ کہ جس بات کو عقل مانے وہ فطرت ہے۔ اُنکے عقیدے کے مطابق یہہ ممکن نہیں۔ کہ آگ اپنا فطرتی عمل یعنی جلانا چھوڑ دے افسوس کہ جب ہم ان کے گھر کی کتب پر انصافانہ نظر ڈالتے ہیں۔ تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا مسلمانوں کو اس ظلمت کدے سے بچائے اور دیانندیوں کو چشم بصیرت نصیب کرے۔ مقتول دیانندی گو قولی طور پر معجزے سے منکر تھا۔ مگر فعلی طور پر وہ معجزات کا پورا پورا قائل تھا

صرف سماج میں نامور بننے کی خواہش سے راستگولی سے جھجکتا تھا اور خواہ مخواہ مسلمانوں پر معجزات کے بارہ میں اعتراض کرتا تھا۔ ہم دعویٰ بلا دلیل ہرگز نہ کریں گے۔ بلکہ ہر ایک دعوے کے ساتھ دیانندی تصنیف کا حوالہ درج ہوگا۔ سنئے

مقتول اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ست دھرم پرچارک پریس جالندھر مشمولہ کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۲۰۰ پر لکھتا ہے راون کے ہلاک ہونے کے بعد رامچندر جی سیتا کو قید سے چھوڑا کر بسبب پورا ہونے میعاد بن باس بوطن کو پھرے۔ الا قبل از روانگی سیتا کو ثبوت عصمت کو لئے آگ میں گرنا پڑا۔ اس زمانے میں دستور تھا۔ کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اُس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال توے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہنچتی تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جل کر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی سیتا کی آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے"

اب ہم دیانندیوں سے مخاطب ہوکر دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ پکھنڈ نہیں؟ تو اور کیا ہے۔ (کیونکہ دیانندی معجزے کو پاکھنڈ کہا کرتے ہیں) کیا آگ کا فطرتی عمل رُک سکتا ہے۔ اگر آگ کا فطرتی عمل ایک روحانی فعل سے رُک سکتا ہے۔ تو ہر ایک چیز کا فطرتی عمل رُکنے سے کونسا امر مانع ہے۔ کیا خدا کو ایک اور بے عیب ماننے والے نیک پاک بندوں سے ایسے افعال صادر ہونے ناممکن ہیں۔ خاصکر ان سے جنکا رونگٹا رونگٹا خدا پر فدا ہو جب ایک معمولی عورت کے

صرف ایک فعل کو سچا جھوٹا ثابت کرنے کیلئے آگ فطرتی عمل چھوڑ سکتی تھی۔ خواہ باقی افعال (غیر اللہ نما) اس عورت کے کیسے ہی بڑے ہوں۔ تو سخت افسوس ہے۔ اُن جاہلوں پر جو نیک پاک بندوں سے ایسے افعال کا صدور محال اور خلاف عقل کہتے ہیں۔ کہاں ہیں معجزے پر اعتراض کرنیوالی ویانندی ذرا اپنی کتب کا غور سے مطالعہ کرکے منہ سامنے کریں۔ یا تو معقول کو در فنگو مانو ورنہ اس عقیدے سے باز آؤ۔ ہم تمہاری ایک ایک کتاب کی بال کی کھال اُتار کر دکھاویں گے۔ کہ دیانندی متھ کیا چیز ہے۔ آپنے کونسی کمی ہمارے بزرگوں کی بدگوئی کرنے میں کی ہے۔ ہم آپکو سچے اور سچے کئی سنائیں گے۔ ہماری بھی سننے کے لئے تیار رہو ؎

اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

(محمد منظور الٰہی)

دیانند کا کچّا چٹھّا

دیانند کس ذات اور کس شہر اور کس شخص کا بیٹا تھا۔ یہ بات تا حال کسی کو اصلی طور پر معلوم نہیں ہوئی۔ کسی نے قصبہ موردی لکھا ہے۔ اور کسی نے دھول گڈھ۔ اس نے اپنی زندگی کے حالات ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۰ء کے تھیوسوفسٹ انگریزی اخبار میں خود طبع کرائے تھے۔ اس کا ترجمہ ولیت رائے ساکن جگراؤں نے اُردو میں کیا تھا۔ اس میں دیانند نے اپنے باپ کا نام و خاندان کا مسکن وغیرہ بتانے سے جو عذر کیا ہے۔ وہ بالکل خلاف عقل ہے۔ بہرحال ہم اس سے تعرض نہ کرکے جتنا حال اسکا معلوم ہو سکا

ہے۔ اُس پر لکھنا چاہتے ہیں۔ سوانح عمری مذکورہ کے صفحہ پر دیانند نے
کہا ہے۔ کہ مجھے ایک برہمچاری ملا جس نے صلاح دی۔ کہ بہتر ہو۔ کہ اگر
تم ہمارے فرقہ میں شریک ہو جاؤ۔ چنانچہ میں اُن کے ساتھ شریک
ہو گیا۔ جہاں میرا نام شدہ چیتن رکھا گیا۔ اور اُس نے میرے کپڑوں کو اپنی
کپڑوں سے بدلوا دیا۔ نئی سوانح عمری مرتبہ دیانندی سماج کے مڈنگ برہم
چرنا آشرم کا دوسرا مرحلہ میں لکھا ہے۔ کہ ابھی انکا نام اصلی پکارا جاتا تھا۔
حالانکہ دونو میں سے ایک غلط ہے۔ اسی سوانح عمری کا صفحہ ۲۷ پر
لکھا ہے۔ کہ برہمانند نے مجکو پورا پورا الیقین دلا دیا۔ کہ برہم یعنی ایشور
میرے وجود سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ جیو اور برہم کی یکتائی کا
مجھے پختہ طور پر یقین دلا دیا۔ پہلے ہی اکثر میرے دل میں یہہ بات آتی
تھی۔ لیکن آج ان مہاتما پرشوں نے اس بات کو میرے دل میں پوری
طرح سے ثابت کر کے دکھا دیا۔ اور مجھے پورا پورا الیقین ہو گیا۔ کہ برہم میں
وہی ہوں۔ صفحہ ۴۲ ۔ ۴۳ ۔ ۴۳ ۔ ۴۴ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پرمانند سرسوتی
نے اس کو سنیاس کے چوتھے درجہ میں شریک کر لیا۔ اور اُس کو ایک ڈنڈ
دیا۔ اور اس کا نام دیانند سرسوتی رکھا۔ ناظرین غور فرماویں۔ کہ یہ شخص
اس سے پہلے ایک برہمچاری کا چیلا بنا تھا۔ جس نے اُس کا نام شدہ
چیتن رکھا تھا۔ پھر پرمانند وغیرہ کی صحبت سے اُس کو پورا پورا الیقین
ہو گیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ بعد ازاں پرمانند سرسوتی جو شنکراچاریہ
مت کا سنیاسی تھا۔ اس نے اس کو اپنا چیلا بنایا جس نے اُس کا نام
دیانند سرسوتی رکھا۔ عرصہ دراز تک یہ شخص یعنی دیانند اُس پنتھ میں رہا
اور اپنے آپ کو پرمیشور سمجھتا رہا۔

پھر صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے۔ کہ پھر میں مشہور و معروف مقامات۔ اور متبرک تیرتھوں کی جاترا کیواسطے اور ان کے درشن کیلئے روانہ ہوا سمت ۱۹۱۱ بکرمی کو پہلی دفعہ ہی ہردوار کمبھ کے میلے پر شریک ہوا۔ یہ محض غلط ہے۔ کمبھ کا میلا سمت ۱۹۱۲ میں ہوا تھا۔ نہ کہ سمت ۱۹۱۱ میں (وہاں سے رشی کیش کو چلا گیا۔ جہاں برہمنوں سادہوؤں وغیرہ کو مانس کھاتے دیکھا جنھوں نے مجھے بھی کھانے کیلئے کہا۔ مگر میں نے کہا۔ کہ مانس کھانا تو درکنار اسے دیکھ کر میں بیمار ہو جاتا ہوں (صفحہ ۲۸ نئی سوانح عمری سماج) اسی طرح بدری نارائن پہنچا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک دیانند ہردوار بدری نارائن کا معتقد تھا۔ جیسا کہ تو بھی ویدانت کا پیرو تھا۔ اگر کوئی کچھ تاویل بناوے تو محض گپ ہے۔ کیونکہ اس نے خود لکھا ہے۔ کہ میں متبرک تیرتھوں کی جاترا اور ان کے درشن کے لئے روانہ ہوا۔ صفحہ ۵۶ و ۵۷ (نئی سوانح عمری صفحہ ۳۴) لکھتا ہے کہ مجھکو ایک لاش گنگا میں بہتی ملی میں نے اسے دریا سے نکالا۔ اور تیز چاقو سے کاٹنا شروع کیا۔ کیا خوب برہمن اور سنیاسی ہوکر مردہ چیرنا آپ کا ہی کام تھا۔ اور پھر دل کا نکالنا کہیں دوسرے مطلب کیلئے تو نہیں تھا۔ ممکن ہے۔ گرسنگی کا غلبہ ہو گیا ہو۔ کیونکہ پہلے آپ نے فرمایا ہی کہ مانس کو دیکھ کر میں بیمار ہو جاتا ہوں۔ یہاں اپنے ہاتھ سے تو چیر کر بیمار نہ ہوئے ہونگے۔ جھوٹ ہو پورا ہو۔ نہ کہ ادھورا۔ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند۔

صفحہ ۵۸ (نئی سوانح عمری صفحہ ۳۵) لکھتا ہے۔ کہ چانڈال گڑھ درگا کوہ کے مندر میں جاترا اس جگہ رات بھوگ و دیا کے پڑھنے اور اس کے عمل

اور اس کے عمل میں معروف رہنے لگا۔ یہاں بھنگ پینے کی عادت پڑ گئی چنانچہ اکثر وہ اس کے نشہ میں مدہوش ہوتا۔" دیانندیو! ذرا غور سے یوگ ودیا کا عمل سنو۔ بقول ایک ہندو ایسے بھنگڑ کی تحریر و تقریر پر بھروسہ کرنا عقلمندوں کا کام ہرگز نہیں۔ کیا یہی یوگ ودیا اور وید کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ ایک ریفارمر عین جوانی کی حالت میں ایسی ایسی قبیح باتوں کو روا رکھے۔ اصلی سچائی چال چلن کی جوانی کی حالت میں معلوم ہو جاتی ہے۔ ورنہ بڑھاپے میں تو بھیڑیا بھی بے ایذا ہو جایا کرتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کون سے وید نے دیانند کو یہ تعلیم دی۔ اور ایسا آدمی کہاں تک کلام الٰہی سمجھنے کے رموز سے واقف ہو سکتا ہے۔ شاید وید میں بھنگ کی کوئی برائی نہ ہو۔ اور یوگ ودیا کا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہو۔ بہرحال اس سے دیانند کی سوانح کا ایک پہلو ہی دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک دیانند نے متھرا میں رہکر برجانند نابینا کے پاس ودیا کرن پڑھا۔ اور تا زیست اسے اپنی تصانیف میں شری مت پرم ہنس براج کا چارج پرم وودان شری برجانند سوامی لکھتا رہا۔ اور اپنے لیئے اس کا چیلا قبول کیا ہے۔ وہ بھی ادویت بادی یعنی شنکراچارج کے مت کا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد دیانند نے اس کے مت کو بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں معمولی سنیاسیوں کے بھیس میں دیانند ہردوار اور رشی کیش کے جنگلوں میں رہتا رہا۔ کوئی اس کا نام بھی نہ جانتا تھا۔ سمت ۱۹۲۴ کے بعد گنگا جمنا کے کنارے پھر کر لوگوں کو مورتی پوجا سے باز رکھتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت

تک وہ لنگوٹی بھی رکھتا تھا۔ اور ادیت بادی تھا۔ پھر بعد ازاں کسی ست پرش کے سمجھانے سے اس نے اس مت کو جھوٹا جان کر ترک کیا۔ اور ودیت بادی بنا۔ آخر شنکر اچاریہ کے ست کے رد میں ایک دو ورق لکھی۔ اور ستیارتھ پرکاش میں بھی اس کا رد کیا۔ خیال فرمایئے کہ اب تک اس نے کتنے رنگ بدلے اور کتنے پنتھ اختیار کئے۔ اور کس کس کا چیلا بنا۔ اور کس کس کو ترک کیا۔ جس نے قریبًا تمام عمر دعوے خدائی کیا۔ اس سے بڑھ کر کافر اور ناشناس کون ہوگا۔ ایسے شخص کی گفتار و رفتار کا کیا بھروسہ۔ زندگی بھر جب برجانند کو اپنا پرم گورو اور پرم وددان لکھتا رہا۔ اسی کے پنتھ کو باطل اور جھوٹا کہتا رہا۔ ایک وقت میں گورو اور پرم وددان کہنا اور اس کے مت کو جھوٹا ٹھہرانا سخت بے عقلی اور بڑی غیرت کی بات ہے۔ اس پنتھ کو چھوڑ کر شومت میں جا داخل ہوا۔ اور رودراکھش کی مالا پہننی اور بھسم لگانا شروع کیا۔ وہ خود لکھتا ہے۔ کہ جے پور کے راجا رام سنگھ کو میں نے شومت میں داخل کیا۔ پس شومت کے پھیلنے پر ہزاروں رودراکھش کی مالائیں اپنے ہاتھ سے لوگوں کو پہنائیں۔ وہاں شومت نے اس قدر زور پکڑا۔ کہ ہاتھی گھوڑوں کے گلوں میں بھی رودراکھش کی مالائیں پہنائیں گئیں۔ (ایڈیشن منجری صـ۱۵۳) معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کتنے آدمیوں کو اسنے بے دھرمی بنایا۔ خود تو پھسلنی گھڑے کی طرح ہمیشہ پھسلتا رہتا تھا۔ مگر ہزارہا آدمیوں کو مختلف پنتھوں کا پیرو بنا کر ادھرمی بنا دیا۔ اور وید کی سچی تعلیم کا راز نہ پاسکا۔

جب کسی طرف اپنی عام شہرت ہوتی نہ دیکھی - کیونکہ ہر موجودہ پنتھ
میں اس سے بڑے بڑے گرو بیٹھے تھے - تو ناچار اس سے نئ
آریہ پنتھ بناکر مہنت ہونے کی سوجھی - کیونکہ جب تک وہ دیگر
پنتھوں کا پیرو رہا - سوائے معدودے چند کے کسی جگہ اس کی
شہرت نہ ہو سکی - نیا پنتھ بنانے ہی تعلیم یافتہ ہندو جو اپنے دیو دیول
کی گھنونی بت پرستی اور اپنے بزرگوں کی ظالمانہ کارروائیاں دیکھ دیکھ
اتار کے منتظر بیٹھے تھے - جھٹ اس کے پیچھے لگ پڑے -
اور اسے وید کا چندرماہ بناکر آسمان پر چڑھا دیا - پس پھر کیا تھا سنیاسی
بنا - جوتی چھال گیا - اور گدی تکیئے - نواڑ کے پلنگ پر سونا -
موہنی بھوگ کھانا - کہاروں سے ہاتھ پاؤں دھلوانا - دوشالے
اوڑھنا یاد آگیا - گو ہر طرح روپیہ بٹورنا شروع کر دیا -

دیانند کی تصانیف پر ریویو

کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۷۵ء میں ستیارتھ پرکاش نام کتاب لکھ کر
بنارس میں زیر اہتمام راجہ جے کرشن داس چھپوا کر شایع کی
اس کے دونو طرف راجہ صاحب کی مواہیر ثبت تھیں - دیانند
اس کے پروف تو خود ہی دیکھا کرتا تھا - اور اختتام پر ایک ایک
حرف کو بغور مطالعہ کر کے اس کا شدّہ پتر بھی اپنے ہاتھ سے بنایا
اس کتاب کے صفحہ ۴۵ پر اس نے صبح وشام گوشت وغیرہ سے
ہون کرنا لکھا ہے جس کے مطابق اس نے ایڈیشن منجری کے

صفحہ ۸ پر یہودیوں کی سوختنی قربانیوں کا ہونا۔ اور پارسیوں کا آتش
پرستی کرنا ویدوں سے لیا جانا لکھا ہے۔ یہ ستیارتھ کے صفحہ ۲۶
پر لکھا ہے۔ کہ ملیچھ نام ان کا ہے جن لوگوں کی زبان سے سنسکرت
حروف کا تلفظ جیسا کہ چاہیئے صاف اور فصیح ہو سکتا اس کا
نام ملیچھ ہے۔ اس کے مطابق دیانندی سماجوں کے اکثر ممبر ملیچھ
کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ اب دیانندیوں کو اختیار ہے
کہ اپنے گورو کا حکم مانیں۔ یا نہ مانیں۔ ستیارتھ صفحہ ۱۴۸ پر گائے
کو جس کی ہمدردی میں دیانندی انسانوں کے دل دکھانا ہیچ
سمجھتے ہیں۔ دیانند نے گدھی کے برابر سمجھا ہے۔ اور لکھا
ہے۔ گائے تو پشو ہے۔ سو پشو کی کیا پوجا کرنا اُچت ہے۔
کبھی نہیں لیکن اس کی تو یہی پوجا ہے۔ کہ کھانا جل اتیادک سے
اس کی رکشا کرنا۔ سو بھی دُگدھ ادک پر یوجن کیواسطے انیتھا نہیں۔
اور گدھی کی بھی پوجا ویسی ہی ہوتی ہے۔ جس کو پریوجن رہتا ہے۔ وہ
پریوجن کے واسطے کرتا ہی ہے۔ درحقیقت دیانند نے اس پشو
کے سیدہ کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اس پر بھی یوپ
لوگ ست کے ہاں بلائیں۔ تو وہ جائیں۔ صفحہ ۱۴۹ میں لکھتا ہے۔
کہ گوشت کی پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں۔ صفحہ ۱۷۱ پر لکھتا ہے
کہ یگیہ کے واسطے جو جانداروں کا قتل کرتا ہے۔ وہ جایز ہے
صفحہ ۳۰۲ پر لکھتا ہے۔ کہ جہاں جہاں گومیدہ وغیرہ لکھتے ہیں۔
وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ اور ایک بیل
سے ہزارہا گائے حاملہ ہوتی ہیں۔ اس سے نقصان بھی نہیں

اور جو بندھیا گائے ہوتی ہے۔ اُس کو ہی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے
کیونکہ بندھیا گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش
نہیں ہوتی۔ صفحہ ۲۸۷ میں جانوروں کے گوشت کھانے کی فلاسفی
بیان کی ہے۔ کہ کوئی بھی ماس نہ کھاوے۔ تو جانور پکشی متسیہ اور
جل جنتو اتنے ہیں۔ ان سے سینکڑوں سہسر گنے ہو جائیں۔ پھر منشوں
کو مارنے لگیں اور کھیتوں میں دھان ہی نہ ہونے پاوے۔ پھر
سب منشوں آجیو کا نشٹ ہونے سے سب منش نشٹ ہو جاویں
صفحہ ۲۸۸ پر لکھا ہے۔ کہ پشوؤں کو مارنے میں تھوڑا سا دُکھ ہوتا ہی
پر نتو یجمان میں اتینت اپکار ہوتا ہے۔ صفحہ ۳۰۲ پر سائنس
کی دلیل اس کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ کہ جیو کے مارنے کی
سے پیڑا ہوتی ہے۔ اس سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے۔ پر جب
اگنی میں دے ہوم کریں گے تب پرمانو سے اکت پرکار سب
جیووں کو سکھ پہونچے گا۔ ایک جیو کو پیڑ سے پاپ بھیا تھا۔ سو
بھی تھوڑا سا گنا جائے گا۔ زیادہ نہیں۔ عوام کہتے ہیں۔ کہ گوشت
کے جلنے سے بدبو آیا کرتی ہے۔ مگر دیانندیوں کے گورو نے
یوگ ابھیاس کرکے دریافت کیا ہے۔ کہ اس سے ہوا صاف
ہوتی ہے۔ اس لیے سب کو ان کا کہنا ماننا چاہیے۔ بتعصب
سے تو وہ کوسوں دور تھا۔ صرف ملک کی بہتری کا خیال تھا۔
بھلا وہ ایسا بیوقوف تو نہ تھا۔ کہ ہندوؤں کی طرح گائے کو ماتا کر کے
مانتا۔ اُس کے نزدیک گائے اور گدھی کی عزت ایک برابر تھی
صفحہ ۲۹۶ پر لکھا ہے۔ کہ نقصان پہنچانے والے شیر وغیرہ جانداروں

اور انسانوں کو سرکاری ملازم قتل کریں۔ انکا گوشت کوئی گوشت خوار انسان کھاوے تب بھی دنیا کا کچھ نقصان نہیں۔ دیانند کو اتنا خیال نہ آیا کہ دنیا میں شیر اور انسان کا گوشت کوئی انسان کھاتا بھی نہیں۔ واہ رے ودوانی۔ شاید گنگا کے کنارے والی لاش کا خیال آگیا ہوگا اور سیئے سنکار ودھی مطبوعہ سمت ۱۹۳۲ صـ۱۱ پر لکھا ہے۔

کہ جو چاہیئے۔ کہ میرا بیٹا پنڈت دشمنوں کو فتح کرنے والا سب وید ویدانگ کا پڑھنے اور پڑھانے اور تمام عمر بھوگنے والا ہو وہ گوشت کے ہمراہ بھات کو پکا کر کھاوے۔ یہہ بہت عجیب و غریب نسخہ دیانند کا آزمودہ معلوم ہوتا ہے۔ دیانندیوں کو ضرور استعمال کرنا چاہیئے سنکار ودھی صـ۲۲ غلہ وغیرہ کا خواہشمند گوسفند کے گوشت کا بھوجن اور ودیا کا خواہشمند تیتر کا گوشت کھلاوے۔ دریں چہ شک یجروید بھاشیہ ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ کا بھاوارتھ۔ جو ہانی کارک پشو ہوں۔ انکو مارے منتر ۴۹ جو جنگل میں رہنے والے نیل گائے وغیرہ پرجا کی ہانی کریں۔ وہ مارنیکے لایق ہیں۔ ادھیائے ۱۹ منتر ۲۰ اس سنسار میں بہت پشو والا ہوم کرکے ہت شیش یعنی باقی ماندہ کا کھانے والا تعریف کے لایق ہے ستیارتھ پرکاش صـ۳۵۵ پر شراب پینے کی ہدایت بہت عمدہ طور پر درج ہے۔

ان حوالجات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آیا دیانندیوں کا گورو ویدک دھرم پھیلانیوالا تھا۔ یا ادھرم۔ کیا کوئی ہندو ایسی ایسی ادھرم کی باتیں لکھہ سکتا ہے۔ اس پر دیانندی مسلمانوں کو برا بھلا کہنے سے باز نہیں آتے سے دیانند کہتا ہے جس کو جہاں + دیا کا نہ تھا

اس میں کچھ بھی نشان ہو

ستیارتھ دفعہ اول صفحہ ۱۴۷ وصفحہ ۱۴۸ پر صاف مردوں کا شرادھ جائز لکھا ہے۔ اور صفحہ ۹۶ و ۹۷ میں مردوں کے شرادھ کے فواید ظاہر طور پر بیان کئے ہیں۔ بعد ازاں جب گرگٹ کی طرح دوسرا رنگ بدلا۔ تو شرادھ کا رد کرنے لگے۔ جیسے قبل ازیں کئی مت چھوڑ چھوڑ کر اُنکی تردید کرتا رہا۔ اُسپر لوگوں نے اعتراض کیا۔ تو جھٹ سے ویدبھاشیہ کے دوسرے نمبر پر نوٹس دیدیا۔ کہ ستیارتھ میں مردوں کا شرادھ لکھنے اور شودھنے والوں کی غلطی سے چھپ گیا۔ عقلمند غور کریں۔ کہ تین صفحہ کی عبارت لکھنے اور شودھنے والو کی غلطی ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ دیانند کو ایسا جھوٹا نوٹس چھپواتے ذرا بھی شرم نہ آئی۔ اور یہہ خیال نہ آیا۔ کہ عقلمند مجھے کیا کہینگے سه

حیا جس کو نہو بچا سخن سے ❊ نہ آئے کیونکہ بو اُس کے دہن سے

درحقیقت دیانند نے اپنے تبدیل اعتقاد چھپانے کے لئے سطیع کی آڑمیں پناہ لی ہے۔ ایسے اعلی درجے کے ودوان کے لئے یہ حرکت کسی قدر نازیبا معلوم ہوتی ہے۔ مگر زمانے کی چالبازیوں کو دیکھ کر ہمیں اُنکی حکمت عملی پر ذرا تعجب نہیں۔ سچ تو یہہ ہے۔ کہ آجکل راستبازی کی کوئی اتنی قدر نہیں کرتا۔ اگر دیانند صاف لکھدیتا۔ کہ ہم نے عقیدہ بدلا۔ تو بالکوں میں عزت کی کمی کا خطرہ تھا۔ پھر مخالف کہاں دم لینے دیتے۔ اپنا بیگانہ بھی کہتا۔ کہ جو شخص گھڑی گھڑی مت بدلتا ہے۔ اس کا کیا اعتبار یہہ بات اور ہے۔ کہ اوائل میں انھوں نے ہر مت کی خاک چھانی۔ مگر جب وہ سرسوتی بن گئے۔ اور تعلیم یافتہ

پھیل گئے۔ اس وقت ایسی کارروائی کرنا اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہوتا۔ اس لئے جگ ہنسائی کا خیال رکھنا عقلمندی سے بعید ہے۔ لہذا دیانند کے زمانہ سازی کو عیب لگانا فضول ہے مگر وید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۳۲ میں لکھا ہے۔ کہ مرد کے لئے وید کی یہ اجازت ہے۔ کہ جس عورت سے شادی ہووے یا نیوگ کرے۔ اس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ اس سے دو سطر بعد لکھتا ہے۔ کہ جس مرد کے ساتھ شادی ہوئی ہو اس کے مرنے یا بیمار ہونے پر دوسرے مرد یا عورت کیساتھ اگر اولاد موجود نہ ہو۔ تو نیوگ کرے۔ اگر دوسرا بھی مرجاوے۔ یا بیمار ہو جاوے۔ تو تیسرے کے ساتھ کرے۔ اس طرح سے دس تک نیوگ کرنی کی اجازت ہے۔ قابل غور امر یہ ہے۔ کہ اول تو وید کی یہ اجازت ظاہر کی۔ کہ جس عورت سے نیوگ کرے۔ اس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ پھر یہ کہا۔ کہ درصورت اولاد نہ ہونے کے نیوگ کرے جبکہ اس کی (نیوگ کی) اجازت اولاد نہ ہونے کی صورت میں ہے تو نیوگ سے دس اولاد تک پیدا کرنا کیسے جایز ہو سکتا ہے۔

دوسری بار کی چھپی ستیارتھ صفحہ ۱۱۵ پر لکھتا ہے۔ کہ جب خاوند اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ تو اپنی عورت کو اجازت دے کہ تو میرے سوائے دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ ایسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ کے سبب سے اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ تو اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ آپ کسی دوسرے بد صواعورات سے یارانہ (نیوگ) لگاکر اولاد پیدا کیجئے۔

پھر صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے کہ جس عورت کا خاوند دھرم مقصد یا اور دولت وغیرہ کی خواہش کے لئے پردیس کو گیا ہو تو عورت بعد میعاد مقررہ کسی سے یارانہ لگا کر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے جب اسکی خاوند آجاوے تو یار نیوگی چھوٹ جاوے۔ اگر خاوند تکلیف دہ ہو تو عورت اسے چھوڑ کر دوسرے سے یارانہ لگا کر اولاد پیدا کرے صفحہ ۱۲۱ پر لکھا ہے کہ حاملہ عورت سے ایک سال جماع نہ کرنے کے وقت میں مرد یا عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر کے اسکے لئے بیٹا پیدا کر دے۔ جس دیانند کی علم و عقل پر دیانندیوں کو ناز ہے۔ یہ اس کی پند و نصائح کا نمونہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جس آدمی میں ذرا بھی حمیت ہے وہ ایسی بے غیرتی ہرگز روا نہ رکھے گا۔ دیانندیوں کو اختیار ہے وہ حق جانیں یا ناحق مگر بقول ایک بزرگ ہندو کے شاستر کا منشا ہرگز ایسا نہیں صرف دیانند کی بے علمی خود غرضی ہٹ دھرمی کا ثمرہ ہے۔ حاملہ سے نیوگ کر کے دوسرا حمل قائم کرانا یہ دیانندیت کی عجیب فلاسفی ہے۔ ع

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا است * کار طفلاں تمام خواہد شد

ن سند بانند صفحہ ۹۶؟ پر لکھا ہے کہ عمدہ عورت ہر ایک وہر انسان سے لینا چاہیے اس حکم سے اگر عمدہ عورت عیسائی۔ چوہڑی۔ بھنگن۔ چمارن تک کی ہو۔ وہاں سے بھی لیوے خوب نصیحت ہے ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

شاید اسی برادری کو بڑھانے کے لئے کمینی قوموں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا ہے کیونکہ ہندو تو رشتے دینے لینے سے رہے اب یہ تو لے بھی لیا کرینگے اور دے دینگے مگر ذرا ہوشیار رہنا ضروری ہے کیونکہ لاہور کے شدھ دیانندی عیسائی سا معاملہ نہ ہو جاوے کہ دیانندیوں کا رشتہ لیکر مع اسکے پھر عیسائی بن گیا۔ اور دیانندی حیران رہ گئے۔ اگر یہی حال رہا۔ تو دیانندیوں میں عورتوں کی کمی ہو جائیگی

باقی آئندہ

مناجات فیروزی - تمام مشہور
بزرگوں کی متبرک مناجاتیں اور بہت
سی اپنی بنائی ہوئی جمع کی گئی ہیں قیمت
فی جلد ۲ر

ایک جرمن نومسلم کے دس لیکچر
مسٹر کریلیم اور مسٹر وب کے لیکچر نہ منگوائے
ان لکچروں کو خریدیں بینظیر کتاب ہے
قیمت فی جلد . . . . عہ

مذاق العارفین حضرت پیران پیر
کے قصیدہ شریف کا فارسی اور پنجابی ترجمہ
مال التقن قیمت ۴ر

طریقت الحقیقت از شیخ سعدی ۴ر

عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ
یہ کتاب نہایت ہی عمدہ ہے ... ۴ر

تقدیس الرسول عن طعن المجہول ۴ر

دفع طعن نکاح زینب ... ۴ر

عصمت النبی عن شرک الجلی ۲ر

گلدستہ کرامت حضرت شاہ عبد القادر
صاحب جیلانی رحہ کی کرامات قیمت ۶ر

دیوان غوث الاعظم ۳ر

دیوان حضرت باھو ۱ر

الہامی کتاب قیمت فی جلد ۱۰ر

جنگ ترکی و یونان ... عہ

زبدۃ الواعظین ۸عہ

روزہ اور اسکی حقیقت ۴ر

مجموعہ رانڈوں کی شادی گھر
کی آبادی و فتح سنت اسلام ۸ر

ملک العزیز ورجنا مصنفہ مسٹر شرر
اس ناول کی مثال ہندوستان میں اسوقت
تک کوئی ناول کم ہوگا قیمت ۴عہ

درگیش نندانی - ہندوستان کی
تعلیم کا سب سے زیادہ نمونہ ۴عہ

شہید وفا . . . . . . عہ

خشن الخلبینا ۴عہ

منصور موہنا ۴عہ

دلکش قیمت ہر سہ حصہ ... ۴عہ

بنات النعش ۶ر

مراۃ العروس ۶ر

توبۃ النصوح ۶ر

نصائح حکمائے سلف ۸ر

کیمیائے دولت ۸ر

دلچسپ ۱۴ر

فتوح الغیب یہ کتاب غوث الثقلین ؓ کی تصنیف ہے اردو میں سلیس ترجمہ ... عمہ
مثنوی بو علی قلندر ۱؍
راہ نجات از مفتاح الجنت ۳؍
رفیق نوجوانان ۶؍
تحقیق اناجیل ہر دو حصہ عہ
تفسیر القرآن بکلام الرحمان ۸؍
بحث تناسخ تناسخ اور ڈاکٹر کا ابطال ۴؍
رسوم اسلامیہ رسوم قبیحہ متعلقہ بیاہ شادی کی تردید اور محک الفقر مصنفہ حضرت باہو ۶؍
اسرار نادری ...... ۶؍
اردو انشا پردازی ... عمہ
سنت فیروزی چند چند نصیحتیں ۲؍
حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش ۱۲؍
تفسیر فیروزی سورہ الرحمن ۳؍
اہل حدیث کا مذہب ۴؍
لیڈی ڈاکٹر نیت .... عمہ
بشارات احمدیہ ... ۸؍
جینی مترجم پچیسون ... ۸؍
تسہیل الترجمہ فارسی ... ۳؍

شرح گلستان از مولوی غیاث الدین مرحوم مؤلف غیاث اللغات کامل عا
ترجمہ منتخبات العربیہ ۸؍
ترجمہ درایت الادب مکمل ۶؍
ترجمہ " " " دوم ۶؍
ترجمہ تدریب الطلاب ۲؍
ترجمہ تحفۃ الادب ۸؍
ترجمہ سلم الادب ۱۲؍
تعویذ دعائے گنج العرش کی نقل ...... ۲؍
قاعدہ بغدادی ۰؍
پارہ اول ... ۱؍
دوم ... ۱؍
سوم ...... ۱؍
چہارم ...... ۱؍
پنجم ... ۱؍
ششم ...... ۱؍
پارہ عم .... ۱؍
تہذیب یہ کتاب اعلیٰ درجہ کی بے نظیر ہے ...... ۰؍

تمام درخواستیں بنام کریم بخش مالک و مہتمم مفید عام پریس شہر سیالکوٹ کے ہونی چاہئیں

مطبع کریم بخش ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شائع ہوا

جسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۴ قیمت سالانہ مع محصولڈاک

یا اللہ

رسالہ

پندرہ روزہ

انوار الاسلام سیالکوٹ

بابت یکم جولائی ۱۹۰۴ء

مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۲ء

جلد ۶

نمبر ۷

فہرست مضامین

سب سے پہلے

بت خط و کتابت نمبر خریداری کا ضرور حوالہ تحریر فرمایا کریں - جو چٹ رسالہ پر درج ہوتا
ہے تاکہ جواب میں توقف نہ ہوا کرے -

(ایڈیٹر)

گذارش

صاحبان آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم دلی خواہش کی پیروی کہانتک کرتے ہیں
بعض سرپرستان کا خیال ہے کہ رسالہ دیدہ دانستہ دیر کے بعد شایع کیا جاتا ہے آپ صرف
اس ذریعہ سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس حالت میں جتنے تمام ممبران انوار الاسلام سے
سالانہ چندہ پیشگی طلب فرمانا تھا جس کے لئے ہم نے اعلان کیا تھا کہ وی پی ماہ اپریل
میں روانہ کئے جاوینگے - جب پر اخیر جون تک گذر گیا اور وی پی روانہ نہ ہوئے - اگر
ہماری کوئی خواہش مقصود ہوتی تو ضرور تھا کہ ماہ اپریل میں وی پی روانہ
کئے جاتے - اور روپیہ وصول کیا جاتا - لیکن خدائی کاموں میں کون جرات کر سکتا
ہے - جیسا کہ اللہ تعالے قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے - وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهِ
وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ - اگر ہمارے بس
میں ہوتا تو ہم رسالہ نمبر ۱ جلد ۶ کو ہی وی پی کر دیتے تاکہ روپیہ ہمارے
کام آتا - جو توقف ہوا بعض اتفاقی امور سے ہوا + ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ بفضل خدا
رسالہ وقت پر شایع ہوا کریگا -

اطلاع

سب صاحبان کے نام وی پی روانہ کئے گئے ہیں - از راہ عنایت
جہانتک جلد ممکن ہو سکے وی پی وصول فرما کر مشکور فرماویں - کیونکہ ہمیں
کارخانہ لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے - جیسا کہ آپ چٹھی
سے ملاحظہ فرما چکے ہیں -

آئندہ رسالہ پورے حجم ۳۲ صفحہ پر شایع ہوا کریگا - اور جو نمبر کم صفحوں پر شایع ہوئے ہیں -
وہ کمی بھی پوری کی جاویگی -

اڈیٹر

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام

بابت ماہ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
الٓمّٓ۔ اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ	میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا۔ اللہ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں
الحیّ القیّوم۔ نزّل علیک	جو دائم زندہ تھامنے والا اُسنے تیرے پاس

خدا فرماتا ہے۔ میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ نہ مسیح نہ عزیر نہ کوئی نہ کوئی کیونکہ لائق عبادت وہ ہو جو دائم زندہ مخلوق کو تھامنے والا زندہ رکھنے والا ہو۔ اور مسیح تو خود اپنی حیاتی اپنی بقا میں خدا کا محتاج ہے۔ پھر وہ کس طرح خدا اور معبود ہو سکتا ہے۔ وہی خدا جو سچا معبود ہے۔ اُس نے تیرے پاس اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجی

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
ذُو انْتِقَامٍ ۙ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى
عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ

کتاب بھیجی۔ جو اپنے سے پہلے کو سچا
تبلانے والی اور توریت
اور انجیل کو پہلے لوگوں کی
ہدایت کے
لئے اوتارا اور فیصلہ کرنے
والا
(قرآن) نازل کیا
جو
لوگ اللہ کے حکموں سے
مونہہ پھیریں
اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور
اللہ بڑا زبردست
بدلہ لینے والا ہے۔ خدا سے تو کوئی
چیز بھی نہیں۔ نہ
آسمان کی نہ زمین کی

کتاب بھیجی ہے جو اپنے سے پہلے مضامین نازلہ کو سچا تبلانیوالی اور غلط واقعات کی تغلیط کرنیوالی۔ کیونکہ کتاب انجیل میں واقعات گذشتہ پر مسیح کی الوہیت کو مشہور کیا۔ جو کتاب انکار کی تو اسلئے کہ وہ مضمون منزل من اللہ نہیں نہ اسلئے کہ یہ کتاب توریت اور انجیل کو نہیں مانتی۔ بلکہ توریت انجیل کی بابت تو صاف لفظوں میں منادی کرتا کہ اللہ نے توریت و انجیل کو پہلے لوگوں کی ہدایت کیلئے اتارا تھا۔ وہ انکی تبلیغ علم کو دیا تھا۔ مگر چونکہ ان لوگوں نے ان میں کمی زیادتی اور بیجا تاویلیں کیں اسلئے خدا نے فیصلہ کرنیوالا قرآن شریف نازل کیا۔ پس جو لوگ اللہ کے ان حکم سے منہ پھیریں اور اپنی ضد پر تلی رہیں اور خدا کے ... کو غور کرنے سے باز

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ
كَيْفَ يَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ
اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ
فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ

وہی تمہاری صورتیں رحموں
میں جس طرح چاہتا ہے
بنا دیتا ہے۔ اُسکے سوا کوئی
معبود نہیں جو بڑا غالب اور
حکمت والا ہے۔ اُسی نے تیری
طرف کتاب اُتاری ہے۔ جس
میں سے بعض احکام واضح ہیں
یہی اصل غرض
کتاب کی ہے اور دوسرے ملے
جلے ہیں۔ پس جنکے دلوں میں کجی ہے وہ اسمیں سے
ملتے جلتے کے پیچھے

نہ آدیں اُن کے لئے بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مسیح میں خدائی علامات میں سے تو کوئی بھی نہیں مسیح کو تو کل کی خبر بھی معلوم نہ تھی اور خدا سے تو کوئی چیز چھپی نہیں نہ آسمان کی نہ زمین کی اور مسیح تو مخلوق ہے۔ اور خدا خالق۔ وہی خدا تو تمہاری صورتیں رحموں میں جسطرح چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ کسیکو اسمیں دخل نہیں یہ صفات لازمہ اُلوہیت مسیح میں کہاں ہیں۔ پس یقیناً جانو کہ اُسکے سوا ساری دنیا میں کوئی بھی معبود نہیں جو علاوہ صفات مذکورہ کے بڑا غالب کسی سے مغلوب نہ ہونیوالا نہ کسی سے دبنے والا اور بڑی حکمت والا ہے جس کام کو کرنا چاہے ایسی حکمت سے کرتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں نہ ہوتا کہ دشمنوں سے دیکھو اُسی ایلی ایلی پکارتا پھرے اور پھر بھی دعوے خداوندی رہے۔ یاد رکھو اُسی زبردست غالب حکمت والے نے تیری طرف اے محمد ایک واضح مطلب کرنیوالی کتاب اُتاری ہے جس میں بعض احکام بالخصوص نہایت محکم جنمیں یہ لوگ کجروی کرتے ہیں جیسے توحید خداوندی واضح ہیں۔ یہی اصل غرض کتاب کی ہے جس کے

مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ

تَأْوِيلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ

فِي الْعِلْمِ يَقُولُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ

عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ

اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

پڑینگے - تاکہ گمراہ کریں اور اُن کی اصلی مراد پا دیں حالانکہ اُن کا اصل مطلب خدا اور راسخ علم والوں کے سوائے کوئی نہیں جانتا کہتے ہیں کہ ہم اسکو مان چکے ہیں - یہ سب ہمارے خدا کے پاس ہے - اور بجز عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا۔

لئے کتاب بھیجی ہے - جو ان حکموں کے الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی مراد ہے اور ان الفاظ کوئی ترجمہ اور معنی بھی خلاف مطلب نہیں اور دوسری احکام کچھ ملے جلے ہیں جنکے ظاہر الفاظ کا مطلب اصل مطلب سے غیر ہے - پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کتاب میں سے ملتے جلتے احکام یا اخبار کے پیچھے پڑینگے - تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں اور بظاہر یہ غرض جتلا دینگے کہ اُنکی اصلی مراد پا دیں - اور لوگوں کو اصل مطلب سے آگاہ کریں - حالانکہ اُن کا اصل مطلب خدا اور راسخ علم والوں کے سوائے کوئی نہیں جانتا - ان کو اتنا رسوخ فی العلم کہاں - کہ اُن کی طرح یہ بھی سمجھیں - یہ تو سرسری لفظوں کے ترجمہ اور ظاہری مفہوم کو بلا قرینہ سن کر بڑبڑا اُٹھتے ہیں - لائق اور قابل لوگ اس بھید کو جانتے ہیں - جب ہی تو کہتے ہیں - کہ ہم اس قرآن کو مان چکے ہیں - بے شک یہ سب سے اول سے آخر تک ہمارے خدا کے پاس سے ہے - اور اس بھید کو بجز عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا - سمجھ داروں کی نشانی یہ ہے - کہ وہ سب اپنے دینی اور دنیاوی امور سپرد بخدا کرتے ہیں - اور اپنی تمام آرزوئیں اسی سے مانگتے ہیں - (باقی آئندہ)

اور تمثیل شنڈ ریح کو واپس بلا سکتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ میں یہ قدرت ہرگز نہیں۔ افسوس ہے پیارے سندیو تمہاری الٹی عقل پر۔ عجیب تر تو یہ ہے کہ یوگندر پال نے حوالہ نقل کرتے وقت عقل کو رخصت دی ہوئی تھی۔ آیت میں صاف لکھا ہے کہ بجلی نے پکڑ لیا اور تم دیکھتے رہ گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ صدمہ بجلی سے واقعہ ہوا یعنی حس و حرکت نہ کر سکتے تھے اور نہ بول سکتے تھے آنکھوں سے دیکھ رہے تھے حس و حرکت کا مارا جانا ایک طرح کی موت تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمکو بجلی نے پکڑ لیا یہ نہیں فرمایا کہ بجلی نے تمکو ہلاک کر دیا۔ پھر حالت یہ فرمائی ہے تم دیکھتے تھے یہ اُسی حالت میں ممکن ہے جبکہ محض حس و حرکت ماری جاوے اور ہوش و حواس قائم رہیں۔ بجلی زدہ ہونے کا لفظ حضرت موسیٰ کی نسبت بھی آیا ہے خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا موسیٰ بجلی زدوں کے طور پر گر پڑا۔ یہاں بھی بجلی زدہ سے موت مراد نہیں بعث کا لفظ خواب سے بیداری کے واسطے بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے جیسا اصحاب کہف کے ذکر میں خدا نے فرمایا ہے۔ کور باطنوں کو قرآن مجید کا ہوش و حواس سے سمجھنا ضروری ہے +

معجزات کے بارہ میں اعتراض کرتے وقت دیانندی دیانندیوں کو اپنی کتب کا مطالعہ پہلے کرنا ضروری ہے کیونکہ انکی اپنی کتب معجزات سے پر ہیں +

یوگندر پال کے باقی خرافات کا جواب ہم اُس کی کتاب کلام الٰہی کے جواب میں عرصہ سے انوار الاسلام میں دے چکے ہیں اگر اُس میں غیرت ہے تو جواب الجواب دیکر اپنی بریت کرے درحقیقت اُس شخص کی لیاقت علمی بہت کم ہے مگر دیانندیوں میں شیخی بگھارنے کے لئے عیسائیوں کی کتب سے چرا چرا کر اعتراض کرنا جانتا ہے۔ بھلا جو آدمی خود ویدک علوم سے نا واقف ہو جس سے محض لاعلم ہونے کی حالت میں بھی سوامی بن جاوے وہ مباحثہ کے میدان میں کیا کر سکتا ہے۔ بھلا جس کور باطن کو نماز جیسی خدا یاد عبادت بری لگے اور ہون پرستی و آتش پرستی کا دلدادہ ہو وہ آگ کی طرح اندر سے جلتا ہوا نہ ہو تو اور کیا ہو۔ ہون کی تیز آگ نے اُس کی طاقت ادراک کو سلب کر لیا ہے جس کے بجھانے کے لئے نہیں چاہ زمزم کا ٹھنڈا اور شافی پانی استعمال کرنا پڑے گا۔ ہم جس وقت یوگندر پال کو جلتا دیکھیں گے۔ ازراہ ہمدردی اُس پر چشمۂ اسلام سے ٹھنڈا پانی چھڑک دیا کرینگے۔ خدا اُس سے ہون کی آتشی

سوزان کا اثر جلد دور کرے۔ اور اُسے حق بین بینائی عطا کرے * محمد منظور الٰہی۔

تکذیب ریویو

بجواب

تصدیق ریویو

آریہ مسافر میگزین جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۵۳ بابت دسمبر ۱۹۰۳ء

مفتری ایڈیٹر کے ایک بھائی لالہ گوپی ل نے اس مضمون کے تحت میں اپنے سرگرو بھائی . . کی عمدہ طرح سے تعریف و توصیف کی ہے۔ یہ عوام سے پوشیدہ نہیں کہ دیانندی اپنے سرگروہ لیڈر . . . کی حمایت کرتے وقت خدا تعالیٰ کو بھی کوس سکتے ہیں۔ جیسا کہ انہیں لنگوٹ بند تعلیم دی گئی ہے اگر مولوی صاحب کے مقابلہ پر وہ ابوجہل کی تعریف نہ کرے تو اور کیا کرے اس نے ما دیانندی نے پوری پوری طرح دیانندی نیک خو تہذیب کو پھیلانے کی کوشش کی ہے لاہور کے میوزیم میں ایسے دیانندی عقل کے پتلے بھس بھروا کر رکھے جاویں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس تہذیب کے زمانہ میں ویدک اخلاق پھیلانے کو روا رکھنے والے ہمہ ان دیانندیوں کی لاشیں آئندہ نسلوں کو عبرت دلانے کے لئے رکھنے کی ضرورت ہے مسلمانوں کی لاشیں تو پہلے ہی صحیح سالم دفن ہوتی ہیں۔ دیانندیوں کی طرح مردوں کے سروں پر سوٹے نہیں مارے جاتے کہ ڈنڈے کے زور سے بیچارے مُردے کی کھوپری تو ڑی جاوے۔ آپ نے مخبوط مقتول کے علوم متعارفہ نمبر ۳ و ۴ کی تائید میں سر سے پاؤں تک زور لگایا۔ مگر ہرگز ثابت نہ کر سکے۔ اول تو اپنے ساختہ علوم متعارفہ کی تائید میں کوئی وید منتر پیش نہیں کیا۔ پھر دلیل ایسی انوکھی پیش کی ہے کہ جو دیانندی عقل کا ہی حصہ ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ انسان کل ہے اور ہاتھ پاؤں سب اس کے اجزا ہیں انسان کو عالم کہہ سکتے

ہیں نہ اجزاء یعنی اُس کے ہاتھ اور پاؤں کو اسی طرح کل انسان کو ڈاکٹر کہہ سکتے ہیں نہ اُسکے اجزاء کو اُسکے علاوہ چلنا پھرنا۔ کھانا۔ بولنا وغیرہ جنکے ساتھ کل انسان موصوف ہے نہ کہ اُس کے اجزاء۔ اُن کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کھاتے یا پیتے ہیں اگر اسپر آپ کہدیں کہ ہماری مراد اُن اجزاء سے ہے جنسے یہ مرکب ہے تو بھی غلط ہے کیونکہ انسان اربعہ عناصر سے مرکب ہے۔ اور کل اجزا ملکو صورت خاصہ کے انسان کہتے ہیں نہ کہ خاص آگ ہوا پانی مٹی وغیرہ کو۔ دیانندیوں کا مقتول کی تحریر کو وید سے زیادہ وقعت دینا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس کے ان علوم کو وید کے ذریعہ ثابت کر سکتے ہیں اور مقتول کی تحریر کو غلطی سے مبرا خیال کرتے ہیں اگر اس دیانندی کا یہی خیال ہے تو پہلے ہمیں اس قسم کی تحریر دے کہ سب دیانندی۔ دیانند مقتول کے لکھے کو کالوحی من السما سمجھتے اور غلطی سے مبرا جانتے ہیں پھر ہم اُن کے سامنے اُنکی لیاقتوں کا مفصل فوٹو رکھکر عوام سے انصاف کی آرزو کرینگے +

مولوی صاحب کی یہی تحریر جو مندرجہ رد تکذیب صفحہ ۲۲ پر دیانندی بہت مست بنایا ہے اور لیکھرام کو بڑا سنسکرت دان ثابت کرنا چاہا ہے۔ اگر من ملائے اور من گھڑت معنی کرنے کا نام سنسکرت دانی ہے تو یہ دیانندیوں کو مبارک رہے۔ لیکھرام نے یجروید کے منتر سنہ بندھو جنیتا مہ بدھاتا۔ دھامانی وید بھونانی وشوا۔ یتر دیوا امرت مان شاناس ترتیے دھامن ادھیرنیت کا ترجمہ تکذیب میں کیا ہے کہ پرماتما ہی ہمارا سہایک اور پالن کرنیوالا اور وہی تمام جگت کا دھارن کرنیوالا سب دھام انیک لوک لوکانتر یعنی انت سروگیا سے یتھارتھ جانتا ہے اُسی کے آسرے سے دُکھ رہت موکش پد کو ہم لوگ پراپت ہوتے ہیں اُسکے سوا کوئی سہایتا اور عبادت کے یوگ نہیں اسکے خلاف خبط میں اسی منتر کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اُسی کے گیان اور آنند میں جیو مکتی حاصل کرتے ہیں یعنی پرم آنند کو بھوگ کر موکش اوستھا میں رہتے ہیں وہاں دُکھ اور درد کسی پرکار نہیں تکذیب اِن ہر دو ترجموں کو ملا کر انصاف کیجئے کہ منتر ایک مترجم ایک اور معنوں میں اختلاف اس قدر۔ اصل بات یہ ہے کہ دیانندی بالعموم اپنے ویدوں اور سنسکرت سے محض لاعلم ہیں ان میں سے جو جو ودانی کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے جیسے اُسکی مرضی ہو اُن کی ٹکیں بجڑ کر چلاتا رہتا ہے۔ انہیں خود لیاقت نہیں کہ

کرتی ناحق کو پرکھیں تا پہ رہبر چال چلنے لگتے ہیں۔ کون آدمی ناواقف ہے کہ کیا دیانند کی موجودہ ستیارتھ پرکاش وہی کتاب ہے جس کا اصل مسودہ مصنف نے خود لکھا تھا۔ ہرگز نہیں بلکہ تحریف وتبدیل نے اُسے ایک نئی کتاب کی ہیئت میں کر دیا ہوا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ جب دیانندیوں میں کچھ اسا ری پیدا ہونے شروع ہو جاویں گے تو وہ ایسے کذبوں کی ہمراہی کو دور سے سلام کرینگے۔ ہم ایسے کئی حوالے پیش کر سکتے ہیں جنہیں لیکھرام نے دیانند سے ویدک منتروں کے ترجمہ میں اختلاف کرکے اپنے من منشاء کئے ہیں۔ اگر دیانندیوں کو ضرورت ہے تو ہم اسکی تفصیل دینے کو تیار ہیں۔ مگر پہلے اقرار کر دینگے کہ مسافر میگزین میں لیکھرام و دیانند ہر دو میں سے جو جھوٹا نکلے اس پر لعنت منائیں کی جاوے۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ دیانندی بکواس کیا ہوتی ہے +

دیانندی نے مولوی صاحب کے اس اعتراض پر کہ انسان اگر فعل مختار و آزاد ہے۔ تو اعمال و زندگی میں محدود و اگر اعمال و زندگی میں محدود ہے تو فعل مختار و آزاد تو نہیں ہو سکتا۔ اپنی لاعلمی اور بے سمجھی کا پورا ثبوت دیا ہے وہ کہتا ہے کہ کسی بات فعل یا علم میں محدود ہونا یا رہنا انسان کی فعل مختاری اور آزادی پر حرف نہیں لا سکتا۔ نیز یہ کہ محدود ہونا انسان کا خاصہ ہے۔ عقلمند آدمی اعتراض اور اُسکے جواب پر غور کرکے معلوم کر سکتا ہے کہ کیا یہ وہی مثل نہ ہوئی۔ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ اعمال و زندگی میں محدود کو دیانندی کھینچ تان کر صفات کی محدودی ایسے لے آیا ہے اور مولوی صاحب کا مطلب قطعاً نہیں سمجھا۔ اس لیاقت اور علمیت پر جواب لکھنا شروع کیا ہے۔ اگر دیانندی کو دعوی علمیت ہے تو پہلے آزاد کی تعریف کرے پھر یہ بتائے کہ اگر کسی کو یہ حکم دیا جاوے کہ ایسا کام کرنے سے تمکو انعام ملے گا اور اُس کے برعکس کرنے سے تمکو سزا ملے گی۔ تو کیا وہ آزاد کہلا سکتا ہے اس۔ لیے جب تک آپ آزاد کی تشریح طور پر تعریف نکریں ہم کہیں گے کہ دیانندی کی سراسر لاعلمی اور بددیانتی ہے +

مولوی صاحب کے اعتراض دربارہ مضمون عید الگنی ۔ وایو۔ انگرہ ۔ آدیتہ وغیرہ کے جواب میں آپ دیانندی طول ملامت کیا ہے اور مسافر میگزین کا حوالہ بھی دیا ہے۔ پھر آدینہ کی جگہ ۔ وریہ لکھنے کو مرادف الفاظ منظور کیا ہے۔ ان الفاظ سے ہمیں بحث نہیں پہلے

دیانندی یہ بتائے کہ ان چاروں کے یہ نام اصلی ہیں یا صفاتی۔ دیانندیوں کا یہ کہنا کہ اگنی وایو وغیرہ رشی اور منی ہیں بالکل غلط ہے کسی کوش یعنی لغت سے اسکا ثبوت نہیں پھر یہ کہنا کہ یہ چاروں ابتدائے سرشٹی میں پیدا ہوئے تھے بالکل گپ ہے۔ اگنی وغیرہ سرشٹی کے شروع میں ہرگز پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ مہتتو وغیرہ اچیتن اور برہما دی چیتن کی پیدائش کے بعد پیدا ہوئے تھے چیتنوں یعنی ذی روحوں میں سب سے پہلے برہما پیدا ہوا۔ چنانچہ منڈک اونپشد کے جو دیانندیوں کی مسلمہ کتاب ہے شروع میں ہے

ब्रह्मा देवानां प्रथमः सम्बभूव विश्वस्य कर्ता یعنی برہما جی جس کی طفیل سارا جگت پیدا ہوا ہے سب دیوتوں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر شوتیا شوتر اونپشد میں ہے यो ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं یعنی پرماتما نے برہما جی کو کل ذی روح سے پہلے پیدا کیا۔ پھر اسی اونپشد کے دوسرے مقام پر بھی آیا ہے हिरण्यगर्भं जनयामास पूर्वं یعنی پرماتما نے سب سے اول برہما جی کو پیدا کیا۔ جیسا ہم نے برہما جی کے کل مخلوق سے پہلے پیدا ہونے میں اونپشدوں سے پرمان (حوالہ) دیا ہے کیا دیانند یا اُس کے اس لاعلم چیلے نے بھی اگنی وغیرہ کے سرشٹی کی آدی (ابتدا) میں پیدا ہونے کا کوئی بچن بھی دیا ہے پران تک کا شلوک اپنی تائید میں نہیں دے سکا وید اور اونپشد کا تو ذکر ہی کیا ہے دیانندیوں کے جتنے عقاید ہیں اسی طرح خود اختراع کردہ ہیں وید یا اونپشد سے انہیں تعلق نہیں غرضیکہ اگنی وغیرہ سرشٹی کے ابتدا میں پیدا ہوئی نہ اُن کے موکل دیوتا سب سے پہلے پیدا کئے گئے بلکہ مہتتو اور اہنکار وغیرہ کی پیدائش کے بعد ایجاد کئے گئے اور اُن کے موکل دیوتا برہما جی کی اُتپتی (پیدائش) کے بعد پیدا ہوئے اور انگرا رشی جس کا حوالہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۱۳ پر منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۱۵۱ کا دیا ہے وہ تو برہما جی سے بلکہ منو سے بھی کئی پشت بعد پیدا ہوا۔ دیکھو منڈک اونپشد میں نیز منوسمرتی ادھیائے اول شلوک ۳۴-۳۵ غرضیکہ ذی ارواح میں سب سے پہلے برہما پیدا ہوا۔ اور دیانند اور اسکے چیلوں کا قول سراسر لغو ہے۔ اُمید ہے دیانندی چیلا ان اونپشدوں کو غلط ٹھیرا کر پیچھا نہ چھڑائیگا۔ ہم اخبار میں ہر طرح مفصل لکھنے کو تیار رہیں ہمت ہے تو مرد میدان ہو

چیلنج

بلیس ہم دیانندی کو واضح کرتا ہوں کہ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت دیانند کی تحریر مندرجہ بھومکا صفحہ ۱۲۱ کے حوالہ وید یا شاستر اپنشد یا منو سمرتی وغیرہ کی سچائی کا ہے تو پیش کریں ورنہ اس دعوے لاطائل سے باز آکر جھوٹے مہرشی کی لعنت بھیجیں اور لاحول پڑھیں۔ میں نے ہر چند دیانندیوں کی ذریعہ ساری کتب چھان ماریں لیکن انکی تائید میں ایک حوالہ بھی نہیں ملا۔ ہاں اگر کسی عقل کے اندھے کو دعویٰ ہے تو پیش کرے اور دیانند کے حوالے مندرجہ بھومکا صفحہ ۱۲۱ سچ کر دکھائے۔

آگے طرز معاشرت پر بکواس لاطائل کی ہے اور دلی خباثت ظاہر کی ہے مگر حوالہ ندارد۔ طرز معاشرت۔ پوشاک۔ طہارت کے متعلق گفتگو الہامی کتاب سے ہونی چاہئے اور وید کے حوالے دیکر اپنی طرز معاشرت بنانی چاہئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وید اور قرآن کی تعلیم کا ذرا سا مقابلہ کیا جاوے تاکہ دیانندی کو شرم ہو اور ذرا سی غیرت پیدا ہو کہ کیا اسی تعلیم پر وید الہامی ہے۔ سب سے اول دیانند لنگوٹ بند مفسر اور دیگر دیانندیوں کی مثال موجود ہے۔ وید نے سب سے اعلیٰ شاگردوں کو لنگوٹ باندھ کر رہنا اور مردوں میں آنا سکھاتا ہے صرف ایک لنگوٹ باندھنا ہی ویدک خدا کے پیارے بھولیوں کے لئے باعث شرم ہے پھر ان کا پورا سامان عصا۔ لنگوٹ وغیرہ خالص جنگلیوں کا سا ٹھاٹ ہے۔ عورتوں اور مردوں کا ننگا جسم دیکھیں دیانندی اوپاسنا میں کوئی شرط نہیں کہ پاک صاف ہو کر ایشور کی اپاسنا کی جاوے۔ دیانندی ہون کا سامان خاصہ لڑکیوں کے دل بہلانے کا کھلونا ہے۔ کہ بچپن میں ان کو کھانے پکانے کی چیزوں کے نام آجاویں اور گڑیا کے لئے ان برتنوں میں کھانا پکاویں۔ جو مسلمان خدا پرست ہوگا وہ زیادہ اور ہمیشہ پاک صاف رہیگا۔ حتّٰی کہ صرف ہوا کا نکلنا بھی اس پاک خدا کی شان اور اس کے متبرک نام کو یاد کرنے کے وقت باعث پلیدی مانا گیا ہے۔ اسکے برعکس جو دیانندی ہوا ان اندھا دیوتا کا لاابالا ہونیکا دعویٰ کریگا وہ عورتوں مردوں میں لنگوٹ باندھے اکھڑ کا

نہ رہ لنگا ننگا۔ خدا کو یاد کرنے والے ہمیشہ آبدست کرتے ہیں خواہ سردی ہو یا گرمی۔ ننگا نہانا دیانندیوں میں جایز ہوگا مسلمان مرد کو گھٹنے سے ناف تک کا جسم ننگا کرنا گناہ ہے چہ جائیکہ ننگا نہانا۔ ان دیانندیوں میں لنگوٹ باندھنا یدکا حکم ہے۔ اگر وہ نہاتے وقت اُسے بھی علیحدہ کردیں تو جائے تعجب نہیں۔ مسلمانوں کو ہر حالت میں ہمیشہ پاک صاف رہنے کا حکم ہے۔ اگر کوئی حکم خدا و رسول کی نافرمانی کرے تو وہ قابل مواخذہ ہے شریعت پر گرفت نہیں ہوسکتی۔ اگر دیانندیوں کے باپ دادوں کی صحبت سے مسلمانوں میں یہ برائیاں آگئی ہوں تو جائے حیرانگی نہیں کیونکہ بقول ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند

صحبتِ طالح ترا طالح کند

کیا مسلمانوں میں لنگوٹ باندھ کر افریقہ کے جنگلیوں کی طرح شہروں میں پھرنا تہذیب ہے گو نئی روشنی ہند میں پھیل رہی ہے مگر دیانندیوں کا جنگلی پنا ابھی تک نہیں گیا۔ جس مذہب میں گوبر و جانوروں کا پیشاب ذرا سا بھی کپڑے یا بدن کو لگنا باعث نجاست سمجھا جاوے اس پر اُس پنتھ کے پیرو اعتراض کریں جنکے نزدیک گوبر اور پیشاب پوتر سمجھا جاوے جو مذہب اپنے تابعداروں کو ستر ڈھانپنے کا حکم دے اسپر جنگلیوں کی طرح ننگے رہنے والے اعتراض کریں۔ عجیب اُلٹی سمجھ کا زمانہ ہے۔ اب مسلمانوں کے لباس کا حال سُنئے :۔

جالی کا کپڑا مرد کو پہننا حرام ہے۔ عورت کو باریک کپڑا جالی کا خواہ باریک ململ کا ہو حرام ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ اسلئے کہ ستر عورت واجب ہے۔ بھلا جنکے نزدیک وہ کپڑا پہننا بھی گناہوں میں شمار ہو جس کے پہننے سے بدن نظر آئے وہ ننگے نہانے سونے وغیرہ کا کیسے حکم دے سکتے ہیں ہاں یہ باتیں اُن کے نزدیک درست ہیں جو لنگوٹ باندھنے کا حکم پرمیشور کے ذمے لگائیں اور نیوگ جیسے حرامکاری کے مسئلے پھیلاویں اپنے جسم لوگوں کو دکھائیں اور اس کے دیکھیں آپ غیر سے وہ اُنگل لنگوٹی کو دھرم پہننیوں کا لباس فاخرہ قرار دیتے ہیں اور اسے کپڑے پہننے والے آدمیوں پر ترجیح دیتے ہیں وہ اُنگل

لنگوٹی دو کوپی از قسم کے جنگلیوں یا بھیلوں گونڈوں کا بھائی ہی ترجیح دیگا ورنہ مہذب اور شائستہ انسان تو ایسے شرمناک لباس سے نفرت کرتے ہیں باقی رہا کسی کے گرگٹ کا خاکہ کھینچنا ۔ سو بسم اللہ آپ بیشے مرد میدان بنیئے مگر پہلے اپنی دھرم پتنیوں کے حالات زندگی و آریہ پڑھ کر آپ کے ایجاب کے پاس کافی مصالحہ آپ کے لئے جمع ہے ہمیں الگ مضمون نہ نکالنا پڑیگا آپ کی نظر بھی سارا مصالحہ کر دینگے ۔ بہر حال دنیا کو دو انگل لنگوٹی بندوں اور دھرم پتنیوں کا اظہار ضرور کرانا ہے اس طرح نہ سہی آپ کے ذریعہ سہی ۔ پھر دیانندی ہی سہی نہ سہی یک پردہ بھی فاش ہو جائیگا اور کئی دھرم پتنیاں اس سٹیج پر نظر آئیں گی اور اعتراض کی قدر یاد آ جائیگی +

اس سے آگے دیانندی پنتھ کی قدامت پر بحث کی ہے اور اس پنتھ کو بھٹی سے تشبیہ دی ہے جو بیشک ٹھیک ہی ہے بیشک جو مسلمان اسلام (یعنی سلامتی کے راستہ) سے منحرف ہوگا ضرور ہے کہ وہ اس دیانندی کی بھٹی میں گریگا ۔ بیشک بھٹی اس پنتھ کے لئے موزوں لفظ ہے اور آئندہ ہم اسے اس نام سے یاد کیا کریں گے ۔ باقی رہا قدامت پنتھ سو جب تک دیانندی اپنے مصنفان وید اور ہر چہار وید و نیز عقاید نیوگ وغیرہ کو جلسہ سہ ہانت قدیم مگر منصوص ثابت نہ کرینگے اُن کا یہ لکچر دعویٰ بلا دعوی ہی ہے جس کی دلیل کوئی نہیں ۔ دیانند خود ہی بھنگ کے نشہ میں مست تھا اور نیوگ کا دلدادہ تو پھر اُس نے دوسروں کو کیسے جگایا ۔ کیا نشہ پیا ہوا آدمی دوسروں کو جگا سکتا ہے وہ تو الول جلول بکتا ہے ۔ جس کا سر نہ پیر سو یہی حال اُس نشہ باز کا تھا ۔ ایک ستیارتھ پرکاش یوگ سمادھی میں اپنے ویدک ایشور کی گود میں بیٹھکر لکھی وہ بھی ایسی کہ یوگ سمادھی کا نام ہی بدنام کر دیا +

املا غلط ۔ انشا غلط

قدامت وید اور اتنا عرصہ دراز تصنیف وید پر تو بڑا زور لگایا ہے اور شجرہ رہگان مندرجہ ستیارتھ پرکاش ہے بہتر ہوتا کہ یہ دیانندی ہمارے مضامین مصنفان وید مندرجہ انوار الاسلام جلد ۵ نمبر ۱۹ بابت یکم جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو دیکھ لیتا ۔ اگر وہ اس بارہ میں کچھ لکھ سکتا ہے

توہم اس سے زیادہ مفصل طور پر لکھنے کو تیار ہیں۔ آریہ وغیرہ کی حقیقت ہم انوار الاسلام جلد ۵ نمبر ۲ میں بخوبی کر چکے ہیں اس مقلد دیانندی کو ہمارے مضامین مندرجہ انوار الاسلام غور سے مطالعہ کرنے چاہیئں ہم ویدوں اور اُن کی پاک وبا تہذیب تعلیم پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں اور ڈالتے رہیں گے۔ جو جو ویدوں میں ذاتی نقائص ہیں انکو آہستہ آہستہ بیان کرکے آپکو دکھائیں گے۔ ذرا ہوش سے اپنی کتب دیکھو۔

سچ تو یہ ہے کہ تعصب کی میل اور دیانندی تہذیب کی سُرانڈ نے اس دیانندی کی ناپاک اور ہون کی بھٹی سے جلے ہوئے دلکو سیاہ کر دیا ہے جس کے باعث یہ صحیح باتکو سمجھنے اور سننے سے عاری ہے اور اپنے دوانگل کے لنگوٹ بند کی طرح جھوٹ بولنے اور پھیلانے سے شرم ذرا نہیں آتی۔

ذرا اُسکی حقیقت حال بھی سنتے جائیے

دیانند کو جو گرو بنائے
ایماں سے وہ اپنے ہاتھ اُٹھائے
ہو دھرم کو خاک میں ملائے
کلی کال میں وہ رشی کہائے
غیرت نہیں زن کو کرکے خود پند
ہوس مرد سے تو . . . . . .
گھی جسم کی اُس کے ہو برابر
مردہ کو تب آگ میں جلائے
گھی ہووے اگر نہ آدھ من بھی
تو دشت میں اسکو چھوڑ آئے
مردہ کی جو خاک و اُستخواں ہو
گلشن میں۔ کہ کھیت میں گرائے
دیانند نے یہ کیا ہے ترمیم
کوئی ہمیں وید میں دکھائے
چوٹی ہے نشان ہندؤں کا
وہ کہتا ہے صاف اُسے گرائے
کہتا ہے وہ پھر اُسے مسلماں
چوٹی کو اگر کوئی منڈائے
لیکن نہ تھی اُس کے سر پہ چوٹی
کوئی اُسے کہئے کیا بتائے

افسوس اُمہات کتا ب کا قتل
رشی ۵ گر حساب دیکھے
سو سال سے وں لکھے ہیں وہ چند
بننا رنھ نہیں وہ ہے استیارتھ
لکھی ہے جو سے ید کا بھاشیہ
ہے گر سراسر اُس کی تحریر
کذب اُسکے نہاں نہیں عیاں ہیں

پھر بھی تجھے کچھ شرم نہ آئے
مرشد کی خطا کمال پائے
اس عقل پہ کیوں ہنسی نہ آئے
جو گیت خلاف شناسترگائے
عاقل اُسے کون حق بتائے
دکھلاؤں جو میرے پاس آئے
کیا کہئے اُسے کوئی بتائے

بانی دارد محمد منظور الٰہی

حقیقتِ وید

بجواب

قدامتِ وید

مندرجہ آریہ مسافر میگزین جلد ۶ نمبر ۳ دسمبر ۱۹۰۳ء

بیچارے دیانندی جہاں ویدوں کے مفسر لنگوٹ بند کے دیگر لچر دعاوی کو آجتک باوجود اس شور اشوری کے ثابت نہیں کر سکے - ان میں سے ایک مسئلہ قدامت وید بھی ہے جسکو ثابت کر کے دکھانا دیانندیوں کے نزدیک ذرا ٹیڑھی کھیر ہے - بیچارے بہت ہاتھ پاؤں مارتے ہیں مگر کامیاب نہیں ہو سکتے - آخر مجبور ہو کر پارام جگراؤنی نے تو مترجم دیانندیوں کے ترجمے کو ہی غلط قرار دیا ہے اور اپنے ہی بھائیوں کی محنت پر پانی پھیر دیا - بیچاروں نے غلطی سے کالک بھاشا کو اردو کا جامہ پہنا کر پارام کا طعنہ نالائقی لیا - ویدوں کا ایک فوٹو ہم انوار الاسلام جلد ۵ نمبر ۹ میں بہت عمدہ طور پر دکھا چکے ہیں - اور ویدوں کی پوری حقیقت عوام پر ظاہر کر چکے ہیں - مگر دیوگند رپال اپنے لنگوٹ بند کے کہے کے مطابق اپنی لائقی سے باز نہیں آیا - اور پھر اسی مضمون پر دوبارہ تشریح کرنی شروع کی ہے ناظر

بٹ سے جو انوار الاسلام جلد ۵ ص۹ کو دیکھے گا وہ ویدوں کی قدامت کے دعویٰ سے پورا پورا واقف ہو جائیگا مگر یوگن دیپال کی خاطر ہم اس کے دعویٰ لا طایل کی نئی طرز سے حقیقت کھولکر ویدوں کا پول ظاہر کرینگے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا رد تریوگندرپال صاحب غفلت دور کرنے کیا لکھنا ہے ہاں انہیں وید کی زیادہ حقیقت کھلوانی منظور تھی سو ہم اس میں ذرا بھر فرق نہ رہنے دینگے۔ اگر اس عقل کے پتلے کو تو بھی تسلی نہ ہوئی تو پھر سہی۔ یار زندہ وصحبت باقی +

دیانندی۔ دیانندیوں نے کوئی خلاف عقل و نقل دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ مسلمانوں نے کئے +

عاجز۔ دیانندیوں کے سارے دعوی خلاف عقل و نقل ہیں کیا نیوگ۔ باپ کا مٹی کو حمل ٹھیرانا۔ تناسخ۔ دعوی الہام وید۔ قدامت وید۔ ملہمان وید یہ سب خلاف عقل و نقل نہیں ہیں اور ضرور ہیں جس کا ثبوت آجتک دیانندیوں کے بڑے نہیں دے سکے۔ مسلمانوں کے معجزات پر اعتراض فرمانے مقتول کذب کی کلمیات صفحہ ۱۵۶ کالم دو دیکھ کر کرنا۔ سیتا کا آگ سے زندہ بچ نکلنا تھا۔ بدوید منتر کا زور ہو یا راون کا جادو۔ ذرا ہوش سے باتیں کرو عقل کو ٹھکانے لگا کر اپنی کتب دیکھو +

دیانندی۔ اہل یورپ سنسکرت کو قدیم مانتے ہیں +

عاجز۔ ہم تمہارے حوالے کیسے سچے اور واقعی جانیں۔ جب تمہارے بھائی ہی یورپینوں کو سنسکرت سے جاہل محض سمجھتے ہیں پہلے اپنے بھائیوں کی سند پیش کیجئے کہ وہ یورپین جنکے آپنے یا مقتول کذب نے حوالے دیئے ہیں سنسکرت کامل طور پر جانتے تھے۔ کہ ایسی بایک بینیاں ان کو سوجھیں کہا خدا کے انہوں نے معلوم کر لیا۔ آپ کا بھائی نہال سنگھ دیانندی مترجم بھاشا بھوسکا دیباچہ صفحہ ۳ پر لکھتا ہے۔ کہ اہل یورپ سنسکرت زبان کو نہایت مشکل سمجھتے ہیں ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ اہالیان یورپ سنسکرت کے پورے چھوڑ دو دو حرف بھی عالم نہیں۔ بھوسکا صفحہ ۲ پر سکولر کو لاعلم سنسکرت سے بتایا ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں بھی دیانند نے جرمنی وغیرہ کے

سنسکرت دان پروفیسروں کو کم علم بتایا ہے انکی شہادتیں یورپین لوگوں کی کم علمی اور سنسکرت
مکمل طور پر نہ جاننے کی ہستے ہوئے ہم کیسے ان بیچاروں کو مانیں۔ عقلمند غور کر سکتا ہے
کہ جس آدمی کو ایک چیز کا کامل علم نہیں وہ کیسے اسکی نسبت آخری اور یقینی رائے دے سکتا ہے
اور کیا اس کی یہ رائے سچی کہی جانے کے لایق ہے ہرگز نہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ وہی
یورپین ویدوں کو انسان کا بنایا ہوا اور زیادہ سے زیادہ ۳۱۰۰ سال کی تصنیف مانتے
ہیں (دھوکا ہے) کیا یوگندرپال یورپین لوگوں کی تحقیقات کو ماننے پر تیار ہے
پروفیسر ولسن و میکسمولر تو قدرے سنسکرت دان تھے۔ اُن کی ہربات متعلق وید دیانندیوں کو
ماننی چاہیئے اُن کی ناعلمی کا دعویٰ کرکے ان کو سند آپیش کرنا عجب حماقت ہے۔ فرمایئے
مقتول کی بانہا ہی اس خرافات کے کیا کہتے ہیں آپ کے غیر متعصب محققان یورپ
و امریکہ کا دعویٰ تو بیان ہو چکا کہ وہ وید کو کلام انسان اور ۳۱۰۰ سال سے مانتے ہیں
چونکہ وہ آپ کے نزدیک غیر متعصب محقق ہیں اس لئے تمہیں اُن کی ساری باتیں ماننی
چاہیئیں۔ ہوشیار ہو۔ اب مقتول مخبوط کی خبط کی بھی شہادتیں تمہارے دیانندی بھائیوں
کے لکھے کے مطابق جلا دینے کے لایق ہیں اگر تمہیں تعصب باطنی نہ ہوتا۔ تو اتنا سا
نقطہ تمہارے لئے کافی تھا۔ ہمارے عربی کی قدامت کے دعویٰ کو کاگ بھاشا جاننے
والے کیا پرکھ سکتے ہیں عربی زبان کے تمام الفاظ کا اپنے ساتھ اپنی وجہ تسمیہ رکھنا ہی
اُسکے کمال کی دلیل ہے۔ کیا آپ اُن غیر متعصب علما کا حوالہ ہم سے بھی چاہتے ہیں
جنکا آپ دے چکے ہیں۔ ہم انسان کو لغزشوں سے بھرا ہوا جانتے ہیں۔ اس لئے
دیانندیوں کی طرح اندھی تقلید نہیں کرتے۔ ہر دعویٰ دلیل کے ساتھ کرتے ہیں دیانندیوں
کی (سنسکرت) کی طرح نہیں۔ آپنے مولوی محمد فیروز الدین صاحب پر بھی بہتان لگایا ہے
تمکو عقل کے اندھے کو راہ راست نظر نہ آئی۔ اور ہدایت سے پُر تعلیم کو گالیاں سمجھا۔ ذرا اپنی
لنگوٹ بندی گالیاں دیکھ کر بتان باندھنا درست تھا۔

دیانندی۔ ویدکی قدامت میں زبردست تاریخی علمی شہادتیں موجود ہیں ✦
کلاً جبرئیل ذرا پڑھنے کی اجازت تو دو ✦

ویدوں کے زمانہ پر نظر

اول تو منتر آپنے کاگ بھاشیہ میں لکھا ہے اُس کا حوالہ اردو میں غائب کر دیا۔ دوم آپنے
اس منتر سے ثابت کیا ہے کہ ویدوں کا زمانہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع
ہوتا ہے سو یہ بالکل غلط ہے۔ آپکا لنگوٹ بند گرو اپدیش مجری صفحہ ۶ پر لکھتا ہے کہ
آدمی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے اُن کے لئے کوئی امر وہی
نہیں تھا نہ ابتک کوئی قانون تھا آنکھوں سے روپ دیکھنا کانوں سے شبد سننا
پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت
آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا" کیوں لوگندر
پال جی تم منکر نا سچ کہنا کہ کیا ویدوں کا زمانہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہوتا
ہے یا بعد۔ آپکے گرو کے قول سے ہی دیانندیوں کا یہ دعوی باطل ہے۔ آیندہ ویدوں کی
قدامت کی ٹریں نہ ہانکنا۔ بیشک میکسمولر صاحب آپکا یورپین فاضل وید کو دنیا کی
لائبریری میں پرانی کتاب مانتا ہے مگر وہ اُس کا زمانہ تصنیف ایکہزار اور ۸ سو سال قبل
مسیح کے بتاتا ہے۔ کیوں نہیں محقق کی تحقیقات پر صاد کرتے۔ انجیل نے اگر ایسے لچر
دعوی نہیں کئے تو بھی وہ ویدوں سے بہتر ہے شاید آپکے لنگوٹ بند نے سائینس
والوں کی تقلید میں چار قدم بڑھکر دعوی اسی خیال سے کیا ہوگا کہ وہ بڑا سائینس دان شمار
ہو۔ اگر یہی سائینس دانی ہے تو دیانندیوں کو مبارک رہے۔ آپنے سائینس والوں کی
گپیں تو دیکھ ہی لی ہیں کہ ایک دوسرے سے بڑھ کر دعوی کر دیا ہے۔ مگر ثبوت آپکی طرح
ڈھاک کے تین پات۔ اسکے برخلاف اگر آپکو کوئی یوروپین محقق دنیا کی پیدائش یقینی
طور پر ۵۔ ۶ ہزار ثابت کر دے تو آپکا سیاہ دل کب گوارا کریگا کہ اپنے ویدک سائینس
کو بٹا لگے۔ آپنے یوروپین محققوں کے پاس کوئی معتبر تاریخ نہ ہونے پر بھی لکھا ہے مگر
ہمیں دیانندی معتبر تاریخ تو بتائی ہوتی۔ جو اتنے عرصہ دراز کے بوڑھے بابے کا حال
ظاہر کرتی معتبر تاریخ دانی کی بنا پر دیانند نے ہزارہا ٹھوکریں کھائیں۔ چیلے تو خیر کیا کرینگے

دیانندی شاستروں کی گپوں کی تحقیقات

اس سیاہ دل دیانندی نے بجائے کوئی معقول یا منقول ثبوت دینے کے منونتروں ریگوں وغیرہ کی تعریف و تشریح کر دی ہے۔ صرف تشریح سے اثبات پر کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔ کہ منونتر اتنا عرصہ دراز ہو گذرا ہے۔ پھر ایسی کتاب کا حوالہ کیا کام دے سکتا ہے جو ویدوں کی تصنیف سے پونے دو ارب سال کے بعد لکھی گئی ہو۔ ممکن ہے اس کا مصنف بھی دیانندیوں کی طرح خوش فہم ہو۔ اور گپیں ہانکنی ہی جانتا ہو۔ پھر سورج سدھانت مدھیہ ادھیکار شلوک ۱۴ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مصنف انسان دنیا کے سالوں کو اسر سال کہتا ہے جو ۳۶۰ دن کا ہوتا ہے۔ اسر کے معنے امید ہے دیانندی جانتے ہوں گے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ مروج الوقت حساب اسروں کا حساب ہے اور جو خلاف از قیاس تعریفیں سورج سدھانت کا مصنف کر رہا ہے وہ درانسست خود دیوتاؤں کے حساب کی کر رہا ہے کیونکہ آخر پر جاکر اپنے بڑے دیوتا کا برہم دن اور برہم رات بھی مقرر کر دیا ہے۔ پھر تعجب یہ ہے۔ کہ دیانند اور اس کے چیلے اپنا معتبر تاریخی شجرہ (مسافر میگزین ص ۵۹) ۵-۶ ہزار سال تک بھی نہیں پہنچا سکتے مگر دعوی بلادلیل پر مرتے ہیں۔ اگر گوبندرپال یا کسی دوسرے گرو پیارے جیسے عقیل کو دعوی دیانند کی ناسمجھدانی کا ہو تو پیش کرے۔ ہم اس کی لیاقت کے بخیئے ادھیڑنے کو تیار ہیں۔ ہمارے مضمون زمانہ تصنیف وید مندرجہ انوار الاسلام کو پڑھ کر دیانندی ہمت کر کے جواب لکھیں ۔

دنیا کی قدامت پر اور گپیں

جنتریوں میں کئی غلطیاں ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی تو کیا اس حساب سے آپ ان کی غلطیوں سے بھی انکار کرتے جائیں گے محض جنتریوں میں درج کرنا کوئی ثبوت نہیں

پہلے یہ ثابت کرنا ہے کہ کیا دیانندیوں کے پاس اپنے باپ دادوں کی کوئی جنتریاں موجود ہیں جو سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے اور چھاپہ خانہ کے رواج سے پہلے کی تحریر شدہ ہوں ہرگز کوئی جنتری تصنیف وید سے لیکر سوریج سدھانت کی تصنیف کے درمیانی عرصہ کی بھی ہے کیونکہ دیانندیوں کے باپ دادے ہرسال جنتریاں بناتے تھے پونے دو ارب سال کے عرصہ کی دو ایک تو بچ رہی ہونگی۔ اگر ایک بھی نہیں رہی۔ تو وید کس دلیل سے باقی بچ رہے جو منتھ وید کے خلاف تھے اگر انہوں نے اور کتابیں جلائیں تو انہوں نے مخزن تہذیب یعنی وید کو کیسے چھوڑ دیا یکشتر لگن ۔ مہورت کو تم نہ تمہا را گرو مانتا ہے پھر پوپوں کی امر پکڑنا شرم کی بات ہے +

دیانند کی طرح اُس کے بزدل چیلوں نے گپیں گھڑ گھڑ کر بڑی بھاری غلط فہمی پھیلائی ہے جس کی وجہ سے اُن کی لیاقت اور ہمہ دانی کا پردہ فاش ہوگیا ہے۔ اور مولوی ثناءاللہ۔ مولوی محمد فیروز الدین۔ مولوی ابو رحمت و منشی نذیر حسین نے بیچاروں کا سب بارود سکہ ختم کر دیا ہے اب ان کو کچھ نہیں کھسیانے ہو کر ویدک تہذیب کی لغات سے نئے نئے الفاظ اگلنے شروع کر دیئے ہیں۔ ویدیوں اور پارسیوں کا باہم ربط ضبط کس تعلیم یافتہ سے پوشیدہ ہے۔ اُن کی اصل اُن کے دستور کتب کی تعلیم سب ایک ہی ہے اگر ویدی منہ میں آ بسے تو اُنپر سرخاب کا پر تو نہیں لگ گیا۔ آخر وہی آتش پرستوں کی نسل ہیں ہماری تائید دیانند کی کتاب ایڈیشن منجری طلک سے ہوتی ہے کہ پارسی لوگ جو آتش کدہ میں آتش پرستی کرتے ہیں اُس کی بنیاد ویدیں سے ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدیوں نے وید کے معنے غلط ملط کرکے بری بری رسمیں وید کے ذمے لگا دی ہیں انگرہ رشی کا نام منوسمرتی اور تمہاری پرانی کتابوں سے نہیں ملتا۔ تو پارسیوں کی کتب میں ہونے سے پایا جاتا ہے کہ وہ اسی نسل میں سے تھا اور پارسوں کا بزرگ تھا۔ چونکہ آپکا موجودہ نظر وید شنو دیوی کے منتر سے شروع نہیں ہوتا۔ اس لئے دیانندیوں کے پاس غلط وید معلوم ہوتے ہیں۔ اگر یہ حصہ ژندا وستا میں استری برہمن سے لیا گیا ہے تو آپکا استری برہمن بھی ژندا وستا کی تائید میں ہے نہ کہ ویدوں کی تائید میں ۔ اگر

اتھروید برہمن میں بقول آپکے اور آپکے ناصر ہاگ صاحب کے یہی بیان پورانی پستکوں
میں لکھا ہے کہ راجہ اپرشانوت حکومت کے غرور میں اتھروید جس کے شروع کا منتر شنو دیوا
دیوی کی رکھشیا ہے ... کرو ... تو دیانندیوں کو شنو دیوی واسطے اتھروید کی تلاش کرنی
چاہیئے۔

چونکہ اتھروید کا نام ... منوسمرتی کے ... مقام پر نہیں پایا جاتا۔ اس لئے معلوم
ہوتا ہے کہ دیانندیوں کے بزرگوں نے پارسیوں کے اتھروید کو دیکھ کر اسے بھی الہامی کا
درجہ دیدیا۔ ورنہ ضرور تھا کہ دیانندیوں کا ایشور تینوں ویدوں کا نام تو صاف لیتا اور
چوتھے کی باری خاموش ہو جاتا۔ اگر مصنف اتھروید کا ثبوت کرنا لیڈران دیانندی
پنتھ ... وید ... منوسمرتی ... وہ کر سکتے ہیں کریں آپکی وجہ الہام کی لاثانی پن
ثابت بدتر ہوگئی۔

وجہ دوم۔ دارا ... سے متعلق کے ... اور گانٹھ کے پورے دیانندی ویدک تہذیب
اور ... نے تجھے بوجہ لاثانی ... دیا حق فضلائے غیر مذہب دیانندیوں کے باپ دادوں
اور ایرانیوں کا شروع وطن ایران بتلاتے ہیں۔ نہ کہ آریہ ورت۔ کیا میکسمولر صاحب کی کتاب
(سائنس آف دی لینگویج) میں یہ دکھا سکتے ہو کہ پارسی آریہ ورت سے آئے ہرگز نہیں۔
حوالہ دیکر غلط بیانی کرنا جاہلوں اور بیوقوفوں کا کام ہے۔ اگر دارا نے اپنے آپ کا ہونا
آریہ نسل سے کہا تو کیا ثبوت تمکو پہونچا اور تمہارے دعوی پر اسکا کیا اثر پڑا۔ اگر تم کہو
کہ یہ گندہ ریال سوچ ... خاندان سے ہے تو تمہیں کوئی روک سکتا ہے۔ اب اس کے
ایریا ہونے کا ثبوت بھی میکسمولر صاحب نے دیدیا ہے کہ اسکے پردادا کا نام ایریا
امنیا تھا۔ مشہور آدمیوں کی اولاد اکثر اپنے آپ کو ان کے نام پر پکارا جانا پسند کرتی
ہے ہند کی تمام اقوام پر غور کرو۔ اگر دارا نے اپنے دادا کے نام پر اپنے آپ کو ایریا کہا تو
کیا برائی ہے؟

اگر منو کا وہی قانون ہے جو منوسمرتی کے نام سے مشہور ہے اور غالباً اسی پر آپکی
امریکہ کے مشہور فاضل نے رائے دی ہے تو اسے آپکا گرو تحریف شدہ بتا گیا ہے۔ دوسرا

اس میں سے بہت سی لچر اور لایعنی باتیں بھری پڑی ہیں
وجہ سوم۔ بیاس کی شاگردی کا تو آپ نے ہی انکار کر دیا۔ اس سے پہلے رشیوں کا
ہونا بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب آپ دیانندی معتبر تاریخ سے ہر ایک رشی کا نام
مقرر کریں۔ جب آپ کی قدامت کی گپیں پوری اُتر گئیں۔ اسوقت ہر ایک بحث
پر غور کی جاویگی۔ آریہ کہلانا یا تناسخ کا قایل ہونا یا گوشت نہ کھانا وغیرہ ظاہر کرتے
ہیں کہ بیاس نے زرتشت سے سب کچھ سیکھ کر یہاں آکر رواج دیا۔ جیساکہ اگنی ہوتر
و مردہ کو رہ جاتے ہیں۔ وہ عوام کو معلوم ہے تمہاری لایعنی خرافات سے سب
واقف ہیں۔ جھوٹے حوالے دینا دیانندیوں کی بڑی چالاکی ہے۔ کیا مردہ کا جلانا
ان کی کتب سے ثابت کر سکتے ہو۔ چار وردوں کا قاعدہ جمشید بادشاہ کی ایجاد ہے
جسنے اپنی رعایا کو چار گروہ میں تقسیم کیا تھا۔ ورنہ کوئی مذہبی طریقہ نہیں تھا۔
پس یوگندر پال دیانندی کی مندرجہ بالا خرافات نہ تو "حدوث وید" نام کتاب
مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا جواب ہے۔ اور نہ اسکے لایعنی بیان
سے وید کی قدامت ثابت ہے۔ دیانند مقتول تکذیب نہ ثابت کرسکے تو یوگندر پال
کی حیثیت ہی کیا ہے۔ ریت کے تودے پر عمارت بنانا دیانندیوں کا کام ہے۔ پنڈت
بال گنگادھر تلک نے بھی ویدوں کا زمانہ ۴ ½ ہزار برس گذرے بتایا ہے دیکھو
ان کی کتاب "اورین" دیانندیوں کو اپنے تعلیم یافتہ بھائیوں کی تحقیقات کی داد
دینی چاہئے۔ قرآن مجید انسان کو باخدا بنانے کا رستہ بتاتا ہے اور خدا نے پاک نے
اس میں مہذبانہ اور باخدا انسان کی فطرت کے مطابق ہدایات دی ہیں۔ خلاف از
قیاس گپیں۔ نیوگ۔ باپ کا بیٹی سے حاملہ ہونا۔ ویدوں کے بڑھاپے وغیرہ
نہیں درج کیں۔ ایک تناسخ نے ہی باپ بیٹی۔ ماں لڑکے کی تمیز نہ کر کے معاشرت
کو برا بنا دیا ہے۔ بقول گرو پیارا ہماری دعا ہے کہ خدا سب انسانوں کو اس آگ کی
بھٹی سے محفوظ رکھے۔ جب دیانندی خود اس نتیجہ کو بھٹی سے تشبیہ دیتے ہیں
تو ہمیں ضرور خدا سے مدد مانگنی چاہیے۔ سن شمسی کا قاعدہ بقول۔ ویاسدت

اسروں کا ایجاد ہی۔ نہ کہ ہنوں کا اسی لئے اُسے اسرسال کہا جاتا ہے۔ اُمید ہی تو منڈر پال اس تھوڑے لکھے کو کافی سمجھے گا۔ پہلے کا بیان تو وہ وید کی قدامت کے بارے میں ختم ہو چکا۔ دیانند ستھ ثبوتوں اوپر لکھنا ضروری ہے۔ جو اُسنے ویدوں کے غیرفانی ہونے کے بارہ میں ویدبھاش بھومکا صد ۲۱ سے صد ۲۴ تک دیئے ہیں۔ سو اُن پر ہم علیٰحدہ ٹریکٹ کے ذریعے بحث کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

غزل

ویدکہتے ہو جن کو شاکھا ہیں
اس میں ہیں حجت ذرا نہ لائے کوئی

اُسی کے مت میں نہیں یہ شاکھا ہیں
وید کا اب پتہ لگائے کوئی

ہیں دیانند کی خطائیں بہت
ایک کا تو جواب لائے کوئی

اعتراضوں کا ہیرے ہی نہ جواب
جھوٹی باتیں عبث بنائے کوئی

محمد منظور الٰہی

ایک معزز نو مسلم

ڈاکٹر نشی کانت صاحب ایم۔ اے۔ جو بابو سنیلا کانت مرحوم سابق اڈیٹر ہیروکے بھائی ہیں۔ حیدرآباد دکن میں مذہب اسلام کی بے نظیر خوبیوں کا اعتراف کر کے مسلمان ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کوئی معمولی آدمی نہیں بلکہ ایک نہایت تجربہ کار دور اندیش۔ روشن خیال اور تعلیم یافتہ شخص ہیں۔ رہ چکے ایک کالج میں دو سال تک پروفیسر سنسکرت رہنے کے علاوہ فرانس جرمنی وغیرہ دیگر یورپین ممالک کی سیر بھی کر چکے ہیں۔ اور جرمن۔ فرنچ روسی سنسکرت اور انگریزی زبانوں میں کافی مہارت رکھتے ہیں اور جس زمانہ میں اُن کو لاہور کی چند روزہ اقامت کا اتفاق ہوا تھا تو آپ اردو پنجابی سے بھی کسقدر واقف ہو گئے تھے۔ یوں تو آئے دن ہر فرقہ و مذہب کے لوگ بلا کسی قسم کی ترغیب و تحریص کے مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ایک ایسے علامہ و فاضل شخص کا بشوق خاطر اسلام قبول کرنا نہایت نتیجہ خیز ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا اسلامی نام محمد عزیز الدین رکھا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام قدیم	اسلامی نام	قوم	سکونت
۱	رام جی پٹیل	عبد الحق	چمار	دیگھوڑی
۲	ترکیا	عبد الغفار	؍؍	؍؍
۳	نہانیا	عبد الستار	؍؍	؍؍
۴	رہابلی	زینب بی بی	؍؍	؍؍
۵	بجھدرو	عبد اللہ	لودھی	؍؍
۶	وسا	گل شمیم بی بی	گونڈ	؍؍
۷	کھمن	عبد الرحمن	عمر ۵ سال	حد بر

[illegible] کے اہتمام سے [illegible] شہر سیالکوٹ میں چھپا [illegible]

جلد ۹

نمبر ۹

رسالہ

(158)

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

پندرہ روزہ

پندرہ روزہ

فہرست مضامین

سب سے پہلے

اندراہ عنایت بوقت خط و کتابت اپنا نمبر خریداری جو چٹ پر ہوتا ہے ضروری تحریر فرمایا کریں تاکہ جواب میں مطبع کی طرف سے توقف نہ ہو۔ ایڈیٹر

نوٹ بعض صاحبوں کو ابھی تک ثبوت نبوت رسول نہیں پہنچا اور قیمت ادا کر چکے ہوئے ہیں فوراً اطلاع دیدیں تاکہ روانہ کر دی جاوے۔

سب سے ضروری

پیارے ناظرین! آپ گھبرائیں نہیں ہم بفضل خدا بہت جلد اس اسلامی پرچہ کو ہفتہ وار کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ یہ رسالہ جب ماہوار تھا تو دو دو تین تین ماہ کے بعد شایع ہوا کرتا تھا جب سے پندرہ روزہ کیا ہے تب سے بہ نسبت سابقہ سالوں کے بہت کم لیٹ ہوتا ہے۔ لیکن ہم سوچ رہے ہیں کہ اس غازی اسلام کا تاریخ مقررہ سے ایک منٹ بھی لیٹ ہونا اچھا نہیں اگر ہمارے تمام ناظرین ایک ایک خریدار آخیر ماہ اگست تک اور دیدیویں تو بفضل خدا اللہ تعالی پر بھروسہ کرکے اسی قیمت پر ہفتہ وار کر دینے کے لئے تیار ہیں اور ساتھ ہی ہم اپنے

معزز ناظرین انوار الاسلام

کو توجہ دلاتے ہیں کہ آپ جو نیا خریدار پیدا فرمادینگے انکو مفصلہ ذیل چھ کتابیں بھی مفت نذر کی جاوینگی (۱) پچاس مذہبی سوالات کے جواب ۸ ر (۲) آریہ دھرم یا نیوگ کا ناول آریوں کے لئے جائے شرم ۸ ر (۳) آریہ مت کی عکسی تصویر ۸ ر (۴) قرآن کی حقیقت کا جواب ۱ ر (۵) بید بے ترکا ڈونگا ـ قرآن مجید کلام الہی ہونیکا ثبوت

لیکن جو صاحب دو خریدار پیدا کرینگے۔ انکو ایک جلد اسلام اور اسکی حقیقت مطبع کی طرف سے بطور تحفہ پیش کی جاوے گی۔ اور جو صاحب چار خریدار دیویں گے انکو حیات صلاح الدین فاتحہ بیت المقدس کی سوانح عمری قیمتی عمہ ر اور جو صاحب دس خریدار دیوینگے انکو دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مجلد سنہری تلاوت کے لئے پیش کیا جاویگا۔ یہ سب کوشش رسالہ انوار الاسلام کو ہفتہ وار کرنے کے لئے کی جا رہی ہے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ تعالی پر توکل کرکے کوشش کریں والسلام۔ نیاز مند اڈیٹر

معذرت اسکے رسالہ میں بھی رسیدات وصولی چندہ درج نہیں ہو سکیں بفضل خدا آئندہ اشاعت میں درج ہونگی۔ اڈیٹر

یا اللہ

محمد ... علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم اگست ۱۹۰۴ء

تفسیر سورت آل عمران

سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ نمبر ۶ جلد ۶

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحْکُمَ	کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ ملا تھا خدا کی کتاب کیطرف بلائے جاتے ہیں تاکہ حکم

کیا تونے اے مخاطب ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب خداوندی سے جو بندوں کی ہدایت کیلئے وقتاً فوقتاً آیا کرتی ہے اور دی کتابیں جو مانتے ہیں توریت انجیل زبور وغیرہ کے نام سے موسوم ہوتی تھی حصہ ملا تھا وہی لوگ جب خدا کی کتاب کیطرف جو حسب تقاضائے زمانہ قرآن کریم نام سے ہوکر آتی ہے بلائے جا

بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا
لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ
وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ
فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ
لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ
مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

کرے درمیان اُنکے۔ تو ایک جماعت مُنہ مروڑ کر پھر جاتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اُنہوں نے سمجھ رکھا ہے۔کہ ہمیں تو چند روز ہی عذاب ہوگا۔ اُن کو مذہب کے بارے میں اُن کے جھوٹے ڈھکوسلوں نے فریب دے رکھا ہے۔

تو اُن کا کیا حال ہوگا جب ہم اُن کو اس دن میں جمع کرینگے جو بلاشبہ ہونیوالا ہے اور ہر شخص کو اسکی کمائی کا پورا بدلہ ملیگا۔ اور اُن پر ظلم نہ ہوگا

ہیں تاکہ اُنہیں اُن کے جھگڑوں کا فیصلہ کرے اور اُنکو مذہبی باتوں میں سچی راہ بتلاوے۔ اور بتلادے کہ جنکو تمنے غلطی سے خدائی حصہ دے رکھا ہے اُنکو خدائی میں کوئی حصہ نہیں یا اور امور جو تصفیہ طلب ہوں اُن میں تصفیہ کرے۔ تو بجائے تسلیم کے ایک جماعت جو اپنے کو اہل علم کہتے ہیں مُونہہ مروڑ کر پھر جاتے ہیں۔ اور اس امر پر ہرگز نہیں سوچتے۔کہ اس بے اعتنائی کا انجام کیا ہوگا۔ مگر چونکہ ہر ایک امر جائز ہو یا ناجائز کسی وجہ پر مبنی ہوتا ہے اور اُس کے کرنیوالے کے نزدیک کوئی نہ کوئی وجہ (خواہ واقع میں کیسی ہی غلط ہو) ہوا کرتی ہے یہ بے پرواہی انکی بھی اسوجہ سے ہے (دیکھو تو کیسی غلط وجہ ہے) کہ اُنہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اگر ہمیں ہوا تو چند روز ہی عذاب ہوگا۔کیونکہ ہم خاندان نبوت سے ہیں انبیا کی اولاد بزرگوں کی ذریت ہیں۔ مسیح ہمارا کفارہ ہے۔ کیا ہمارا اتنا بھی لحاظ نہ ہوگا۔ کہ ہمیں تھوڑا سا عذاب جتنے روز ہمارے بزرگوں سے غلطی سے بچھڑے کی پوجا ہوئی تھی۔ ہو کر رہائی ہو جائے دیکھو

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝	کہہ اے اللہ ملک کے مالک تو جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے۔ اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہے ذلیل کرتا ہے تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔ اور زندے کو مردے سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے باہر لاتا ہے اور جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

ترکیا انکو مذہب کے بارے میں انکے جھوٹے ڈھکوسلوں نے فریب دے رکھا ہے۔ پس اگر یہہ ایسے خیالات واہیہ پر رہے تو اُن کا کیا حال ہوگا۔ جب ہم اُن کو اُس دن جمع کرینگے۔ جو بلا شبہ ہونیوالا ہے اور ہر شخص کو اسکی کمائی کا پورا بدلہ ملیگا۔ اور انپر کسی طرح سے ظلم نہ ہوگا۔ اُس روز انکی کارستانی کھلیگی اور خوب جان لینگے کہ خدا کی کچہری ایسی نہیں کہ وہاں چون وچرا کرے اور اپنے خاندانی حقوق جتلائے بلکہ جو کچھ عرض معروض کرنا ہو عاجزانہ طریق سے۔ چونکہ محکمہ خداوندی میں عجز و نیاز ہی کام آتا ہے اسلئے ہم تجھے ہدایت کرتے ہیں کہ تو اگر اپنی حاجت برآری چاہتا ہے تو یوں کہہ اے اللہ تمام ملک کے مالک تو جسکو چاہے دُنیا کا ملک اور حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے دیا ہوا تو چھین بھی لیتا ہے اور جسکو چاہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہے ذلیل کرتا ہے حق یہ ہے کہ تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ تیری ہی قدرت کے آثار ہیں کہ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دنکو رات میں کبھی دن کو بڑھاتا ہے اور کبھی رات کو اور زندہ کو

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ
اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ
اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○
قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ
اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے
دوستی مت لگاویں۔ جو کوئی یہ
کرے گا۔ وہ خدا سے بے علاقہ
ہے۔ ہاں اگر کسی قسم کا بچاؤ
کر لو تو جائز ہے۔ خدا تم کو
اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔ اور تمنے
اللہ کی طرف پھرنا ہے۔ تو کہدے
اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ۔ یا
اس کو ظاہر کرو تو خدا اُس کو
جانتا ہے۔ وہ تمام آسمان اور
زمین کی چیزیں جانتا ہے وہ
. . . .
. . . .
. . . .
. . . .

مردہ جیسے نطفہ سے نکالتا ہے۔ اور مردہ کو زندے سے باہر لاتا ہے اور ساتھ ہی یہ کمال قدرت ہے کہ جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ پس ایسے ہی خیالات موجب نجات ہیں اور اگر کسی کافر فاسق کی صحبت میں بیٹھ کر تم بگڑ گئے۔ اسلئے ہم کہیں کہ مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی مت لگائیں تاکہ انکی طرح بد اخلاق نہ ہو جائیں اور خدا کے غضب میں آجاویں جو کوئی یہ کام کریگا وہ خدا سے بے علاقہ ہے ہاں اگر اُن سے ضرر کا اندیشہ ہو تو کسی قسم کا بچاؤ کر لو تو جائز ہے۔ اور دنیاوی معاملات میں اُن سے سلوک کرنا چاہو تو کرو۔ اسمیں کوئی حرج نہیں۔ حرج اسمیں ہے کہ تم دل سے اُنکی محبت اور نصیحت کو مومنوں کی محبت اور بہی خواہی پر ترجیح دو خبردار ہرگز ایسا نہ کیجو۔ خدا تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔ بہتر ہے کہ تم سمجھ

اِللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ہرایک کام کرنے پر قدرت رکھتا ہی جسروز ہرایک شخص اپنا بھلا برا کیا ہوا اپنے سامنے پاویگا آرزو کرے گا۔ کہ مجھ میں اور اس کام میں دوری دراز ہوجاوے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہی تو کہدے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میرے پیچھے چلو خدا تمسے محبت کریگا

جاؤ اور جان لو کہ انجام کار تمنے اللہ کی طرف پھرنا ہے۔ اگر اسکی مرضی حاصل کی ہوگی۔ تو نجات پاؤ گے۔ ورنہ خیر نہیں۔ اور اگر ظاہر تیری بات کو ہاں ہاں کریں اور دل میں کافروں ہی سے محبت رکھیں تو تو ان سے کہدے کہ اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا اسکو ظاہر کرو تو دونوں طرح سے خدا اُسکو جانتا ہی۔ کیونکہ وہ بڑا علام الغیوب ہے۔ وہ تمام آسمان اور زمین کی چیزیں بھی جانتا ہی علاوہ اسکے وہ ہرایک کام پر قدرت رکھتا ہی۔ بدکاروں کو ایسی سزا دیگا کہ یاد کرینگے۔ کب دیگا؟ جسروز ہرایک شخص اپنا بھلا اور بُرا کیا ہوا سامنے پاویگا۔ اور اپنے بُرے اعمال کی سزا دیکھکر آرزو کریگا کہ مجھ میں اور اس بُرے کام میں دوری دراز ہوجائے۔ تو میں اس پر وحشت کے دیکھنے سے آرام پاؤں۔ مگر اس آرزو کا کوئی نتیجہ نہوگا۔ اسیوجہ سے خدا تمکو اپنے آپ عذاب سے ڈراتا ہے۔ کہ تم اُسکے آنے سے پیشتر ہی باز آجاؤ۔ غور کرو تو یہ بھی اسکی مہربانی ہے۔ کہ بار بار تمکو اس سے متنبہ کرتا ہے اسلئے کہ خدا اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی بندہ بیخبری میں پھنس جائے۔ انہیں کے بھلے کو تو اُن سے کہدے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو غلط خیالات شرکیہ۔ کفریہ چھوڑ کر میرے پیچھے چلو۔ جس کا فائدہ تمکو

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ	اور تمہارے گناہ معاف کردیگا
رَّحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ	خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے تو کہدے کہ اللہ اور رسول کی
فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ	فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر وہ مونہہ پھیریں تو کافر خدا کو نہیں بھاتے
الْكٰفِرِينَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ	خدا نے آدم کو اور نوح اور ابرہیم
وَنُوحًا وَآلَ إِبْرٰهِيمَ وَآلَ عِمْرٰنَ	اور عمران کے خاندان کو برگزیدہ
عَلَى الْعٰلَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا	کیا تھا۔ اُن میں سے ایک دوسرے کی اولاد
مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	تھے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے

یہ ہوگا کہ خدا تمسے محبت کریگا اور تمہیں انعام یہ عطا ہوگا کہ تمہارے گناہ معاف کردیگا۔ کیونکہ خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ تیری تابعداری تو اسلیئے ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے پس تو کہدے کہ اللہ اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کرو مطلب کو پہنچ جاؤگے۔ پھر اگر وہ تیری بات سے مونہہ پھیریں۔ تو جان لے کہ کافر خدا کو ہرگز نہیں بھاتے۔ بھلا اگر تیری نہ سنیں تو کیا حیرانی ہے۔ جبکہ یہ لوگ خدا کے بندے کو خدائی میں شریک سمجھتے ہیں۔ اور اسکو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ حالانکہ جسکی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے۔ اُسکا سارا خاندان ہی عبودیت میں کمال کو یہانتک پہنچے ہوئے تھے کہ خدا نے آدم اور نوح کو جیسا چنا تھا ویسا ہی ابراہیم اور عمران کے خاندان کو جو مسیح کے نانا تھے برگزیدہ کیا تھا۔ اُنمیں سے ایکدوسرے کی اولاد تھی اور اللہ ہر ایک کی باتیں سنتا اور جانتا ہے

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَى وَ إِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا	جب عمران کی عورت نے کہا تھا کہ اے میرے خدا مینے اپنے پیٹ کا بچہ تیرے لئے نذر مانا ہے پس تو مجھ سے قبول کر بیشک تو جاننے والا اور سننے والا ہے۔ پس جب اُسنے لڑکی جنی تو بولی کہ اے میرے خدا مینے لڑکی جنی۔ اور خدا کو تو خوب معلوم تھا۔ جو جنی تھی اور لڑکی مثل لڑکے کے نہیں۔ اور اس کا نام مینے مریم رکھا ہے اور میں اسکو اسکی اولاد کو

انکی اخلاص مندی کا ثمرہ تھا کہ اُن کو معزز کیا۔ اُنکی بیہودہ گوئی کا نتیجہ ہوگا۔ کہ مردود ہونگے
یاد کرو جب عمران کی عورت مسیح کی نانی حنہ نے کہا تھا کہ اَے میرے خُدا مینے اپنے پیٹ کا
بچہ خالص تیرے لئے نذر مانا ہے پس تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہر ایک کی باتیں سننے
والا ہے اور ہر ایک کے دلی خیالات جاننے والا ہے۔ پس جب اُسنے لڑکی جنی اور وہ حسب
دستور عورتوں کے لڑکے کی اُمید رکھتی تھی تو حسرت سے بولی کہ اَے میرے خدا مینے
تو لڑکی جنی اور نذر ماننے وقت میرے جی میں بیٹے کی اُمید تھی۔ گو کہ خدا کو خوب معلوم
تھا جو جنی تھی تاہم اُسنے اپنی آرزو کی اور کہا کہ لڑکی مثل لڑکے کے نہیں ہوا کرتی
لڑکا جو کام بآسانی کرسکتا ہے۔ لڑکی سے بمشکل بھی نہیں ہوتا۔ خیر تیرے دیئے
پر شکر کرتی ہوں۔ اور اُسکے نام مینے مریم رکھا ہے۔ اور میں اُس کو اور اسکی

بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں - پس خدا نے
فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ	اُس کو اچھی طرح سے قبول
اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا	کیا اور عمدہ طرح سے پالا - زکریا اُس کا کفیل ہوا
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ	جب کبھی زکریا اُسکے پاس چوبارہ میں جاتا
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ	اُس کے پاس کھانا پاتا - پوچھا کہ مریم یہ
اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ	کھانا تجھ کو کہاں سے آتا ہے - مریم نے کہا یہہ اللہ کے ہاں
عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ	سے ہے - خدا جس کو چاہتا ہے - بے انداز رزق
بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝	دیتا ہے -

اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں پس خدا نے اُسکے اخلاص کے موافق اُس لڑکی کو اچھی طرح سے قبول کیا - اور عمدہ طرح سے پالا - چونکہ باپ مریم کا نہیں تھا اسلئے زکریا اُسکا کفیل اور خبر گیر ہوا - زکریا نے اُس کو اپنے پاس چوبارہ میں رکھا تو مریم کو زکریا کے با اخلاص شاگردوں کی طرف سے زکریا کی بےخبری میں بھی کھانا دانا - پھل - پھول - وغیرہ پہنچ جاتا - یہانتک کہ جب کبھی زکریا اُس کے پاس چوبارہ میں جاتا کچھ نہ کچھ اُسکے پاس کھانا پاتا - یہ واقعہ دیکھ کر زکریا نے ایک دفعہ اس سے پوچھا کہ مریم یہ کھانا تجھ کو کہاں سے آتا ہے مریم نے کہا یہ اللہ کے ہاں سے آتا ہے مریم کو بے گمان کھانا پہنچ جانا تعجب کی بات نہیں خدا جس کو چاہتا ہے بے انداز رزق دیتا ہے + 　　(باقی پھر)

دیانندی پنتھ کی حقیقت

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۵ صفحہ ۲۴)

عاجز۔ پھر مصنفان کے نام کس معتبر کتاب سے معلوم ہوئے۔ اسکی بابت ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کہ وید شروع سرشٹی میں تصنیف نہیں ہوئے ✦

دیانندی جیسے بتی کے روشن ہوتے ہی تمام کمپنی فوراً روشن ہوجاتی ہے۔ اسی طرح پرماتما کے علم سے رشیوں کے ہردے فوراً روشن ہوگئے ✦

عاجز۔ یہ تو عجیب معجزہ ہے کہ فوراً سارے کا سارا وید الفاظ و معنی کی ترتیب و ترکیب کے ساتھ ہردے میں پڑگیا اور ذرا وقت نہ لگا۔ دیانند کہتا ہے کہ جیسے کوئی بین بلجے کو بجاتا ہے یا کٹھ پتلی نچاتا ہے اس طرح پر انکو الہام ہوا۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ویدک ایشور کوئی مجسم ہوگا۔ جو بین بجاتا ہوگا یا پتلیاں نچاتا ہوگا۔ جب اُن کے دل میں فوراً ڈالا گیا تو ان کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ ایشور کا الہام ہے یا دلی خیالات کا مجموعہ۔ کیا ہر ایک مصنف کو اپنے خا[ندان] ویدکی پیروی لازمی تھی یا سبکی اگر سبکی تھی تو ضرور ہے کہ انہوں نے پہلے ایک دوسرے شاگرد بنایا ہوگا۔ یا کیا سب کے دل میں علیحدہ علیحدہ چاروں وید فوراً آگئے۔ یہ عجیب دیانندہ معجزہ ہے ✦

دیانندی۔ وید کرموں کے موافق نازل ہوئے۔ چاروں وید کی تعداد قرآن مجید کی کی مانند ہے۔ ہر وید اپنی تعلیم میں مکمل ہے ✦

عاجز۔ براہ مہربانی یہ بتائیں کہ اگر برے ہونے کے وقت کسی شخص کے اعمال اس لا[ئق] ہونگے۔ کہ اگلی سرشٹی میں اسپر وید نازل ہوں تو کیا پرمیشور الہام کا دروازہ آیندہ برھم میں بند رکھے گا۔ اور اگر ایک ہی شخص کے اعمال اس لائق ہوئے کہ چاروں وید اسپر [نازل] ہوں تو کیا پرمیشور ایسا ہی کرے گا۔ یا ضرور چار پر ہی نازل کریگا۔ آپکا عقیدہ ہے کہ وید میں معرفت۔ عمل۔ عبادت۔ علم وغیرہ کے مضمون ہیں۔ مگر یہی نہیں بلکہ جغرافیہ کی طرح

بھی رگوید کا سن وتن انتخاب ہے۔ اگر وید پوجا پاٹھ اور نصیحت کے لئے ہیں تو ان پر سُر تال وغیرہ گانے کے نشان کس نے دیئے۔ اگر گانے بجانی باقی ہے تو پوجا پاٹھ اور الہامی نہیں تکرار مضمون کا تو دید پورا پورا پابند ہے۔ سام وید سوائے چند منتروں کے پورا پورا رگوید کا انتخاب ہے نہ معلوم اسکے علیحدہ تصنیف کرنے سے کیا مطلب ہے۔ وید میں امرونہی اور حلال حرام کی ہرگز تعیین تک نہیں۔ ہاں نیوگ جیسے حیاسوز مسئلوں سے پُر ہے۔ اور گنواروں کی نظم کا پورا پورا مجموعہ ہے +

یہ تو خوب کہی کہ قرآن شریف کی کیوں متعدد سورتیں ہیں اور آیتیں ہیں کیا آپ ان کا مقابلہ چاروں ویدوں کی تعداد سے کرنے لگے ہیں ذرا کسی عاقل سے اپنی عقل کے ناخن لوائیے۔ آیتوں اور سورتوں کا مکمل کتاب سے کیا مقابلہ۔ قرآن مجید تو ایک مکمل وسند العمل موجود اور ایک خدا کے سچے برگزیدہ بندے پر نازل شدہ ہے جس نے اسے پورا پورا سمجھ کر پرچار کیا۔ آپ کے ایشور کی دانائی اسی سے ظاہر ہے کہ چار آدمیوں کو نامکمل الہام دیا سب اول تو ان کو آپس میں ہی تکمیل کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اور ایک دوسرے سے وید سیکھا ہے اگر ان کے لئے ضرورت نہ تھی تو آپکے ایشور کی صریح بے انصافی۔ کہ معمولی انسانوں کے لئے تو چار کی پابندی اور خاص بندوں کے لئے صرف ایک ذرا ہوش کرکے قلم اٹھایا کرو۔ اب مسلمانوں کا مقابلہ کارے دارد ہے +

دیانندی :- آپکو روحانی رموز سے ذرا مس نہیں خدا نے موقعہ بموقعہ قرآن اتارا۔ یہ قابل اعتراض ہے ہمارا ایشور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے +

عاجز :- اگر نیوگ اور تناسخ جیسے مسئلوں میں ہی حقانیت اور روحانیت کا عطر ہے تو بس کار طفلاں تمام خواہد شد۔ وید بڑی روحانیت پھیلائیگا +

رہا ہمیرا اعتراض سو اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور ایک عاقل اور پاک وبے عیب بندے پر نازل ہوا۔ آپ کے وید کی طرح چڑے کی مشکوں پر نازل نہیں ہوا کہ جو معنے بھی سمجھ نہ سکیں۔ اور تعلیم وتعلم کے خود محتاج ہوں۔ پھر ان سی حقانیت کا بیان ہونا چڑیوں سے دودھ کی امید رکھنا ہے۔ انسانوں کے لئے چونکہ مختلف

موقع ہوتے ہیں۔ جہاں حکم الٰہی کے بغیر انسان ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ اس لئے ایسے ایسے موقعہ پر خدا کی ہدایت کا ہونا حقانیت کی دلیل ہے کہ خدا نے عین انسان کے حال کے موافق اپنا علم نازل کیا۔ وید کیا جائیں ایسے رموز الٰہی جنکا اعتقاد ہی مشرکانہ ہے۔ خدا کو محتاج بالغیر اور ۳۳ دیوتا اُس کے خزانے کے مالک موجود ہیں۔ روح اور مادہ پر الیشور کا جبریہ قبضہ نہ ہوتا۔ تو بس وہ عضو معطل کی طرح بیٹھا رہتا کیونکہ پیدا کرنا تو اُس کی صفت سے خارج ہے پھر وحدت فی الذات کو تو ویدوں نے جائز ہی نہیں رکھا۔ تین چیزیں قدیم سے چلی آتی ہیں۔ نہ معلوم اُن کو ایک دوسرے کے خواص کیسے معلوم ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ کہنا پڑے گا کہ کچھ عرصہ الیشور کو اُن کے خواص معلوم نہ تھے بعد تجربہ بسیار خواص معلوم ہوئے اور یا وہ اُسکے بعد کی ہیں۔ کیونکہ جو ایک چیز کو بناتا ہے وہ اُسکی خاصیتوں اور تمام نکتوں سے ناواقف ہوتا ہے۔ ورنہ ایک عقلمند کی عقل یہاں آکر حیران رہجاتی ہے کہ قدیم اشیاء کی خاصیت قدیم کیسے معلوم کریگا۔ کیونکہ اُن میں ایک ساعت کا تقدم و تأخر نہیں اگر اسی فلاسفی کا شوپن ہار دلدادہ تھا تو مسلّم ہے یا شاید نیوگ فلاسفی دیکھ کر اُن کی شرن میں آگیا ہو تو شک نہیں +

دیانندی۔ سنسکرت روحانی ملک کی زبان ہے اور ودوان اسے بولتے ہیں +

عاجز۔ روحانی ملک سے آپکی کیا مراد ہے کیا یہ بولی روحوں کی ہے۔ کیونکہ وہ ۲۴ خواص رکھتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنسکرت زبان الیشور کی نہیں بلکہ روحوں کی ہے۔ بہرحال الیشور کی بولی کوئی اور ہوگی۔ پھر الیشور کی عقل پر غور کیجئے کہ کلام نازل تو کر رہا ہے بندوں پر اور بولی اپنی بولتا ہے۔ بھلا ایک گنوار کے سامنے انگریزی بولی جائے تو وہ کیا خاک سمجھیگا ہاں یاد کرا دو تو طوطے کی طرح یاد کریگا۔ یہی حال مصنفان وید کا تھا۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کا الیشور بندوں کی زبانوں سے محض ناواقف ہے۔ میکسمولر کی رائے سے آپ ہرگز اتفاق نہ کرینگے۔ آپکا تو یہ عقیدہ ہے کہ میٹھی میٹھی۔ ہپ ہپ۔ کڑوی کڑوی تھو۔ اگر اُسکی پوری رائے ویدوں کی نسبت درج کرتے تو آپکی دیانت کی قلعی کھلتی۔ جب انسان وید کے نزول سے پہلے شبد سنتے تھے تو وہ کونسی زبان تھی۔ کیونکہ سنسکرت زبان تو بہرحال وید کے نزول کے بعد معلوم ہوئی۔ پھر یہ مطلع فرماویں کہ خیر مصنفان وید نے تو گیان سے سنسکرت طوطے کی طرح پڑھ لی۔

ـ انسانوں کو انہوں نے کس زبان میں اسکا مطلب بیان کیا - کیونکہ عوام تو محض جاہل
ـ جبتک اُن کو ایسی زبان میں نہ سمجھایا جاتا - جسے وہ جانتے ہوتے تو وہ کیسے وید کے مضمون
ـ آگاہ ہوتے - معلوم ہوتا ہے یہ آپکا محض ڈھکوسلا ہے - اور سنئے - پرلے کو آپ خواب کی
حالت مانتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ پرلے شروع ہونے کے وقت انسان ہزارہا مختلف
زبانیں بولتے ہیں کیا بعد خواب اُن کو اپنی زبان بھول جایا کرتی ہے - شاید آپ کی زبان
خواب سے بیداری کے بعد روزانہ بدلتی رہتی ہوگی - یہ عجب حیرت ناک امر ہے میکسمولر
کا حوالہ بھی کل ریجن صفحہ ۱۹ آپکے خلاف ہے نہ کہ آپکے موافق - وہ کہتا ہے کہ کون انکار
کر سکتا ہے کہ وید آرین زبان یعنی آرین علم کی سب سے پرانی یادگار ہے - یعنی وید اس زبان کی
جو آریہ بولتے تھے قدیم یادگار ہے اسکا یہ تو مطلب نہیں کہ کل دنیا کی زبانوں سے قدیم ہے - صرف
آرین زبان کی پرانی یادگار ہے +

دیانندی - سنسکرت بگڑ کر اور زبانیں بنیں شدہ سنسکرت کسی نہ کسی پیرایہ میں ہر ملک و دیار
میں موجود ہے +

عاجز - براہ مہربانی یہ تو بتائیں کہ یہ زبانیں کب بنیں اور کس نے بنائیں کیونکہ سنسکرت کی قدامت
ثابت کرنے کے لئے ان کا بعد میں بنایا جانے کا زمانہ بھی مقرر ہونا چاہئے - صرف دعوی بلا
دلیل کرنے سے کچھ فایدہ نہیں ہاں اگر آپ نے یہ ثبوت کر دیا کہ یہ فلاں زمانے میں فلاں آدمی نے
بنائیں تو آپکا دعوی قابل غور ہو سکتا ہے - سنسکرت کا پونے دو ارب سال سے ہونا ثابت
کیجئے اور دوسری زبانوں کا بعد میں ہونا +

یہ دعوی آپکا بالکل باطل ہے کہ شدہ سنسکرت ہر ملک و دیار میں موجود ہے - شاید ملک سے
آپ کی مراد ہند ہے - ورنہ اور ملک تو اسکا نام تک نہیں جانتے آجتک وید تو بنارس
کی چاردیواری سے باہر نہیں نکلے نہ معلوم سنسکرت کیسے ہر ملک میں پہونچ گئی اور کس ملک
میں شدہ سنسکرت موجود ہے - اُمید ہے لالہ جی ہمیں اس ملک کا ضرور پتہ دینگے - تاکہ ہم
شدہ سنسکرت کا کھوج نکالیں شاید وہاں سے وید کے نسخے بھی نکل آویں +

دیانندی - ایشوری گیان حالت سمادھی میں ہوتا ہے نہ خواب نہ بیداری میں

جز یہ دعوی میں نے آج آپ ہی سے سنا ہے ورنہ دیانند تو صرف اتنا مانتا تھا - کہ
دھی میں رشیوں نے وید کا مطلب نکالا - آپنے وید کا نزول بھی سمادھی میں بتا دیا - کیا
دھی کی حالت بین بجانے یا کٹ پتلی بچانے کی حالت سے مشابہ ہوتی ہے - اور پھر کیا
ہیوں کو سمادھی لگانا وید کے نزول سے پہلے آتا تھا - اگر انکو گیان الٰہی وید کے نزول سے پہلے
ا - کہ وہ خدا کو جانتے تھے اور سمادھی کرکے اسکی یاد کرتے تھے تو وید الہام الٰہی نہ ہوا بلکہ انکا اپنا
لام ہو سکتا ہے کیونکہ وہ پہلے سے ہی گیان وان تھے - آپکا گرو بھاش بھومکا صفحہ ۹ پر مانتا ہے
محض عقل حیوانی سے علم حاصل ہونا ناممکن ہے تو ہم کیسے مانیں کہ وہ وید کے نزول سے
پہلے مراقبہ کرتے تھے - ذرا سوچ سمجھ کر دعوی کرنا چاہیئے +

دیانندی - الہام ملفوظات اور معنی کے تعلق کا نام ہے +

عاجز - اگر ملہمان وید معنی سے محض جاہل تھے - آپ کہتے ہیں ایسے الفاظ من کے اندر کو جانے والے
ہیں - مگر آپ کا گرو کٹ پتلی کی طرح ناچنا اور بین باجے کی طرح الہام مانتا ہے ظاہر ہے کہ
بین باجے اور کٹ پتلی کی حرکات و آواز باہر نکلتی ہے نہ کہ اندر رہتی ہے - ہم پوچھتے ہیں کہ
لفظ و معنی سے آپکا کیا مطلب ہے ذرا اُن کی علیحدہ علیحدہ تعریف اپنے گرو کی سند سے کریں
پھر آپ کے الہام کی حقیقت ظاہر کی جاویگی +

دیانندی - اسکی جانچ کشف پر تھی - سو وید زبانی یاد کرائے جاتے تھے +

عاجز - آپ تو یہ کہہ چکے ہیں کہ وید فوراً ان کے ہردے پر الہام ہو گئے پھر کیا اُنھوں نے بعد میں
سمادھی لگانی شروع کی اور جانچنا شروع کیا - اگر انھوں نے اسے جانچ کر بعد میں دعوی کیا
تو ظاہر ہے کہ پہلے اُن کو شبہ تھا کہ شاید یہ الہام نہ ہو - بعد میں سمادھی کرکے جانچنے سے انکو
قدرے یقین ہوا +

ویدوں کے حفظ کرنے کی بابت پہلے یہ بتائیے کہ مصنفان وید کو چاروں وید حفظ
تھے - یا صرف اپنا اپنا وید حفظ تھا اور وہ اسی طرح طوطی کی مانند حفظ کراتے گئے یا باسمعنی
وکن کو آپ رہنے دیجئے - کسی آریہ ورت کے حافظ کا نام بتائیے - آجکل کس دیانندی کو
باسمعنی حفظ ہیں - محمد منظور الٰہی +

ہندوں میں چھوت کا مسئلہ

ہندوں میں کم و بیش چھوت کا رواج عموماً پایا جاتا ہے۔ گو اس کمی بیشی میں ملکی رسم و رواج کو بھی بہت کچھ دخل ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں مذہبی طور پر اس کی کچھ اصل ہے گو بانیان مذہب نے اس کی بنا کچھ ہی سمجھی ہو۔ جو اُس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق ایک حد تک عمدگی رکھتی ہو مگر چونکہ اسقدر تشدد اور بنی نوع انسان سے نفرت صحیح عقل اور انصاف کے خلاف ہے اس لئے زمانہ حال کی روشنی کے سامنے لازمی تھا۔ کہ اس میں تنزل ہوتا۔ اس کے کئی ایک باعث قدرتی طور پر پیدا ہو گئے۔ ملک میں انگریزی تعلیم کا عام رواج ہونا۔ پھر اُسکا لازمی نتیجہ میل ملاپ دوستانہ تعلقات سفر بحری اور بری۔ برف اور لیمونیڈ۔ سوڈا واٹر کا رواج جس کی بوتل کو ہر ایک قوم کا آدمی مُنہ لگا کر پی لیتا ہے۔ ان سب اسباب کے علاوہ بڑا بھاری سبب جس نے چھوت کے مسئلہ کو بہت کچھ نقصان پہنچایا۔ یا واٹر ورکس ہے یعنی نلکوں کا جاری ہونا۔ گو یہ قدرتی عمل سے نہ سہی مگر اس خیال سے کہ جس طرح قدرتی اشیا میں سب مخلوق کا برابر حصہ ہے۔ دھوپ ہوا سردی۔ گرمی وغیرہ اشیا سے جس طرح ہندو فایدہ اُٹھاتے ہیں اسی طرح مسلمان بلکہ دوسری اعلیٰ ادنیٰ قومیں بھی مستفید ہوتی ہیں اسی طرح چونکہ سرکار کو بھی اپنی تمام رعیت کو ایک ہی نظر سے دیکھنی ہے اس لئے جہاں جہاں ہندوں کے بڑے بڑے شہر مثل بنارس وغیرہ کے لئے ہیں وہاں بھی یہ تمیز نہ ہوسکی۔ مگر نہ معلوم امرتسر کے ہندو بھائیوں کے لئے کس نے صلاح دی۔ کہ اُنہوں نے درخواست کردی۔ کہ نلکوں کے پانی میں ہمارے لئے تمیز کی جائے یعنی ایک نلکا اگر مسلمانوں کے لئے ہو تو ایک دوسرے مقام پر ہندوں کے لئے الگ ہو۔ ہم اس مسئلہ پر درست معقول طرز سے بحث کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ یہ غور کرتے ہیں کہ ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ ہندوں کا نلکہ مسلمانوں سے الگ ہو۔ ہمارے خیال میں معزز معصر وکیل نے بہت ٹھیک لکھا۔ کہ دو نلکوں کا ہونا بہت سے فوجداری مقدمات اور مار کٹائی کا باعث ہوگا۔ کیونکہ بعض لوگ جو بیرونجات سے آوینگے اُن کو کیا معلوم کہ ہندوں کا نلکہ کون ہے اور مسلمانوں کا

لوان وہ تو مثل دوسرے شہروں کے جہاں جہاں نلکے ہیں ایک سے سمجھکر پانی پی لینگے۔ تیسری فریق ہندو کی چونکہ وہ غرض وغایت جو اس علیحدگی سے ملحوظ تھی پوری نہ ہو گی۔ تو خوب سوچ سوچ کر چلیگا۔ شاید اس انتظام میں پولیس بھی زاید کرنی پڑے۔ پولیس کیا موجودہ مجسٹریٹوں سے مقدمات بھی فیصل نہ ہونگے۔ آخر کار مجسٹریٹ زیادہ بڑھانے پڑیں گے۔ ان وجوہ سے تو ہم متفق ہیں کہ بہت سے لوگوں کے لئے ایک روزگار کی صورت نکل آئیگی۔ مگر ہاں اپنے ہندو بھائیوں کی علیحدگی کا بیشک ہمکو رنج ہوگا ؎

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا!
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

اس دعوی کی دلیل ہم ایک آریہ اخبار سے پیش کرتے ہیں جس نے ایک دو واقعہ اسی قسم کی چھوت کے متعلق نقل کئے ہیں اور خوب ہی پھبتیاں اڑاتی ہیں۔

آریوں کا معزز اخبار ست دھرم پرچارک ہردوار مورخہ ۱۵-اساڑھ یوں لکھتا ہے

"از جنگ چین مصنفہ ٹھاکر گدادھر سنگھ"

روٹی پانی کے بارے میں دو چٹکلے بھی سن لیجئے:-

ایک چوکے میں دو تین راجپوتوں نے اپنا کھانا جا کر تیار کیا اور باہر نکلکر ٹھنڈے ہونے لگے۔ کہ ذرا دم لیکر بھوجن کرینگے۔ اتنے میں ایک امریکن سپاہی آکر آہستہ سے چولھے کی آنچ میں اپنا چرٹ سلگانے لگا۔

ہرے ہرے رام رام یہ کیا کیا یہ کیا ہوا!!! بیچارہ امریکن سپاہی حیران ہے کہ یہ کیا بات ہوئی وہ سمجھا۔ کہ شاید یہ لوگ روٹی چرانیکی تہمت لگاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کوٹ ٹوپ جھاڑ کر دکھاتا ہے۔ کہ دیکھو میں نے روٹی نہیں لی۔ صرف چرٹ سلگایا ہے۔ پر یہاں معاملہ ہی دیگر تھا۔ سپاہی نے تو ان کو جھمیلا کرتے دیکھکر اپنا رستہ لیا اور اُن دھار مک منڈوں بجز اُس کے کہ کل روٹیوں کو کرشن ارپن یا دریائے پیہو کے حوالے کرتے اور چارہ ہی کیا تھا۔

ایک دوسرے چوکے میں بھی روٹی بنکر طیار ہوئی تھی۔ روٹیوں کی تھری نہ تھالی میں چولھے کے پاس رکھی تھی۔ کہ ایک جاپانی سپاہی نے ایک ڈال تھالی کے پاس رکھے دو روٹیاں

اور جاپانی نے ہائے ہائے بابو کا تو چھوت ہو گیا - اتنی محنت کری کرائی خاک میں مل گئی - راجپوت
جاپانی پر بہت ناراض ہو رہے ہیں اور وہ غریب کھڑا مُنہ تک رہا ہے کہ یہ کیا ہوا - یہ کیوں
ناراض ہو رہے ہیں کہ میں نے تو روٹیوں کے دام سے بہت زیادہ پہلے ہی دھر دیا ہے +

ایک اور بھلے مانس راجپوت نے دیکھا کہ اب کہنا سُننا فضول ہے - سب روٹیاں
جاپانی کو دینے لگا اور اُس کا ڈالر لوٹا دیا - جاپانی نے سمجھا - کہ شاید یہ لوگ دام دینے سے
بگڑ گئے ہیں - جو کہ مناسب حرکت نہ تھی اُس نے نہایت انکساری کے ساتھ ڈالر واپس لیا
اور چاہتا تھا - کہ تھوڑی روٹیاں لیجائے - باقی اُن کے لئے رہنے دے - مگر یہاں تو معاملہ
ہی کچھ اور تھا - آخر کار جاپانی بصد شکر کل روٹیاں بھی لیگیا - اور ڈالر بھی - راجپوت اپنے
دھرم کو سمیٹ کر بیٹھے بھونے لگے +

مگر افسوس کہ اخبار رندکور نے چھوت پر پھبتیاں تو اُڑائیں لیکن جب ہم دیکھتے ہیں
کہ آریہ سماج بھی باوجود دعوی ایں و آں وغیرہ کے ایسی غیر معقول الجھن میں پھنسا ہوا ہے
آریہ سماج کے بانی دیانند جی نے گو ہندوؤں کی بہت سی رسم و رسوم بلکہ مذہب میں اصلاحیں
کی ہیں مگر چھوت کے مسئلہ کو بالکل وہ بھی نہ صاف کر سکے - اُنہوں نے بھی صاف لکھا
اور آریہ سماج کو بھی سبق دیا - کہ گوشت خوروں کے ہاتھ کا مت کھاؤ - اسی لئے ماسٹر
آتمارام صاحب جیسے آریہ نے نگینہ کے مباحثہ میں بطور فخر کے کہا تھا - کہ میں سرحد پنجاب
پر گیا - تو وہاں کے پٹھان میرے لئے پانی لسی وغیرہ لائے - مگر میں نے نہ پیا - کیونکہ وہ گوشت
خوار ہیں کیا ہی معقول وہم پرستی ہے - آریہ سماج اور یہ وہم پرستی معقول جوڑ ہے مگر اس
خیال سے کہ آریہ سماج کے اور کون سے خیالات میں پاکیزگی پائی جاتی ہے - جو اس میں
نہ ہونے سے اعتراض ہو - تمام پاکیزہ سے پاک اور پوتر نیوگ کیا کم ہے - جس کو بڑی
چمک دمک سے مہذب دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے - لہذا اس پر بھی افسوس
نہیں ؎

بلا سے کوئی ادا اُن کی بدنما ہو جا + کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

اہلحدیث

مذہب

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

میرے معزز ناظرین! جو سبجکٹ کہ آج اول ہی اول مینے اختیار کیا ہے یہ کوئی معمولی سبجکٹ نہیں ہے بلکہ یہ قریب قریب وہ وسیع سبجکٹ ہے جسپر کل دنیا اور اہل دنیا کا دارومدار ہے اس لئے مجھ جیسا ناقابل شخص اسپر قلم اٹھانے کی کیا جرأت کرسکتا ہے ہاں البتہ اسوقت اگر میری جگہ کوئی دوسرا مضمون نگار ہوتا تو بہت کچھ اُمید تھی لیکن میرے کانشنس کے اصرار یا اور جو کچھ کہا جاوے اُسنے مجھ ایسے نالایق شخص کو کچھ لکھنے پر آمادہ کردیا۔ یہ بات میں اوپر عرض کرچکا ہوں کہ صرف اسی چیز پر کل اہل دنیا کا دارومدار ہے۔ بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا ہوں تو مذہب کی جڑ خدا کو پانا ہے اور یہی اصلی سبب کل کائنات کی پیدائش کا ہے اور یہ بھی امر مسلمہ ہے کہ اسکا ذریعہ مذہب ہی تبلایا گیا ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بعض لوگ ہستی صانع عالم کے بھی قایل نہیں ہیں۔ گو میں افسوس کرتا ہوں کہ میں اُن حضرات کی اس موقعہ پر کچھ خدمت نہیں کرسکتا کیونکہ اول تو یہ بحث ہی میرے سبجکٹ کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ اسلامی پرچہ عدم گنجایش کا عذر کرتا ہے۔ ہاں اگر زمانہ نے مُہلت دی تو انشاءاللہ کچھ اسطرف بھی توجہ کیجاویگی۔ تاہم اُن حضرات سے اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ وہ لوگ صرف اپنے جسم ہی کی ساخت کو بنظر تعمق وتفکر اپنے پُرانے تعصب کے خیالات کو بالائے طاق رکھکر دیکھیں کہ یہ اُنکے آرام اور چین سے بھرے ہوئے پر حکمت عضو خود بن گئے ہیں یا کسی نے بنائے ہیں علی ہذا القیاس اور دیگر جملہ مخلوقات کو دیکھکر غور کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک مذہب والیکو دوسرا مذہب بالکل خلاف اور جھوٹا نظر آتا ہے گو کہ وہ درحقیقت خلاف اور باطل ہو یا نہو ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است
گل ست سعدی و در چشم دشمنان خار است

لہٰذا طالب حق کے واسطے بہت مشکل ہے کہ وہ کس مذہب کو اختیار کرے عقلانے

امر کے تمیز کرنے کے واسطے چند کسوٹیاں بنائی ہیں طالب کو لازم ہے کہ اُسکو انپر پرکھ کر پرکھے۔ کیونکہ اسی پر تمام دنیا کے نجات کا دارومدار ہے۔ مردم شماری کی رو سے آجکل دنیا میں پانچ مذہب زیادہ ہیں اسلام۔ یہود۔ بدھ۔ عیسائی۔ ہنود۔ ان میں سے ہر ایک ایک ہی صانع عالم کو مانتا ہے گو وہ مختلف ناموں سے ہو یا عنوان اور صفات میں کیسا ہی اختلاف ہو اور اُن میں سے ہر ایک ایک مصلح اور ریفارمر کا قائل ہے اور اُسکو پیغمبر یا اوتار یا جزو خدا کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اپنی کتاب کا اُسپر الہام ہونا بیان کرتے ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ سب مذہب ہرگز سچ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اکثر یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جو بات ایک کے یہاں باعث نجات ہے وہی دوسرے کے یہاں باعث گناہ اور عذاب ہے۔ یہ سخت غلطی کی بات ہے کہ آدمی محض تقلیداً اپنے آباؤ اجداد کی لکیر کا فقیر رہے اور اُسی پر اصرار رہے بلکہ اُسکو لازم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اُسکو قوت مدرکہ عنایت فرمائے فوراً مذہب کی تحقیق شروع کرے اور اصل اور سچے مذہب کو تلاش کرکے اُسکا پیرو بنے۔ کیونکہ ایک بہت بڑے فلاسفر اور ایک نہائی دنیا کے آقائے نامدار کا حکمتانہ قول بہت درست ہے کہ مَا مِنْ مَوْلُودٍ اِلَّا وَقَدْ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ الْاِسْلَامِیَّۃِ لٰکِنْ اَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ اور درصل یہ بات بہت سچ ہے چنانچہ اسی بنا پر ہمنے ہر طرح مذہب اسلام کو دیکھا بھالا اور اُس قوت کو کہ جو بالکل اندھا اور متعصب بنانے والی ہے یا جسکو ہم حب ملت کہتے ہیں ایک طرف رکھکر خوض کیا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت سچا دین اور جسپر تمام دنیا کی نجات ابدی موقوف ہے اور جو کل مذاہب کو فسخ کرنے والا ہے وہ صرف **مذہب اسلام** ہی ہے اور یہ ہمارا خیال محض تقلیدی نہیں ہے بلکہ بہت تحقیقی اور اظہر من الشمس ہے ؎

من غلام آفتابم کز آفتاب گویم
نے شبنم و شب پرستم کہ سر خواب گویم

مذہب مقدس اسلام کی سچی اور آسمانی کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میں الہامی ہوں اور خاص خدا کا کلام ہوں اگر تم میں سے کسی کو کچھ شک ہو تو ایک سورت یا ایک آیت

ہی مثل اس کی بنالاؤ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا
بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ۔ مگر آجتک کہ جو زمانہ تیرہ سو برس کا ہوا کوئی مخالف بھی چند کلمہ نہ بنا سکا۔
حالانکہ بڑے بڑے فرقے اس درمیان میں پیدا ہوئے اور اُن میں سے کسی نے بھی حتی الوسع
کوئی دقیقہ اور کوشش ناہی کامیابی میں اُٹھا نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ پشیمان اور شرمندہ رہے منصف
کیواسطے صرف یہی ایک دلیل مذہب اسلام کی حقانیت کے واسطے کافی ہے۔
حضرات آریہ جو اپنے آپ کو بہت حق پر خیال کئے بیٹھے ہیں اور ریفارمر ہونے کا دعوی کرتے
ہیں۔ ضلالت کے بہت گہرے چاہ میں غرقاب ہیں اُنکی کتابوں سے تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا
کہ وہ کسپر نازل ہوئیں اور وہ لوگ کون تھے اور کیسے تھے اور جو صفتیں کہ ملہم الیہ کے واسطے
مقرر ہیں وہ اُن میں موجود تھیں اور جن لوگوں پر آریہ لوگ زبردستی ویدوں کو نازل شدہ بتلاتے
ہیں اُن کے تو نسب ہی کا پتہ ندارد ہے ماسوا اسکے کہیں بھی یہ دعوی نہیں کرتیں کہ ہم صانع
عالم کا ذکر جو وحدہ لاشریک ہی کلام ہیں وہ تو درحقیقت محض مہمل کلام اور فضول عبارتوں کا
ذخیرہ ہے اور مثل عیسائیوں کی کتابوں کے شرک کی تعلیم کرتی ہیں تثلیث کا مسئلہ قایم کرتی
ہیں یعنی روح۔ مادہ کو بھی انادی بتلاتی ہیں اور اپنے خدا کو معطل کا محتاج ظاہر کرتی ہیں کہ
وہ جسکو مثل کمہار کی طرح جوڑ کر بنا دیتا ہے درحقیقت اُسکو خود کچھ اختیار نہیں ہے ع برین
عقل و دانش بباید گریست۔ خود ہندو صاحبان اس بات کے قایل ہیں کہ اُنکی کل مذہبی
کتابیں محفوظ نہیں ہیں۔ بیچاری انگریزوں کا خدا بھلا کرے کہ جنکے وسیلہ سے اُنکو اپنی مذہبی
کتابیں دیکھنا نصیب ہوا یہ صرف مذہب اسلام ہی کی سچائی ہے کہ ایک دس سالہ بچہ بھی
کھڑے ہو کر کل قرآن شریف اور فرقان حمید سنا دیگا۔ اور بفضلہ تعالی اُن کے حفاظ کی تعداد
اسقدر ہے کہ ہر اقلیم ضلع شہر قصبہ گاؤں میں ایک کافی تعداد کے ساتھ نکل سکتے ہیں۔
اور یہ قرآن شریف کا بہت صحیح معجزہ ہے اور جسپر اسکے معتقدوں کو ناز کرنا بیجا نہیں
ہے۔ بلکہ بہت بجا ہے جس کی اُسکے نازل نے خود خبر دی ہے کہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (یعنی
تحقیق ہم اُسکے محافظ ہیں) یہ بات کسی اور سماوی کتاب میں موجود نہیں کیونکہ خدا عالم الغیب ہے

اُسکو خوب معلوم تھا کہ اُن سب پر ہمیشہ عملدرآمد نہیں ہوگا بلکہ ایک اور جلیل القدر کتاب ہو گی جو ان سب کی ناسخ ہوگی اور ہمیشہ عمل میں رہیگی اور ہم اُسکی حفاظت کرینگے اور وہ خاتم الانبیاءؐ پر نازل ہوگی چنانچہ مشہور ہے کہ عیسائیوں وغیرہ مخالفوں نے بارہا کوشش کی کہ کل نسخہ قرآن مجید کے دنیا میں سے مہیا کرکے ضائع کر دیئے جائیں مگر پھر بھی بخیال حفاظت اپنے اس ہیچ پوچ اور مہمل خیال میں ناکام رہے اگر نظر غور اور انصاف سے دیکھا جاوے تو تیرہ سو برس کی قلیل مدت میں ایک تہائی دنیا سے زیادہ کا مطیع اسلام ہو جانا تائید ایزدی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اب اس مقدس مذہب کا تبلیغ کرنیوالا ابھی کوئی نہیں ہے۔ لیکن یہ محض فضل ایزدی اور اسلام کے مذہب پاک کی صداقت کی دلیل ہے کہ پھر بھی لاوارث مگر غالب ہے۔ مذہب اسلام میں ہر سال سینکڑوں بلکہ ہزاروں کا اضافہ ہوتا ہے جس کی بابت ایک منصف مزاج غیر قوم کا سیاح اس طرح لکھتا ہے "شیوع مذہب کے اعتبار سے دنیا کے بہت بڑے حصہ پر اسلام کو عیسائی مذہب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی بعض ممالک میں عیسائی مذہب فی الواقعہ اُٹھتا جاتا ہے اور اُس کے بدلہ میں مذہب اسلام قایم ہوتا اور جمتا جاتا ہے۔ ہم بالعوض اسکے کہ فتح پاتے اور آگے بڑھتے شکست پاتے اور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ مذہب اسلام مراکو سے جاوا تک اور زنجبار سے چین تک تو پھیل ہی چکا ہے۔ اب افریقہ کے شب میں پانی کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ دریائے کونگو اور دریائے زنیر کی تمام آبادیاں مسلمان ہوتی جاتی ہیں۔ مجند کا علاقہ جو زنگستان میں سب سے زیادہ قوی ملک ہے وہاں کے لوگ اب ہماری آنکھوں کے سامنے مسلمان ہو گئے۔ ہندوستان میں مغربی تہذیب صرف مذہب اسلام کیواسطے راستہ صاف کر رہی ہے۔ مذہب اسلام میں یہ بات دنیا سے بہتر ہے کہ یہ جماعت محتاط اور پرہیزگار شراب سے بری ہے" (خلاصہ مضمون جو پادری ایزک ٹیلر صاحب نے ۱۸۸۷ء میں بمقام والورہمپٹن واقعہ ملک انگلینڈ چرچ کانگریس میں بیان کیا تھا) علاوہ اسکے مذہب اسلام اور اُسکے سچے راہبر اور اہل اسلام کی سچی کتاب کی تعریفوں سے تمام مخالفوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ گاڈفری ہگنس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ میں لکھتے ہیں کہ جیسی عالی عبارتیں حقیقت میں قرآن مجید کی ہیں اُس سے زیادہ غالباً دنیا بھر میں نہیں مل سکتیں علیٰ ہذا القیاس ملاحظہ ہو ج

تحریرات ڈاکٹر ای اسپنگورومن صاحب و مورخ گبن صاحب و مسٹر ٹامسن کارلایل صاحب و مسٹر جون ڈیون پورٹ صاحب و ریورنڈ جی سلونز مبل صاحب وغیرہ وغیرہ۔ قاعدہ ہے کہ ہر دنیاوی بادشاہ اپنے اپنے مقبول نامی کے دار الخلافہ کو حتے الامکان بہت محفوظ رکھتا ہے۔ اور ہر وقت اسکی مدد کو مستعد رہتا ہے اور کسی مخالف کو بد نظری سے دیکھنے پر بھی فوراً خبردار ہو کر تدارک کرتا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ مالک عالم کے یہاں ضرور اس سے بہتر تدارک ہوتا ہوگا۔ کیونکہ اگر وہاں سامان دنیاوی ہونگے تو یہاں سامان خدائی ہونگے لیکن بڑی افسوس کی بات ہے کہ آجتک کوئی مذہب والے کہ جو اپنی سچائی کے مدعی ہیں ہرگز اسکا ثبوت نہیں دیسکتے کہ اُن کے خدا نے کبھی اُنکے پیغمبر یا رشی کے دار الخلافہ کو اپنی حفاظت میں لیا ہو چنانچہ یہودیوں کا مقدس مقام (موسیٰ کا فرار) عیسائیوں کا متبرک شہر اور سجدہ گاہ بیت المقدس صلیب اعظم آجتک اہل اسلام کے مبارک قبضہ میں ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیگا۔ ہندوؤں کے دلیوں اور رشیوں کا پایہ تخت کاشی جی گڈھ مکتیسر متھرا جی اجودھیا جی ایک عرصہ تک اہل اسلام کے قبضہ میں رہے اور اب بھی غیر قوم ہی کے قبضہ میں ہیں۔ اور ہماری عادل اور منصف مزاج گورنمنٹ کی منصفانہ نظر کی وجہ سے آجتک مسلمان خطیب بدستور قدیم جنم استھان پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے خدائے پاک کی حمد اور اسکے سچے رسول مقبول صلعم کی تعریف و ثنا بیان کرتا ہے بلکہ بقول اہل ہنود سب اعلیٰ مقام اور متبرک چیز مکتیسر اہل اسلام ہی کے قبضہ میں ہے اور اُن سے بہت خوش ہے صرف مذہب اسلام کی ہی فضیلت اور حقانیت ہے کہ مسلمانوں کا پایہ تخت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ابتداء سے ابتک اُنہیں کے قبضہ میں رہا۔ اور اُسکے لئے صاف صاف پیشینگوئی ہے کہ تمام دنیا کا سب سے بڑا جابر بڑا فاتح جو اسکی نسبت کسی قسم کا بیہودہ خیال رکھتا ہوگا ہرگز ہرگز اسپر قبضہ ہونا تو در کنار داخل بھی نہو سکیگا۔ چنانچہ یہ بھی پیشینگوئی کسیقدر ظاہر بھی ہو گئی کہ چند اہل عرب ظالم اور بیہودہ فرمانرواؤں نے اُسکے بگاڑنے کی بیہودہ کوشش کی مگر ناکام رہے اور شرمندہ ہو کر اپنے برے ارادہ کی سزا بھگتنی پڑی۔ اہل اسلام کے عقیدہ کے بموجب دجال ناپاک دنیا کے قریب قریب کل زمین طے کر ڈالیگا۔ لیکن پھر بھی ان متبرک و مقدس مقاموں پر ہرگز داخل نہو سکے گا اور اُلٹے قدموں پھریگا مخالفین اگر آسودہ ہوں تو اُس نہ ٹلنے والی پیشینگوئی کو اپنی تعصب بھری آنکھوں سے دیکھکر تصدیق کریں۔ غرض کہ مذہب اہل

سب سے سچا اور قابل تقلید مذہب ہے کہ جس کے لئے طالب کو ہزاروں نہیں بلکہ بیشمار دلایل مل سکتے ہیں مگر افسوس کہ ہمکو یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ آجکل ہم لوگ بہت بُری حالت میں ہیں اور بہت نازک حال ہے مگر یہ سب ہمارے افعال کے نتایج ہیں کہ جو ہم بھگت رہے ہیں ہمنے اُن سب عمدہ باتوں کو (کہ جنسے آجکل کی سب سے زیادہ مہذب شمار ہونیوالی قوم نے تہذیب سیکھی اور اپنی وحشیانہ حالت کو سنبھالا اور مہذب کہے جانے کے مصداق ہوئی) بالکل چھوڑ دیا اور اُن سے قطعی نفرت کرنے اور اُنکو باعث ضلالت اور خارج از مذہب جاننے لگے ہماری مہربان اور محسن گورنمنٹ نے ہمکو ہر طرح کی آزادی عطا کی ہے ہم لوگ ہر طرح سے اپنی ترقی کے واسطے آزادانہ کوشش کر سکتے ہیں افسوس! اب ہم لوگوں کو اگر کوئی شغل رہگیا ہے یا اگر کوئی چیز کہ جس کو ہم باعث ترقی سمجھتے ہیں ہے تو وہ یہ ہے کہ ہمارا مذہب سب سے پاک اور سچا ہے یا سوائے اسکے یہ کہ گائے کا گوشت چٹ کرکے مسلمان علی خاں بن گئے۔ رہے ہمارے زمانہ کے حضرات علما اُنکو تو تکفیر کے فتوی دینے اور حرام حلال کی بحث ہی سے فرصت نہیں ہے اس طرف کیوں متوجہ ہوں۔ اگر ہم کہیں اس اسلام کی بو پاتے بھی ہیں تو وہ صرف اسقدر ہے جیسا کہ عشاق کے دل میں صبر اور اُنکی مختصر تعداد بھی اتنی ہے کہ جو **اَلنَّادِرُ کَالْمَعْدُوْمِ** کے تنگ احاطہ میں مقید ہے افسوس یہی مسلمانی ہے اور یہی ترقی کا زینہ ہے خیر اب قوم کا مرثیہ کہانتک گایا جائے یہ تو کبھی ختم نہیں ہونے والا ہے اور نہ اس سے کچھ فایدہ ہی معلوم ہوتا ہے ؎

نہ آیا ہمیں ہوش اللہ رے غفلت
تھکے وہ دعاؤں کو دم کرتے کرتے

دنیا کے سب سے زیادہ مہذب جماعتوں کے مؤرخوں اور اسلام کے سب سے بڑے معترضوں کا سب سے بڑا اعتراض اسلام پر یہ ہے کہ مذہب اسلام بجز تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ یہ اعتراض بالکل غلط اور مہمل ہے اسلام ہرگز تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ معترضوں کو پہلے اسلام کی ابتدائی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ ایک اُمی (ان پڑھ) شخص نے (جس کے پاس نہ تو کوئی بڑی جماعت تھی۔ اور نہ ایسا عالم تھا بلکہ خلاف اسکے ایسی جگہ پیدا ہوا تھا کہ جہاں علوم وفنون کا نام ونشان تک نہ گیا تھا نہ آپ بادشاہ تھے نہ امیر نہ تاجر) بڑے بڑے گردن کشوں مغروروں اور زور آوروں اور دولتمندوں کو

گرویدہ کرلیا اور ان سب نے اپنی دولت اور ثروت کو بالکل تج دیا اور وہ زور آور اور گردن کش ایسے مطیع اور فرمانبردار ہوگئے کہ بجائے پسینہ کے خون گرانے کو تیار ہوگئے کیا آنحضرت صلعم (فداہ اُمی و ابی) کی تلوار نے ایسا کیا تھا۔ علاوہ اس کے حضرتؐ کے خلفا اور حضرتؐ کے لشکر کے بہادر جرنیلوں کے کارناموں کو ملاحظہ فرمائیے کہ کس کس نے کہاں کفار کی گردنوں پر تلوار رکھکر اسلام قبول کرایا۔ بلکہ بڑی حضرتؐ کے جنرل حضرت **خالد** رضی اللہ عنہ کے کارناموں کو مطالعہ کریئے ماسوا اسکے اور بہت سے واقعات مل سکتے ہیں مثلاً ایک واقعہ گذارش کرتا ہوں کہ حضرتؐ کیوقت میں ایک مسلمان اور ایک کافر کے درمیان جھگڑا ہوا اور وہ دونوں حضرتؐ کے پاس فیصلہ کو آئے اور آپؐ کو ثالث مقرر کیا (اللہ اکبر اُسوقت کے کافروں کا اطمینان ہی اس اعتراض کو دور کرتا ہے کہ جنہی حضرتؐ پر پورا غیر طرفدار ہونے کا بھروسہ اور یقین کرکے حضرتؐ کو ثالث مقرر کیا۔ پھر آگے حضرتؐ کا بھی منصفانہ فیصلہ سنیئے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً مقدمہ کو سنکر اور غور کرکے مسلمان کے خلاف کافر کے حق میں ڈگری دی مسلمان بہت پریشان ہوا۔ اور یہ خیال کرکے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے بہت بڑے طرفدار ہیں اُنکے پاس میرا حسب منشا فیصلہ ہو جاویگا اُن کے پاس گیا آپ نے معاملہ سنکر فرمایا کہ ذرا ٹھیرو اور یہ کہکر اندر گئے اور تلوار لاکر مسلمان کا سر کاٹ لیا اور فرمایا کہ جو حضرتؐ کے فیصلہ سے انکار کرے اور مجھ سے یا حضرتؐ سے یہ اُمید رکھے کہ اہل اسلام کی طرفداری کی جاویگی اُسکے واسطے یہ سزا ہے۔ یہ روایت کسقدر قابل غور ہے کہ اسلام نے ہرگز ظلم یا جہاد کی اجازت نہیں دی ہے اور نہ کہیں قتل عام کا حکم دیا ہے۔ ہاں البتہ ابتدائی حالت میں جب دیکھا گیا کہ کفار اشرار دین اسلام کے برباد کرنے کی فکر کرتے ہیں اور خدائی مقصد کی مخالفت کرتے ہیں اور علاوہ اسکے طرح طرح کے ظلم اور ایذائیں دینے لگے۔ با ماسوا اسکے تبلیغ رسالت جو کہ ایک امر ضروری تھا اسلئے اپنی بہت ملائمت اور خلق کے ساتھ **مذہب اسلام** کو پیش کیا اور دلایل قاطعہ اُسکی تائید میں پیش کئے اور بت پرستی سے منع کیا اور اُس کی بُرائیاں پیش کیں۔ جب اُن ظالموں نے اُسپر بھی نہ مانا تب اُن سے آپس کے میل ملاپ اور یکرنگی اور ایک قوم ہو جانے کے واسطے جزیہ طلب کیا اور صاف صاف کہدیا کہ اس صورت میں ہمکو تمہاری جانوں مالوں یا مذہبوں سے کچھ سروکار نہ ہوگا اور تم آزاد رہوگے۔ بلکہ

ہمکو ہماری مصیبت اور کسی دشمن کی چڑھائی کے وقت پر مدد کرنا ہوگی جب اسکو بھی انہوں نے نانا نے مجبوراً لڑائی کرنی پڑی۔ کیونکہ یہ اسوقت کا فرض تھا۔ کیونکہ بغیر اسکے اصلی باعث تبلیغ رسالت نہیں ہوسکتی تھا لیکن اب اسکا وقت نہیں رہا کیونکہ اب تو اللہ جل شانہ نے وہ محسن اور رحمدل گورنمنٹ بھیجی ہے کہ وہ کسی طرح ہمکو ہماری آزادی میں ہارج نہیں ہے اب ہمارے مذہب کی رو سے کوئی شرط نہیں پائی جاتی اور جہاد اب قریب قریب ناجایز ہوگیا ہے اگر ہمارے قوم کے متعصب ملا کچھ ہی کیوں نہ خیال رکھیں ہاں میں اسکا منکر نہیں ہوں کہ بعض نفس کے مطیع بادشاہوں نے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنے کے واسطے جہاد کا جھوٹا حیلہ کرکے اور قوم کے جوشیلے مسلمانوں کو جوش دلا کر اپنا مطلب حاصل کیا سو اسکا انکو حساب دینا ہوگا اور احکم الحاکمین کے یہاں وہ اسکے عوض ماخوذ ہونگے انکی اس بیجا کارروائی سے مذہب اسلام کے سچے بے داغ آفتاب پر ہرگز دھبہ نہیں آسکتا۔ جہاد فی سبیل اللہ اور نیک نیتی کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ ایک بار کسی جہاد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیر خدا نے ایک کافر کو زمین پر گرایا اور قریب تھا کہ اس کے جرم کو اس کے سر سے سبکدوش اور اسکو ہمیشہ کے جھگڑوں سے نجات بخشیں کہ یکایک اس نے اس دہن مبارک پر جو مثل آفتاب داغ کفر سے پاک تھا تھوک دیا۔ آپ فوراً اس سے علیحدہ ہوگئے۔ اس کافر نے آپ سے سوال کیا کہ تلوار سے تو مطلق پیچھے نہیں ہٹے۔ لیکن تھوک سے آپ نے اپنے مغلوب دشمن کو کیوں چھوڑ دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلے میں تجھ سے محض خدا کی راہ میں لڑتا تھا۔ لیکن تو نے مجھ پر تھوک کر مجھکو غصہ دلا دیا اس حالت میں میں اگر تجھکو قتل کرتا تو وہ خالصتہً للہ نہ ہوتا بلکہ میری نفسانی شہوت بھی اس میں شریک ہوتی۔ اس بات کو سنکر اس کافر کے دل پر بہت بڑا اثر ہوا اور فوراً دین پاک اسلام میں داخل ہوگیا۔ یہ طریقہ اکثر رہا ہے کہ حق و باطل میں تمیز کرنے کے واسطے دو گروہ ٹھہرائے تھے کہ خدا حق کو فتح دیتا ہے۔ یہ طریقہ ایک عرصہ تک یورپ میں بھی رایج رہا اور ابھی تھوڑے عرصہ سے موقوف ہوا ہے۔ اسی طرح دین اسلام نے بھی اپنے مذہب اسلام کو حق ثابت کردیا۔ چنانچہ مورخین بھی اسکے قایل ہیں کہ اکثر اوقات بلا کسی حیلہ و مکر کے چار چار ہزار نے دو تین لاکھ کا مقابلہ کیا اور فتح پائی۔ یہ بات اگر تائید ایزدی سے نہیں ہوئی تو پھر کیونکر ہوئی۔ اسلام کے کسی سچے مسلمان بادشاہ نے کبھی اپنی نفسانی غرض کو پورا کرنے

بھی نہیں کیا اور جہاد میں کبھی ظلم نہیں کیا اور فریق مغلوب کے قیدیوں اور رعایا سے بہت اچھا برتاؤ کیا۔ چنانچہ یورپین مؤرخ بھی اُسکے معترف ہیں مگر افسوس ہے کہ حضرات عیسائی بخلاف اپنے مذہبی اصول کے (اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اُسکے سامنے حاضر کر دو) ہمیشہ کو مذہب کے نام سے بڑی بڑی بربریاں اور خونریزیاں کرتے رہے اور ہمیشہ کوئی ذاتی غرض مذہب پر ترجیح رکھی۔ اور مفتوح اور مظلوم اشخاص کے ساتھ جو برتاؤ کرتے رہے وہ بھی اُن کے دل خوب جانتے ہیں اور تواریخ کی کتابیں پکار پکار کر یہی شہادت دے رہی ہیں۔ عیسائی سردار (بوہمنڈ) نے مسلمان قیدیوں کو ذبح کر کے اور اُن کے گوشت کے ٹکڑوں کو سیخوں پر چڑھا کر کباب کی طرح بھون کر کھا گئے اور لشکر کا لشکر اس ضیافت میں شریک ہوا (ملاحظہ ہو عیسائی رحم اور خلق) ثبوت کے لئے دیکھو تاریخ جہاد جلد ۱۔ ص ۱۳۷
عیسائیوں نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو جو سلوک مفتوح مسلمانوں اور اُنکی عورتوں اور بوڑھوں اور بچوں سے کیا اُسکے ذکر سے انسانیت شرمندہ ہوتی ہے۔ ستر ہزار سے زیادہ بے پناہ اور مفتوح مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے جوش اور مسرت سے پوپ کو اطلاع دی کہ مسلمانوں کا ناپاک خون گھوڑوں کے گھٹنوں اور لگاموں تک پہونچ گیا تھا
رچرڈ بادشاہ انگلستان نے عکا کی فتح کے بعد پانچ ہزار مسلمانوں کو جنکو وہ خود امان دے چکا تھا، بے دریغ قتل کیا اور کسی موقعہ پر بھی کسی مسلمان کے ساتھ احسان و رحم تو درکنار ایفاء عہد بھی نہ ہوا۔ نہیں سنا گیا کہ کسی مسلمان بادشاہ نے کبھی ایسی وعدہ شکنی اور بدعہدی کی ہے۔
صلاح الدین اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیت المقدس کی فتح کے بعد جو سلوک مفتوح عیسائیوں سے کیا وہ بھی مؤرخ خوب جانتے ہیں کہ اُس نے خود حیلہ تلاش کر کے اکثر کو بلا جزیہ چھوڑ دیا اور اہل اسلام نے جس شہر کو فتح کیا تو اُن کے جان و مال کی مسلمانوں کے جان و مال کی طرح حفاظت کی۔ حصن برزیہ کو جب سلطان موصوف الصدر نے فتح کیا تو اُس کی اہلیہ جو ہمشیرہ والی انطاکیہ کی زوجہ کی تھی معہ ایک لڑکے اور خادموں وغیرہ کی قید میں آ گئے مگر سلطان نے ان کی عنایت کر کے بہت انعام و اکرام دیکر با حفاظت انطاکیہ تک پہونچوا

سے بوجہ اُنکی سفاکیوں اور سخت تعدیوں کے رکھتا تھا سامنے ہونے پر بارہا معاف کردیا عکہ کے محاصرہ میں سلطان نے محصورین کو اُنکی زندگی اور آزادی بخشدی (رچاڈ صفحہ ۴۵۳) ایک مرتبہ اس رحمدل بادشاہ کے پاس ایک عیسائی عورت روتی آئی۔ اور اپنے لڑکے کے قید ہوجانے کا حال بیان کیا۔ سلطان اُسکی بیقراری دیکھکر رو دیا اور تلاش سخت کی۔ اُس کے فروخت ہوچکنے کی خبر معلوم ہوئی۔ اُسنے خود قیمت ادا کرکے اُسکی ماں کو دلایا۔ ایک مرتبہ جنگ میں جبکہ فلپ اور رچرڈ دونوں بیمار پڑ گئے۔ سلطان کو خط لکھکر میوہ اور برف منگوایا سلطان نے فوراً بھیجدیا کہ جسکو کھا کر وہ پھر لڑنے کے قابل ہوئے۔ نورالدین بادشاہ نے اپنے حریف اور دشمن عیسائی بادشاہ بالڈون ثالث کے مرنے پر کمال فیاضی سے اُسکے ملک پر حملہ کرنے سے انکار کیا تھا اور عیسائیوں کے ضعف اور ابتری سے فایدہ نہیں اُٹھایا۔ لیکن افسوس اور غیرت کی بات ہی کہ جب نورالدین فوت ہوا اور ایک غریب بیٹا گیارہ برس کی عمر کا رہگیا کہ جس کو خود اپنے چچا سیف الدین کے جھگڑوں سے فرصت نہ تھی تب المورلی نے جو کچھ کیا وہ ہم سے تحریر نہیں ہوسکتا اُسکو ہم عیسائی مورخ آرچر کے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب نورالدین سنہ ۱۱۷۴ء میں فوت ہوا تو المورلی نے اپنے بزرگ اور فیاض حریف کے عمل کے برعکس ایک نے سلطان ملک پر حملہ کرنے میں کوئی تامل اور غیرت نہیں کی اور فوراً آکر پانیاس کا محاصرہ کیا جسکو نورالدین کی بیوہ نے بہت مال دیکر ٹالدیا اور طرپاس کو ہٹ گیا" علاوہ اس کے اور بہت سے مسلمان بادشاہوں اور عیسائیوں کا مقابلہ ہوسکتا ہے جو اہل تاریخ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ دیکھو مکمل تاریخ کروسیڈ رچاڈ و رچرڈ وغیرہ صفحات ۵۰۴ وغیرہ وغیرہ۔

اہل ہنود زیادہ نہ سہی مگر تھوڑا پارٹ ضرور اس اعتراض میں لیتے ہیں اس لیے اُنکو اپنے اوتاروں کی مسٹری ملاحظہ کرنا چاہیے کہ خدا کے اوتار سری پرسرام جی نے بعوض ایک اپنے والد کے خون کے کل چتری کو نہایت بے رحمی سے پے درپے اکیس مرتبہ قتل عام کرکے دنیا سے نیست و نابود کردیا اور ہمراہیان اوتار ند کور نے مقتولوں کی بیواؤں کے ساتھ فعل بد کیا

لنکا باشی کے لوگوں کو جو محض بے قصور تھے قتل کیا اور لنکا پوری میں آگ لگادی (بالمیک راماین) تیسرے اوتار سری کرشن چندر جی نے ایک عورت رانی رکمن جی سے شادی کرنے کی غرض سے ہزارہا برہمنوں کو علاوہ راجہ ششپال تو شہ کے قتل کیا اور زبردستی رانی مذکور سے شادی کرلی (مہابھارت) ان میں سے کونسا واقعہ دھرمی حمیت یا اور کسی مذہبی امور کے واسطے ہوا ہے اور کیا یہ منوسمرتی ادھیا ۲ اشلوک ۱۵۹ - اور ادھیائے ۲ اشلوک کے خلاف نہیں ہے اور یہ داخل رحم سمجھا جاتا ہے اسلام نے اگر کسی وقت میں جہاد کی اجازت دی بھی تھی تو اس میں کس قدر شرائط تھے جس کے لیئے دیکھو تواریخ اسلام مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب وغیرہ وغیرہ

اب ہمارے ناظرین بہت تھک گئے ہونگے اور یہ مضمون ایسا ہے کہ جو کبھی ختم نہیں ہونے والا ہے اور ہمارے علما نے اسپر بہت کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب بھی ہوئے ہیں اس لیئے ان کے آگے فروغ پانا ؛ سورج کو چراغ ہے دکھانا - اب میری آخری دعا یہ ہے کہ مجکو اور سبکو صراط مستقیم کی پیروی نصیب ہووے ؎

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زباں سے
کہ پورا ہو جو مدعا ہے کسیکا

اچھا اب رخصت ہوتا ہوں ع پھر ملیں گے اگر خدا لایا ؛ ؎

دکھاؤں گا تماشا دی اگر فرصت زمانہ نے ؛ مرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغاں کا

راقم آپ لوگوں سے غلطیوں کا امیدوار معافی اور مسلمانوں کا
ایک نیا خادم اور نام لیوا از شاہ آباد ضلع ہردوئی -

برق اسلام
بر
ترک اسلام

ناظرین! برق اسلام بہت دنوں سے چھپ کر تیار ہے - حجم ۳۰۴ صفحہ

تفسیر ثنائی اردو

جلد اول سورۂ فاتحہ و البقرہ ۵/۸
جلد دوم آل عمران و النساء ۵/۸
جلد سوم مائدہ الانعام اعراف ۵/۸
جلد چہارم انفال سے نحل تک ۵/۸
چاروں جلدوں کے ایک ساتھ خریدار سے معہ محصولڈاک مبلغ
سات روپے ..... عـه

اسلام و برٹش لا

سیاست شرعیہ اور قوانین انگریزی کا مقابلہ اسلامی قانون کی فضیلت ... ۵/

اہل حدیث کا مذہب

فرقہ موحدین کے متعلق کہ وہ کن کن مسایل کو مانتے ہیں اور کن سے انکاری ہیں بغیر دلآزاری کسی فریق کے ۴/
اسلامی تاریخ آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات بطرز حکایات ننھے ننھے بچوں کے لئے نہایت مفید ... ۱/

حدیث نبوی
اور
تقلید شخصی

حدیث شریف اور تقلید شخصی پر بحث اور منکرین حدیث کے جواب ۶/
خصایل النبی بشمایل ترمذی کا بامحاورہ اردو ترجمہ جس سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزانہ عادات مبارک معلوم ہوں قیمت .. ا/

تفسیر القرآن بکلام الرحمن

عربی میں بالکل نرالی طرز کی تفسیر جس میں ہر آیت کے معنے پر دوسری نہ کسی آیت سے استدلال ہے تمام قرآن مجید کی تفسیر قیمت ۵/۸

حق پرکاش

سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش متعلقہ قرآن کا مفصل و مدلل جواب ۱۲/

شریعت کی زندگی

قیمت ا/

شریعت و طریقت ..... ا/
حدوث دنیا ۔ دنیا کی پیدایش کے متعلق آریوں سے مباحثہ قیمت ۲/

حدوث وید

وید کی قدامت کا ابطال خود وید کی شہادت سے ا/

السلام علیکم

اسلام کے مسایل اور اسلامی اسلام کا غیر مذاہب کے سلام سے مقابلہ ا/
تہذیب کے احکام قیمت ....

تقابل ثلاثہ

توراۃ و انجیل اور قرآن کا مقابلہ قرآن شریف کی فضیلت ۸/
ادب العرب صرف و نحو کا گویا اردو معلم ہے جس سے بلا مدد استاد عربی گرامر سے واقف ہو ۸/

الہامی کتاب

قرآن اور وید کے الہامی ہونے پر مفصل بحث قرآن مجید کی فضیلت قیمت فی جلد ۱۰/
بحث تناسخ تناسخ اور مادہ کے ابطال کے لئے یہ رسالہ کافی ہے ۲/

نماز اربعہ

اسلامی نماز کا ہندو آریہ اور عیسائیوں کی عبادت سے مقابلہ اور اسلامی نماز کی فضیلت ۲/
رسوم اسلامیہ رسوم قبیحہ متعلقہ بیاہ شادی وغیرہ کی تردید اور اتباع سنت کی تاکید قیمت .... ا/
ہدایتہ الزوجین نکاح و طلاق مسایل خاوند بیوی کے حقوق کاتیبان خانہ داری کی انشا ا/

محصول ڈاک بذمہ خریدار ہے

منشی کرم بخش ... پرنٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

پندرہ روزہ

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

جلد ۶ نمبر ۱۰

بابت ۱۵ - اگست سنہ ۱۹۰۴ء مطابق جمادی الاول سنہ ۱۳۲۲ھ

لیکھرام کا قاتل پکڑا گیا

یہ میں نے مانا کہ آج خنجر میرا گلو بھی نہیں ہے گلہ کہ پتہ قاتل کے اد نہ مگر ہمیشہ تو بھی نہیں رہیگا اس کمبخت کی تلاش میں کیسی کیسی سرکار کو بھی دقتیں ہوئیں بڑے بڑے معززین کو تکلیفیں پہنچیں پنجاب کی معزز انجمن حمایت اسلام لاہور کے دفتر کی تلاشی ہوئی۔ مرزا صاحب قادیانی پر بھی قانونی کارروائی ہوئی مگر آخر ظالم کا پتہ ملا۔ تو بقول شخصے ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں"۔ پاس ہی سے نکل آیا اور نکلا بھی رہی جو بقول۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ اپنا ہی ہندو بھائی: تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۲۹ جولائی کے آریہ اخبار ہتکاری امرتسر سے پتہ ملا۔ کہ ۲۴ جولائی کو پنڈت تلسی رام جی اسٹیشن ماسٹر فرید کوٹ کو ایک ہندو نے چاقو سے پیٹ چاک کر دیا۔ اڈیٹر ہتکاری لکھتا ہے کہ ہم اب ایک جگر خراش اور دردناک خبر سناتے ہیں جسکو سنتے ہی آپکی آنکھوں کے سامنے دھرم ویر پنڈت لیکھرام کے قتل کا نظارہ عملی طور پر دوبارہ تازہ ہو جائیگا۔ بیشک ہم یہ واقع پڑھکر حیران ہو گئے اور ہم خوب سمجھ گئے کہ لیکھرام کا قتل بھی اسی ظالم کا کام ہے جس نے پنڈت تلسی رام جیسے نوجوان آریہ کو محض ایک لیکچر پر قتل کر ڈالا۔ غضب یہ کیا کہ اسی وحشت سے قتل کیا جیسے کوئی بڑا مشتاق کرتا ہے۔ سامنے

ہی پہلے پسی ہوئی نون مرچیں پنڈت مذکور کی آنکھوں میں ڈال دیں جب وہ بیچارہ مظلوم آنکھیں ملنے لگا۔ تو ظالم نے چاقو اسکے سینے میں چلا کر بیچارہ کا کام تمام کیا رہ گیا۔ اسجگہ ہم ہتکاری کے اصلی الفاظ لکھتے ہیں :-

"افسوس ہمارا پیارا بھائی ہمیں چل بسا آریہ سماج کی آنکھوں کا تارا کو عین عالم شباب میں ہم کھو بیٹھے فرید کوٹ میں دھرم کے یودھا کو ایک مردود ملیچھ و موذی نے چھپ کے خاک میں ملا دیا۔ حاسدوں کے کلیجے ٹھنڈے ہو گئے دشمنوں کی امیدیں بر آئیں" لیکن اس قتل کی وجہ کیا ہوئی؟ یہی جس کی بابت ہندو ہمیشہ نالہ و فغان کیا کرتے ہیں کہ آریہ سماج ہمارے دھرم اور ہمارے بزرگوں کی سخت ہانی تحقیر کرتا ہے۔ چنانچہ لیکھرام کے قتل کے موقعہ پر بھی حالانکہ اخلاقی طور پر آریوں سے ایک ہمدردی کا موقعہ تھا۔ ہندوؤں کے لیڈروں نے بڑی زور کے ساتھ اس سے نفرت ظاہر کی لکھا کہ :- یہ مسلمہ امر ہے کہ لیکھرام کی اپنی بدزبانی اور فحش بیانی کے لئے مشہور تھا۔ عام اہل ہنود کے خلاف وہ ایسے مغلظات کا استعمال کیا کرتا تھا کہ ہندوؤں کو اسکی صورت اور اسکے نام سے نفرت تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی کا نام مذہب نہیں ہوتا تھا۔ جنتک وہ ہندوؤں کے دیوتاؤں اوتاروں بزرگوں کو قابل پرستش اصحاب کو پاپی پاپی کر کوس لے سناتن دھرم گزٹ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء :-

پھر کیا کرا اخلاق میں دیانند کے برابر شاید ہی کوئی ہوا ہو ایک سرے سے آخر تک سب پر گالیوں کی بارش کی ہے۔ چیلے چانٹے بھی اسی راہ گئے ہیں کوئی کیسا ہی پاجی بدمعاش آوارہ کیوں نہ ہو آریہ سماج میں داخل ہوا اور [illegible] بنا۔ بوڑھے سے بوڑھے رشی کی مانند ہندو پنڈت کو گالی دینے میں بھی ان لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ سناتن دھرم گزٹ اگست ۱۸۹۷ء .... دانا تو جب ہی سمجھ گئے تھے کہ پنڈت لیکھرام کا قاتل کون ایسا دل چلا ہے جسکے بزرگوں کو اس نے پاپی پاپی کر کوسا ہوگا مگر اسوقت آریہ سماج کو ایک جنون سر پر سوار تھا۔ کہ ناحق بے سوچے سمجھے یا ہندوؤں سے کسی قومی کام چندہ بٹورنے کے لئے مسلمانوں کا نام لیدیا۔ آخر سچ ہے کہ خون ناحق پروانہ شمع را چندان امان نداد کہ شب را سحر کند۔ ہم نے ابھی زندگی ہی میں سن لیا کہ ہتکاری جیسا پکا آریہ بھی یہ پکار اٹھا کہ رشی دیانند نے ریاست جودھپور میں جا کر وش کھائی جس کے پرچار کے لئے دھرم ویر پنڈت لیکھرام نے آنتیں کٹوائیں اور جس کے پرچار کے لئے مہاں ویر پنڈت تلسی رام جی نے سینہ چاک کراتے ہوئے شہادت پائی :- تینوں مقتولوں (دیانند۔ لیکھرام۔ تلسی رام) میں سے دو تو یقیناً ہندوؤں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے اس سے گمان غالب ہو کر دیانند مقتول پر کسی ایسے ہندو نے ہاتھ صاف کیا ہو۔ اخیر میں ہم آریہ سماج کے اس ماتمی غم میں شریک ہو کر انکو تسلی دیتے ہیں کہ ؎

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند ؎ لاغر صفتان زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز ؎ مردار بود هر آنکه او را نکشند

(اہلحدیث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

کتاب انسان اور اُس کی تقدیر

اور

آریہ مسافر میگزین کی تقریر پُر تزویر

مولوی محمد فیروز الدین صاحب فیروز ڈسکوی نے جو کتاب انسان اور اُسکی تقدیر تصنیف کی ہے فلسفہ علم الٰہی کی ایسی زبردست کتاب ہے۔ کہ آجتک اس قسم کی کوئی کتاب کم تصنیف ہوئی ہے۔ اس میں روح اور اُسکی ماہیت۔ صفات وخواص کا بیان اور حدوث روح کا ثبوت ایسے بدیہی اور زبردست دلایل سے مزین کیا ہے۔ کہ جیسے کوئی حق شناس ایک دفعہ غور سے پڑھ لے سہی۔ پھر اُسے فلسفہ مزاجی کی صداقت اور اسلام کی حقیقت میں ذرا بھی شبہ نہیں رہ سکتا۔ کتاب ستیھیارتھ پرکاش اس کتاب کے مقابلہ میں ردّیات سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتی روح

کی حماقت اور تناسخ کا بطلان حکمت فلسفہ سائنس اور طب سے اس میں ایسا اظہر من الشمس کر دیا ہے
کہ شکل حماری کی طرح گدھا بھی اُسے سمجھ سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ دیانندی اُسے مطلق نہیں سمجھے
اور سمجھائے سکے کہ اس کتاب کو حرز جان بناتے اور اُس سے کچھ فایدہ اٹھاتے اُلٹا اُسکی نسبت کچھ کلا
پچھ جس کا سر نہ پیر یونہی فلسفہ چھانٹ کرنا شروع کر دیا ہے۔ مگر سہ کہیں خاک ڈالے سے چھپتا ہے
چاند۔ بلکہ آسمان پر کا تھوکا مُنہ پر آتا ہے۔ اُلٹا اُنہی کی لیاقت و دیانت طشت از بام ہوتی ہے
دیانندیوں کی اگر قسمت یاور ہوتی۔ تو اس کتاب کے دیکھتے ہی تناسخ کی لغویت پر آگاہ ہو کر اس
عقیدہ گندیدہ سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہو جاتے۔ اور اُصول قرآنی پر ایمان لاکر شرف
اسلام سے مشرف ہوتے۔ مگر ان لنگوٹہ بند فقیر کے چیلوں سے ایسے بھاگ کہاں؟ ناحق ضد اور
تعصب۔ عناد اور استکبار ان کے رگ و ریشہ میں داخل کر دیا ہے ۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس ہرزہ درائے انسان اور اُس کی تقدیر کو شروع سے
اخیر تک مطالعہ کیا ہی نہیں بلکہ صرف ایک جگہ سے تھوڑا سا دیکھکر کچھ کا کچھ لکھ دیا ہے۔ ورنہ اگر وہ
شروع سے اخیر تک ایک دفعہ اُسے دیکھ لیتا تو اُسے اس مضمون کے لکھنے اور اس قسم کی ہرزہ درائی
کی کبھی ضرورت ہی نہ رہتی۔ کیونکہ جس قدر اُسکی لغویات ہیں ان سب کے مفصل جوابات دوسرے
مقامات پر اس کتاب میں موجود ہیں مگر اتنی تکلیف کون اُٹھاتا۔ اگرچہ ایسے ہنگو آدمی کے لغویات
کے جواب میں قلم اُٹھانا محض تضیع اوقات تھا۔ لیکن اس خیال سے کہ کہیں اُسکے سر میں باد غرور نہ
بھر جائے کہ میرے مضمون کا کوئی جواب ہی نہیں دے سکا۔ کسی قدر لکھنا مناسب سمجھا گیا۔
جو ہمارے پہلوان **منشی منظور الٰہی** صاحب بدوی نے مختصر لکھ کر ارسال کیا ہے ۔
اُمید ہے کہ آپ کے انسان اور اُسکی تقدیر کو غور سے مطالعہ کرینگے اور اپنے لغو اعتراضات کو
واپس لیکر دیانندی مذہب سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرینگے۔ اور اگر سعادت یاور ہوئی
تو جس قدر جلد ممکن ہو شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے ۔ اڈیٹر

وھوھذا

ویدک فلسفہ رُوح
اور
دیانندیوں کی گپیں

جدھر دیکھو اور جہاں سے سنو یہی صدا آرہی ہے۔ کہ آج دیانندی فلاں دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور آسمان وزمین کے قلابے ملا رہے ہیں گو اپنا گھر خالی ہے۔ مگر دوسروں کو اپنی زبان درازی سے تکلیف دے رہے ہیں ہم نے خود اُن کے بڑے بڑے لمبے چوڑے دعاوی دیکھے اور سنے مگر جب اُن سے ثبوت مانگا گیا ہے تو یہی جواب ہے کہ اندھے کی طرح لاٹھی پکڑ کر ہمارے پیچھے چلے آؤ عقلی نقلی دلیل نہ مانگو۔ الہام وید۔ قدامت وید وغیرہ تو آجتک کسی نے ثابت کر کے نہ دکھلایا اور ہونے دو ارب کا سلسلہ باوجود اس جد وجہد کے آجتک نظر نہ آسکا۔ آخر ہار کر مسٹر تلک جیسے ویدی مجبور ہو گئے کہ وید کی نسبت اپنی سچی رائے ظاہر کریں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "اورین (مرگ) اور ویدوں میں قطبی گھر" میں لکھتے ہیں کہ ویدک زمانہ کو گذرے ۴ ہزار برس ہوئے ہیں۔ اور اسی کی تائید راجہ شو پرشاد ستارہ ہند اپنی کتاب آئینہ تاریخ نما میں کرتے ہیں۔ اب دیانندیوں نے ویدک فلسفہ روح پر اپنے بڑے بڑے دعاوی پیش کرنے شروع کر دیئے ہیں چونکہ ہمارا کام حق وناحق کو پرکھنا ہے۔ اس لئے ہم دیانندیوں کی دیگر گپتوں اور شاستروں کے حوالہ جات کو ایک طرف رکھکر اور اسی طرح مسلمان فلاسفران کی تحقیقات وغیرہ کو علیحدہ رکھکر صرف روح کی بابت جو کچھ قرآن اور وید نے بیان کیا ہے۔ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دیانندیوں کی فضول اور لایعقل عبارت کو علیحدہ رکھکر وہ اس معاملہ کو غور سے سوچیں گے۔ آریہ مسافر میگزین ۳ جلد ۶ بابت دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۶۵ ایک صاحب نے بڑی لن ترانیاں گائی ہیں اور لکھتے ہیں کہ مقتول مکذب کی کتب دیکھ کر جواب دینا ضروری ہے۔ کیونکہ اُس کی دانست میں مقتول نے ویدک بارود و سکہ وغیرہ سب مصالحہ

ان کتب میں خرچ کردیا ہوا ہے۔ خیر صاحب ہم نے آپکی خاطر جتنے وید کے حوالہ جات دیانند
مقتول وغیرہ نے اپنی کتب میں روح کی بابت لکھے ہیں درج کر دیئے ہیں اُمید ہے۔ کہ ان
حوالہ جات سے ویدک فلسفۂ روح ناظرین کو پورا پورا معلوم ہو جائیگا +
آریہ مسافر میگزین والا ص۲۳ پر دیانند ستیارتھ پرکاش اردو بار دوم ص۲۳۷ پر مقتول مکذب
کلیات آریہ مسافر ص۹ پر ویدک تعلیم دبارہ روح بحوالہ رگوید منڈل اسکت ۴ ۱۶ منتر ۲۰ و یجروید
ادھیائے ۴۰ منتر ۸ میں لکھتا ہے (ترجمہ ستیارتھ) جو پرمیشور اور جیو دونوں ذی شعور اور جس میں
پرورش کرنا وغیرہ صفات یکساں ہیں اور جنہیں باہم محیط و محاط کا تعلق ہے جو باہم مانوس اور قدیم
اور ازلی ہیں ویسے ہی (دو کش) درخت مثل برجڑیں بصورت ازلی علت اور شاخیں بصورت معلول یعنی
جو حالت کثیف میں آکر پرلے میں ذروں میں بن جاتا ہے۔ تیسری ازلی شے ہے۔ ان
تینوں کے اوصاف افعال اور عادات بھی ازلی ہیں جیو اور پرمیشور ان دونوں میں سے ایک
یعنی جیو اس درخت کائنات میں پاپ اور پُن کے پھل کو اچھی طرح بھوگتا ہے اور دوسرا
یعنی پرماتما اعمال کے پھل کو نہیں بھوگتا۔ اور چاروں طرف یعنی اندر باہر سب جگہ جلوہ گر ہے
جیو سے ایشور اور ایشور سے جیو اور ان دونوں میں سے پرکرتی اپنی ماہیت سے جدا ہے
اور تینوں ازلی ہیں (یہی ترجمہ ہندی میں مسافر میگزین نے لکھا ہے) (ترجمہ مقتول مکذب)
برھم جیو اور پرکرتی تین انادی پدارتھ ہیں پرکرتی ان میں سے جو تھر ہے اس انادی پرکرتی سے
پرماتما تمام مادی دنیا کو بناتا ہے اور پھر اسی میں لے کر دیتا ہے۔ جیو اس باغ دنیا میں پاپ پن
روپ پھلوں کو اچھی پرکار رکھاتا ہے تیسرا پرماتما کرموں کے پھلوں کو نہ بھوگتا اور نہ پھنستا نہ
دنیا کو گرہن کرتا۔ سرونتر پرکاش مان ہو رہا ہے۔ جیو سے برھم اور برھم سے جیو اور دونوں سے
پرکرتی نتلی جدا ہے نہ کبھی ایک تھے اور نہ ہیں نہ ہونگے تینوں سروپ سے اصلی ہیں۔ گرو اور
چیلے کے ترجمہ کا فرق قابل غور ہے۔ خیر ہمیں اس سے بحث نہیں۔ کیونکہ وید کے ایک ہی منتر سے
آتش پرستی بت پرستی اور خدا پرستی سدھ ہو سکتی ہے اور حسب منشا ترجمہ ہو سکتا ہے +
فلسفۂ روح کی بابت وید سے صرف یہی حوالہ دیانند نے اپنی کتب میں دیا ہے اور اسی کو اسکے
چیلے مقتول وغیرہ نے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ باقی منتر تناسخ کی تائید میں ہیں اور سوائے اسکے

کر ویدک پرمیشور سے التجائیں کی ہیں انکا اور کچھ مطلب نہیں مثلاً ای پرانوں کے قایم رکھنے والے ایشور ای بھگوان ہمیں اگلے جنم میں یہ عطا ہو اور یہ بخشش ہو وغیرہ وغیرہ +

جہاں تک میں نے کلیات آریہ مسافر دیکھی ہے اس منتر سے علاوہ مجھے کوئی حوالہ ویدکا فلسفہ روح کی بابت نہیں ملسکا۔ اور ستیارتھ پرکاش تو سوائے اسکے بالکل خاموش ہے۔ ہاں شاستروں اور ڈھکوسلوں سے صفحات سیاہ کئے ہوئے ہیں چونکہ ہمیں اسوقت شاستروں وغیرہ پر بحث نہیں صرف الہامی کتب کے حوالجات کو پرکھنا منظور ہے۔ اس لئے اسی منتر پر غور کرتے ہیں موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس منتر کا مطلب سوائے اسکے کچھ نہیں کہ جیو (روح) پرمیشور کی طرح ذی شعور۔ پرورش کرنیوالا ہے اُن کا محیط محاط کا تعلق ہے جو ایشور کے ساتھ مانوس قدیم و ازلی ہے اُس کے اوصاف افعال۔ عادات بھی ازلی ہیں وہ ماہیت میں خدا سے جُدا ہے اعمال کا پھل بھوگتا ہے اور ازلی ہے +

اب ظاہر ہے کہ ویدک ایشور نے روح کی ماہیت۔ اوصاف۔ افعال اور عادات کی ہرگز تشریح نہیں کی۔ کہ روح کی ماہیت کیا ہے اور اُس کی صفات فلاں فلاں ہیں۔ بیچارہ بتا بھی کیا سکتا جب وہ خود پرمیشر کی طرح قایم بالذات اور ازلی ہستی ہے تو وہ اُسکی ماہیت و صفات وغیرہ کی کیا تشریح کرسکتا ہے اگر اُسکی ماہیت سے واقف ہوتا تو ضرور ہے کہ اُسکے بنانے پر قادر ہوتا۔ جب اُسے اُسکا کچھ حال معلوم نہ ہوسکا تو اپنی طرح ازلی اور پرورش کنندہ مان لیا حالانکہ روح کا کام پالنا نہیں ہے۔ اور مجرد روح کس چیز کو پال سکتی ہے۔ کیا روحوں میں بڑھنے گھٹنے کا مادہ ہے اگر پرورش کرنا اُسکی طبعی خاصیت ہے تو پہلے کے چار ارب سال وہ پرورش کا خاصہ کہاں چلا جائیگا۔ اس منتر میں روح کے دائم البقا اور ابدی ہونے سے پرمیشور کی لاعلمی ظاہر کی ہے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ روح کا بیان ہے مگر ویدک پرمیشور روح معہ بدن سمجھ رہا ہے تو وہ تینوں ازلی اشیاء میں سے کسکی پرورش کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسکی نہیں خدا اُسکی پرورش کا محتاج نہیں ہوسکتا۔ مادہ بقول دیانندیاں غیر جاندار ہے اور اُس میں بڑھنے گھٹنے کی طاقت نہیں اب رہی روح سو وہ دیگر روحوں کی پرورش نہیں کرسکتی۔ کیونکہ وہ ساری ماہیت۔ اوصاف۔ افعال عادات میں مشترک ہیں پرورش کرنے سے روح میں طاقت کی

موجود گی پائی جائے گی۔ اور جو چیز گھٹنے بڑھنے کو قبول کرے وہ حادث ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مجرد روح میں پرورش کرنا فطرتی نہیں اگر فطرتی ہوتا تو جسم کو چھوڑ کر بھی اس میں یہ صفت پائی جاتی۔ اب رہا اسکا ذی شعور ہونا سو ظاہر ہے کہ روح انسانی میں جو خاصیتیں اور اوصاف پائے جاتے ہیں اور شعور کا مادہ ہے وہ حیوانوں اور درختوں میں نہیں پائے جاتے۔ اگر سب کی روحیں ایک ہی جیسی اوصاف میں ہوں۔ تو انسانوں اور حیوانوں کی صفات میں اتنا عظیم فرق نہ ہوتا عقل انسانی نے کیا کیا عجائبات کر دکھائے ہیں جو عقل حیوانات کی پہونچ سے باہر ہیں اگر سب کے اوصاف ایک ہی جیسے ہوتے تو اتنا اختلاف ممکن نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کے قالب میں جا کر روح کے وہ خواص نہیں رہتے جو انسان کے قالب میں ہوتے ہیں ان کی کمی بیشی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ روح تغیر پذیر ہے۔ جو چیز تغیر پذیر ہے وہ حادث ہے +

اگر جیو میں کوئی صنعت بھی ازلی ہوتی جیسا دیانندی اب کہتے ہیں تو اُن کا گرو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سنہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۰۶ پر کبھی نہ لکھتا۔ کہ جیو سشپتی میں گیان رہت ہو جاتے ہیں صفحہ ۲۱۵ جب جیو سشپتی وشا میں جاتا ہے تب اُسکو کچھ بھی گیان نہیں رہتا صفحہ ۲۵۱ جب منشیہ کا جیو سشپتی وشا میں رہتا ہے تب اسکو سکھ یا دُکھ کی پراپتی کچھ بھی نہیں ہوتی"۔ وغیرہ وغیرہ +

اس وید منتر نے کچھ تشریح نہیں کی۔ کہ جب پن کا پھل اور حظ وہ (روح) طبعی طور پر وید کے بموجب جسم سے علیحدہ پا سکتا ہے تو پاپ کا پھل وہ کیوں جسم کے بغیر نہیں بھوگ سکتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاپ پُن کا دُکھ سُکھ بھوگنا اُسکا طبعی خاصہ نہیں بلکہ جیو معہ جسم کا خاصہ ہے کہ وہ سکھ اور دُکھ محسوس کرے۔ اس منتر میں ویدک پرمیشور نے بجائے مجرد روح کا فلسفہ بیان کرنے کے۔ روح معہ جسم یعنی انسان کے خواص وغیرہ پر بحث کی ہے جسے دیانند اور مقتول الہم کے کج فہم چیلے اپنی چالاکی سے فلسفہ روح بنا رہے ہیں +

اب قابل غور امر یہ ہے کہ آیا سب انسانوں حیوانوں وغیرہ میں ایک ہی روح کام کر رہی ہے یا علیحدہ علیحدہ۔ امر اوّل بالبداہت باطل ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہی روح سب میں ہوتی تو ایک انسان یا حیوان کو تکلیف پہونچنے سے سب جانداروں کو تکلیف محسوس ہوتی مگر یہ کبھی

نہیں ہوتا۔ اب رہا امر دوم سو جب روحیں بہت ساری ہیں اور وہ سب بقول ویدک پرمیشور ذی شعور۔ پرورش کرنے والی۔ ماہیت اوصاف وافعال میں برابر ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے جب وہ ماہیت واوصاف وغیرہ میں مشترک ہیں تو اُن میں امتیاز کرنے کے لئے یعنی ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کے لئے ایک امر ہونا چاہئے کہ جس سے ایک روح دوسری سے تمیز ہو سکے کیونکہ جہاں کہیں بہت سی چیزیں ایک ہی جیسی ہوں اُس جگہ ایسی چیز کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو ان دو چیزوں میں تمیز کردے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں بہت سی چیزیں ایک جیسی ہونگی۔ اُن کو ایک کو دوسرے کو شناخت کرنے کے لئے کوئی تمیز ضرور ہوگی۔ اور یہ بات ترکیب کو چاہتی ہے یعنی وہ چیز مرکب ہے دو چیزوں سے اول وہ چیز جو اُن میں باہمی اشتراک (مشترک ہونا) کا باعث ہے دوم وہ چیز جو اُن میں تمیز کا باعث ہے یعنی ما بہ الاشتراک اور ما بہ الامتیاز سے جب مرکب ثابت ہوئی تو حادث ہے۔ دیانند خود ستیارتھ ص ۲۱۹ اردو ایڈیشن دوم پر لکھتا ہے کہ اتصال کا تعلق یکساں صورت والی چیزوں پر عاید ہو سکتا ہے غیر یکساں صورت پر حاوی نہیں" اور اس صورت میں جیو یکساں ماہیت اوصاف والے ہیں +

اگر یہ کہو کہ ان میں تمیز باعتبار صفات کے ہے تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ روحوں کی ذات اور نیز وہ شے جو ذات کو لازم ہے سب ایک ہی ہیں کیونکہ کل روحیں ایک ہی نوع کی ہیں اور ذات کے لوازم ذات سے علیحدہ نہیں ہو جاتے۔ پس جہاں ذات ہوگی وہاں اُسکے لوازم بھی ساتھ ہی ہونگے۔ آپ یقین نہ رکھیں کہ ذات اور لوازم ذات ایک ہی ہیں بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ جب ذات دیانند کی روح اور مقتول کی روح کی ایک ہے تو وہ شے جو ذات کو لازم ہے۔ جہاں ذات ہوگی وہیں وہ بھی پائی جائے گی۔ اور ذات روح کی دیانند مقتول۔ وغیرہ حیوانات میں پائی جاتی ہے۔ پس اسکے لوازم بھی وہیں پائے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ کل ایک ہی ہیں متعدد نہیں اور یہ کہ کل روحیں متساوی۔ ماہیت میں مشترک اور حقیقت میں متحد ہیں +

اب ویدک روح کی ذی شعوری پر تھوڑی سی اور نظر ڈالئے۔ جیو کا ذی شعور بالذات ہونا دو وجہ سے باطل ہے اول یہ کہ اگر وہ بالذات ذی شعور ہیں اور اُن کا علم ناشی از ذات ہوتا۔ تو

اُن پر کبھی اور کسی صورت میں سہو اور نسیان طاری نہ ہوتا اور نہ وہ اپنے افعال کو بھولتیں (جو کہ ذی شعور ہونے کی طرح اُن کی ذاتی صفت ہے) بلکہ تمام اعمال و افعال ماضیہ یعنی گذشتہ سے واقف اور اُن کی حافظ ہوتیں خصوصاً واگونیوں کے نزدیک اگر روح مدرک بالذات ہوتی تو جب وہ کسی دوسرے جسم میں حلول ہو کر منتقل ہوتی تو مدرک بالذات ضرور ہوتی۔ اس سے لازم آتا۔ کہ جن اشیا کا علم اُسکو اول حاصل ہو چکا ہے اُس کا وہ علم اسوقت انتقال میں بھی ضرور رہتا اور جو شخص جس جون کا پہلے سے عالم تھا وہ بعد اواگون بھی عالم رہتا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں پس معلوم ہوا کہ وہ مدرک بالذات نہیں جب مدرک بالذات نہیں تو مشترک بالذات بھی نہیں تاکہ پرمیشور کے ساتھ اُن کا ایک ذات میں اشتراک ہوتا۔ جب اشتراک نہ رہا۔ تو دیانندیوں کا یہ کہنا کہ پرمیشور اور جیو میں مدرک بالذات ہونا مابہ الاشتراک (صفات یکساں) ہی غلط ٹھیرا۔ وجہ دوم یہ ہے کہ مدرک بالذات ہونا کامل صفتوں میں سے ہے اور ہر صفت کامل کا حق سوائے خدا کے کسی کو نہیں +

صفتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک شاملہ دوسری کاملہ۔ صفات کاملہ خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے کہ اُن میں کسی کی شرکت نہیں جیسے حیّ۔ قیوم۔ عالم الغیب۔ مدرک بالذات قدیم بالذات۔ خالق کائنات وغیرہ۔ خاصہ کی خاصیت اور معنی یہ ہیں۔ کہ وہ جس ذات کے لئے خاص ہو اُس کے غیر میں متحقق نہ ہو۔ شاملہ وہ صفت کاملہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ اور اُس کی مخلوق میں وجہ شمول رکھتی ہو۔ جیسے سمیع۔ علیم۔ بصیر وغیرہ اس قسم کی اشتراک سے کسی چیز میں اشتراک ذاتی ہو سکتی ہے نہ ترکیب نہ تجرد +

ویدک فلسفہ روح کی حقیقت از روئے وید بیان کر کے ہم مسافر سیگزین کے لچر اعتراضوں کی طرف آتے ہیں اور آخر میں فلسفہ قرآن دربارہ روح بیان کر کے مضمون کو ختم کرینگے۔ مسافر سیگزین کی واہیات گفتنی کا کافی جواب خود کتاب "السنان اور اُسکی تنقید" میں ہی مفصل درج ہے مگر چونکہ اس نے عمداً حق سے چشم پوشی اختیار کر لی ہے اس لئے ہم اُسکی ہفوات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں +

وہ لکھتا ہے کہ سوائے اس جملہ کے تمام قرآن میں روح کا اَمر کچھ ذکر نہیں بلکہ اُسکی لاعلمی

پیدا اقرار ہے اور اُسکی ماہیت بتلانے سے کورا انکار ہے۔ اسپر طرفہ یہ کہ مولوی صاحب اس فقرہ پر ایسے اینٹھتے ہیں کہ وید مقدس کو خاطر میں نہیں لاتے الخ +

مسلمان۔ چہ خوب۔ جو کچھ بید بے ثمرنے ماہیت روح بتائی ہے وہ تو رگوید سے ظاہر کرنہ بتایا کہ مجرد ہے یا مرکب۔ کیسی ہی اور کیسے ایک نامکمل چیز خود بخود ہوگئی۔ لگا تھا روح کا بیان کرنے اور بھرتی کردی روح بالبدن کی تعریف کی۔ اگر یہی ویدک فلسفہ ہے تو ہمارا دور سے سلام ہے۔ اگر اسی اگر پر تلا بازیاں کھانے کا شوق ہے تو بسم اللہ۔ جیسا فلسفہ روح کا بید بے ثمرنے بیان کیا ہے اس سے تو لاکھ درجہ بڑھکر قرآن پاک نے واضح طور پر سمجھایا ہے۔ ان سچ کو چھوڑ کر جھوٹ اختیار کرنا دیانندیوں کا دل پسند اُصول ہے۔ اس لئے ہم نے اسکا کچا چٹھا اور خالی پول ظاہر کردینے کا ارادہ کرلیا ہے +

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا
کہ من اکنوں کمر بستم پئے ابطال ویدہا

مولوی صاحب کا قول بالکل صحیح ہے کہ وہ عالم امر میں سے ہے (جس چیز کا اندازہ اور مقدار نہ ہوسکے یعنی بہ سبب نہ ہونے مقدار کے مساحت اور اندازہ میں داخل نہ ہوسکے وہ عالم امر میں سے کہلاتی ہے یعنی اُس عالم میں سے جو اندازہ مقدار اور مساحت سے بری ہے یعنی ایک جوہر غیر منقسم جو نطفہ کی ایک خاص حالت (متقاضی بروح) پر رب العالمین کی طرف سے افاضہ ہوتی ہے اور خدا کی مخلوق و مربوب یعنی حادث بالذات خدا تعالیٰ کے حکم اور قدرت سے ظہور میں آئی ہوئی اور وجود و بقا میں اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے +

اسپر دیانندی لکھتا ہے کہ جب وہ جوہر غیر منقسم ہے تو وہ دایما باقی ہے اور قدیم ہے حادث نہیں +

مسلمان۔ ویدک روح کی قدامت پر تو ہم اچھی طرح لکھ چکے ہیں اور حسب ضرورت اور لکھنے کو تیار رہیں اب ویدک تعلیم کی اور کیفیت سنئے۔ دیانندی ستیارتھ اردو ایڈیشن دوم

صفحہ ۲۸۶ و ۲۸۵ پر لکھتا ہے۔ کہ وہ ہوا اناج پانی خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے دوسرے کے جسم ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے۔ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے" دیانند کی جدت طبع ہے۔ ورنہ وید کے جس حوالے کی بناپر اسکا یہ دعوی ہے اس میں ایسے کوئی لفظ نہیں جنکا یہ ترجمہ ہو (ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۱۹ امنتر ۲۸) اس عجیب ویدک فلاسفی سے روح کیا ہوئی ایک مادی چیز ہوگئی جو دال نباتات تر کاری وغیرہ میں ملکر پیٹ کے اندر پہونچتی ہے۔ افسوس ہے کہ اس دیانندی نے ایسے لچر الفاظ لکھ کر بدالسنت خود اعتراض کر دیئے۔ مگر کتاب تقدیر کے صفحہ جات ۲۵۹ و ۱۵۱ و ۲۷۵ نہ دیکھیے جس میں مفصل طور پر دیانندی اعتقاد کے بخئے ادھیڑ دیئے ہوئے ہیں *

پھر لکھتا ہے کہ اگر قدیم نہیں تو کہاں سے آئی۔ کیا خدا نے اپنا پیٹ چاک کرکے بنائی یا اپنی پسلی چیری۔ یا آنکھ پھوڑ کر بنائی۔ ناظرین یہ بکواس اس دیانندی نے اُس خدائے پاک کی نسبت روا رکھی ہے جو ہر فرد بشر کا خالق ہے۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ اور کسی مذہب کا پیرو ہو اگر وہ عام انسانوں کو انسان نہ سمجھ کر دلآزار کلمات استعمال کریں تو یہ اُن کے لئے ویدک تعلیم کا اثر سمجھنا چاہئے کہ جس نے اُنہیں ایسے بدتہذیب رسنہ کی ہدایت کی۔ اگر پیٹ چاک ہو سکتا ہے یا پسلی چیری جا سکتی ہے یا آنکھ پھوڑی جا سکتی ہے تو ویدک پرمیشور کی کہ جسے وید نے منہ ٹے پیٹ والا گوار کی مانند۔ اور آنکھوں والا بیان کیا ہے ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۴ - ۵ - ۱۲ - ۱۳ وغیرہ *

اب رہا یہ سوال کہ اگر روح موجود نہ تھی تو اسکا آنا محال۔ گویا نیستی سے ہستی ناممکن۔ دیانندی کو سوچنا چاہئے۔ کہ دیکھنا۔ سننا۔ بنانا کس چیز کا کام ہے۔ ہر عاقل یہی جواب دیگا کہ آنکھ۔ کان اور ہاتھ کا۔ اور یہ کوئی ثابت کرکے نہیں دکھا سکتا۔ کہ بغیر آنکھ کے دیکھنا بغیر کان کے سننا یا بغیر ہاتھ کے بنانا ممکن ہے اور نہ ایسی کوئی مثال با نظیر پیدا کی جا سکتی ہے سب یہی جانتے ہیں آنکھ مادی کے بغیر کوئی آجتک دیکھ نہیں سکا اور نہ مادی کان کے بغیر کوئی سن سکا ہے تو گویا یہ سب امور انسانی طاقت اور سمجھ سے باہر ہیں۔ ہاں اگر ویدک کوئی نظیر ظاہری بغیر آنکھ کے دیکھنے کی پیش کی ہے تو لائیے۔ مگر ایسی طاقتیں خدا ہی میں مانی

لتی ہیں کہ گو وہ مادی آلات احساس ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا سے مبرا ہے: تاہم وہ اپنی لامحدود طاقت توانائی اور ہمت سے سب کام کرتا ہے۔ جنکو جیو اور پرکرتی نہیں کر سکتے (ستیارتھ صفحہ ۲۴۳) افسوس ہے دیانندی پھر اعتراض کر دیتے ہیں مگر سمجھ کا مادہ نہیں رکھتے جب خود ویدک فلسفہ پرمیشور کو ایسا مانتا ہے کہ وہ ایسے کام جو اس کائنات میں سب مخلوق بغیر مادی آلات احساس کے نہیں کر سکتے بغیر مادی آلات احساس کے کرتا ہے تو کیا جب اُسے بغیر مادی چیزوں آلہ کے دیکھنے والا مانوگے تو وہ بغیر مادہ موجود ہونے کے کچھ بنا بھی نہیں سکتا ایک صفت کے لئے تو مادہ کی ضرورت نہیں اور دوسری صفت میں مادہ کی ضرورت لاحق ہوگئی۔ ہاں اگر دیانندی بغیر مادی آنکھ کے دکھا اور بغیر مادی کان کے سُن سکینگے تو ہم اُنہیں نیستی سے ہستی کرنا بھی دکھا دینگے۔ اپنے دعوی کا ثبوت دیں اور ہم سے لیں اُمید ہے اسکا جواب اگر لنگوٹ بند و مقتول مکذب دوسری جون میں بھی اپنی چیلوں کی مدد پر آجاویں تو مہاپرلے اور مہاکلپ کے زمانہ تک بھی نہ دے سکیں گے۔ ویدک پرمیشور تو بیچارہ لنگوٹ بند کے قانون کے شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے اُسے ایسی بات سوجھ ہی نہیں سکتی وہ تو ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہے۔ دیانندی کو ایسی خرافات تحریر لکھتے وقت پہلے حدوث روح وغیرہ ہمارے مضامین مندرجہ **النسان اور اُس کی تقدیر** اور **عشرہ کاملہ** کا جواب لکھنا ضروری تھا۔ عشرہ کاملہ مقتول مکذب کو جواب کے لئے ابھی تک للکار رہی ہے۔ اگر دیانندیوں میں اُس کی روح حلول کر آئی ہے تو ہمت کریں مسئلہ کسی دوسری جگہ اسکی تلاش کریں اور اسی کتاب النسان اور اسکی تقدیر کے صفحہ ۳۲ کے مضمون کا جواب شائع کریں پس صاف ثابت ہے کہ دیانندیوں کے پاس سوائے زبان درازی اور رکھا ہی کیا ہے۔ نیستی سے خدا نے وید کی آنکھیں کان وغیرہ بن گئے تو محض نیستی نیستی پکارنا کیا حقیقت رکھتا ہے ؂

دیانندی۔ خدا نے کس پر حکم کیا تھا۔ کہ تو روح بن جا۔ وہ کیا چیز تھی کیا نیستی تھی یا ہستی۔ تھی۔ اگر قول اول ہے تو خدا پاگل ہے کہ کوئی آدمی بھی نیستی پر حکم نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ خدا۔

مسلمان۔ صد افسوس دیانندی۔ پاگل تو آپ ہیں۔ یا آپ کا لنگوٹ بند

خدائے لاشریک پر ایسی دریدہ دہنی۔ دیانندیوں کے لئے جائے شرم ہے اور سخت بےغیرتی ہے کہ خدا کی نسبت ایسی بکواس کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی آدمی بغیر آنکھ کے نہیں دیکھتا تو افسوس ہے کہ وید کا ایشور دیکھ سکتا ہے ہرگز نہیں کیونکہ اُسکی طاقت تو ایک آدمی جیسی ہے اور اُسکی ہر بات انسان سے ذرا زیادہ نہیں۔ جب انسان بغیر آنکھ کے دیکھ نہیں سکتا تو معلوم ہوا کہ وید کا خدا بھی بغیر آنکھ نہ دیکھ سکتا ہوگا۔ اسی لئے تو وید میں اُس کی دو مادی آنکھیں بیان کی گئی ہیں ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۵ مجموعہ مل۔

دیانندی۔ صرف علم سے کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ جب تک کسی چیز کے بننے کا مصالحہ نہ ہو۔ روح کو قائم البقا مسلمان بھی مانتے ہیں ؎

مسلمان۔ ذرا ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۳ دیکھ کر اعتراض کیا ہوتا۔ کیا محض لامحدود طاقت توانائی اور ہمت سے دیکھا یا سنا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں جب تک کہ چیز کا مصالحہ نہ ہو۔ صرف طاقت یا ہمت سے دیکھا نہیں جا سکتا۔ جب تک کہ دیکھنے کا مصالحہ مادی آنکھیں نہ ہوں ہاں اگر آپ صرف توانائی اور ہمت سے بغیر آنکھ کے کسی چیز کو دیکھ سکتے ہیں تو ہم صرف حکم سے چیز بنا کر دکھا سکتے ہیں ؎

مسلمان روح کو حادث بالذات اور قدیم بالغیر مانتے ہیں نیز یہ کہ وہ حادث ازلی اور قدیم ابدی ہے۔ اسکا دائم البقا ہونا خدائے پاک کے حکم پر منحصر ہے۔ نہ کہ دیانندیوں کی طرح ایک نامکمل چیز خود بخود ہے اور خود بخود رہے گی جس سے لچر خیال اور کوئی نہیں ہو سکتا ؎

حادث بالذات اُسے کہتے ہیں جس کا وجود ثابت اور متحقق ہو غیر سے اور وہ اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہو۔ **قدیم بالزمان** وہ ہے جس کا وجود شروع زمانہ سے ہو جیسے آکاش جو حادث بالذات اور قدیم بالزمان ہے **قدیم بالذات** وہ ہے کہ جس کا وجود کسی غیر کی وجہ سے نہ ہو بلکہ وہ ہمیشہ سے خود بخود موجود ہو۔ اور مسلمان یہ صفت صرف خدائے پاک میں مانتے ہیں روح اور مادہ کے قدیم سمجھنے میں علاوہ شرکت باری کے پرمیشور کی سخت محتاجی پائی جاتی ہے مثلاً قلم اور دوات اور میں ہوں۔ ضرور ہے کہ مجھے لکھنے وقت قلم اور دوات کی جو موجود ہیں حاجت ہے۔ اسی طرح روح اور مادہ کی

موجودگی میں ویدک پرمیشور کو اپنے کام چلانے کے لئے اُن کی ضرور حاجت ثابت ہوتی ہے۔ گو میں ہزار کہوں کہ قلم دوات میرے محکوم اور محدود طاقت والے ہیں مگر تاہم عقل سلیم یہی کہے گی کہ مجھے ضرور اُن کی حاجت ہے۔ اسی طرح ویدک پرمیشر محتاج ثابت ہوتا ہے۔ کرشن جی کا قول بلا ترجمہ نقل کرکے دیانندی نے اپنی علمیت ظاہر کی ہے۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا اور جو مرا ہے اُس کا ضرور جنم ہوگا اور یہ ایک دقیق نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے دیانندیوں کی ضدی طبایع نہیں سمجھ سکتیں وہ کہتے ہیں جو اجسام اور جوہر کہ پیدا ہوئے اور عدم محض سے ہستی میں لائے گئے اُن کے لئے ایک نہ ایک دن فنا ضرور ہے۔ اس میں لفظ جو کہ اصل میں مترادف لفظ کل کا ہے یا اگر حرف شرط کا۔ صورت اول میں کل سے مراد کل مجموعی ہے نہ کل افرادی۔ کیونکہ فرد جوہر میں صفت عامہ اور لازم عامہ کسی چیز کا بھی شامل سمجھی گئی ہیں اور یہ چیزیں کل کی کل زید کے وجود کے ساتھ ہی موجود ہوتی ہیں اور وجود زید تو بنا پیدا شدہ ہے۔ تو یہ چیزیں بھی ظاہری طور پر زید کے ساتھ ہی پیدا ہوئیں یا اُس نے اپنے کسب و کمال سے پیدا کیں۔ بہرحال پیدا ہونے میں یہ صفتیں بھی شریک مانی گئی ہیں لیکن یہ چیزیں فنا کبھی نہیں ہوتیں کیونکہ دیکھو مقتول مکذّب گو قتل ہو گیا۔ فنا ہو گیا۔ خاک سیاہ ہو گیا مگر اُسکی لایعنی اور فضول فنا نہیں ہوئیں نہ ہونگی کیونکہ کسی علم کے لئے فنا محض نہیں ہے گو اُس کے نام اور نشان کا پتہ کسی وقت ناپیدا ہو جائے۔ اسی طرح سے انسانی روح جو کہ انسان کا عام لازم اور مشترک خاصہ میں سے گنی جاتی ہے انسان کے جسم کے ساتھ پیدا تو ضرور ہوئی ہے۔ لیکن بدن کے فنا ہونے سے اُسکا فنا ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ عقل سلیم نے اسبات کو تسلیم کر لیا ہوا ہے کہ ملزوم کا فنا ہو جانا لازم کے فنا ہونے کو لازمی نہیں کرتا۔ اور خاصہ والی چیز کا فنا ہو جانا خاصہ شے کو فنا لازم کرتا ہے۔ پس کرشن جی کا وہ قول کلیہ کہاں رہا کہ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا۔ کیونکہ صفات عامہ بعد الحدوث فنا نہیں ہوتے۔

پس ثابت ہوا کہ روح حادث بالذات مخلوق ہے ازلی غیر مخلوق نہیں ایسی لچر تعلیم سوائے پہاڑی جاہلوں اور لنگوٹ بندوں کے کسی کالج میں نہیں دی جاتی اور

عقل سلیم اسے ماننے کو تیار ہے +

دیانندی نے پرمیشور کو روح کا باپ جگت پتا کہا ہے مگر ہمیں یہ نہیں بتایا کہ روح اور پرمیشر میں تمثیل کے ذریعہ باپ بیٹا قرار دیئے جا سکتے ہیں یہ تو وہی عیسائیوں والی تثلیث ہو گئی۔ کہ جب سے باپ تب سے بیٹا بھی سے روح القدس کیا باپ کے ساتھ بیٹا بھی ازلی ہو سکتا ہے ایک عاقل کے نزدیک وید کا روح اور خدا میں باپ بیٹے کا تعلق ماننا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ضرور روح اپنے باپ پرمیشور سے بعد میں پیدا ہوئی ورنہ ایسی نا ممکن اور پھر مثالیں دینا صرف وید کا ہی حصہ ہے کہ جب سے باپ تب سے بیٹا۔ باپ بیٹی کو حمل کراتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

پھر دیانندی لکھتا ہے کہ ثنا کرنے و عبادت بجا لانے پر نجات پانے اور حظ قرب الٰہی اٹھانے کی شایاں کار ہوتی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ دیانندی کا یہ قول اُسکے مہا گرو کے قول کے مطابق محض جھوٹ ہے دیانند کے نزدیک محض ثنا کرنا یا عبادت بجا لانا بے فایدہ ہے ذرا عقل کے ناخن لیکر ستیارتھ صفحہ ۲۰۲ و صفحہ ۲۰۸ ملاحظہ کرو۔ ثنا اور عبادت کرنے سے آپ وید کے بموجب نجات محدود پانے سے رہے۔ ویدک نجات ایسی سستی نہیں بلکہ صرف وہ ویدک پرمیشر کے حصہ میں ہے۔ روح اتنے بندھن ہوتے ہوئے اُسے حاصل کرنے سے رہی۔ وہی اکیلا وہاں ۳۳ دیوتاؤں کے ساتھ آنند کرتا رہے گا +

پھر لکھتا ہے کہ روحوں کے قالبوں میں لاتا اور سزا و جزا دلاتا ہے گویا خود ایسا کمزور ہے کہ سزا و جزا دینے سے عاجز ہے اسلئے شاید ۳۳ دیوتاؤں سے سزا جزا دلاتا ہوگا۔ جو ایسا کمزور ہے وہ رب یا پروردگار کبھی نہیں کہلا سکتا بلکہ وہ چونتیسواں دیوتا کہا جا سکتا ہے یہی سمجھ لو کہ ۳۳ دیوتاؤں کی مجلس کا پریزیڈنٹ +

ذرا دیانندی کی چالاکی دیکھئے کہ لکھتا ہے کہ اگر بدمیں اُسکے ہاتھ نہ لگتیں یا قضا کا پیدا نہ ہوتیں تو خدا نیستی کا مارا پہیئے کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے مکھیاں مارا کرتا +

عقلمند آدمی سوچے کہ یہ الزام وید پر ہے یا قرآن پر۔ کیا یہ اُس آدمی پر الزام لگ سکتا ہے جس نے بنی بنائی اور موجود قلم دوات سے اپنا کام چلایا یا اُسپر کہ جسے اتنی قابلیت ہے کہ اگر قلم دوات نہ ہو تو وہ اپنے ہنر کے ذریعہ جس وقت چاہے خود بنا کر اپنا کام

چلائے - ایک موٹی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ پہلا شخص (جو قلم دوات بنانے کا ہنر نہیں رکھتا اور صرف اُن کی موجودگی میں کام چلانا جانتا ہے) اگر اُسے قلم دوات اتفاقیہ طور پر نہ مل جاتی تو ضرور ہے کہ جراہموں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا اور اسباب کا منتظر رہتا - کہ کہیں سے قلم دوات ملے تو کام چلے - ورنہ اکیلے بیٹھے ہیں اسی طرح سے اگر ویدک پرمیشر کو روح اور مادہ اتفاقیہ طور پر نہ ملتا یا فضا کار اُسکے ساتھ پیدا نہ ہو جاتے تو وہ کیا کرتا جبکہ اُسے کچھ بنانا آتا ہی نہیں یہی کہ وید کو بیٹھ کر چاٹا کرتا - دوسرا شخص ہر وقت قادر ہے کہ جو چاہے بنالے فضا کار پیدا ہوتا تو وہ جانتا ہی نہیں بلکہ خود پیدا کر سکتا ہے - ہنرمند ہے جو چیز بنا سکتا ہے اسکی حقیقت و ماہیت سے پورا پورا واقف ہے ایسا ہی قرآن مجید خدا کو مانتا ہے کہ وہ خدا جو بغیر مادی آنکھ دیکھ سکتا - بغیر مادی کان سُن سکتا ہے وہ بغیر مادی جنس کی محتاجی کے مادہ کو بنا سکتا ہے اُن کی حقیقت تک پہونچنا انسانی محدود عقل سے بعید ہے یہ دیانندیوں کا ہتھکنڈہ ہے کہ جو اعتراض خود اُن کے لچر عقاید پر عاید ہوتا ہو وہ بغیر سوچے سمجھے فریق مخالف پر جڑ دیتے ہیں اور قلابازیاں کھانے لگ پڑتے ہیں +

دیانندی - روحوں کو جسم میں داخل کرتے وقت بقدر استحقاق و لیاقت وغیرہ بخشنے والا و دینے والا کہنا سراسر لایعنی اور بے معنی ہے جب اُن کے اعمال ہی نہیں تو استحقاق کیسا یا تناسخ مانو یا ان الفاظ قدر کو لایعنی جانو +

مسلمان - اس کے جواب کے لئے کتاب انسان اور اسکی تقدیر کا صفحہ ۲۸ آنکھ کھولکر دیکھ لیا ہوتا جس میں آپکے مسافر میگزین کے حوالہ جات سے آپکی ہمہ دانی اور خود رائی ظاہر کر دی گئی ہے - صفحہ جات ۹۹ سے آخر کتاب تک آپکو تا قیامت جواب کے لئے للکارتے رہیں گے **جو نیک بخت آدمی اصل کتاب انسان اور اسکی تقدیر ملاحظہ کریگا وہ ضرور سمجھ لیگا - کہ لالہ جی کے اعتراض دیانندی قوت واہمہ کا نتیجہ ہیں وبس +**

اب ذرا اپنی ویدک پوتھی بھی دیکھئے - تین قدیم چیزیں اُس نے مانی ہیں - اول خدا

دوم روح **سوم** مادہ۔ ہر ایک اپنے وجود میں قایم بالذات وہ ہر سہ کسی وقت ایک ہو گئیں نہ ہونگی۔ اب ہم آپ سے مخاطب ہوتے ہیں کہ جب یہ تینوں چیزیں قدیم ہیں تو الیشور نے بقول آپکے ہر دو موخر الذکر سے زبردست رہا ہے روح کو سب سے قدیم جسم میں کس عمل اور حق کے بدلے داخل کیا۔ کیونکہ ان تینوں کا وجود علیحدہ علیحدہ ہے نہ کہ ایک۔ جب آپ ہمیں وید کے رو سے یہ ثابت کر دینگے کہ سب سے پہلا جسم روح کو فلان عمل کے بدلے ملا تھا تو ہم آپ کو سب پہلو سمجھا دینگے +

لالہ جی کی علمی قابلیت کہ یہ بیان **حدیث و قرآن** کے سراسر خلاف ہے۔ دیانندی کی لیاقت باطنی پر دلالت کرتا ہے قرآن کے سراسر خلاف ہونیکا تو اُس نے اپنے لنگوٹ بند کی طرح کوئی ثبوت نہیں دیا اور نہ حوالہ دیا ہے۔ صرف دعوی بلا دلیل اور ٹر ٹرانا کام نہیں دے سکتا +

(۲) مشکوٰۃ (آپنے مشکاۃ لکھکر اپنی علمیت کا خوب ثبوت دیا ہے۔ شاید آپنے مشکوٰۃ کوئی کتاب دیکھی ہوگی۔ مشکوٰۃ کا ملاحظہ کرنا کار سے دارد) کا حوالہ سو اس میں بھی آپنے دیانندی لیاقت باطنی ظاہر کر ہی چھوڑی۔ ذرا کسی منصف سے مشکوٰۃ کی حدیث اور ستیارتھ اردو ایڈیشن دوم صفحہ ۲۱۵ کہ جس طرح جیو خود مختاری سے کام کرتا ہے اسی طرح علیم کل ہونے سے الیشور جانتا ہے اور جس طرح الیشور جانتا ہے اُسی طرح جیو کام کرتا ہے کیا اپنے گھر کے اس حوالہ سے آپ نے حدیث کا مطلب سمجھ لیا یا نہیں۔ کیا اعمال کرنے سے پہلے الیشور جانتا ہے کہ جیو یہ کام کریگا۔ نیک یا بد۔ اگر جانتا ہے تو حدیث شریف پر اعتراض کرنے کے بجائے ستیارتھ کو پہلے چراغ شاہ کے حوالے کر دو۔ جس نے آپ کی عقل پر تعصب کا پردہ ڈال رکھا ہے +

دیانندی۔ دیانندیوں کا یہ عقیدہ نہیں کہ آدم اور اُسکی اولاد کی روح ایک ہی ہے بلکہ دیانندی بے تعداد روحیں مانتے ہیں اور ہر ایک کو دوسرے سے جدا جانتے ہیں بتلائیے ہماری کس کتاب میں لکھا ہے کہ باپ اور بیٹے کی روح ایک ہی ہے +

مسلمان۔ گویا لالہ جی نے سر سے پاؤں تک

زور لگا دیا۔ مگر عقل کا فتور نہ مٹ سکا اور تعصب دلی نے سب دیانندیوں کی طرح لالہ جی کی عقل بھی سلب کر لی ہوئی ہے۔ لالہ جی عقل کے ناخن لیکر مولوی صاحب کا مطلب سمجھنے کی کوشش کیجئے تعصب کے اندھے کوئیں میں نہ گرتے جایئے۔ آپ کے آواگون کے قاعدہ سے کیا یہ بعید ہے کہ ایک پڑدادا کی روح اُسکے مرنے کے بعد اُسی خاندان میں پڑپوتے کی شکل میں آ نمودار ہو۔ یا ایک آواگونی کی والدہ کی روح اُسکی دختر کی شکل میں جلوہ افروز ہو جاوے جب بندہ صن کئی جنموں میں جا کر چھوٹتا ہے تو آپ کیسے انکار کر سکتے ہیں کہ ایک باپ کی روح اُسی خاندان میں کئی جنم چکر نہ لگا ئے۔ اچھا اب اس پہلو کو چھوڑ کر آپ کے تعصبانہ پہلو پر غور کریں۔ اگر دیانندی بے تعداد روحیں مانتے ہیں تو یہ ظاہر ہے کہ وہ ماہیت اور صفات گن وغیرہ میں ایک ہی ہونگی۔ اب ضرور ہے کہ ان میں کوئی ایسی چیز پائی جائے کہ جس سے وہ ایک دوسرے سے جدا شناخت ہو سکیں کیونکہ جہاں بہت سی چیزیں ایک جیسی ہوں گی وہاں ایک کو دوسری سے تمیز کرنے کے لئے کوئی ما بہ الامتیاز ضرور ہوگا۔ صفات میں کمی بیشی آپ کر نہیں سکتے کیونکہ وہ اسبات پر دلالت کریگا کہ اُن کی ماہیت وغیرہ ایک نہیں پھر ہم آپ سے صفات کی کمی بیشی کی وجہ پوچھیں گے تو آپ وید کو چھپاتے پھرینگے۔ اُمید ہے کہ لالہ جی ہر پہلو پر غور کر کے گوسالہ پیر شد گاؤ نہ شد کے مصداق نہ بنیں گے۔ آپ کی ہجو اس کی خاطر ہم آپ کی دھجیاں اُڑانے سے باز نہیں رہ سکتے جب تک کہ وید کا پول نہ ظاہر ہو جاوے۔ رہا مسلمانوں کا اعتقاد دربارہ **نور محمدی** سو وہ آپ جیسے عقل کے اندھے کیا سمجھیں جنکے نزدیک صحیح النسب ہونا کوئی چیز نہیں غیر کا نطفہ لیکر اپنا صلبی بیٹا سمجھ لینا ویدک فلاسفی ہے۔ نور محمدی کا پشت در پشت منتقل ہونا نجبات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت الوالعزم پیغمبروں کی صحیح النسب اولاد اور بزرگ قوم کے بیٹے ہیں ح نور سے شاید لالہ جی تناسخ کی روح سمجھے ہیں واہ رے عقل کے دشمن۔ بھلا اندھا آدمی نور کی حقیقت کیا جانے اور پھر نیوگ کا دلدادہ۔ جو صحیح النسبی کا قاطع ہے *

دیانندی تناسخ کے انکار سے خدا سزا جزا الہام۔ کلام سب پر پانی پھر دیا۔ کیونکہ جب روحوں کے اعمال و خواص کی وجہ سے اُنمیں کوئی اختلاف نہیں اور یہ صرف نطفہ

کی کیفیت کی وجہ سے ہے تو پھر ایمان کا کوئی تصور نہیں پھر نہ اجزا کیسی خدا کی کیا ضرورت الہام کی کیا ضرورت کیونکہ نطفہ کے اختلاف سے ایک بادشاہ ہو جاتا ہے دوسرا غریب تو سمجھو کہ نیک و بد اعمال کا موجب نطفہ ہی ہے گویا نطفہ کا صحیح سالم ہونا نیکی ہے۔ بگڑنے سے بدی ۔

مسلمان - لالہ جی ہوش بھی قائم ہیں یا نہیں کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو - آپ کی یہ حالت قابل رحم ہے۔ روحوں کے اعمال تو بہت خواص کی وجہ سے اختلاف ہونیکا مطلب ذرا اپنے گرو کے حوالے سے سدھ کر دینا۔ لالہ جی اسی کتاب کا صفحہ ۲۴۶ دیکھ لیتے تو آپکو شرمندہ نہ ہونا پڑتا ۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ **قلعی اُسی برتن پر اچھی ہوتی ہے جس میں کلوس نہیں رہتی اور جس میں میل بھرا ہوتا ہے کیسی ہی قلعی کرو کبھی وہ برتن اُجلا نہیں ہوتا - یہ قصور قلعی کا نہیں ہے دراصل قصور اُسی برتن کا ہے اسی طرح تمام ارواح آسمانی خدا کی طرف سے یکساں افاضہ کی جاتی ہیں لیکن اختلاف ابدان کی وجہ سے جس میں بہت کچھ انسانی فعل کا بھی دخل ہے - انسان مختلف الصور والقویٰ پیدا ہوتے ہیں تناسخ کی** وجہ سے ایسا ہرگز نہیں بتایا یہ حوالہ تو ہوا صورتوں اور قویٰ کے مختلف ہونے کا۔ بادشاہی وغیرہ کی بابت صفحہ ۸۴ و صفحہ ۲۸۵ دیکھ کر جواب دینا۔ اور رگوید کے منتر ۲ منڈل اسکنت ۹ کی جس سے مولوی صاحب نے اثبات مدعا میں پیش کیا ہے تردید کرنا۔ لالہ جی آپکے اعتراض آپکی لیاقت اور تعصب ظاہر کرتے ہیں ورنہ آپکے کونسے لچر اعتراض کا مدلل جواب خود کتاب کے اندر موجود نہیں صرف ایک حرف لیکر اُسے شکر خورے کی طرح چاٹتے رہنا۔ عاقلوں

فائدہ نہیں جب لالہ جی کی تقریریں لایعنی اور خرافات ثابت ہو چکیں تو اُن کی وجوہات تو خود ہی دریابرد ہو گئیں۔ لالہ جی خدا کی نسبت ظالم اور دیوانہ پن کہنا آپ کے خداپرست گرو کی حقیقت ظاہر کرتا ہے جس نے ایسے نیک باطن پنتھ کی بنیاد ڈالکر دھرم کی اشاعت کی +

وجہ چہارم بیان کرتے تو لالہ جی دھوتی سے بھی باہر نکل پڑے ہیں اور اپنے گرو کی تعلیم کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ ذرا آنکھیں کھولکر اور دھوتی سنبھالکر انسان اور اُسکی تنقید پر صفحہ ۳ و صفحہ ۳ دیکھو اور اپنی عقل پر ہزار ہزار لعنت بھیجو۔ دیانند کی تعلیم مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۱۱۱ و صفحہ ۱۴۲ و صفحہ ۱۰۰ و صفحہ ۱۰۱ سے ظاہر ہے کہ انسان کا قالب روح کے اعمال سابقہ کے موافق ہرگز نہیں بنتا۔ بلکہ یہ سارا امر ماں باپ کی خبرداری اور قانون ازدواج کی مخالفت یا موافقت پر منحصر ہے۔ اگر اعمال پر منحصر ہوتا تو بچپن کی شادی سے کبھی ایسے بچے نہ ہوتے جو قسمت کے مارے اور اسد کے پھٹکارے ہوں بلکہ ہمیشہ اور ہر حال میں بچے سابقہ اعمال روح کے موافق جنم لیتے۔ اور اس قسم کی شادیوں میں نطفہ ٹھیرنا ہی نہ پاتا۔ اگر اعمال انسانی اس قسم کے نطفہ سے بچہ پیدا ہونے کے لائق نہیں کیونکہ اعمال انسانی اس قسم کے قالبوں کا اقتضا ہی نہیں کرتے۔ یہاں سے تناسخ کا بطلان اور لالہ جی کے باطل عقیدہ کی صریح کمزوری ثابت ہے اب ستیارتھ پڑھکر بتاؤ کہ بچپن کی شادی سے بچے کیوں کمزور ہونگے۔ جب جنم اُن کو گذشتہ اعمال کے بدلے ملتا ہے۔ لالہ جی عقل کو کام میں لاؤ۔ یہ اعتراض تو آپ پر عاید ہوتا ہے کہ جس بدی کا موجب باپ ہو اُسکی سزا بیٹے کو دے۔ ماں باپ تو بچپن میں شادی کرکے حظ اُٹھائیں اور بچے کمزور پیدا ہوں بھلا اُنہوں نے ویدک پرمیشور کا کیا کیا تھا یہ اندھیر دیانندی پنتھ کے سوا کہیں نہ دیکھا +

رہا آپ کا خدائے پاک کی نسبت تہمت لگانا جھنجھلانا گالیاں دینا وغیرہ سنو لالہ جی جس وید نے پرمیشر کو رودر (رونے والا) مکت (مکھی پانیوالا) (انا کھانیوالا) اُسے ویدیوں کے سبکو ناسک اور مخالف کہتا اور اُن کے مارنے کے لئے وید میں طرح طرح کی ترغیبیں اور تحریصیں دیتا ہے (رگوید منڈل اول سکت ۹ ۳ منتر ۲۔ یجر وید ادھیائے ۲۰ منتر ۵۰۔ رگوید اشٹک اول ادھیائے ۳ ورگ ۸ منتر ۲ وغیرہ وغیرہ)

ویدکی یہ نیچی تعلیم ویدک پرمیشور کے بے وقوف نا عاقبت اندیش ہٹ دھرمی ضدی دغاباز ہونے کا ۔ رد سے والا ثابت کرتی ہے لالہ جی ذرا وید کی سڑی باسی ردّی تعلیم کا پردہ فاش نہ کرائیے اور نچلے ہو کر آرام سے بیٹھئے ✤

دیانندی ۔ جس برتن یا بدن پر خدا کا اوپکار وہ اس نے ناقص کیوں بنایا ✤

مسلمان ۔ لالہ جی یہ آپنے ستیارتھ میں تلاش کرنا تھا ۔ کیا سبب ہے کہ آپ کا گرو صفحہ ۵۵ پر کہتا ہے کہ آغاز آفرینش میں جیو کے اجسام وغیرہ کو ایشور بناتا ہے بعدہ بچے وغیرہ پیدا کرنا جیو کا کام ہے ۔ کیا خدا پھر پیدائش کا کام چھوڑ دیتا ہے اور انکا مطلب یہ ہے اگر فی الحقیقت جیو بچے پیدا کرتا ہے تو بچپن میں شادی کرنے اور آتشک وغیرہ والوں کی اولاد ضرور ہی ماں باپ کا حصہ لیگی اور کمزور بیمار ہوگی ۔ اگر گذشتہ اعمال پر یہ کا جنم ہوتا تو آتشک والوں کے گھر بھی تندرست بچے ہوتے ✤

بہرحال لالہ جی اپنے باوا جی کی ستیارتھ کو بغور ملاحظہ کرکے ہمیں مشکور کرینگے ۔ اور اپنے اپنے سوالوں کے جوابات وہیں تلاش کرکے تناسخ سے دست بردار ہوں گے لالہ جی ہمہ اوست کی مکروہ تعلیم کا بانی وید ہے جس نے دیانند کو بھی کچھ عرصہ اسی ہمہ اوستی میں غلطاں و پیچاں رکھا اور باوا جی عرصہ تک بھٹکتے رہے ✤

دیانندی ۔ انسانی فعل کے دخل سے انسان مختلف الصور و القویٰ پیدا ہوتے

مسلمان ۔ خوب تناسخ کی ٹانگ توڑی ہے ۔ ذرا دیانند کی ستیارتھ سملاس د پڑھ کر واد دینا ۔ اگر ماں باپ کے نیک و بد عمل سے اولاد پر نیک و برا اثر پڑتا ہے تو تناسخ کا چیز نہیں تناسخ ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ ماں باپ کی برائی بھلائی کا اثر بچے پر نہ پڑے ۔ کیونکہ بچے کی روح نے اپنے گذشتہ جنم کی نیکی و بدی کا پھل بھوگنا ہے ماں باپ کی نیکی بدی کا ۔ لالہ جی ذرا ہوش کی دوا کیجئے ✤

اگر انسان کا مختلف الصور و القویٰ و مختلف ابدان تناسخ کا نتیجہ ہے تو کے بعد ہزارہا اینک انسانوں کا جوان پیدا ہونا بھی تناسخ کا نتیجہ سمجھنا پڑے گا اعتراض آپکے اس عقیدہ کے ماننے سے آپ کے وید پر پڑینگے ۔ اُن سے آپ ج

خدا عاقل کے ناخن اتروا کر عاقلوں کی طرح دعوی کیجئے۔ ورنہ آپ کے پنتھ کے سب بخیے ادھیڑ دیئے جاوینگے ❊

دیانندی۔ خدا نے جو روح پھونکی وہ کہاں سے آئی اگر خدا نے (معاذ اللہ) اپنا وجود کاٹ کر نہیں بنائی تو کہاں سے آئی ❊

مسلمان۔ اگر اسکا جواب لینا ہے تو ستیارتھ پرکاش دوم اردو صفحہ ۲۱ ملاحظہ کیجئے جب آپ اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حواس دکھا دینگے۔ پھر ہم آپکو روح کا بھی سمجھا دینگے اے بدقسمت دیانندی جب تو مانتا ہے کہ وہ حواسوں کے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے تو اپنی طاقت نا چیز کو کیوں خدا کی لامحدود طاقت کے ساتھ مقابلہ کیلئے رکھتا ہے۔ ذرا غور کر اور سوچ۔ اپنی موٹی دیانندی تعصب سے پر عقل پر دانشمندی کا صیقل چڑھوا۔ اور خدا کے کاموں کو غور سے سوچ ❊ •

دیانندی۔ روح کی حقیقت کا سمجھانا مسلمانوں کو دشوار ہوگیا ❊

مسلمان۔ بچہ واندلوز نہ لذات ادرک۔ آپ جیسے تعصب کے پتلے ان الہامی مسایل کو کیا سمجھیں گے۔ آپ کے گرو نے ستیارتھ صفحہ پر لکھا ہے کہ متعصب والے لوگ ہما صکر ضدی اور متمرد ہوتے ہیں اور متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں سو یہ آپ پر خوب پھبتا ہے۔ آپ کے وید نے روح کی حقیقت کو کیا سمجھایا۔ اور آپ نے کیا سمجھا۔ جب وید کچھ حقیقت بیان نہ کر سکے تو ویدیوں نے روح کو خدا کی طرح قایم بالذات مان لیا۔ چلو جی چھٹی ہوئی۔ دردسری نہ کرنی پڑی۔ سب چیلوں چانٹوں نے سمجھ لیا کہ بس وہ قدیم ہے کہاں سے حقیقت کہتے ہیں آپکے ویدک حوالے کی تو ہم قلعی کھول چکے ہیں اب ذرا شاستروں کا ملاحظہ کرایئے ❊

شاستر کے رو سے روح کی تعلیم

ویشیشک درشن والا روح کی بابت لکھتا ہے کہ جب تک آتما جسم میں ہوتا ہے تبھی تک یہ گن پرکاشت رہتے ہیں اور جب شریر چھوڑ جاتا ہے تب یہ گن شریر

میں نہیں رہتے جس کے ہونے سے جو مواد جس کے نہ ہونے سے نہ ہو وُگُن یا صفت اُس کے ہوتے ہیں۔ اسی تو ارمیں مدرشن کے مصنف نے اول تو وید کا کوئی حوالہ نہیں دیا جس کی رو سے آتما کی یہ صفات قرار دی جاسکیں دوم اُس نے یہ واضح نہیں کیا کہ آیا سب آتماؤں میں یہ صفات برابر ہیں یا کم بیش۔ اور پھر یہ نہیں لکھا کہ شریر کو چھوڑ کر بھی ان صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ یا نہیں اگر ہوتا ہے تو مکتی کی حالت میں جیو کس بات کا رنج۔ افسوس حسرت کرتا ہے۔ ذرا آپ ہی تشریح کر دیجئے۔ کرشن جی نے صرف اُسے قدیم لیا ہے یعنی سناتن مگر دلیل ندارد۔

گیتا ادھیائے ۱۵ اشلوک ۷ رہ نے روح کی حقیقت و ماہیت وصفات پر ذرا بھی روشنی نہیں ڈالی اس لئے یہ حوالہ فضول اور لا یعنی ہے اگر یہی گپیں تحقیقات کہلاتی ہیں تو ہمارا دور سے سلام ہے۔ روح کی بابت جتنا کچھ ہمارے لایق علما نے لکھا ہی اُسکا پاسنگ بھی آپکے وید یا شاستروں نے بیان نہیں کیا۔ کیونکہ اسلام کہتا ہی کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے خدا کو پہچان لیا۔ بیچارے ویدیوں نے روح کی ماہیت کو کیا پہچانا تھا۔ جب اُن کے موٹے دماغوں میں روح کی حقیقت نہ آسکی تو اُسے قدیم مان کر پیچھا چھوڑ لیا۔ ہم نہیں جانتے کہ کیا آریہ ورت نے کوئسا فلسفہ چھانا ہے سوائے اسکے کہ روح قدیم ہے خدا کی امداد کی حاجت مند نہیں وغیرہ۔ دیانند نے جو فلسفہ روح بیان کیا ہے۔ اُس سے زیادہ لچر وعاوی دنیا میں کسی نے نہ دیکھے ہونگے اگر خدا نے ہمت اور یاری دی تو وہ تفسیر ستیارتھ میں درج ہو گی ؛؛

دیانندی۔ ہر حالت میں روح فانی ہے کُلُّ شَیْءٍ عَلَیْھَا فَانٍ۔ اگر روح بمنزلہ آتش نے الحجر ہے تو آگ جیسے پتھر سے جدا ہے اسی طرح روح بھی جسم و نطفہ سے الگ ہے۔ جو ترکیب کا نتیجہ نہیں اور کسی جوہر کا عرض نہیں وہ بذات خود دائما ایک مستقل ہستی ہے ؛

مسلمان۔ اگر آپ ہمارے مضمون کا شروع عقل سے غور کر کے مطالعہ کریں گے

تو آپ کو اپنے لایعنی خیال کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اگر آگ پتھر سے علیحدہ ہے تو براہ مہربانی ہمیں پتھر میں آگ دکھا دیجئے۔ کیا پتھر کے پکڑنے سے آپ کا ہاتھ جل جاتا ہے کیونکہ آگ کی تاثیر جلانا ہے ہرگز نہیں بلکہ پتھر میں کسی نے آگ محسوس نہیں کی مگر جب اسی پتھر کو رگڑ یو چئے تو آگ نکلتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ پتھر میں ظاہرا آگ محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے علیحدہ ہوتی ہے۔ مگر دوسری صورت میں اسی سے نکلتی ہے اگر پتھر سے جدا ہوتی جیسے لالہ جی نے فرمایا ہے تو ضرور محسوس ہوتی مگر نہیں ہوتی۔ اس لئے مولانا صاحب کا کہنا بجا ہے صرف دیانندی کی تعصب باطنی کا نتیجہ ہے کہ سیدھی بات کو الٹا بنا رہے ہے دو چار صفحوں پر لایعنی ہرزہ درائی کرنے سے دیانندی خیال کرتے ہیں کہ ساری کتاب کا جواب ہو گیا ہے جیسے خوش ہو جاوینگے بس چھٹی ہوئی مگر یہ بات عقلمندی کے خلاف ہے +

دیانندی۔ یہ ثابت و مسلہ امر ہے کہ نطفہ سے روح ایک غیر اور انادی شے ہے تو وہ ضرور رحم مادر میں داخل کی جاتی ہے اور نطفہ کے ذریعہ +

مسلمان۔ نہ یہ مسلہ امر ہے اور نہ ثابت شدہ ہے کہ روح قدیم ہے۔ مگر یہ جاہلوں کی عقل کا پھیر ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئی اُسے خدا کے برابر مان لیا۔ اور دیوتاؤں میں شامل کر کے پوجا شروع کر دی۔ ذرا ستیارتھ صفحہ ۲۷۹ دیکھ کر قرآن شریف پر دریدہ دہنی کرنا کہ کسی کا جانا اور آنا اس جگہ ہو سکتا ہے جہاں وہ نہ ہو کیا پرمیشور رحم میں نہیں تھا۔ کہ کہیں سے آیا۔ ہمارے نزدیک تمام ارواح خدا کی ملکیت اور اُسی کی ہیں۔ ویدک ایشور کی طرح اُس سے باقی نہیں۔ بخلاف دیانندی ایشور کے کہ ایک ذرہ کا مالک و خالق نہیں اور نہ یہ صفت رکھتا ہے +

شرم بادت اے دیانندی +
نے فروعت محکم آمد نے اصول

دیانندی۔ ہر جون میں یا قالب میں روح جسم بن چکنے کے بعد داخل ہوتی ہے حیوانات کی پیدائش چار نوع پر منقسم ہے +

مسلمان ۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ دیانند نے جو ستھیارتھ ص ۲۸۶ سملاس ۹
نمبر ۲۰ میں لکھا ہے کہ جیو ہوا ۔ انّ ج ۔ پانی خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے
دوسرے کے جسم میں ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے بعد داخل ہونے کے
سلسلہ وار منی میں جا کر حمل میں قائم ہو کر جسم اختیار کر کے باہر آتا ہے"۔ اس کے مطابق
زخموں گندے کھاذں میلے کپڑوں میں جو کس صورت سے جاتا ہے ۔ دیانند کی تحریر
نے آپ کی لاعلمی ۔۔۔ کہ قالب میں جسم بن چکنے کے بعد روح داخل ہوتی ہے جھٹلا دیا
ہے گو وہ کہتا ہے کہ روح سلسلہ وار منی میں جا کر حمل میں قائم ہونے کے بعد جسم اختیار
کرتی ہے مگر چیلا کہتا ہے کہ جسم بننے کے بعد روح داخل ہوتی ہے ۔ سبحان اللہ کیا
عجوبہ پیچ در پیچ ہے ۔ ہم نے آپ سے پیدائش کی نوع تو دریافت نہیں کی بلکہ ان انواع کا
باعث پوچھا ہے ۔ یہ بات بھی دریافت طلب ہے کہ بقول آپ کے جو قالب روح
کے لئے قبل از وقت بنایا گیا ہے وہ اس کے اعمال کے مطابق بنایا گیا ہے یا نہیں
صورت اول ناممکن ہے کیونکہ روح ابھی تناسخ میں ہے ۔ ممکن ہے کہ وہ اس قالب میں
جو قبل از وقت بنایا گیا ہے داخل ہونے سے ذرا پہلے کوئی ایسا کرم کرے کہ جس سے
اُسے بجائے اس قالب کے کوئی اور قالب دینا پڑے ۔ کیونکہ وہ خود مختار ہے ۔ تو اس
قبل از وقت جسم کا بنانا خلاف انصاف ہے ۔ صورت دوم ویدک ایشور کی
ناانصافی ظاہر کرتا ہے +

دیانندی ۔ آپ ہمارے اصولوں سے اُمّی ہیں ویسے ہی قرآن سے ناواقف
آیت کا منشا جسم کے بڑھنے کی ترکیب پر استدلال کرتا ہے +

مسلمان ۔ واہ رے عقل کے دھنی ۔ ذرا اُمّی کے معنے تو بتائے ہوتے ۔ جب
تمہیں اُمّی کے معنے تک نہیں آتے تو ایسی ہیکڑی کس بات پر ۔ بقول تمہارے
تم خود ہی اپنے اصول نہیں جانتے اور اپنے لنگوٹ بند کے خلاف لکھ رہے
ہو پھر تمہیں کس لفظ سے مخاطب کیا جاوے ۔ مسلمان تمہاری طرح تناسخ نہیں مانتے
کہ دوسری پیدائش کو آپ اتنا کھینچ تان رہے ہیں یہاں مولانا صاحب نے بالکل بجا

فرمایا ہے کہ پہلے نطفہ سے خدا جسم بناتا ہے اور جب اُس میں روح پڑتی ہے تو اُو
ہی رنگ ہو جاتا ہے اور یہی حالت روح کے نام سے موسوم ہے۔ مولانا صاحب
کو ایسے مسائل میں کیا مشکل پیش آئی تھی یہ مشکل میں تو آپکا مقتول مبتلا تھا۔ کہ
جو عشرہ کاملہ کا جواب مرتے دم تک نہ دے گیا جس میں تناسخ کے بخئے
اُدھیڑے ہوئے ہیں فرمایئے آجتک کس دیانندی نے اُن دلایل کو توڑا ہے
زبانی بکواس قابل التفات نہیں۔ جب تک کچھ کر کے نہ دکھاؤ +

دیانندی۔ کوئی دیانندی روح کو خدا کا شریک نہیں ٹھیراتا اور ہم پہ نہیں
بتاتا۔ وید میں ہے کہ وہ پتا ہمارا بندھو ہے۔ وغیرہ وغیرہ +

مسلمان۔ دیانندیوں کے ہتھکنڈوں کو کہانتک ظاہر کیا جاوے۔ حوالہ وید
بلا نام دیکر پیچھا چھوڑنا مردوں کا کام نہیں۔ لالہ جی آپنے لکھا ہے کہ پرماتما جیوں کا
باپ حقیقی و پرورش کرنے والا اور مالک ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حقیقی باپ کسے
کہتے ہیں اور وید کا خدا کو جیو کا باپ کہنا کہانتک سچ ہے۔ میں دعوی سے کہتا
ہوں کہ وید کی یہ تعلیم سراسر جھوٹی ہے۔ اول تو حقیقی باپ اپنے بیٹے سے عمر میں
ضرور بڑا ہوگا۔ دوم باپ بیٹے کا رشتہ نہ اس قسم کا نہیں جیسا وید کی تعلیم کرتے
ہیں۔ حالانکہ آپکا اعتقاد ہے کہ جب سے حقیقی باپ (خدا) ہے تبھی سے بیٹا
روح) ہے کیا اس سے زیادہ لچر تعلیم کہیں مل سکتی ہے کہ عیسائیوں کی طرح
یہ کہنا کہ جب سے باپ تب سے بیٹا اور تبھی سے روح القدس (مادہ) کیا اس سے
بڑھکر مشرکانہ تعلیم کسی کتاب میں ملنی ممکن ہے پھر حقیقی باپ کا بیٹے پر ہر طرح
کا حق ہوتا ہے مگر یہاں ویدک ایشور کا سوائے سزا جزا کے کوئی حق حاصل نہیں
ایک ذرہ کا خالق و مالک وہ نہیں۔ کسی کی پرورش کرنے کے لایق نہیں کیونکہ
روح فاعل خودمختار ہے پرورش کرنا اس کی طبعی صفت ہے ویدک ایشور روحوں
کو سزا دے کر درخت پھل پھول جانور بناتا ہے انسانی روحیں خود اختیاری سے
کھاتی پیتی ہیں۔ پرورش کرنے والا تو تبھی کہا جا سکتا کہ بغیر کسی معاوضے کے انسانی

موج کو نعمتیں دے کر پرورش کرنا۔ کیا باپ اپنے بیٹے کو کسی معاوضے میں پرورش کرتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اُس کی محبت کا تقاضا ہی ہے کہ وہ بلا معاوضہ بچے سے محبت کرے اُسے کھانے پینے پہننے کو دے۔ مگر ایشور کو حقیقی باپ مان کر بچے کو معاوضہ پر پرورش کرنا دیانندی عقل کا کمال ہے۔ قرآن پر اعتراض کرتے وقت عقل کو سلام کہنا دیانندیوں کا عام شیوہ ہے محض کسی کا نام اکٹھا آ جانے سے شرک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ صفات خاصہ میں اُسے شریک نہ کیا جاوے۔ حضرت محمد صلعم کو ہم عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہتے ہیں اُس نے خود اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا ہے کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ۔ یعنی میں تمہاری مانند بشر ہوں صرف افضلیت یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ یہی تعلیم شرک کو بیخ و بُن سے اُکھاڑنے والی ہے*

مولوی صاحب نے بدن کی مفارقت کے بعد روح کا تعلق مانا ہے مگر دیانندی نے اپنی کوتہ عقلی سے ازلی کی تیغ بھی لگا دی ہے۔ ذرا قرآن مجید اور مولانا صاحب کا بیان سمجھنے کی کوشش کرو۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ باپ بیٹا کس قاعدہ کی رو سے ہم عمر ہو سکتے ہیں۔ چونکہ ہم مفصل طور پر دیانندی کی قلعی کھول چکے ہیں اور ویدک تعلیم کا کچا چٹھا بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے ہم دیانندی لالہ کو سوچنے کا موقعہ دینے کے لئے زیادہ حیران و پشیمان نہیں کرتے۔ اور فی الحال اُس کا پیچھا چھوڑتے ہیں۔ یا زندہ صحبت باقی۔ محمد منظور الٰہی*

نظم

وجہ کیا ہے تمہیں کچھ بھی خبر ہے
دیانندی جو ہر اک کو روکر ہے

سنو یہ لوگ ویدوں پر فدا ہیں
مگر وہ وید جو خود بے بصر ہے

بھلا پھل اس سے پا سکتا ہے کوئی
یہ ظاہر ہے کہ بید بے ثمر ہے

مسایل بھی عجب کچھ وید کے ہیں — جہالت جن سے ظاہر سر بسر ہے
دلیل عقل ہے سر کا مُنڈ انا — یہ ویدا سے آریو دیتا خبر ہے
تمہارا فرض ہے تقلید کرنا — عقیدہ تم کو بیدوں پہ اگر ہے
نہ تم ہندو نہ پھر ہند و دھرم ہے — اصول وید سے گر درگذر ہے
منداؤ اپنے بال اور عورتوں کے — اگر لیتا تمہیں عاقل پسر ہے
تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے — ویانندی تمہیں یہ بھی خبر ہے
ذبح ہے وید سے جائز ... کی — کہو پھر کس لئے یہ شور و شر ہے
گرو کا آریوں کے یہ مقولہ — نقیض آواگون کا یہ سر بسر ہے
نہیں امکاں کہ فاضل ہر بشر ہو — ہوں سب دھرماتما ممکن مگر ہے
اشاعت اسکی گر سو برس تک — کریں ہم فرض کیا ہوتا اثر ہے
یہ مانو ہو گئے دھرماتما سب — ادھر ہی کا زمانہ بے سفر ہے
یہ سب سنسار اب دھرماتما ہے — ہر اک فرد بشر نیکو سیر ہے
نہ پرمیشر کی اب پرمیشری ہے — نہ گھوڑا گائے بیل بھینس و خر ہے
اُدھر الیشور کی قدرت کو مٹایا — ادھر دھرماتما خود نوحہ گر ہے
سواری کے لئے گھوڑا اندارد — نہ ملتا باربرداری کو خر ہے
بنے دھرماتما تو یہ ملا پھل — کہ خود گھوڑا بنا اور خود ہی خر ہے
بنے ہیں بیل کولھو اور ہل کے — ملا دھرماتما کو یہ ثمر ہے
اُنہیں کی کھال کے تسمے بچے ہیں — اُنہیں کی کھال پاپوش بشر ہے
اُنہیں کی کھال کی اشیاء چرمی — یہی اور یکتی پھرتی دربدر ہے
وہی گھی دودھ مکھن لحم انڈا — نہ آنا خواب میں ہی اب نظر ہے
نہ کوئی جون میں حیوان کے آئے — نظام الیشور کو گویا یہ تبر ہے
بلاشک انتظام الیشر کے حق میں — ستم قاتل کا یہ رکھتا اثر ہے
بنے دھرماتما سنسار سارے — یہ بات اسکو نہیں منظور گر ہے

تو پھر الزام یہ ہوتا ہے وارد
دیانندی ہو گرداب بلا میں
ہو تاریکی میں نہ گھستا ہو نہیں کیوں
مضامیں وید گرداب بلا میں
نہ ایشور کرت ویدوں کو کہو تم
نہیں شک کفر کی ظلمت ہیں یہ وید

کہ ایشور بے شبہ بیداد گر ہے
یہ طرہ او سیہ امید گھر ہے
یہ ہمدردی کا اک ادنےٰ اثر ہے
قرآن پاک جوں سلک گہر ہے
سراسر اس میں ایماں کا فر ہے
قرآن پاک جوں شمس و قمر ہے

اندھیری رات میں سوئے بہت اب
اٹھو اے آریو! وقت سحر ہے

واضع حق پسند از علی گڑھ

قاہرہ میں ایک لیڈی مس ہنیڈ انگریز نے دین اسلام قبول کیا +

دردناک حادثہ۔ موضع جمبر ضلع لاہور میں ایک مسلمان کے گھر میں بیاہ تھا بہت سی عورتیں بچے شادی کی تقریب میں جمع ہو کر ایک کوٹھے پر بیٹھے ہوئی تھی کہ بدقسمتی سے کوٹھے کا شہتیر ٹوٹ گیا اور سب عورتیں اور لڑکے لڑکیاں چھت کے نیچے دب گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہلاک ہو گئے اور باقی زندہ بچ گئے۔ خدا کی شان۔ کہاں شادی کے راگ اور کہاں نو انسانوں کی لاشیں۔ خدا کی مرضی۔ اہل بلیغ

انسان اور اُس کی تقدیر با تصویر

اس کتاب میں تقدیر کا اہم مسئلہ بالکل صاف کر دیا ہے معقولی اور منقولی اور علمی اور فلسفی ہر پہلو سے تقدیر کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے اور بتا دیا گیا ہے کہ مذہب اسلام کی رو سے تقدیر کا مفہوم کیا ہے۔ قرآن شریف کی ان آیات کی جن میں تقدیر کا ذکر آیا ہے نہایت خوبی کے ساتھ قرآن شریف ہی سے تفسیر کر دی گئی ہے توریت انجیل اور وید کے رو سے تقدیر اور پر ابدھ کی حقیقت بیان کر دی گئی ہے اور ثابت کر دیا گیا ہے کہ اسلامی تقدیر کے ماننے پر ذرہ بھر اعتراض خدا کی ذات پر عاید نہیں ہوتا۔ نہ جبر ثابت ہوتا ہے بلکہ اسلامی تقدیر ایک طرح پر قانون قدرت اور آئین فطرت کے ہی مترادف ہے جبکہ دیگر مذاہب کے رو سے محض جبر کے مرادف مانی گئی ہے اسلام کے رو سے جو تقدیر مانی گئی ہے۔ بالکل حکیمانہ اور فلسفیانہ اصول رکھتی ہے۔ یہ رسالہ دنیا میں بالکل نیا ہے نئے حالات تازہ بیانات لطیف خیالات۔ کلام ربانی کی آیات بینات کی ٹھیک ٹھیک تفسیر ہے آجتک یہ مسئلہ دھندلی حالت میں پڑا ہوا تھا اور لوگ طرح طرح کے شکوک پیش کرتے تھے جو بفضلہ تعالیٰ بالکل صاف اور روشن ہو گئے ہیں اُسکے بڑے بڑے عنوان یہ ہیں تقدیر کے ٹھیک معنی۔ گناہ کی فلاسفی مشیت الٰہی کی حقیقت خدا کی مشیت اور مرضی میں فرق۔ خدا کا تعلق افعال عباد سے۔ خدا کا خالق افعال ہونا کسب افعال اور خلق افعال میں فرق۔ گناہ اور اسکی فلاسفی۔ گناہ کب سے شروع ہوا۔ گناہ کی سزا۔ گناہ سے نجات۔ گناہ کا سچا کفارہ۔ حقیقی نجات۔ اور عیسائی و ویدک اور اسلامی نجات کا فرق۔ دعا اور اسکی حقیقت شیطان کی حقیقت شیطان کے وجود کی حقیقت۔ خدا کے مہر لگانے اور گمراہ کرنے کے

معنے۔ اضلال آلہی کی حقیقت اور خیر وشر کے تقدیر آلہی سے ہونے کی حقیقت دنیا کے مصائب اُن کے بواعث۔ مصائب دنیا کے وجود کی حکمت اور حقیقت انسانی حالات کے اختلاف کا سبب۔ پیدائشی لولا۔ لنگڑا اور اپاہج کے وجود کا اصلی باعث۔ دنیاوی امراض اور دکھوں کا موجب۔ قانون قدرت کی خلاف ورزی۔ آریوں کی غلطی اور مغالطہ۔ دعا اور دوا کا تعلق اعمال انسانی کے ساتھ اور اُسکا اثر۔ تناسخ کا ابطال پنڈت لیکھرام کی ثبوت تناسخ کا رد۔ خدا تعالیٰ کی گہری حکمتوں کا راز۔ روح اور اُس کی حقیقت۔ روح کے کرم اور گن۔ اور سبھاؤ۔ روح کی قدامت کا ابطال اور حدوث کا ثبوت۔ بہشت و دوزخ کی فلاسفی۔ بہشت و دوزخ کی ابدیت کی حقیقت ٭

غرض کہ انسان کی پیدائش سے لیکر اُس کے مرنے اور مرنے کے بعد پھر عالم برزخ میں رہنے اور قیامت کے قایم ہونے اور بہشت و دوزخ میں پہونچنے تک کی پوری پوری ہسٹری لکھی گئی ہے۔ کوئی انسان نہیں جو انسانی تقدیر کے عجائبات کو دیکھنا نہ چاہتا ہو۔ یہ کتاب بڑی محنت سے تیار کی گئی ہے۔ اور اُمید ہے کہ اگر ایک دفعہ اُسے مطالعہ کر لیا جاوے تو پھر کسی دوسرے مذہب والیکو مجبور نہ کرے۔ اس میں بڑے بڑے مشکل مسئلوں کو حل کر کے بالکل آسان کر دیا گیا ہے۔ پس ہم یقیناً لکھتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کتاب کو ضرور منگائے۔ پھر موقعہ ہاتھ نہیں آئیگا۔ اور کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ حجم ۴۴۲ صفحے۔ مجلد قیمت علاوہ محصول ڈاک عـ۸ ـ ـ

خاکسار

کریم بخش منیجر و پروپرایٹر و ایڈیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

منشی کریم بخش پروپرایٹر و ایڈیٹر کے اہتمام میں مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا۔ اور شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۴
سید عبد الحسین مارہروی

قیمت سالانہ پیشگی بمحصول ۳ (illegible)
مہ ششماہی علی ہذا القیاس

انی شہر الرسول للاسلام فہو لواری بہ

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

جلد ۶ نمبر ۱۱

بابت یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء | پندرہ روزہ | مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۲

فہرست مضامین

دُنیا میں

پہلی طرز کا قرآن مجید

یعنی

اعلیٰ درجہ کی جیبی حمائل سنہری

مترجم بالمقابل طول ۵ عرض ۳

مجلد سنہری

بالکل

مفت
مفت
مفت

جس کا اعلان آئندہ پرچہ میں ہوگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — یا اللہ — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ

رسالہ

بابت یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تفسیر سورت آلِ عمران

سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ نمبر ۹ جلد ۶

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً	اُسی وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی کہ میرے خدا مجھ کو اپنے ہاں سے اولاد

زکریا چونکہ لاولد بلکہ ضعیف تھا اور عورت اُسکی بھی ضعیفہ اور بانجھ تھی۔ اس بے گمان رزق کی وصولی کو دیکھکر اُسی وقت زکریا نے اپنے رب سے دُعا کی کہ میرے خدا جس طرح تو مریم کو بے گمان کھانے وغیرہ دیتا ہے۔ مجھ کو بھی اپنے ہاں سے اولاد

طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ فَنَادَتْهُ	نیک بخش بیشک تو دعا سنتا ہی
	پس فرشتے نے اسے جب اپنی
الْمَلٰئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ	نماز گاہ میں کھڑا تھا پکارا - کہ
	خدا تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہی
اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا	وہ اللہ کی باتوں کی تصدیق کرنے
	والا اور سردار عورتوں سے
بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا	بے رغبت اور نبی نیکوکاروں
	سے ہوگا - بولا کہ اے میرے
وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ قَالَ رَبِّ اَنّٰى	خدا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا
	حالانکہ میں بڑھاپے کو پہنچ چکا
يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ	ہوں اور عورت میری بانجھ ہے کہا
	کہ (واقع)
وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ	ایسا ہی ہے

نیک بخش بیشک تو سب کی دعا سنتا ہے اور قبول بھی کرتا ہے۔ پس اس کی دعا کرتی ہی تھی۔ کہ فرشتے نے اُسے جب وہ اپنی نماز گاہ میں کھڑا تھا۔ پکارا کہ خدا نے تیری دعا قبول کی۔ اور تجھے تیرے بیٹے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جیسا کہ تو نے مانگا ہے ویسا ہی ہوگا۔ وہ اللہ کی باتوں کی تصدیق کرنے والا اور اپنے زمانہ کے دینداروں کا سردار اور بوجہ شغل عبادت عورتوں سے بے رغبت اور حسب بڑھکر یہ کہ اللہ کا نبی نیکوکاروں کی جماعت سے ہوگا۔ یہ مژدہ سنکر زکریا کو ایک طبعی خیال پیدا ہوا۔ جس دفعیہ بھی اس نے اسی وقت چاہا بولا کہ اے میرے خدا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ بظاہر کئی ایک موانع طبعی موجود ہیں میں نہایت بڑھاپے کو پہونچ چکا ہوں اور عورت میری بانجھ ہے جس سے آجتک جوانی میں بھی بال بچہ نہیں ہوئی۔ خدا کے فرشتے نے اسی جواب میں کہا کہ بیشک (واقع) ایسا ہی ہو جو تو نے کہ

يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

لیکن خدا جو چاہے کر دیتا ہے۔ کہا کہ خداوندا میرے لئے کوئی نشان بتا۔ کہا کہ تیری نشانی ہے کہ تو تین روز لوگوں سے بول نہیں سکیگا لیکن اشارہ کریگا اور اپنے خدا کا ذکر کیجو۔ اور پاکی سے صبح و شام اس کی یاد کیا کیجو۔ جب فرشتے نے کہا اے مریم خدا نے تجھے چنا ہے اور پاک کیا اور جہان کی عورتوں پر تجھے بزرگی دی ہے

لیکن خدا جو چاہے کر دیتا ہے۔ اسکو کوئی امر طبعی اور علمی مانع نہیں ہو سکتا۔ زکریا نے یہ جواب سنکر مزید تسلی کیلئے پھر کہا۔ کہ خداوندا میرے لئے اس امر کی کوئی نشانی بھی بتا۔ خدا کے فرشتے نے جواب میں کہا۔ تیری نشانی خود تیری ہی اندر ہیں سکیگا لیکن اشارہ کریگا۔ پس لازم ہے کہ تو اس احسان کا شکریہ کیجو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب زکریا لوگوں سے بولنا چاہتا بلا علت نہ بول سکتا اس کے قصہ سے تمکو بخوبی واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ مسیح اور اسکا تمام خاندان و متعلقات خدا کے آگے کیسے عاجزانہ التماس کیا کرتے تھے اور خدا کی طرف سے اُن سبکو بالکل نہ جواب ملتے یہ نہ تھا کہ کوئی اُنمیں سے خدا یا خدا کا جزو ہونیکا مدعی ہوتا۔ اب غلط ایک قصہ مسیح کی ماں کا بھی سنو جس سے اُن دو لوگوں یہود و نصاری کی غلطی تمپر واضح ہو جائیگی جب خدا کے فرشتے نے مریم سے کہا اے مریم خدا نے تجھے چنا ہے۔ اور ہر قسم کی مشغول شرک۔ کفر۔ بد اخلاقیوں سے پاک کیا ہے اور جہان کی عورتوں پر تمکو بزرگی دی

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ

اے مریم اپنے رب کی عبادت میں لگی رہ۔ نماز نمازیوں کے ساتھ پڑھا کر۔ یہ غیب کی خبریں ہم تیری طرف بھیجتے ہیں سو ورنہ تو اُن کے پاس تو نہ تھا۔ جب وہ اپنے قلم ڈالتے تھے۔ کہ کون مریم کا کفیل ہو۔ اور نہ ہی تو اُس وقت انکے پاس تھا۔ جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ جب فرشتے نے مریم سے کہا کہ خدا تجھے

اے مریم چونکہ تو خدا کی بندی ہے اپنے رب کی عبادت میں لگی رہ۔ بالخصوص نماز تو نمازیوں کے ساتھ جماعت میں پڑھا کر۔ بھلا جس عورت کو خدا یہ بزرگی دے اُس کی نسبت مخش اور حیائی کا خیال کرنا جیسا کہ یہودی کرتے ہیں کیسا جھوٹ ہے نیز یہ بھی کیا جھوٹ ہے بلکہ کفر سے کم ہے کہ ایسی خدا کی بندی کے بیٹے کو خدا سمجھنا ابھی دونوں گروہوں کی ہدایت کیلئے یہ غیب کی خبریں تیری طرف ہم بھیجتے ہیں۔ ورنہ تو اُن کے پاس تو نہ تھا۔ جب وہ اپنے قلم یعنے قلموں کے لکھے ہوئے پرچے بطور قرعہ اندازی کے بایں غرض ڈالتے تھے کہ کون اُن میں سے مریم کا مربی اور کفیل ہو۔ اور نہ ہی تو اُس وقت اُن کے پاس تھا جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

آمدیم برسرِ مطلب اب وہ بات بھی سنو جس کے لئے یہ ساری تمہید تھی یعنی مسیح کی عبودیت کا ثبوت اور الوہیت کا ابطال یاد کرو جب کہ فرشتوں نے مریم سے کہا کہ خدا تجھے

یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنۡہُ اسۡمُہُ الۡمَسِیۡحُ	اپنے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہے
عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ	اُسکا نام مسیح بن مریم ہوگا دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور
وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ۙ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی	مقرب بندوں سے ہوگا ۔ اور گہوارہ میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے باتیں
الۡمَہۡدِ وَکَہۡلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ	کریگا اور نیکو کاروں سے ہوگا۔
قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ وَلَدٌ	بولی میرے خدا مجھے لڑکا کیسے ہوگا مجھکو تو کسی مرد نے ہاتھ سے نہیں
وَّلَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ قَالَ کَذٰلِکِ	چھوا کہا کہ بات یہی ہے خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے
اللّٰہُ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا	جب کوئی چیز کرنی چاہتا ہے

اپنے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہے کہ اُس حکم سے تیرے رحم میں ایک بچہ پیدا ہوگا۔ کہ اُس کا نام مسیح بن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور نیز اللہ کے مقرب بندوں سے ہوگا اور چھوٹی عمر میں گہوارہ میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے ہدایت کی باتیں کریگا۔ نہ کہ جیسا یہودی کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) ناجایز مولود تھا یا نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا اور خدا کا بیٹا اور جزو ہے۔ بلکہ وہ خدا کا نبی اور نیکو کاروں سے ہوگا۔ مریم چونکہ اُسوقت کنواری تھی بیٹے کی خبر سنکر گھبرائی اور بولی میرے خدا مجھے لڑکا کیسے ہوگا۔ حالانکہ بظاہر جو اسباب اولاد ہونے کے ہیں وہ تو مجھ میں مفقود ہیں بڑا بھاری سبب مرد کا اجتماع ہے۔ سو مجھکو تو ابھی تک کسی مرد نے ہاتھ سے نہیں چھوا۔ پھر لڑکا ہوگا تو کیسے ہوگا۔ خدا کے فرشتے نے جواب میں کہا کہ بیشک بات یہی ہے جو تو نے کہی مگر خدا کی قدرت سب سے نرالی ہے خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ گو بظاہر اسباب ہر شے کے اُس نے رکھے ہیں

فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَہَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ

تو اُس کے لئے یہی کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اور اُسکو کتاب اور تہذیب اور تورات اور انجیل سکھا دے گا ۔ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا ۔ کہ میں تمہارے خدا کی طرف سے رسالت کی یہ نشانی لایا ہوں ۔ کہ مٹی سے جانور کی سی شکل تمہارے سامنے بنا کر اُس میں پھونکتا ہوں ۔ تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے ۔ اور میں اندھے مادر زاد اور کوڑھیوں کو بھی

تاہم اسباب کا خالق بھی وہی ہے ۔ پس جب کوئی چیز کرنی چاہتا ہے تو اُس کے لئے صرف یہی کہتا ہے کہ ہو جا ۔ پس وہ ہو جاتی ہے ۔ اسی تیرے بچہ کے اسباب بھی گو بظاہر مفقود ہیں ۔ لیکن وہ قادر قیوم تو ایک آن میں سب کچھ کر سکتا ہے وہ ضرور ایسا ہی کریگا اور اُسکو کتاب سماوی اور تہذیب اور توراۃ اور انجیل سکھاویگا اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا ۔ یہ پیغام کہ میں تمہارے خدا کی طرف سے رسالت کی یہ نشانی لایا ہوں کہ مٹی سے جانور کی شکل تمہارے سامنے بنا کر اُن میں پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اندھے مادر زاد اور کوڑھیوں کو بھی

وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ
بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ
فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً
لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَمُصَدِّقًا
لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىۃِ
وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ
عَلَیْکُمْ وَجِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ

اچھا کرتا ہوں اور مُردوں کو اللہ کے
حکم سے زندہ کرتا ہوں اور تمکو
تبلا دیتا ہوں جو تم کہاتے ہو
اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ
کرتے ہو۔ بے شک اس میں
تمہارے لئے نشانی ہے
اگر تم ماننے والے ہو۔ میں
توریت کی جو مجھ سے پہلے آئی
ہوئی ہے تصدیق کرتا ہوں
اس لئے بھی آیا ہوں کہ بعض
چیزیں جو تمپر حرام ہیں تمکو حلال
بتاؤں ۔ اور تمہارے خدا
کی طرف سے نشان لایا ہوں

اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو تمہارے سامنے محض اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں
اور تمکو تبلا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو بے شک
اس میں میری نبوت پر تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم کسی کے ماننے والے ہو۔ اور اگر
تم یہ سمجھ کر مخالفت کرو کہ میں تمہاری کتاب کا منکر ہوں تو یہ بھی تمہاری غلطی ہے میں
توریت کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی ہے تصدیق کرتا ہوں البتہ میں اسلئے بھی آیا ہوں
کہ بعض چیزیں جو تمپر حرام ہیں خدا کی طرف سے تمکو حلال
تبلاؤں اور
یہ میرا کسی چیز کو حلال حرام کہنا بیدلیل نہیں
بلکہ میں خدا کی طرف
سے رسول ہوں اور تمہاری اور اپنے خدا کی طرف سے اس دعوی پر نشان لایا ہوں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنَ - اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ	پس تم اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو بیشک خدا میرا اور تمہارا پالنہار ہے - پس اسکی عبادت کرو یہی راہ سیدھی ہے پس جب مسیح نے اُن سے انکار ہی پایا - تو کہا کہ کون ہے

پس تم اللہ اکیلے سے ڈرو اور شریعت میں میری تابعداری کرو - چونکہ ان معجزات مذکورہ بالا سے کوتہ بینوں کو مسیح کی الوہیت کے شبہ ہونے کا احتمال تھا - چنانچہ عیسائیوں کو ایسے واقعات سے ہی یہ خیال جم گیا ہے کہ مسیح بھی خدا ہے - نیز منکرین معجزہ ایسی تعلیم کو شرک کہیں گے - اس لئے مسیح نے اس بیان میں ایک تو یہ قید لگائی کہ سب کچھ اللہ کے ہی حکم سے ہے میری تو صرف یہ مثال ہے کہ جیسی کسی نابالغ شیرخوار بے شعور بچے کے ہاتھ میں چھری دیکر بڑا آدمی اپنے ہاتھ سے کسی کو مارے جیسا کہ مارنے والا بڑا آدمی ہے بچہ کا صرف بہانہ ہے اسی طرح میرے کام بھی سب خدا کے ہیں علاوہ اسکے مسیح نے اس شبہ کی بیخکنی کرنیکو صاف لفظوں میں پکار دیا کہ بیشک خدا ہی میرا اور تمہارا پالنہار ہے - پس اُسی کی عبادت کرو نہ کہ میری یہی راہ سیدھی نجات تک پہونچانے والی ہے مگر یہودیوں نے مسیح کی ایک نہ سُنی بلکہ اُسکو جھٹلاتے ہی رہے - پس جب مسیح نے اُن سے انکار ہی پایا - تو بغرض تمیز یگانوں اور بیگانوں کے نیز واسطے اظہار عجز اور عبودیت اپنی کے کہا - کہ کون ہے

مباحثہ دیوریا

مسافر میگزین جلد ۶ ۴ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

قرآن شریف پر اعتراض

کیا قرآن حضرت محمدؐ کا قول ہے۔ دیانندیوں کا یہ قول کہ قرآن مجید آنحضرتؐ کا قول ہے کئی وجوہ سے باطل ہے جس کی مختصر تشریح دوران مباحثہ میں کی گئی تھی۔ مگر اس دیانندی نے اب اپنے کمزور پہلو کو چھپانے کے لئے ملمع چڑھانا شروع کر دیا ہے سب سے اول وجہ تو یہ ہے کہ قرآن شریف کے سوا جس قدر آنحضرتؐ کا اور کلام ہے وہ قرآن شریف سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آنحضرتؐ کے کلام (احادیث) سے کتب پُر ہیں جنمیں اکثر حدیثوں کا آنحضرتؐ کی زبان سے ہونا تواترات سے ثابت ہے۔ تاہم ایک حدیث کا طرز کلام قرآن شریف کی طرز اور اسلوب کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کوئی شخص حدیث نبوی کا کیسا ہی مخالف ہو مگر تاہم وہ اتنی بے تعداد کتب احادیث کو تمامہ جعل اور افترا قرار نہیں دے سکتا اتنی بڑی اور بے انتہا کتب احادیث میں ممکن نہیں ہے کہ تھوڑا سا حصہ بھی آنحضرتؐ کا کلام نہ ہو مگر ان بے انتہا حدیثوں میں سے ایک حدیث کا طرز کلام بھی قرآن شریف کے اسلوب سے نہیں ملتا۔ ہر دو کلاموں کے اسالیب میں مغائرت کلی اور مباینت صریحی ہونا صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ قرآن شریف آنحضرت کا کلام ہرگز ہرگز نہیں ہے ✣

پس جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قرآن شریف خدا کا کلام نہیں بلکہ آنحضرتؐ نے خود بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا۔ اُن عقل کے اندھوں کو غور کرنا چاہیئے کہ دنیا میں انسانوں کی کہیں نظیر دکھا سکتے ہیں کہ ایک ہی شخص کے کلام میں اس حد تک فرق ہو جیسا

قرآن و حدیث ہیں سے گو دنیا کی ساری کلاموں سے رسول خدا کی احادیث اگرچہ بڑی فصیح و بلیغ ہیں لیکن قرآن شریف سے مقابل وہ بھی وہ نسبت رکھتی ہیں جو ذرہ کو آفتاب سے ہے عرب کا اعلی سے اعلی کلام دیکھو اُن کا ایک فقرہ بھی سلاست متانت فصاحت بلاغت شستگی و شائستگی میں قرآن شریف کی کسی آیت کی ساتھ نہیں کھا سکتا۔ قرآن شریف کی کوئی آیت کسی عربی عبارت میں شامل کرو وہ بالکل نمایاں طور پر ممتاز معلوم ہو گی ✦

مرزا صاحب کے حوالہ مندرجہ رسالہ ہذا نے اُن کی علمیت کو پورا پورا ظاہر کر دیا ہے۔ دیانند بھاشی لکھو کا صفحہ ۵۲ پر اپنے مقبل و باندیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ نا پاک باطن بالکو واقفی علم نہیں ہوتا ہے کیونکہ صرف آیت کے معنی کو بیان کر دیا کافی نہیں ہے بلکہ ماسبق و مابعد کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں (دیکھو کا صفحہ) اب آپ کی یہ عبارت زیر نظر رکھ کر بابندی اپنے دل کو ٹٹولیں اگر آیت کا آگا پیچھا دیکھتے تو کیوں شرمندگی اٹھانی پڑتی۔ سنئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ **ترجمہ** یہ تو بزرگ رسول کا قول ہے اس میں کوئی شاعرانہ بات نہیں پر تم بہت ہی تھوڑا ایمان لاتے ہو اور نہ وہ کسی کاہن کی بات پر چلنے والا ہے پر تم بہت ہی تھوڑا سمجھتے ہو۔ رب العالمین کی طرف سے اترا اور اگر وہ ہم پر کوئی بات بنا کر کہتا۔ تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کلام ربانی ہے کیونکہ جو افترا کرتا ہے وہ بہت جلد ہلاک ہو جاتا یا قتل کیا جاتا ہے۔ اسی مسئلہ کی تائید دیگر الہامی کتب بھی کرتی ہیں اور جہانتک تاریخ گواہی دیتی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی مدعی نبوت کو جبکہ کوئی وحی بجانب اللہ نہ ہوتی ہو اور وہ دعوی کرے کہ اسے وحی آتی ہے

اور اپنی مفتریات کو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اُسے اتنی مہلت نہیں دی جاتی
جتنی اس نبی زمرّس کو ہوئی ہے(ملا) افسوس ہے کہ دیوبندیوں کو اعتراض کی رال ٹپکتی ہو
اور اپنے گروہ کے قول کا خیال کرکے آگا پیچھا ذرا نہیں دیکھتے - اگر صرف قول کے لفظ
پر ہی غور کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ الہام ربانی کو زبان کے ذریعہ بیان کرنا قول کہلاتا
ہے - مگر ان عقلمندوں کو ایسی عقلی باتوں سے کیا مس ہے - عرش کو مخصوص مقام
بتا کر خدا کو اس تصور محدود ٹھیرانا دیوبندی تعصب ہے ورنہ متکلمین مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے
کہ عرش کوئی ایسی چیز جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر معاذ اللہ خدا بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن مجید
کو اول سے آخر تک پڑھو اُس میں ہرگز نہ پاؤ گے - کہ عرش بھی کوئی ایسی چیز محدود اور مخلوق ہے
خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اُس کا
میں ہی پیدا کرنے والا ہوں میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور اُنکی تمام قوتوں کا
خالق ہوں میں اپنی ذات میں آپ قایم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قایم ہے
ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدایش ہے - مگر یہ کہیں نہیں
فرمایا - کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے - جس کا میں پیدا کرنے والا ہوں اگر کوئی دیوبندی
قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے - تو اُسے
ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا ورنہ ایسی لایعنی بکواس کرنے والے
لعنتی ہونگے ؛

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنا محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ
چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہو سکا تو کچھ اعتراض نہ رہا - خدا
صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی اور کسی چیز پر نہیں - بلکہ اپنے
وجود سے آپ قایم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر
محیط ہے - پھر فرماتا ہے أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جدھر تم منہ کرو - اُسی
طرف منہ خدا کا پاؤ گے - پھر فرماتا ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي
قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ یعنی جب میرے بندے میرے

[illegible] ہزار کا انعام بھی دیا ورنہ [illegible] اس کے خلاف اپنا دعویٰ [illegible]

بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے۔ پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہیں جو شخص مجھ پر ایمان لاکر مجھے پکارتا ہے تو میں اسکا جواب دیتا ہوں۔ ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ میں ہی ہوں جو زمین آسمان کو اٹھا رہا ہوں میں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اٹھا رہا ہوں یہ تمام آیات قرآن مجید میں موجود ہیں جس کا جی چاہے دیکھ لے پھر اِن آیات کو ظاہر کرنا اور غلط ترجمہ (استعارہ) کو لیکر اسپر بیہودہ اعتراض کر دینا دیانندیوں کی دیانت ہے حالانکہ دیانند خود بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۷۹ پر لکھتا ہے۔ کہ اسی طرح سچے شاستروں (علمی کتابوں) میں نہایت عمدہ استعارے پائے جاتے ہیں جو نہایت معقول اور سراسر راست ہیں۔ گرو کا یہ کہنا اور چیلوں کا بیہودہ راگ الاپنا خدا کی شان ہے۔ ورنہ دنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اُسکے وسیع اور غیر محدود[1] علم سے منکر ہے بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق[1] چیز نہیں فرشتے اٹھا رہے ہیں دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اٹھاتے ہیں۔ ضرور یہ کوئی استعارہ ہوگا مگر دیانندیوں نے اسبات کو نہیں سمجھا۔ کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔ اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اُس سے مراد خدا کی عظمت۔ جبروت اور بلندی ہی اسی وجہ سے اُسکو مخلوق چیزوں میں داخل کیا ہے یہ استعارہ بعینہ ایسا ہے جیسا کہ بھومکا صفحہ ۳۲ پر اتھرووید کانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳ انوواک ۴ منتر ۲۳ کا درج ہے کہ اُس پرماتما کا خزانہ قدرت تینتیس دیوتاؤں سے محفوظ یا اُن میں قائم ہے پرماتما کے اُس خزینہ قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہیں کون بیان کر سکتا ہے۔ پھر اتھرووید کانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳ انوواک ۴ منتر ۲۷ میں ہے تینتیس دیوتا اُس پرماتما کے مقرر کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں یا اُسکی قدرت کے جزوی مظہرات ہیں جو کہ اُس برہم یعنی وید یا محیط کل الشعور کو پہچانتے ہیں وہی اُن ۳۳ دیوتاؤں کو

[1] جو فرقہ خدا کو جسمانی مانتا ہے۔ وہ بھی خدا کو عرش پر بیٹھا ہوا۔ یا اس کا محتاج نہیں بتاتا۔

جانتے ہیں اور اُن کو اُسی ایک برہم کے سہارے قایم مانتے ہیں۔ اب دیانندیوں کو اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر سوچنا چاہئے ٭

خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر قدرت چار ہیں۔ جو خدا کی چار صفات کو جو اُسکے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جنہیں دوسرے الفاظ میں عرش کہا جاتا ہے اُٹھا رہے ہیں۔ فرشتہ کا لفظ قرآن شریف میں عام ہے۔ ہر ایک چیز اُس کی آواز سنتی ہے وہ اُس کا فرشتہ ہے۔ پس دنیا کا ذرہ ذرہ خدا کا فرشتہ ہے۔ کیونکہ وہ اس کی آواز سنتے ہیں اور اُسکی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور اگر ذرہ ذرہ اُسکی آواز نہیں سُنتا تو خدا نے زمین و آسمان کے اجرام کو کس طرح پیدا کر لیا۔ یہ استعارہ جو اوپر بیان ہوا ہے نہایت لطیف علم اور حکمت پر مشتمل ہے اگر اب بھی دیانندی باز نہ آویں تو وہ کوئی اعتراض منتخب کر کے اسلام پر پیش کریں اور پھر انسانیت اور تحمل سے الزامی جواب سنیں ورنہ ایسے لایعنی اعتراضات سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض حقیقت سے بے خبر۔ لاعلم اور دل اُسکا تعصب سے پُر اور اُسکی غرض محض تحقیر ہے۔ دین ایک علم ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتا ہے جسے دیانندی بھی مانتا ہے (ستیارتھ ص ک) کیا یہ انسانیت ہے کہ اس طرح پر افترا کے طور پر اعتراض کئے جاویں ورنہ مسلمان تو یہ ادلہ کہہ سکتے ہیں کہ جس خدا کو وید نے پیش کیا ہے، وہ دو عورتوں والا ہاتھ پاؤں آنکھ سر والا اور تینتیس ۳۳ دیوتاؤں کی حفاظت کا محتاج ہے۔ اگنی وایو جنہیں وید نے بطور خدا پیش کیا ہے سب مخلوق محدود اور بیجان چیزیں ہیں۔ اسلئے دیانندیوں کا پرمیشور نہ صرف محدود بلکہ بیجان ہے۔ اسلئے اُنکی آواز نہیں سن سکتا اور نہ جواب دے سکتا ہے۔

پھر جس پرمیشور نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ اُسکا محدود ہونا بہر حال ماننا پڑیگا۔ کیونکہ اس طرح پر سمجھو کہ روحوں اور پرمانو اور پرمیشور سے گویا ایک شہر آباد ہے جسکے ایک محلہ میں تو روح یعنی جیو رہتے ہیں۔ دوسرے محلہ میں پرمانو یعنی ذرات اجسام رہتے ہیں اور تیسرے محلہ کے کونہ میں پرمیشور

رہنا ہے اسی طرح یہ بات بھی کیونکہ جو چیز بے انادی اور اپنا اپنا مستقل وجود رکھتی ہیں اُن میں پرمیشور دخل نہیں رکھ سکتا۔ کیا تم سب برابر ہو سکتے ہو پس جیسے پرکرتی انادی اور غیر مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم میں اور تمہاری پرمیشور میں کیا فرق ہے۔ پس وہ کیونکر غیر جنس میں دخل دے سکیگا۔ پس خواہ مخواہ تمہارا پرمیشور محدود ہو گیا اور بوجہ محدود ہونے کے علم بھی محدود ہو گیا مگر اس خدا کو کون محدود کر سکتا ہے جسے قرآن شریف نے پیش کیا ہے کہ ہر ایک جان کی وہی جان ہے جسکے ساتھ وہ زندہ ہے اور ذرہ ذرہ اسکے ہاتھ سے نکلا ہوا اور اسی کے سہارے سے موجود ہے اور سب چیز پر وہ محیط ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز اسی سے نکلی ہے وہ خالق حقیقی ذرہ ذرہ کو بنانے والا اور اسکی اندرونی صفات سے واقف ہے۔

اب بطور الزامی جواب کے لازم ہے کہ ہم فرشتوں (جبرائیل وغیرہ) کا وجود دیانند کی کتب سے ثابت کریں تاکہ ان کے لایعنی اعتراضات کی قلعی کھل جاوے۔

دیانند ستیارتھ اردو ایڈیشن دوم صفحہ ۲۶۹ پر لکھا ہے کہ جسم محض سنکلپ کے ارادہ ہوتا ہے جیسے جسم کے سہارے ہونے پر … بذریعہ آلات احساس کے جیو اپنا کام کرتا ہے۔ ویسے ذاتی طاقت سے مکتی میں تمام آنند حاصل کر لیتا ہے۔ مکت جیو میں ۲۴ طاقتیں قائم رہتی ہیں۔ زور ہمت کشش تحریک۔ حرکت۔ خوف۔ امتیاز۔ فعل۔ حوصلہ۔ یاد۔ یقین۔ خواہش۔ محبت نفرت۔ ملاپ۔ جدائی۔ ملانا۔ جدا کرنا۔ سننا۔ چھونا۔ دیکھنا۔ چکھنا۔ سونگھنا۔ گیان۔ اب بقول دیانند موجودہ دنیا کی عمر صرف چار ارب ۳۲ کروڑ سال ہے (بھومکا صفحہ ۱۶) اور میعاد مکتی ۳۱ نیل ۱۰ کھرب ۴۰ ارب سال پرانت کال یا جتنی مدت دنیا کی ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا کی ہے (ستیارتھ صفحہ ۲۷۳ و صفحہ ۲۷۵) ستیارتھ صفحہ ۲۶۹ پر جیمنی نے لطیف جسم کا جیو کے ساتھ مکتی میں رہنا مانا ہے

اسی طرح تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۵۶ پر فرشتوں کی تعریف لکھی ہے کہ ملائکہ اجسام لطیفہ ہوائیہ کا نام ہے اور یہ کہ ان کو مختلف اشکال میں متشکل ہونے کی قدرت حاصل ہے جیسا کہ ستیارتھ صفحہ ۲۶۸ پر دیانند لکھتا ہے کہ مکت جیو جب سننا چاہتا ہے تو کان یاد کرنے کے لئے حافظہ وغیرہ اپنی دلی طاقت سے مکتی میں جیو آتما بنجاتا ہے یعنی صرف مادی تعلق نہیں رہتا۔ اب دیانندی غور کریں کہ جو صفات دیانند مکت جیو کی لکھ گیا ہے بعینہٖ وہی صفات فرشتوں کی ہم مانتے ہیں۔ چونکہ مکتی محض خدا تعالےٰ کی تابعداری کرنے سے حاصل ہوتی ہے اسلئے بعد از مکتی اگر خدا تعالےٰ اُن جیووں سے وہ کام لے جو جبرائیل میکائیل وغیرہ کرتے ہیں تو کیا جیو انکار کر سکتے ہیں ہرگز نہیں جبکہ فرشتوں کی تعریف ہی یہی ہے کہ وہ نفسانی خواہشات سے مبرا ہیں مگر خدا کے حکم اور مرضی سے ہر کام کرتے ہیں اور اسمیں بے روک ٹوک وگیان اور آنند کے ساتھ پھرتے ہیں (ستیارتھ صفحہ ۲۶۸) خدا تعالےٰ کے حکم کے ماننے سے اُنہیں زیادہ مکتی کا آنند ملتا ہے یہی بے عیب مکت جیو فرشتے کہے جا سکتے ہیں۔ اب چونکہ ہم نے دیانندی عقاید سے فرشتوں کا وجود ثابت کر دیا ہے اسلئے وہ وہمی وجود نہیں کہے جا سکتے۔

اعتراض دوم

اگر قرآن مجید بذریعہ جبرئیل پہنچا تو وہ نیز بن الہام ہونے سے قابل ترک ہے

ہم اس دعوے بلا دلیل کو سنکر حیران رہگئے ہیں آخر وجہ کونسی ہے

کہ وہ ادنٰے ترین الہام شمار ہو۔ کیا خدا تعالے ادنٰے ہے یا اُس کا واسطہ جبرئیل امین (یا بقول دیانندیاں مکت جیو) یا معاذاللہ آنحضرت جب ہرسہ یعنی بھیجنے والا پہنچانے والا۔ لینے والا۔ پاک ہیں تو نہ معلوم کس دلیل و رسائینس کے روسے دیانندی اُسے ادنٰے ترین کہتا ہے۔ وید اول تو دعوٰے الہام کرتا ہی نہیں دوم اس کا الہام صرف خیالات کا مجموعہ ہے کیا اگر میں ایک کتاب بناؤں جو سراسر میرے خیالات کا مجموعہ ہو تو وہ الہامی کہی جاسکتی ہے ہرگز نہیں۔ دیانندیوں کے مطابق جسطرح روح اور مادہ کو ازلی مانکر خدا کی ہستی پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوسکتی اسی طرح ویدوں کے الہامی ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی کیونکہ دیانندی ویدوں کا بلاواسطہ بطور مجموعہ خیالات ہونا مانتے ہیں وید دعوٰے الہام نہیں کرتے مُصنفان وید اسبارہ میں خاموش ہونا مانتے ہیں دیانندیوں کے معتبر ماخذ یعنی یورپین محقق اسے انسانی خیالات کا مجموعہ خیال کرتے ہیں اور حال کی تصنیف انسانی میں شمار کرتے ہیں پھر نہ معلوم کونسی سائینس ان کے دعوٰے کی تائید میں ہے وید کا سلسلہ روائیت ہی ندارد ہے گیارہ سواکتیس شاکھاؤں میں سے فقط چار شاکھا یعنی شاکل شاکھا (رگوید) مادھضبدن شاکھا (یجروید) کوتھومی شاکھا (سام وید) شونکیہ شاکھا (اتھروید) باقی رہگئی ہیں ان چاروں میں بھی اسقدر اختلاف ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا مطبوعہ بمبئی مطبوعہ جرمن سے نہیں ملتا۔ سکنوں کے سکت غائب اور صدہا منتر آگے پیچھے ہیں۔ انگا ونگا ستم بھوس منتر جسے دیانند نے ستیارتھ میں لکھا ہے کسی قلمی نسخے میں ہو تو ہو مطبوعہ نسخوں میں اسکا پتہ نہیں پھر ویدوں کی سند کتابی ولسانی ہر دو گم ہیں شروع دنیا سے کم ازکم بیاس جی تک کی کوئی سند نہیں دکھا سکتا کہ اگنی سے فلاں رشی نے اور فلاں منی نے اور اُس سے فلاں نے ویدوں کو حاصل کیا پھر وید ایسے بے بدھ اور تعلیم

سے بہرہ اشخاص پر اسطرح سے اُترے جیسے کوئی بین بجاتا یا کٹھ پتلی نچاتا ہے (بھومکا) گویا ارگن باجے میں ہوا جو پرمیشور کا گیان تھی وہ بھر دی گئی صرف چھیڑنے کی دیر تھی کہ دھڑا دھڑ بین بجنا شروع ہوگیا - یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ اُن مصنفوں نے اُس گیان کی جو اُنکو پرمیشور سے باعتنا - اسکے سرب بیاپک ہونے کے عجیب وغریب وخلاف قانون قدرت طریق پر حاصل ہوئی تھی تبلیغ کی کیونکہ دھرماتما یوگی مہرشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنے جاننے کیلئے حواس سے توجہ یکسو کرکے پرمیشور کی ہستی میں سمادھی کے اندر قائم ہوتے تب تب پرماتما نے مطلوبہ منتر کے معنے اُنکو جتلائے (ستیارتھ صفحہ ۲۳۲) اب صریح ظاہر ہے کہ اصل الہام اُن رشیوں پر ہوا جنہوں نے اُسکے معنے سمجھے نہ کہ چار پاٹے پر وکتا بے چند - تو اب پہلا الہام جو اگنی وغیرہ پر ہوا وہ بالکل بے فائدہ اور لغو ٹھہرتا ہے - نیز جب سرب بیاپک پرماتما نے اپنے گیان کو اسمیں بیاپک کیا تو اُن کو بین باجے کی آواز سنانے یا کٹھ پتلی کی طرح نچانے کی کیا ضرورت تھی بجائے ایسے تعلیم سے بے بہرہ شخصوں پر الہام کرنے کے اگر وہ مشک پر الہام کرتا تو بجا ہوتا - ایسے ایسے صریح نقائص سے بھرپور ہونے کے باوجود اگر وید کا الہام اعلے ہے تو ہمارا دور سے سلام ہے اب میں قرآن شریف کے جبریل کی وساطت سے نازل ہونے کی وجہ دیانندی حوالہ سے دیتا ہوں -

یہ ہر ایک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ایک جنس کا اپنی ہم جنس یا قریبی جنس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے - بہ نسبت ایک بعیدی یا غیر جنس کے - مثل مشہور ہے - کند ہم جنس با ہم جنس پرواز - تو اسی مسلمہ مسئلہ کے مطابق پرمیشور دیانندیوں کے عقیدے کے مطابق پرمیشور لطیف ہے جیو لطیف ہے - مگر اُس سے کم انسان ایک مادی اور کثیف جنس ہے اب ظاہر ہے کہ لطیف جنس کو اپنے سے کچھ کم لطیف جنس سے زیادہ قربت کا تعلق ہوگا - بہ نسبت کثیف اور مادی کے اسی طرح کم لطیف جنس کو جو مادی وجود رکھ چکا ہو کثیف اور مادی جنس سے زیادہ

وجہ قربت ہوگی بہ نسبت اس کے کہ لطیف کو مادی سے ہو۔ اسلئے لطیف تر کا کم لطیف کے ذریعے سے مادی اور کثیف جسم سے کلام کرنا اسکی دانائی اور حکمت بالغہ کا نتیجہ ہے اور یہ بہت افضل صورت الہام کی ہے یعنی خدائے لطیف کا حضرت جبریل امین لطیف کے ذریعے سے آنحضرت پر جو بظاہر مادی جسم رکھتے تھے الہام کرنا اعلے ترین الہام ہے جس پر عقلی و نقلی دلائل قایم ہوسکتی ہیں بہ نسبت ان علم سے بے بہرہ اشخاص کے جو اپنے مجموعہ خیالات کو خدا کی طرف منسوب کریں - دیانند بو غور کرو

اعتراض سوم

قرآنی الہام بروئے قرآن ادنےٰ ترین ہے

ہم اس بے علم اور جاہل دیانندی کے ڈہکوسلے دیکھ کر سخت افسوس کرتے ہیں کہ اسے علم سے ذرا مس نہیں مگر سماج میں اپنی لیاقت جتانے کے لئے ڈینگیں مار رہا ہے۔ اول تو آیت کے نقل میں ہی غلطی کر دی دو سطروں میں دو بڑی بھاری غلطیاں اسکی لیاقت کی داد دے رہی ہیں۔ پھر تعصب باطنی اس قدر کہ ایک جگہ تو وحیا کے معنے اشارت لیتے ہیں گو جن معنوں میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اشارت لیا ہے وہ عاقل دیانندی کو معلوم نہیں ہوسکا مگر چونکہ لالہ جی نے ظاہری معنی اشارت کے لئے ہیں اسلئے ان کی لیاقت دکھانی ضرور ہے۔ مگر دوسری جگہ یوحی کے معنے وحی کے لئے ہیں بے علم اتنا نہیں سمجھ سکا کہ ان ہر دو کا اصل ایک ہی ہے یعنی وحی۔ تو پھر معنوں میں اتنا اختلاف کیوں۔ اگر حضرت شاہ صاحبؒ کا ترجمہ اسکی سمجھ سے باہر تھا تو بازار سے مترجم قرآن دیکھ کر آیت کے معنے سمجھ لیتا۔ گو دیانندی پنتھ میں سچ کا تلاش کرنا جائز بھی ہو۔ وہاں تو جھوٹ کو رٹنا جائز رکھا گیا ہے سنئے آیت کے معنے اور شہر کی طاقت نہیں

کہ اُس سے اللہ کلام کرے مگر بذریعہ وحی کے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی رسول کو بھیجے پس اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے بیشک وہ بزرگ حکمت والا ہے" اُسپر دیانندی نے ترتیب کے لحاظ سے اپنی جہالت کے باعث تین درجہ قرار دیئے ہیں جو کہ قرآن کا ہرگز مقصد نہیں بلکہ صرف نزول وحی کی اقسام بلا تعیین درجہ بیان فرمائی ہیں۔ اگر دیانندی اپنی کم علمی سے درجہ مقرر کرتا ہے تو وید کے نزول کے بھی دو درجے تھے یا تو بین باجے کی طرح الہام ہونا یا کٹھ پتلی کی مانند ناچنا۔ اب فرمائیے میں کہتا ہوں کہ وید دوسرے درجہ میں نازل ہوئے ہیں اسلئے کمتر درجہ کا الہام ہیں وید کے حوالے کے ذریعہ سے آپ میری تردید کریں۔ غالبًا آپ اس بات سے محض لاعلم ہیں کہ قرآن مجید کا بہت سا حصہ آپکے مقرر کردہ درجوں میں سے اوّل درجہ کا نزول شدہ ہے یعنی یکلم اللہ الا وحیا۔ بعض بعض حصہ قرآن مجید یرسل رسولا فیوحی باذنہ کے مطابق نازل ہوا یعنی جبریل ؑ نے بطور مرسل آنحضرت ؐ کو پہنچایا معاذاللہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ یہ ادنےٰ و اعلےٰ درجے نزول وحی کے ہیں جیسا دیانندی نے اپنی کم علمی اور دیدہ دانستہ لغو گوئی سے مقرر کئے ہیں بیچارے خود تو وید کو الہامی ثابت نہیں کر سکتے اور دوسروں کی سچی اور پاک تعلیم دیکھ نہیں سکتے ناچار غلط گوئی کا پیشہ اختیار کر لیتے ہیں۔ کیا وید کے الہام (خود ساختہ) اور انسانی خیالات میں کچھ فرق ہو سکتا ہے ہرگز نہیں کیا مصنفوں نے دعویٰ نہیں کیا یا وید نے دعویٰ کرنے کا نام نہیں لیا۔ پھر وہ الہام ہوا یا انسانی خیالات کا مجموعہ تعجب یہ کہ ابھی تک تعیین مصنفین ہی تذبذب کی حالت میں ہے افسوس

اعتراض چہارم

نزول قرآن کی بابت قرآنی متضاد بیانات

دیانندی جی یہاں خوب تعصب سے کام لیا ہے اور مباحثہ دیو ریاء ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء کا پرچہ اہل اسلام بالکل نظر انداز کر دیا ہے جہاں مولوی صاحب نے سورہ بنی اسرائیل کا حوالہ دیا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہمنے قرآن کو متفرق بدفعات نازل کیا ہے تاکہ تم (اے رسول) بدفعات ٹھہر ٹھہر کر حسب ضرورت لوگوں کو سناؤ۔ وہاں آپ کا سورۃ القدر کا حوالہ اگر آپ تفسیر فتح العزیز و تفسیر شاہ عبدالقادر صاحب یا تفسیر کبیر ملاحظہ کر لیتے تو آپ کو اتنی خلاف بیانی سے کام نہ لینا پڑتا۔ نزول قرآن کی بابت قرآن مجید میں کوئی متضاد بیان نہیں ہے لیلۃ المبارک اور لیلۃ القدر امام نودی رح کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ افسوس آپنے بتنگڑ تو اتنا مقرر کیا مگر دلائل کچھ بھی بیان نہ کئے کہ آپکے نزدیک کونسے بیانات متضاد ہیں۔ آپ صرف نزول لیلۃ القدر پر اینٹھ رہے ہیں مگر یہ صرف آپکی سمجھ کا پھیر ہے شبقدر میں نزول کا یہ مطلب ہے کہ حضرت جبرئیل ؑ پر احکام نزول قرآن نازل ہوئے۔ کیونکہ الہام بالواسطہ پہلے واسطہ کے پاس بھیجا جائیگا۔ وہاں سے خاص ملہم کے پاس۔

۱ آپکا یہ فرمانا کہ جبرئیل ؑ و فرشتے صرف شب قدر میں نازل ہوتے ہیں آگے پیچھے نہیں آپکی لیاقت ثابت کرتا ہے شاید آپ روح کے معنوں سے لاعلم محض معلوم ہوتے ہیں جتنے ترجمے ہیں سب میں روح کا لفظ اس آیت میں ملیگا۔ نہ معلوم آپنے جبرئیل ؑ کہاں سے بنالیا۔ اگر آپ ایسی ایسی باطل تاویلات کلام الہی کی نسبت بنانا چاہتے ہیں تو آپ تیار رہیں اور وید کی بابت بھی شرمندہ نہ ہو جاویں۔ آپکی دلی بے چینی اخلاقی کمزوری اور وید کے خلاف تہذیبی کا ماحصل ہے افسوس کہ آپ دوسروں کو پورانک پنڈت اور مورتی

پوجا کہتے ہو مگر خود دیانندک پنڈت اور دیانند پرست کہلانے سے بالا نتے ہو۔ آپکے ہزارہا دیانندی بھائی ابی تک دیانند و مقتول کی تصاویر پوجتے اور گھروں میں بادب رکھتے ہیں۔ ہوش کی دوا کرو۔

اعتراض

کیا قرآن مجید آنحضرت کے وقت میں لکھا گیا

ہم دیانندیوں کے اس لچر اعتراض کا جواب الوارالاسلام جلد ۵ عہ بابت ۵ ار مارچ ۱۹۰۶ء میں مفصل طور پر دے چکے ہیں۔ اگر کسی دیانندی کے پس کو کوئی اعتراض اس بارہ میں ہو تو ہمارا وہ مضمون ملاحظہ کرکے کریں۔

اس دیانندی کا یہ لکھنا کہ آیات کی آیات بدل گئیں۔ کھجوروں کے پتوں کو بکریاں یا اونٹ کھا گئے۔ چمڑوں کو دیمک لگ گئی یا کیڑے لگ گئے حیرت انگیز ہے۔ ویدوں کے بھوج پتر تو ارب ہا سال اونٹ یا بکری نہ چر گئے نہ ان کو کیڑا لگا۔ مگر قرآن مجید جسکے ایک ایک حرف پر مسلمان جان دیتے تھے ایسے غیر محفوظ جگہ رکھے گئے تھے کہ بکریاں اونٹ چر گئے۔ اور ان کو کیڑے لگ گئے۔ مگر دیانندیوں کے بھوج پتروں کو کچھ نہ ہؤا۔ دیانندیو تمہاری عقل کی کہاں تک داد دیجاوے۔ قرآن مجید کا نماز میں پڑھا جانا رمضان میں ختم ہونا۔ اور آنحضرت کی اتنی تاکید حفظ کے باوجود تمہاری لیاقت کی یہ حالت۔ تاریخ ابوالفدا کا حوالہ کسی عربی دان استاد سے سیکھو اس کا کیا مطلب ہے۔ اگر ایسے عربی دان تھے تو ابوالفدا کی پوری عبارت نقل کرتے شرم کیوں آگئی۔

اعتراض

قرآن میں روحانی تعلیم نہیں

دیانندی نے اپنی کم علمی سے قرآن مجید پر روحانی تعلیم کے نہ ہونے کا الزام لگایا ہے۔ اگر روحانی تعلیم سے اس کا مطلب یہ ہے کہ روح کی اصلاح کے لئے تو قرآن مجید سے زیادہ روحانی تعلیم اگر آپ کسی دوسری کتاب یا اپنے وید میں دکھائینگے تو ہم سو روپیہ آپکی نذر کرینگے۔ کیا آپکو نیوگ اور باپ بیٹی کے حمل کے ناجائز استعارات وید دیکھ کر غیرت نہیں آتی۔ اگر آپکا مطلب یہ ہے کہ تعلیم درباره اصلیت روح تو عرض ہے کہ قرآن مجید نے سمجھدار اور عاقل انسان کے لئے کافی حقیقت روح کی بیان کردی ہے کہ وہ خدا کی طرح قائم بالذات اور اسکی شریک نہیں وغیرہ مفصل حال متعلق رہے۔ مولانا مولوی محمد فیروزالدین صاحب کی کتاب "انسان اور اسکی تقدیر" میں دیکھو یا ہمارے مضمون[1] "ویدک فلسفہ روح" کا انتظار کرو۔ قرآن مجید نے یہ نہیں کیا کہ جب اسکی حقیقت سمجھ میں نہ آئی تو وہ ویدیوں کی طرح اسے قدیم بالذات اور خدا کی طرح واجب ہستی مان لیا ہو۔ ویدیوں کا فلسفہ روح تو اتنا ہے۔ کہ جب روح کی حقیقت اُنکی موٹی سمجھ میں نہ آئی تو اُسے قدیم مان لیا۔ افسوس صد افسوس اس ویدک تعلیم پر اور ہزار افسوس ان دیانندی پرشوں پر جو ایک بے بنیاد دعویٰ کی تائید کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں مگر نیم مُلا خطرۂ ایمان کے مصداق ہیں اور روح کو قدیم بالذات ثابت کرنے کے کوئی عقلی یا نقلی دلائل نہیں رکھتے۔

[1] یہ مضمون رسالہ نمبر ۱۰ میں چھپ چکا ہے۔

اعتراض

قرآنی بہشت کا ڈہکوسلا

اس دیانندی بے علم کا یہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہے گو ہمارے علماء عرصہ سے اس سوال کا دنداں شکن جواب دے چکے ہیں مگر باوجود اسکے دیانندی بار بار اس اعتراض کو پیش کرنے سے غیرت نہیں کرتے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مولوی محمد فیروزالدین صاحب ڈسکوئی کی کتاب عشرہ کاملہ[1] سے اس کا جواب نقل کرکے دیانندیوں کو گھر تک پہنچایا جاوے۔ گو عشرہ کاملہ کو عرصہ دراز طبع ہوئے ہو چکا ہے مگر کسی دیانندی کو اُسپر اعتراض کرنے کی ہمت نہیں پڑی۔ بمقول تو اسکے شائع ہونے پر حواس باختہ ہو گیا تھا۔ آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر دیکھئے۔

اسلامی بہشت

عشرہ کاملہ حصہ اول صہ ۱۳۱

جو اعتراض دیانندی بہشت کی نسبت کرتے ہیں صرف اُنہیں کا گھڑا ہوا یہ اعتراض نہیں ہے بلکہ یہ اعتراض مسلمانوں پر عیسائی وغیرہ فرقہ نے بھی کیا ہے جس کا جواب باصواب نہ صرف مسلمانوں نے ہی دیا ہے بلکہ خود کئی ایک اہل فرنگ نے اس کا جواب دے کر اپنے ہموطنوں کو قائل کیا ہے اور ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ چنانچہ جان ڈیونپورٹ صاحب اور گاڈفری ہنگس صاحب نے اپنی اپنی کتابوں میں اسکا کافی وشافی جواب لکھدیا ہے۔ منجملہ جان ڈیونپورٹ صاحب نے جو اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اسکو ہم بعینہ یہاں نقل کرتے ہیں +

[1] دفتر انوار الاسلام سے طلب کرو۔ قیمت عہ

جان ڈیوِن پورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن میں فرماتے ہیں -
آنحضرت کی نسبت یہ بڑا الزام ہے کہ آپ نے ایمان لانے والوں اور اپنے
پیروان شرع محمد کو جنت کی ایسی نعمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ جو دنیا کی عیاشی
کے مشابہ ہیں مگر ذرا فکر کرنے سے یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ جس قدر عیسائی اس
امر کو بے معنی خیال کرتے ہیں - اس قدر یہ بے معنی نہیں ہے - اور ہمارے ہاں
لکھا ہے - کہ ہمارے جسم قیامت کے دن ایسے خوبصورت ہو جائینگے کہ ان کا حسن
ہمارے خیال سے باہر ہے اور ہماری قوتیں اور حواس اس قدر تیز ہو جائینگے کہ انہیں
نہایت درجہ کی خوشیاں ہر ہر حواس کے لائق حاصل ہونگی - کیونکہ اگر ہم ان قوتوں
اور حواسوں سے ان کے کام چھین لیں اور وہ چیزیں ان سے لے لیں جو انہیں خوش
کرتی ہیں تو ہمیں ناچار یہی فرض کرنا پڑیگا - کہ یہ طاقتیں اور حواس ہمیں بے فائدہ
عطا ہوئی ہیں - بلکہ یہی ماننا پڑے گا - کہ یہ ہمیں ہمیشہ کی ناامیدی اور تکلیف دینے
کے لئے دی ہیں - کیونکہ حقیقت میں ہم یہ فرض کریں کہ اجسام اور روحیں ہمیں پھر
ملیں گی اور اگر ہمیں ہماری کمال کے لائق بدن ملینگے تو روحیں بھی ضرور ملینگی تو
اسکی دلیل نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں کر ایسی چیزیں ہمیں نہ ملینگی جس سے قوائے
انسانی اور حواس کو علاقہ ہے - کیا ایسی خوشیاں حاصل کرنے میں کسی طرح کا
گناہ یا شرم یا ذلت بھی عائد ہو سکتی ہے اور اگر اس خوشی کا حال پوچھو
جس کے باب میں خاص حفاظت کرنے کی بہت تاکید ہے (یعنی مباشرت)
اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ایسی خوشی حاصل کرنے کی طاقت
وہ نہایت کامل بندوں کو نہیں عطا فرمائی تھی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے
واسطے ہر ایک سامان مہیا کیا تھا اور انہیں ایسے اسباب دیئے تھے کہ جن سے
وہ عیش عشرت بسر کریں لہذا ان کو اسنے یہ طاقت دی کہ وہ نسل انسانی کو ترقی
دیں یہ سچ ہے کہ آنحضرت نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ مومنوں
کو عورتیں ملینگی اور بہت عمدہ عمدہ باغ ملینگے اور طرح طرح کی نعمتیں عطا ہونگی

لیکن یہ غلط ہے کہ آنحضرتؐ نے صرف انہیں چیزوں کو جنت کی بہت بڑی نعمت کہا ہو۔ کیونکہ جس طرح روح کو جسم پر فضیلت ہے اسی طرح آپ نے جسم کے واسطے اسکے لایق نعمتیں تجویز کیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں اہل عرب نہائیت درجہ کے جاہل تھے اور وہ سوائے کھانے پینے اور عیاشی کے کسی اور چیز کو نعمت نہ سمجھتے تھے اسی واسطے آپنے اس طرح کی نعمتیں بیان کیں کہ جنکے حرص سے اہل عرب بہت جلدی خدائے واحد مطلق کی عبادت کی طرف راغب ہوجاویں چنانچہ یہ امر آپکی حدیث سے ثابت ہے لیکن آنحضرتؐ نے روح کے واسطے اس کی لایق نعمتیں تجویز کی ہیں وہ نعمتیں یہ ہیں خدا کا دیدار جو سب نعمتوں پر فائق ہوگا۔ اور جو خوشی کو کمال بخشے گا۔ اور جنت کی تمام خوشیاں فراموش کرادیگا اور جنت کی خوشیاں تو مویشی وغیرہ کو بھی ہونگی اسلئے سے ادنٰے باشندہ بھی اللہ تعالٰے کے باغ اور حوریں اور ساماں اور غلمان ہزار برس کی راہ تک پھیلے ہوئے دیکھیگا۔ مگر اعلٰے رتبہ کا وہ شخص ہوگا۔ جسے ہر صبح کو خدائے تعالٰے کا دیدار نصیب ہوگا۔ لہٰذا یہ غلط ہے کہ مسلمانوں کے لئے جنت میں صرف کھانے پینے اور جسمی عیش ہی نعمتیں ہونگی اور کسی قسم کی نہیں ہونے کی اور یہ بھی غلط ہے کہ اہل اسلام انہیں صرف جسمانی نعمتیں تعین کرتے ہیں۔ بلکہ برخلاف اسکے اکثر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہماری سمجھانے کیلئے اسی طرح بیان کی گئی ہیں اُن سے مراد روحانی نعمتیں ہیں چنانچہ اسی طرح علمائے عیسائی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت سلیمانؑ کی غزل الغزلات صرف سہاگ ہی نہیں۔ بلکہ اس سے حضرت عیسٰےؑ کی محبت اُنکی امت کے ساتھ مراد ہے

ہامد صاحب اپنی کتاب موسوم نوٹ ابدائی بوئے ٹرکا رکے صفحہ کمیں میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ جو جنت کی جسمانی نعمتوں کا بیان ہے اُنہیں اکثر عقلمند مسلمان خیال کرتے ہیں کہ وہ استعاروں میں بیان ہے اور وہ نعمتیں اس طرح اسواسطے بیان کی گئی ہیں کہ آدمی کی سمجھ میں آسکیں چنانچہ اسی طرح انجیل میں بھی

انسان کے سمجھانے واسطے کتنی ہی چیزیں اس طرح بیان کی گئی ہیں مراکو کے میرکو میں سے ایک باغ کی تعریف لکھی اور یہ لکھا کہ وہ جنت کے باغ کی مانند ہے سنے اسکے جواب میں لکھا کہ جنت ایسی جگہ ہے کہ اس سے دنیا میں کوئی چیز مشابہ نہیں ہوسکتا (اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت حدیث قدسی ہے) اور نہ آنکھوں نے اُسے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے اسکا ذکر سنا ہے اور نہ کہیں اُسکی شکل کا خیال آدمی کے دل میں آیا ہے۔ اسکے بعد ہم ہربی لوٹ صاحب کی صداقت لکھتے ہیں جو صاحب موصوف اپنی کتاب موسوم بہ نیو تھکا اوٹ ڑٹین ٹیلس میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک سب میں بڑی خدا کی نعمت خدا تعالےٰ کا دیدار ہے۔ اور جسکو یہ نورانی حاصل ہوا۔ وہ کہیں کیوں نہ ہو اُسکے نزدیک وہی مقام جنت ہے۔ اور صاحب مذکور کے الفاظ یہ ہیں :۔ اکثر عیسائی جو اہل اسلام سے مناظرہ کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک جنت میں جسمانی خوشیوں کے سوائے اور کسی قسم کی خوشیاں نہیں مگر یہ الزام ان کا غلط ہے ہماری بیان گذشتہ سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے مذہب میں اس قدر جسمانی نعمتوں کا ذکر نہیں جس قدر لوگ انپر الزام لگاتے ہیں اُسمیں مثال نہیں ہے۔ کہ اگر عیسائی مذہب کے لحاظ سے اسلام کو دیکھیں اور اسکی ماہیت پر نظر کریں۔ تو اہل مشرق کی بعض رسمیں اہل یورپ کے نکتہ چینوں کے نزدیک عیب اور بدیاں ٹھیرینگی لیکن اگر ہم ذرا زیادہ انصاف کو کام میں لائیں تو بیشک اہل اسلام کو اسقدر الزام دینگے ہمیں سرزمین اور وہاں کی آب و ہوا کا بھی لحاظ کرنا چاہئے اور یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اس قوم کی عادتیں کیا تھیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے جو جنت میں جسمانی عیشوں کا ذکر لکھا ہے۔ یہ گویا اُنکی فضیلت کا عکس ہے یعنی وہ جسمانی عیش کو بہت پسند کرتے تھے اور آپ (معاذ اللہ) فریبی اور عیاش تھے۔ اگر اُن لوگوں نے قصداً نا انصافی نہیں کی تو اسمیں شک نہیں کہ انہوں نے

بڑی غلطی کی ہے۔ کیونکہ اسکے برخلاف آپ محنت کش اور غریب اور بے سروسامان آدمی تھے اور اُن چیزوں کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے جنکے لئے لوگ محنت کرتے ہیں۔ انتہیٰ ۔

ہمارا خداوند رحمان و رحیم سب کچھ محض اپنے فضل عمیم سے ہمیں عطا کر سکتا ہے ۔ اور جسطرح دنیا کے اندر اسکے افضال و عنایات کی انتہا نہیں ایسی ہی عقبیٰ میں وہ اپنی نعماء کیا جسمانی کیا روحانی سب ہم کو بہم پہنچا دیگا۔ اسکے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔ ہمیں اپنے رب العالمین سے کل نعمتیں (جسمانی اور روحانی) پانے کی امید ہے۔ کیونکہ انسان نے دنیا کے اندر جس حیثیت سے اعمال حسنہ کئے ہیں اسی حیثیت سے وہاں کا ثمرہ اور جزا بھی بھگتنے گا۔ وید کی اس فلاسفی پر کوئی دلیل نہیں کہ کام تو کرے انسان شمولیت جسد مع الروح اور جزا صرف روح کو ملے بلاشبہ اس وجود عنصری کے ساتھ انسان قیامت کو مبعوث ہوگا۔ اور اسی وجود کے ساتھ وہ نعماء سے متلذذ ہوگا۔

ہاں وہاں چونکہ اسفل السافلین دنیا کی چیزیں اور مشاغل جنکا جسم سے زیادہ تر تعلق ہے ورے رہ ہونگے اسی واسطے وہاں روحانیت کی حبت غالب ہوگی اور روحانی نعماء جسمانی نعمتوں کے مقابل زیادہ تر اور فائق تر ہونگی چنانچہ خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہے اور خدا کی ابدی رضامندی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور یہ کہ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانو یعملون۔ کوئی جی جی نہیں جانتا کہ اُسکے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا چھپا ہوا ہے وہ ان کے کاموں کا بدلہ ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے صالح بندوں کے واسطے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل کے اوپر گذرا اب ظاہر ہے کہ یہ سب روحانی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے ور

دنیاوی نعمتیں خواہ کیسی فائق سے فائق تر ہوں اسکا تصور قلب انسانی پر گذر سکتا ہے
ہاں روحانی نعمتیں ایسی ہو سکتی ہیں جسکو کسی دنیا کی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی دنیا
کے کان نے سنا نہ کسی اہل دنیا کے دل پر گذرا اعددت لعبادی الصالحین
بلاعین رأت ولا اذن سمعت ولاخطر علی بال بشر)
لیکن ان لوگوں کی حالت بڑی قابل رحم ہے جنکو نہ یہاں آرام ہے
اور نہ وہاں آرام ہوگا۔ یہاں تو وہ ہر قسم کی تکالیف میں مثلاً قسم قسم کے جونوں
میں گرفتار اور وہاں ایک خیالی جنت میں مجرد روح محض پتھر کی طرح کسی پردہ
خمول میں پڑی رہے گی جسے نہ کسی قسم کا وہاں حظ حاصل ہوگا نہ کسی خوشی کا
احساس اور پھر سخت تر مصیبت یہ کہ عارضی طور پر چند روز کے لئے وہاں رہکر
پھر اسی اسفل السافلین دنیا میں (بغیر کسی کرم کے بدلے) اُسے پھینک دیا جائیگا
اور پھر پکارا جائیگا چلو۔ نکلو۔ اب یہاں تمہارا کچھ کام نہیں حالانکہ خدا کو مقربین
اور مکت یافتہ لوگوں کی اس طرح ذلت کرنی مناسب نہیں ہے بلکہ خدا کے قرب
میں اُن کا مقام اور اعلےٰ علیین کی طرف بڑھنا تھا۔ لیکن تعجب کہ وید کے
موافق خدا کی حضور میں خدا کے برگزیدہ اور مقرب وعاشقان صادق کسی عروج
کے قابل تصور نہیں کئے گئے بلکہ نہایت ذلت کے ساتھ جبراً پھر اسی اسفل السافلین
کی طرف گراتے جاتے ہیں ایسا نامعقول عقیدہ دنیا کا کوئی فرقہ بھی نہیں رکھتا
سوائے دیا نندیوں کے جنہوں نے وید کی حمایت میں اپنی عقل تک کو بھی جواب
دیا ہے۔ بلا شبہ وید کی یہ فلاسفی کہ مکت کے بعد انسان کی صرف روح ہی ایک
قسم کا حظ حاصل کرتی ہے جس کا بدن کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہوتا بالکل باطل
ہو اور دور از صداقت خیال ہے اس بات پر کہ انسان کی صرف روح ہی
(بلا وساطت بدن وحواس) حظ حاصل کرے۔ کوئی دلیل نہیں۔ اُس پر اگر کوئی
دیا نندی یہ اعتراض کرے کہ مسلمان بھی تو مرنے کے بعد لذات یا تکالیف
روحانی کے وجود کے قائل نہیں تو اسکے جواب میں گذارش ہے۔ (باقی آئندہ)

اسلامی کتابوں کا سلسلہ

فیروزی

پانچ کتابیں اس سلسلہ کی بالکل تیار ہیں۔ جن میں سے اسلام کی پہلی کتاب میں ایمان و عقاید کا مفصل حال ہی اور دوسری کتاب میں نماز اور نماز کے کل احکام کا تفصیلی بیان ہی۔ تیسری کتاب میں روزہ کا مفصل بیان ہے۔ چوتھی میں زکوٰۃ کا اور پانچویں میں صرف حج کا ذکر ہے۔ ہر ایک کتاب کے ساتھ اخیر میں نظم بھی ہی۔ جو بچوں عورتوں اور تمام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس سلسلہ جدید میں اس بات کا بڑا لحاظ رکھا گیا ہی کہ عبارت عام فہم اور سلیس ہے۔ سرکاری کتابوں کی طرح سلسلہ وار بچوں کی استعداد کے موافق برابر چلی جاتی۔ نہ تو اضافتوں عطفی ترکیبوں اور مشکل الفاظ سے کتابوں کو بھر نہیں دیا گیا جو بچوں کے لئے گھبرا دینے والی بات ہی۔ پانچوں کتابوں میں اسلام کے پانچوں ارکان کا بیان ہے اور ایسا تفصیل کے ساتھ کہ ضروری مسئلہ کوئی بھی چھوڑا نہیں گیا ان کتابوں میں وہ مسایل ہیں کہ بہت سا روپیہ خرچ کرکے اور کثرت کے ساتھ کتابیں منگا کر بھی اتنے مسایل نہیں مل سکتے۔ ایک ایک کتاب میں ایک ایک رکن کا مفصل بیان ہے۔ زکوٰۃ کے مسایل

دیکھو تو اُسے تفصیل کے ساتھ کہ کوئی مسئلہ کسی عالم سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ حج کے مسائل کی طرف نگاہ ڈالو تو ایسی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ گویا گھر بیٹھے حج کر رہے ہیں روزہ کے مسائل دیکھو تو روزہ کے سارے مسائل ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں غرض پانچوں کتابیں طالبان علم دین کے لئے کافی و شافی ہیں۔ خوشخط۔ خوشنما۔ کاغذ ولایتی۔ تقطیع موزون جلی قلم قابل دید

قیمت ہر حصہ بہ تفصیل ذیل

اسلام کی پہلی ۶۳ صفحہ ..... ۱/ ایضاً دوسری ۸۰ صفحہ ... ۲/
" تیسری ۸۰ " ...... ۳/ ایضاً چوتھی ۸۰ صفحہ ... ۴/
" پانچویں ۹۶ صفحہ قیمت ۵/

منشی کرم بخش پروپرائیٹر و اڈیٹر کے اہتمام میں مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

جلد ۶ نمبر ۱۶

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ماہ شعبان سنہ ۱۳۲۲ھ | پندرہ روزہ | مطابق ۱۵ ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء

ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء

کے

اخیر تک دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

یعنی

اعلیٰ درجہ کی چھپی حمائل شریف مترجم بالمقابل مجلد سنہری

صرف

تین روپیہ کی مفصلہ ذیل کتابیں کی خریداری پر مفت دیجاتی ہے یہ میعاد صرف اسلئے زائد کردی گئی ہے کہ اول درخواستیں ابھی تک بہت سی زیر تعمیل ہیں جو بعید مشکل ۱۵ ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء تک تعمیل کیجاوینگی ہم امید کرتے کہ تمام ناظرین اس موقعہ کو ہاتھ سے نہیں دوینگے

کتابیں یہ ہیں جنکا مطالعہ ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہے

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
پیارے نبی کے پیارے حالات یعنی رسول مقبول کی مفصل لائف	عمر/۸	دیوان غوث الاعظم	۳/
صدیق اکبر	۸/	دیوان حضرت باہو	۱/
سیرت الفاروق	عمر/۱۲	گلدستہ کرامت حضرت غوث الاعظم کی کراماتوں کا مجموعہ	۶/
سیرت عثمان ذوالنورین	۶/	حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش	۱۲/
جنگ ٹرکی و یونان	عمر/	الہامی کتاب	۱۰/
روزہ اور اسکی حقیقت	۴/	بحث تناسخ	۴/
اسلام اور اسکی حقیقت	۸/	اہل حدیث کا مذہب	۴/
الحق المبین یعنی رد امہات المومنین	۸/	اسلام ،،	۵/
آریہ دھرم یعنی آریوں کے لئے جائے شرم	۸/	رسوم اسلامیہ	۱/
ثبوت نبوت . .	۸/	حدوث وید	۱/
جرمن نو مسلم کے دس لکچر اسلام کی صداقت پر	عمر/	حدوث انبیاء	۲/
انسان اور اسکی تقدیر باتصویر مجلد	عمر/	ہدایت الزوجین	۱/
مذاق العارفین یعنی قصیدہ غوثیہ کی شرح . . .	۴/	اول اسلام	۱/
وید اور اسکی حقیقت یعنی بید شمر کا		دوم اسلام	۲/
فوٹو	۱/	سوم ،،	۳/
قرآن کی حقیقت . . .	۱/	چہارم ،،	۴/
اسم اعظم حضرت پیران پیر کے حالات	عمر/	پنجم ،،	۵/
فتوح الغیب حضرت پیران پیر کا زبردست کلام اردو میں ترجمہ . . .	عمر/	از تصنیف حضرت باہو شمس العارفین	۶/
عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ	۴/	اسرار قادری	۶/
تقدیس الرسول	۴/	محک الفقراء	۶/
عصمت النبی	۲/	مجلس النبی	۳/
مناجات فیروزی	۳/	زبدۃ الواعظین	عمر/۹
نعت ،،	۳/	بشارات احمدیہ	۸/
مفتاح الجنت	۳/		

تمام درخواستیں بنام منیجر النوا اسلام کے ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تدبیر منزل

یعنی

رشتہ داروں کے احکام

از قرآن کریم

اس مضمون کو جس خوبی اور تفصیل سے قرآن نے بیان کیا ہے ناظرین کی توجہ چاہتا ہے عام برتاؤ رشتہ داروں کے متعلق قطع نظر اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر برابر نیک سلوک کا حکم کیا یہ ہنیں کہ بہائی بہن رشتہ دار اگر مشرک کافر

ہوں اور وہ اپنے دین کیطرف بلائیں تو ان کو قتل کر ڈالو تمہیں کوئی پوچھنے والا ہی نہیں عیسائیو! کہاں گیا تمہارا وہ جوش کہ اسلام نے تلوار سے اشاعت مذہب کی تعلیم دی ذرہ اس مقابلہ کو غور سے دیکھو رشتہ داروں سے حسن سلوک کے علاوہ نکاح طلاق ۔ وراثت وغیرہ کے تعلقات جس قدر ہیں قرآن نے سب بیان کیا ہے ۔ توریت انجیل افسوس کہ ان سب سے ساکت ہے ۔کیا کوئی عیسائی توریت انجیل سے بتلا سکتا ہے کہ متوفی کی جائداد بیٹے بیٹی ماں باپ وغیرہ میں کس طرح تقسیم ہو سکے انجیل تو اسی معمولی دعوے عرفان میں ہی ہے توریت بھی اس تفصیل سے قاصر۔

قرآن کی ضرورت پر اعتراض کرنے والو ایک سوال مذکورہ کا جواب دے سکتے ہو؟ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ عیسائیوں کی ایک حیرت انگیز کارروائی پر اطلاع دینی بھی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اگر کہیں غلطی سے یا دانستہ اتنا کہہ بیٹھیں کہ توریت انجیل منسوخ ہے ۔ تو ان پر اتنی فوجکشی ہوتی ہے کہ الاماں کبھی مسلمانوں کے خدا کو معلم بتلایا جاتا ہے کبھی اونکی شریعت کو ایسا ویسا کہا جاتا ہے مگر مسیح کے قول میں غور نہیں کرتے کہ حضرت موسیٰ کی شریعت متعلقہ طلاق وغیرہ کو کس نے منسوخ کیا ۔ سچ ہے ریاکار کو اپنے آنکھ کی کانڑی نظر نہیں آتی دمتی ہے

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ اِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَاِنَّهُ كَانَ لِلْاَوَّابِينَ غَفُورًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ

وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ
الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ۝ وَلَا
تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ
وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ
خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا
كَبِيرًا (بنی اسرائیل) وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ
(بقرہ) تیرے رب کا قطعی فیصلہ ہے کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ
کرو اور ماں باپ سے احسان کر اگر وہ دونو یا ایک تیرے سامنے بڑھاپے
کو پہونچیں تو تو اون کی خدمت کرتا ہوا) اُف (ہشت) ہی نہ کر اور نہ انکو
جھڑک اور ان سے ادب کیساتھ بول اور نرمی سے اُن کے آگے جھکا رہ
اور تو دُعا کر کہ خداوندا جس طرح اونہوں نے بصد تکلیف خردسالی میں
مجھے پرورش کیا تہا اوسی طرح ان پر بھی رحم کر خدا تمہارے
دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہوگے تو وہ نیکیوں
کے حق میں بخشنہار ہے اور قرابت داروں اور مسکینوں اور مسافروں

کے حقوق ادا کرا اور فضول خرچیوں میں نہ اڑا۔ فضول خرچ لوگ شیطان کے ساتھی ہیں اور شیطان خدا کا بڑا ناشکرا ہے اگر تو ان رشتہ داروں اور مسافروں کو کسی امید آئندہ پر ٹلاتا ہے تو ان کو عزت سے مخاطب کرا اور اپنے ہاتھ کو بالکل روک کر بخیل بھی نہ ہو رہ اور نہ ہی بالکل کھلا کر چھوڑ ورنہ خود لاچار مجبور ہو کر بیٹھ رہے گا (خرچ کرنے میں ولتنگ نہ ہو) خدا ہی جسکو چاہے رزق فراخ دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ بندوں کے حال سے دانا بینا ہے۔ اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے نہ مارو ہم ہی ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں۔ ان کا قتل کرنا یقیناً بڑا گناہ ہے۔

نیکی تو اس شخص کی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں اور خدا کی کتابوں اور نبیوں پر ایمان لاوے اور مال اللہ کی محبت میں قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دے اور غلاموں کی آزادی میں خرچ کرے۔

قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (بقرہ)

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ

سچ کڑوا ہوتا ہے

رد آریہ مسافر بابت جنوری ۱۹۱۰ء جلد ۱ صفحہ

الندیر کے انعامی مضامین دربارہ سام وید کے بارہ میں ایک دیانندی نے خامہ فرسائی کی ہے۔ آپ دیانندیوں کی تحریر سے بخوبی واقف ہوچکے ہونگے۔ کہ ہر کس ہمہ دانی کا دعوے کر بیٹھتا ہے مگر اپنی ہی کتب سے ناواقف محض ہوتا ہے۔ ہم انشاء اللہ دعوے سے کہتے ہیں کہ دیانندیوں کی ایسی بیہودہ تحریریں اُن کے اپنی ہی منتھ کے خلاف ہوتی ہیں ایک دیانندی کو مولوی ابو رحمت حسن صاحب کے انعامی اشتہار پر وچار کرنا سوجھا ہے وہ لکھتا ہے کہ دیانندیوں نے اہل اسلام پہ پہلے حملہ نہیں کیا قبل اس کے کہ ہم اسے اسکی تحریر کی خلاف بیانی بتائیں ہم اُسے اپنے مضمون "جواب ہندوؤں کی توہین اور بے ادبی کرنے میں اسلام کی پیش قدمی مندرجہ انوار الاسلام کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور پھر انعامی دعوے کرتے ہیں کہ دیانندیوں پر مسلمانوں کی طرف سے پہلے کوئی حملہ نہیں ہوا بلکہ اُن کے لنگوٹ بند گرو نے سب سے پہلے دل آزار کلمات خدا اور رسولؐ کی نسبت کہکر اسلام پر بیجا حملہ کیا۔ کیا یہ دیانندی ثابت کرسکتا ہے کہ اہل اسلام نے دیانندی پنتھ پر پہلے حملہ کیا۔ ہرگز نہیں۔ ہاں اگر دیانندی اپنے آپ کو بجائے دیانندی کہلانے کے ہندو کہلانا پسند کریں تو ہم تحفۃ الہند کی بابت پورا پورا جواب دینے کو تیار ہیں۔ مگر دریں صورت کہ وہ ہندو کہلانے سے ہچکتے ہیں ان کا تحفۃ الہند کی طرف اشارہ کرنا قابل شرم ہے۔

دیانندی۔ مولوی صاحب کے اس فقرہ پر کہ پرانے ہندو ویدوں کو مدعا

رشیوں کا کلام مانتے ہیں۔بہت سٹ پٹایا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مولوی صاحب نے معاذ اللہ جھوٹ سے کام لیا ہے۔

اسلام لالہ جی سنئے۔ آپ صرف منتر بھاگ کو وید مانتے ہیں وہ مگر کا تیاین رشی وغیرہ نے مگر منو و برہمن کو بھی وید مانتے ہیں (ستیارتھ صـ۲۳۳) حالانکہ بقول آپکے برہمن رشیوں کے تصنیف شدہ ہیں پھر فرماتے آپ جھوٹے ہوتے یا نہیں۔ اب آپکا چوتھا اصول کہاں گیا۔ شیخ سعدی۔ پر تو اعتراض کی رال ٹپک پڑی مگر اپنے لنگوٹ بند گرو کے دروغ بھول گئے۔ ذرا رسالہ انوارالاسلام ملاحظہ کر کے گرو کی غلط بیانی کا ملاحظہ کیجیے پھر فرمائیے کہ کونسا پنتھ دروغ بیانی کرتا ہے۔

بھلا جس پنتھ کی بنیاد ہی دروغ پر ہو وہ کیوں نہ دوسروں پہ الزام دھریں۔

دیانندی+ آپ نے شیخی میں آنکر مولوی صاحب کو چیلنج بھی سنکرت زبان میں امتحان دینے کا دیا ہے۔

اسلام گر لالہ جی پہلے اپنی لیاقت سنکرت تو ظاہر کیجئے۔ اور اپنے آپ کو اس کے لائق ثابت کیجئے کہ آپ سنکرت خود بھی سمجھ سکتے ہیں یا نہ۔ ماہر وید وشاستر تو اسی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ آپکے ویدوں اور شاستروں کی وہ قلعی مولوی صاحب نے کھولی ہے۔ آپ یاد ہی کرتے ہونگے۔ بھاشا سے اپنی کیا معنے۔ اگر آپ اردو سے اتنی بھی کہدیتے تو یہ سماج کا اصول تھا۔ آپ سناتن دھرم کے بڑے سے بڑے عالم پنڈتوں کو جو آپکے لائق سے لائق دیانندی کو سنکرت سے ناواقف کہدیا کرتے ہیں تو ایک مسلمان کو آپ کیسے لائق کہینگے خیر ہے حمایت تو آپ سام وید کی کرنے لگے تھے مگر سام وید آپنے نکالتے کا نام ہی نہ لیا صرف زٹلوں سے کام چلایا +

دیانندی + منتروں پہ جو رشیوں کے نام درج ہیں وہ مفسروں کے ہیں

مُصنفوں کے نہیں۔

دیانندی + یہ نرالا قاعدہ دیانندیوں نے وید کے بارہ میں اپنی طبا[ع]
ایجاد کیا ہے اگر یہ نام مفسّر رشیوں کے نام ہیں تو ان کی تفسیر کہاں ہے بغیر تفسیر
کے ان کا نام وید کے ہر ایک منتر پر لکھنا خوب دانائی ہے دیانندی یہ ثابت کرنے
سے بالکل عاجز محض ہیں کہ یہ نام مفسروں کے ہیں۔ صرف ڈھکوسلے بازی سے
کام نہیں چلتا۔

دیانندی + مولوی صاحب کی مثال منتخب گلستان کی مثال دیکھ کر تو چکرا
گیا ہے اور اسکے ہوش وحواس ٹھکانے نہیں رہے۔ جسمیں دیانندیوں کی
نادیجدانی کی پوری پوری قلعی کھولی گئی ہے۔

(۱) انجیل ۱۹۰۴ سال سے ہے (۲) زبور ۲۹۵۲ سال سے ہے۔
(۳) توریت ان سے پہلے کی ہے (۵) ژنداوستھا سب سے پہلے کی ہے
اسمیں ویدوں کا ذکر ہے

اسلام - توریت انجیل زبور قرآن مجید کی بابت تو ہم کہہ چکے ہیں کہ انمیں توحید
رسالت جزا سزا وغیرہ امور ایکساں ہیں۔ بباعث تحریف پیروان کُتب سابق
نئے پیغمبر کی ضرورت ہوتی ہی رہا ژنداوستھا میں ویدوں کا ذکر سو یہ بیاس جی کا
ذکر ہے جو جاکر زردشتی چیلہ بنا دساتیر کا رواج ہزارہا سال سے پارسیوں کی
کتب میں لکھا ہے۔ چنانچہ نامہ افرام جی میں لکھا ہے کہ یزدان فرماتا ہے کہ میں
نے سب سے پہلے بابا آدم کو نبی کیا بعد اناں تیرہ رسول متواتر بھیجے جب
سو ہزار سال انکو بادشاہت کرتے گذرا آباد آما دبادشاہ تخت چھوڑ کر فقیر
ہو گیا۔ اب سو ہزار سال کا عرصہ نیل سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسکے مقابلہ میں تو وید
بچہ شیر خوار ہیں ایسی لچر تحریروں سے وید قدیم ثابت ہو چکے۔ ژنداوستھا میں تو نقد

گیتو پویت وغیرہ کا ذکر ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند کے بزرگ دیا رسی سری ترازو کے باٹ ہیں۔ نہ یہ کہ وید ہی قدیم ہیں۔ اُسے عام طور پر محققین اہل یورپ و ہندو مانتے ہیں کہ موجودہ وید حضرت مسیحؑ سے تھوڑا عرصہ پہلے بنائے گئے تھے۔

دیانندی۔ دوسری خوبی زبان کا اعلےٰ ہونا۔ کسی ملک کی بولی نہ ہونا تاکہ طرفداری نہ پائی جاوے۔

اگر بالفرض سنسکرت کو اعلےٰ زبان ہی مان لیا جاوے تو وہ ہندی زبانوں سے اعلےٰ ہوگی نہ کہ کل روئے زمین کی زبانوں سے۔ جو ثبوت دیانندی نے اسبارہ میں دیئے ہیں۔ انپر عنقریب وچار کیا جائیگا۔ سنسکرت اگر کسی ملک کی بولی ہوتی اور عوام اُسے سمجھ سکتے۔ تو دیانندیوں کے باپ دادے اتنا عرصہ بت پرستی میں نہ گرے رہتے۔ افسوس کہ اعلےٰ زبان ہو کر اور خدائی زبان ہونے کا دعوے کر کے بت پرستی کی مخزن رہی۔ ایک ہی لفظ مادی اشیاء کا نام اور وہی ایشور کا نام۔ چونکہ عام طور پر محدود انسان غیر محدود خدا کے علم اس کی زبان مدعا یہ کہ اسکی ہر ایک چیز پر حاوی نہیں ہوسکتا اسلئے اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ محدود انسان نے بے سمجھی سے ایسی بے سود زبان سے بت پرستی نکال لی۔ وہی خدائی زبان ہے جس سے دیانند وحدانیت نکالنا چاہتا ہے۔ مگر اسکے دوسرے ویدی بھائی اس سے بت پرستی ثابت کر رہے ہیں۔ اور بڑے زور سے اس کا کھنڈن (رد) کر رہے ہیں۔ ایشور کا ویدوں کو اپنی زبان میں نازل کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ویدک ایشور انسانی زبانوں سے محض عاری ہے۔ ایک ایسی زبان کو جسے انسان سمجھ نہ سکیں ذریعہ الہام گردانتا دیانندی ایشور کی دانائی پر وبال ہے کہ چار چمڑے کی مشکوں پر ٹھپے کی طرح

دید نازل کئے جسے وہ ہر گز نہ سمجھ سکے بلکہ بہت عرصہ بعد مختلف رشیوں نے
بھی اپنی گورنمنٹ ریل تا ماں سے نکالی۔ اگر وہ انسانی زبان میں الہام نازل
کرتا تو ہر کوئی اسکی حسن وقبح پر بحث کر سکتا اسکی صرفی نحوی لغوی اغلاط کو
کر خارق العادت قرار دیا اور اُسپر بحث کر سکنا موجودہ زمانہ میں دیا نند
نے ڈینگیں ماریں کہ وہ الہامی زبان کو ایشور سے سیکھ کر آیا ہے۔ مگر جتنی اغلاط
آسنے سنسکرت کی صرف ونحو میں کیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی لچر زبان
میں الہام کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جسے ٹھیک طور پر دیا نند نہیں سمجھ سکا عام
دیا نندیوں کا تو ذکر ہی نہ کرو۔

دیا نندی ۔ پہلا ثبوت سر ولیم جونس لکھتا ہے کہ سنسکرت زبان یونانی زبان
سے زیادہ کامل۔ رومی سے زیادہ وسیع۔ اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے
سب سے پہلے اہل یورپ کی سنسکرت دانی کی نسبت اپنے گرو کی
رائے مندرجہ صفحہ ۳۱۵ ستیارتھ پرکاش پڑھ لو وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ وہاں سنسکرت
کے خط کا ترجمہ کرنے والے ہی بہت کم ہیں۔ اگر مفصل رائے اہل یورپ کی تحقیقات
کی بابت دیکھنی ہو تو اپنے گرو کی کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کا ملاحظہ کرو
جب اہل یورپ کی لیاقت سنسکرت دانی کا یہ حال ہے تو کس مُنہ سے آپ
انکی تحقیقات کی داد دیکر سنسکرت کو افضل ثابت کر سکتے ہیں آپ کی رائے
سے آپکے گرو کی رائے زیادہ وقعت رکھتی ہے زبان کی فصاحت و بلاغت
کی نسبت اسی شخص کی رائے قابل وقعت ہو سکتی ہے۔ جو ہر دو زبانوں
سے جنکا وہ مقابلہ کر رہا ہے بخوبی واقف ہو یہ نہیں کہ ایک جگہ تو آپ انسے دھتکار کر
اور دوسری جگہ اسے جو میں اور اسکے لکھے کو وید کے برابر سمجھیں۔ بدینوجہ یہ اور
ایسے دیگر مذاہب کے ثبوت قابل ترک ہیں۔ اور ظاہر کرتے کہ دیا نندی

گرو کی کتب سے بھی محض ناواقف ہیں۔

چونکہ دیانندی نے اور کوئی ثبوت اسبارہ میں نہیں دیا اسلئے اس کی ثبت بالکل غلط ہے۔ اگر اس یورپین کا دعوے درست مانا جاوے تو اس امر سے تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ سنسکرت رومی و یونانی سرود زبانوں سے بہتر ہے نہ کہ دیگر زبانوں سے۔ مولوی ذکاء اللہ کا حوالہ و دیگر اسی قبیل کے ہیں۔

دیانندی۔ تیسری خوبی۔ قصہ کہانی سے پاک ہو اسمیں جسمانی۔ ذہنی اخلاقی۔ روحانی مجلس ترقی بھی متصور ہو۔

اسلام رگوید ان سب باتوں سے عاری ہیں۔ ہم یہی کے سامنے بھرے پڑے ہیں رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸ ورگ ۹ ہم منتر ۲۔ مندرجہ وید بھاش بھومکا۔ یجروید ۱۱ باب۔ منترہ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۵ ہم۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۱۱۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ہم ۹۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۷۳۔ یجروید ادھیائے ۷ منتر ۱۲ صفحہ ۱۶ و ۱۷ چھاپہ اجمیر۔ یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ہم۔ یجروید ادھیائے ہم ۳ منتر ۳۔ سطر ۶-۷۔ یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۹ یجروید ادھیائے ۱۸ منتر ۵ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۱۰۔ رگوید اشٹک اول ادھیائے ہم۔ ورگ ۱۰ منتر ۳۔ رگوید منڈل ۱۱ ادھیائے ورگ ۹ منتر ۸ مندرجہ پوتھی آریہ بھوین مٹ ۴۷ یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۷ ہم مندرجہ بھومکا مطبوعہ اجمیر ان منتروں میں صاف طور پر اپنے بزرگوں کے حوالے ہیں۔ جن کا ترجمہ دیانندیوں کا کیا ہوا ہے۔ اب اگر پرانی تفاسیر کو دیکھو تو وید کیا ہے اندرسبھا کا نمونہ۔ گو دیانندیوں نے بہت زور مارے اور لفظوں کے معنے اُلٹے پلٹے مگر تاہم ان کی کوشش رائیگان گئی۔ اور وہ وید کو بالکل صفا نکر سکے

اِن حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وید تھوڑا عرصہ سے بنائے گئے ہیں جو تیرا
جم دیانندیوں نے کئے ہیں ان سے بھی نیوگ جیسی خلاف تہذیب تعلیم
جس میں ایک عورت دو خاوند کر سکتی ہے۔ باپ بیٹی کے باہمی جماع کے استعما
ایسور کا بے علم ہوگا اور روح و مادہ کی ماہیت سے ناواقف ہونا پیدا کرنے
پر قادر نہ ہونا۔ موجود چیز پر تصرف بیجا کرنا بڑے پیٹ والا۔ دو عورتوں والا۔ دو
آنکھوں والا۔ روحوں کا خود مختار اور ایشور کا محض کٹھ پتلا ہونا جو جنتا ہے (ستیارتھ
صنم) کمیٹا کو دارست ہوتا۔ نیند کرتا۔ جیتنے کی خواہش رکھتا گویا خاصہ جواریا
ہے (ستیارتھ صنم) ہلاک کرتا۔ جو کھایا جاتا ہے (اور دن کو کھاتا ہے (ستیارتھ
صنم) عورتوں کی طرح اپنے تاکر وار چیلوں کے ہاتھوں روتا ہے۔ جو جیوں کا
جائے قیام ہے (ستیارتھ صنم) جو بڑھتا گھٹتا ہے۔ جو مخلصی پاتا ہے۔ دنیا
پر بیٹھا نشان لگاتا ہے۔ لوگوں کو میٹھا ضرر پہنچاتا رہتا ہے۔ قاتلوں کا قاتل
ہے۔ اپنے چیلوں کو فریب کرنا سکھاتا ہے۔ مدعا یہ کہ سارے کا سارا وید ایسی
فضول باتوں سے پر ہے آگ پانی ہوا سے دعائیں مانگنے سے بھرے ایک
مہذب دنیا کے سامنے اس کا ترجمہ پیش کیا جانا باعث خلاف تہذیب ہے
ایسی خلاف تہذیب کتاب کا ترجمہ نہ ہونا ہی دنیا کی بہتری ہے ورنہ معلوم
نیوگ سے بھی بدتر کوئی تہذیب نکل آئے دیانندیوں کو لازم ہے کہ اسے
ہوا نہ لگنے دیں ورنہ یار لوگ نیوگ پر عمل در آمد کے لئے زور دینگے۔

بھلا سوچنے کی بات ہے کیا ایسی ناکارہ تعلیم دینے والی کتاب ایشور
کا کلام ہو سکتی ہے اور مہذب دنیا کے سامنے رکھے جانے کے قابل ہے۔
ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

دیانندی۔ چوتھی خوبی۔ ایک حکم دوسرے کو منسوخ نہ کرے۔

اسلام وید سب سے زیادہ اسمبات میں مشہور ہے اس کا ایک حکم دوسرے کے خلاف ہے کہیں تو ویدوں کو چار بیان کرتا ہے کہیں تین ۔ یجر وید دھیائے ۳۱ منتر ۷ اور اتھر وید کانڈ ۱۰ ۔ پر پاٹھک ۲۳ ۔ انوواک ۴ منتر ۲۰ ۔ کا مقابلہ کرو اور منہ نہ دکھاؤ ۔ کہیں ۳۳ دیوتا درج ہیں تو کہیں ۳۴ ۔ اسروں کو مارنا قتل کرنا ۔ ان کے مال لوٹ کر ان کو بے خانمان کرنا حیوانوں تک کا چارہ بند کر دینا لوٹ رہے آدمیوں کو گھوڑوں پر چڑھا کر توپوں سے مارنا عورتوں کو لوٹ میں لونڈی غلام بنا کر اپنے استعمال میں لانا ان سے اغلام و صحبت داری کرنا ۔ کہیں مکتی کو لازوال کہنا کہیں تناسخ ماننا (رگوید اشٹک ۸ منتر الھجومکا صفحہ ۱۲۲) ہم کہانتک ویدوں کے اختلاف اور غیر مہذب تعلیم کی اشاعت دیں ۔

دیانندی کے اعتراض سب لاعلمی پر مبنی ہیں اور اسکی لیاقت ثابت کرتے ہیں ۔ قرآن پاک کے ذمے خلاف تہذیب تعلیم لگانا چاند پر تھوکنا ہے ۔ باقی غلط دعووں کو چھوڑ کر قرآن مجید کی سورہ بقر سے بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنا ہمیں دکھاوے تو ہم اُسے پچاس روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں فضول دیانندی بکواس قابل قبول نہیں ۔ یہ بحث چونکہ مختصر ہے ۔ اسلئے جواب میں بھی اختصار سے کام لیا گیا ہے مفصل کے لئے ہمارا رسالہ رد کلیات آریہ مسافر کا انتظار کرنا چاہئے جسمیں انشاء اللہ دیانندی عقیدہ کی چولیں ڈھیلی کردی جائینگی ۔

دیانندی ۔ پانچویں غلطی خلاف قانون قدرت نہ ہو ۔

اسلام یا نیوگ ۔ تناسخ ۔ باپ بیٹی کی مجامعت خلاف قانون قدرت نہیں شاید وید کا استعارہ باپ بیٹی کی مجامعت کا دیانندی قانون قدرت

کے عین مطابق ہے وذا اس قانون قدرت پر عمل کر کے تو دکھایا ہوتا بہر ہم دیانندیوں کا قانون قدرت دیکھتے۔ افسوس کہ دیانندی قرآن مجید پر اعتراض کرتا ہے۔ مگر حوالے دوسری کتب کے دیتا ہے۔ اگر میں دوسری دیانندی کتب کے حوالے دوں تو دیانندی دنیا میں آگ لگ جائیگی اور خلقت حیران رہجائے گی۔ دیانند نے ایڈیشن منجری ص۲ پر لکھا ہے۔ کہ منو میں سمندر پر چلنے والے جہازوں پر محصول لگانا اور وصول کرنا لکھا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ زمانہ گذشتہ میں ہمارے لوگ جہاز بناتے تھے یہ شاید سچ ہو۔ مگر اسی منو میں لڑکی کی ..... میں انگلی ڈالکر ...... کرنا لکھا ہے جسکی سزا مقرر تھی۔ تو کیا سمجھ لیا جاوے کہ ویدک زمانہ میں ایسی .... باتیں مروج تھیں جنکے لئے قانون بنانا پڑا دیانندیو شرماؤ نہیں اور اپنے بزرگوں کی .... پر نظر ڈالو۔ کیا قانون قدرت کے مطابق تعلیم ہے۔ میں ویدک زمانہ کی تہذیب پر علیحدہ بحث کرونگا۔ سورج کا گل چشمہ میں ڈوبنا سورج کا علی کے حکم سے واپس آنا وغیرہ قرآن مجید میں کہیں نہیں باقی باتوں کے جواب کیلئے انوار الاسلام کے گذشتہ فائل در جواب یوگندر پال کو دیکھو۔

دیانندی چھٹی خوبی۔ کس قوم کی طرفداری نہ پائی جاوے۔

اسلام وید رعایت کرنے میں بڑھ چڑھ کر ہے۔ نیوگ کا پاک مسئلہ اسکے مقتدر وزرا برہمن چھتری ویش کے سوائے کوئی نہیں کرسکتا۔ شودر اس مہذب مسئلہ کی چاشنی سے محض بے نصیب رکھے گئے ہیں۔ زنار بندی بھی انہیں اول الذکر سہ کے حصہ میں آئی ہے۔ شودر اس سے بھی بے بہرہ۔ ویدیوں کو نیک اور اچھے کہا گیا ہے اسروں پر چڑھائیوں کا جرنیلی آرڈر دیا ہے کہ ملک کے ایک ٹکڑے کے لئے انسانوں کو ذبح کردیں۔ سارا وید شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ برہمنوں کی بھاٹ پنے اور بھونڈے سے بھی کسی غیر قوم کی رعایت نہیں کی۔ سکھ ناستک۔ اسر

[illegible]کش وغیرہ بڑے خطابوں سے یاد کیا ہے عورتوں کو لوٹ میں لاکر رکھے
[illegible] اور انکو داسیاں یعنی لونڈیاں بنانا وید کا پاکیزہ مسئلہ ہے جسپر بڑے
[illegible] ویدے عمل کرتے رہے بعضوں کو چوٹی رکھنے کا حکم اور سنیاسی
لنگوٹ بند اس حکم سے بھی مستثنے کہانتک وید کی طرفداری بیان کی جاوے
گویا ساری دنیا کی شاہی اور قتل و غارت کا ٹھیکہ ویدیوں کو دیا ہے۔ مگر
تناسخ کے باعث سب کچھ الٹ گیا اور وید کی سب چالاکیاں کارت گئیں اور
ویدیوں کو یہانتک تاریخ کا صحیح پتہ چل سکتا تھا تب سے ہی غلامی کا طوق
پہنایا گیا۔ ایسی باتیں دیکھ کر افسوس آتا ہے کہ تمام دنیا کا خدا اور ویدیوں
پر سقدر فدا و قربان جو کہ صفت ایشوری کے برخلاف ہے جس سے صریح
طور پر ثابت ہے کہ وید بوجہ نہ رکھنے پیار و محبت کے کلام الٰہی کیا بلکہ پاکباز
انسان کے کلام کے درجہ سے بھی گرا ہوا ہے اسکے برخلاف قرآن پاک کل
بندوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا سکھاتا ہے اور سب سے بڑھ کر اپنے پاکبازوں
کو آپس میں بطور بھائی کے سلوک کرنا بتاتا ہے۔ اُسکی صدائے عالم ہے کہ
لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ یعنی بنی آدم
اعضائے یک دیگر اند۔ سب بنی آدم آپس میں بھائی ہیں اور کوئی مومن نہیں
کہا جا سکتا جو ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند پر عمل نہ کرے اس سے
زیادہ عمدہ طور پر بنی آدم کے حقوق کس کتاب نے بیان کئے ہیں؟ دیانند جی
کا حوالہ وید بر مضمون کے خلاف ہے اُسے کوئی ایسا حوالہ دینا چاہئے تھا
جسمیں بنی آدم سے سلوک اور یکساں برتاؤ کرنے کا ذکر ہوتا۔ نہ کہ سبکی ہدایت
کے لئے وید کا ہونا جو محض غلط ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ وید اس بات سے عاری
ہیں۔ کیونکہ دیانند جی نے یکساں سلوک کرنے کا کوئی حکم وید سے نہیں نکا[illegible]

پرنتو جو وید ورچا کلام الٰہی سے گرا ہوا ہے اور کسی برہمن خود پسند کا مقولہ ہے

دیانندی ۔ ساتویں خوبی ۔ کسی آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت کسی کی سفارش کی ضرورت نہ ہو۔

گر آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں تو آپکے دیانندی

بھائی دیانند کی نسبت دیباچہ بھومکا صفحہ ۵ میں کیوں لکھتے ہیں کہ جسطرح برہمنوں ویدانگوں ۔ آپ نشدوں اور شاستروں وغیرہ کو پرتہ پرمان یعنی سند کے لئے ویدوں کی تصدیق کا محتاج مانتے ہیں اسی طرح سوامی جی کا کلام بھی پرتہ پرمان ہے سوامی جی کی تصنیفات مانش گرنتھ (معمولی انسانوں کی تصنیفات) نہیں ہیں ۔ بلکہ آرش گرنتھ (رشی کی بنائی ہوئی کتابیں) ہیں" اب آپ کو عام آدمیوں اور خاص آدمیوں کا فرق بھی بتا دیا جاتا ہے دیکھو شتپتھ برہمن کانڈ ۱ ادھیایہ ۱ ۔ جنہیں سچائی ہے وہ دیوتا رشی ہیں اور جنہیں جھوٹ ہے وہ انسان ہیں ۔ جو عالم راستی شعار ہوتا ہے وہ انسانوں کے درمیان دیوتا ہے امید ہے اب آپکو کسی برگزیدہ آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت ضرور محسوس ہو گئی ہوگی ۔ کیوں اسلئے کہ وہ بالکل سچ کہتا ہے ۔ اگر آپ ویدوں کو بالفرض کلام الٰہی مانتے ہیں تو کن کے ذریعہ سے ۔ قدیم رشیوں ۔ اگنی وایو کے ذریعہ سے کیوں ۔ اسلئے کہ آپکا یقین ہے کہ وہ رشی دیوتا تھے اور راستگو تھے انہوں نے خدا پر جھوٹ نہ باندھا ہوگا ۔ اور جو کلام انہوں نے ایشور کی طرف منسوب کیا وہ ضرور کلام ایشوری ہے ۔ اگر وہ دیوتا نہ ہوتے تو آپ یقین (ایمان) نہ کرتے ۔ ان دیوتاؤں کے وجود کے باعث کلام الٰہی مانا اور جانا گیا ۔ پھر کسی پر ایمان نہ لانے کی ایک ہی کہی ۔ کھوجی کون دہرم ہے ۔ سفارش کی بابت رگوید اشٹک ۱ ادھیائے ۲ ورگ ۵ ۲ منتر ادیکھ کر لکھنا تھا ۔ جہاں

کہتا ہے کہ جو ۳۳ دیوتا یگیہ میں قائم ہوتے ہیں وہ اپنا اپنا بھاگ (حصہ) لیکر ہیں
دگنا دیں (یعنی ہوم کے ذریعہ سے جو مقوی و دافع مرض اور دیات اکاش کے
اندر ہوا۔ پانی وغیرہ دیوتاؤں کو پہنچائی جاتی ہیں اُن کے عوض میں دیوتا عمدہ تاثیر
والی بارش کے ذریعہ سے ہماری دولت وغلہ کے ذخیرہ کو ترقی بخشیں) بھو مکان
کیوں لالہ دیانندی کیا ویدک ایشور کے یہ دیوتا شریک نہیں ہیں یہ دیا تو خود دگنا
دیتے ہیں یا پرمیشور اُن کی سفارش سے دگنا دیتا ہے اگر ویدک انصاف یہ ہے
کہ ایک چیز دیکر دگنی مانگی جاوے تو ظاہر ہے کہ وید کا یہ نامنصفانہ منتر الحاقی
ہے۔ کیونکہ ویدک ایشور کا تو انصاف تبھی ہوگا جب ایک کے بدلے ایک دیگا۔ ایک
کے بدلے دو دینا یا دو کی امید رکھنا سراسر انصاف کے خلاف ہے جب خود ہی
وید یہ عقیدہ بتاتا ہے کہ ایشور کام کی مقدار سے زائد یا کم مزدوری دینے پر نا
منصف ہو جاتا ہے تو پھر وید میں ایسی دگنی مراد کے حصول کی امید لاحاصل اور
ویدک ایشور کی ناسمجھی پر دال ہے۔

شفاعت کے بارہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَہٗ
اِلَّا بِاِذْنِہٖ سوا اُسکے حکم کے کسی کو طاقت نہیں ہوگی کہ بخشش کی سفارش کرے
اب سُنئے اون کسے ہوگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَوَقٰھُم عذاب الجحیم فضلاً من ربک
یعنی اللہ کا فضل ہی دوزخ کے عذاب سے بچاویگا یعنی جسکے ساتھ اللہ کا فضل
ہوگا۔ دیانندی مشرک تین خداؤں کے ماننے والے ایسے پاک کلام کو کیا
سمجھنگے جبتک کہ نیک نیتی سے اُسپر غور نکرینگے۔

دیانندی - آٹھویں خوبی۔ مکمل الہام ایک دفعہ آدے شروع دنیا میں ہو۔

اسلام چہانتک دیانندی کتب دیکھو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وید شروع دنیا میں
نازل ہوئے یا تصنیف ہوئے۔ بلکہ دیانند اپدیش منجری صفحہ ٦ پر لکھتا ہے۔

آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے، ان کے لئے کوئی مرد نہی نہیں تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا کان سے شبد سننا پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی پھر پرمیشور نے رشیوں کو وید گیان دیا۔ اس قول سے ظاہر ہے کہ وید کے نزول سے پہلے انسان کوئی نہ کوئی زبان بولتے اور اسکے شبد سنتے تھے۔ اور وید کے نزول سے پہلے کچھ نہ کچھ کلام ان میں جاری تھا۔ ایسی حالت کچھ عرصہ رہی اب ہمیں دیانندی اصطلاح کچھ عرصہ کی تحقیقات بذریعہ دیانندی کتب کرنی ضروری ہے۔

تعلیم یافتہ دیانندیوں کو چیلنج

ایک دیانندی کی ڈینگ

رد آریہ مسافر جلد ۶ عـ ۸ صـ ۱۷ بابت جولائی ۱۹۱۰ء

ناظرین کو یاد ہوگا کہ رسالہ انوار الاسلام جلد ۵ صـ ۱۲ میں ہم نے ایک دیانندی کی تسلی کے جواب میں بطور ایک ثالث کے ایک مختصر مضمون لکھا تھا جسپر دیانندی بجائے صاد کرنے کے آمین بائین شائیں کرنے لگ گیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُسے اسکی غلطی سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ آئندہ وہ ایسی غلطی نہ کیا کرے جن صاحبان نے المنصف مصنفہ لالہ نند کشور کا مطالعہ کیا ہے وہ مصنف کی نیک نیتی کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اُسنے حتی الوسع اُس نفاق کو مٹانے کی سعی کی ہے جو دیانندی ملک میں پھیلا رہے ہیں۔ اُسنے صاف طور پر المنصف صـ ۲ پر لکھا ہے کہ "جیسا میں چاہتا ہوں

کہ میرے معبود اور اُسکے کلام ویدوں کی سب کوئی عزت کرے ایسا ہی میں چاہتا ہوں اور برتاؤ کرتا ہوں کہ دوسروں کے معبود اور ان کے مذہب کے کلام رب کی عزت کروں پھر اسے وید ورا ماتن کا حوالہ صلح جوئی کی بابت لکھا ہے۔ ایسی صلح کل تعلیم پر اگر دیانندی نہ چلیں تو اور کیا کریں کیونکہ اُن کا شیوہ ہی غیر مذاہب کو گالیاں دینے کا ہے۔ اسی صفحہ کے آخر میں اُسنے لکھا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے ۱۴ ویں باب میں مذہب اسلام اور خدا اور قرآن کی شان میں رد یانندنے سخت بے ادبی کی ہے اُسکے دیکھا دیکھی جواباً اہل اسلام نے پرماتما اور اسکے کلام ویدوں کی بے ادبی شروع کردی" امید ہے کوئی منصف اس تحریر کی سچائی سے انکار نہ کرے گا۔ گو دیانندیوں سے ہمیں سچی بات ماننے کی کم امید ہے پھر ص۳ پر وہ لکھتا ہے کہ میں نے ۱۴ ویں باب کتاب مذکور کو دیکھا اور غور کیا تو معلوم ہو گیا کہ سوامی صاحب مذکور نے باوجود اسکے کہ عالم کہلاتے تھے ایسے طفلانہ سوال اور اعتراض کئے جو کہ اُلٹ کر ویدوں پر ہی آتے ہیں ضد مذہبی میں جسکی جن باتوں پر اعتراض کئے ہے وہی باتیں خاص وید میں ہیں اس سچی تحریر سے بھی امید ہے سب منصف آدمیوں کو پورا پورا اتفاق ہوگا اگر دیانندیوں کو شک ہو تو برق اسلام کا حصہ ترک وید ملاحظہ کریں۔ ناظرین اب غور فرماویں کہ المنصف نے کونسی بیجا بات لکھی ہے جسپر دیانندی معترض ہے۔

آگے چل کر دیانندی نے ہمارے سچے شعر سے کلام حق نہ قول انبیا ہے + یہ بید بے ثمر و مردود ہوا ہے + پر لیاقت جتاتے ہیں اور بجائے وید کو کلام حق یا باثمر ثابت کرنے کے ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیانندیوں کا یہ عام طریقہ ہے کہ بجائے معترض کو معقولی یا منقولی جواب دینے کے گالیوں پر اُتر آتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ نیوگ جیسے ناپاک مسئلے اور باپ بیٹی کے جماع وغیرہ کے

ستھاروں کے ہوتے ہوئے دیانندی کس منہ سے وید کو کلام حق یا باثمر قرار دے
سکتے ہیں کیا نیوگ مینوں کا اجارہ کرتا ہے کہ در صورت لڑکیاں ہونے کے نیوگ
کرنے سے لڑکے پیدا ہونگے۔ اور فوراً اسی نتیجہ بخش ہونے پر میاں بیوی دوسروں سے
ہم بستر ہو جائیں۔ صرف ایک دیانندی نیوگ ہی ایسا دھبہ ویا کے ذمہ دیانند
نے لگا دیا ہے کہ جو اُسے کلام الٰہی کے وجہ سے گرا رہا ہے۔ حور و غلمان سب فی
وغیرہ تو ساری عمر گناہوں سے باز رہ کر اور عابدانہ زندگی بسر کرنے کے بعد ملینگے
مگر میاں تو بقول سہ اب تو آرام سے گذرتی ہے + عاقبت کی خبر خدا جانے +
نیوگ نے اسی دنیا میں بغیر نیک اعمال اور عابد بننے کے صرف دیانندی نسخہ اختیار
کرنے پر تازہ بتازہ نوع بہ نوع عیش مہیا کر رکھے ہیں۔ ایک نہیں دو نہیں وید کی
آگیا ہے کہ گیارہ تک مزے اڑاؤ۔ اور پھر زائد کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ کیونکہ نیوگی
یا نیوگن نے رجسٹر تھوڑا کھول رکھا ہے جس سے تعداد معین معلوم ہو سکے۔ ہاں چونکہ
اس مسئلہ میں بقول دیانند شرم کرنے کی کوئی وجہ نہیں اسلئے اگر سماجوں میں ایسے
رجسٹر بھی مرتب کر رکھے ہوں تو جائے تعجب نہیں + رہا دیانندی ایشور کا توبہ و
شفاعت کی ماہیت سے واقف ہونا۔ سو جب وہ کسی ذرہ تک کو پیدا کرنے سے
عاری ہے اور روح اور مادہ کی مخفی طاقتوں کے معلوم کرنے سے لا علم محض ہو
کیونکہ اُنکی مخفی طاقتیں جانتا تو باوجود سرب سکتیماں ہونے کے کیوں ان کو نہ
بنا سکتا۔ تو وہ توبہ اور شفاعت کے پاک مسئلہ سے اگر لا علم محض ہے تو جائے
تعجب نہیں کیونکہ وہ چونتیسویں دیوتا بھی اپنے مددگار ۳۳ دیوتاؤں کی مانند ہونا چاہئے
اب فرمائیے ایسی ناکارہ تعلیم کے ہوتے ہوئے وید بے ثمر ہوا یا نہیں۔ وید کی پوری
تعلیم کا فوٹو۔ یو یو کلیات آریہ مسافر میں آنکھ کھولے گا تھوڑی دیر انتظار کریں۔
ہمارے شعر کا دوسرا اور چوتھا جزو۔ یعنی قول انبیاء اور خود رد دیانندی کو تعلیم

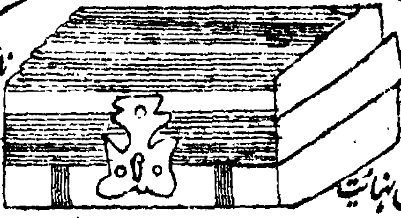
ہے یعنی جنپر وید نازل ہوا بتایا جاتا ہے وہ نبی نہ تھے نہ ان کا قول اس قابل ہے کہ قول انبیاء اُنپر صادق آئے۔ کیونکہ نبی کو فرستادہ خدا یا خدا کا پیغام پہنچانے والے کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور وہ مہان وید کو حاصل نہ تھا جب وہ خود وید کے مصنفوں کو فرستادہ خدا ماننے کو تیار نہیں تو ناظرین غور کریں کہ وید کس ثبوت کے رو سے کلام حق ہو سکتا ہے جبکہ مصنفان وید ایسے کمتر درجہ پر تھے کہ خدا کی پیغام لانے والے کا درجہ نہ رکھتے تھے۔ خود دو اسی سے ظاہر ہے کہ ایشور کا گیان نہیں مصنفان وید ایسے کم درجہ پر تھے کہ وہ نبی کا درجہ بھی نہ رکھتے تھے۔ ایرے غیرے نے بنا کر ایشور کے ذمے چیپڑ دیا۔ ایک دیانندی کے قلم سے وید کی نسبت یہ کلمات حق نکلنا اعجاز سے کم نہیں ناظرین غور کریں۔

اس سے آگے دیانندی نے ہماری تحریر پر بحث کی ہے۔ مگر باوجود یہ لکھنے کہ کہ چند قرآنی آیات اور وید منتروں کی تشریح بھی دیانندی نے بزعم خود کلمتیاً وید و قرآن کو ایک ہی مفہوم ظاہر کرنے والا لکھا ہے۔ مگر ناظرین کلمتیاً کا لفظ دیانندی کا اپنا اختراع ہے اصل کتاب میں صرف یہ درج ہے کہ ایسا ہی اپنا عقیدہ ہے کہ ہندو مسلمان دونو ایک ہی مفہوم کو مدنظر رکھے ہوئے ہیں" اب ناظرین غور کریں اور دیانندی کی چالاکی دیکھیں کہ بجائے ساری عبارت کو سوچنے اور پڑھنے کے ایک ٹکڑے پر جسے اُسنے مسلمان ہندو سے قرآن و وید بنا دیا ہے اعتراض کرتا ہے۔ ناظرین پوری عبارت پر غور کریں مصنف المنصف لکھتا ہے:۔

جیسا میں چاہتا ہوں کہ میرے معبود اور اُسکے کلام ویدوں کی سب کوئی عزت کرے ایسا ہی میں چاہتا ہوں اور برتاؤ کرتا ہوں کہ دوسروں کے معبود اور اُن کے مذہب کے کلام رب کی عزت کروں رامائن میں آیا ہے .... ایسا ہی اپنا عقیدہ ہے وید میں آیا ہے .... پرماتما اپنی مایا طاقت سے انیک

مفت مفت مفت

سی ایس سٹیل ٹرنکس ورکس شہر سیالکوٹ



کا صادق اشتہار ناظرین جنٹلمینوں کو مژدہ دیتا ہے جو کہ ہمارا کارخانہ ٹرنک سازی کا سیالکوٹ میں جاری ہے۔ اوس میں نہائیت عمدہ اور خوبصورت اور مضبوط سٹیل ٹرنک تیار ہوتے ہیں جنکی خوبی ناظرینوں کے ملاحظہ کرنے پر ظاہر ہو جائیگی لطف یہ ہے۔ کہ یہ ٹرنک مفت اسطرح دستیاب ہو سکتے ہیں کہ کارخانہ سے آپ چار ٹکٹ کا پرچہ عہ / بھیجکر منگوائیں جسکے ساتھ ایک سارٹیفکیٹ انعام دلانیوالا ہوگا۔ ان چار ٹکٹوں کو تو آپ اپنے دوستوں میں ۴ / آنہ فی ٹکٹ کے حساب سے فروخت کرکے اپنا عہ / وصول کرلیویں۔ اور سارٹیفکٹ پاس رکھکر اپنے دوستوں کو جنہوں نے کہ ٹکٹ خریدا ہو ہدایت کریں کہ وہ ٹکٹ خرید کردہ پر اپنا نام و پتہ صاف لکھکر ہمارے دفتر میں ارسال کریں۔ انکو بھی ویسے ہی چار ٹکٹ بذریعہ وی پی روانہ ہونگے جب عہ / ہر چار خریدار ہمارے پاس بھیج دینگے تو ایک ٹرنک نہائت عمدہ خوبصورت ۳۰ - انچہ لمبا آپ کو انعام میں دیا جائیگا۔ اگر تین احباب سے قیمت چار چار ٹکٹ وصول ہوگی سو ۲۸ - انچہ لمبا ٹرنک انعام میں دیا جائیگا اگر دو احباب سے رقم وصول ہوئی تو ۲۴ - انچہ کا ٹرنک انعام میں دیا جائیگا۔ اگر ایک احباب سے رقم وصول ہوئی تو ایک پلنگ پوش ۲ - گز لمبا اور ۱ / گز چوڑا انعام میں دیا جاویگا۔ اسیطرح سب صاحب جو کہ ٹکٹ کارخانہ سے منگائیں اپنے دوستوں میں فروخت کرکے اپنی رقم وصول کرکے انعام میں ٹرنک حاصل کریں اور جس صاحب کو ٹکٹ فروخت کرنے نامنظور ہوں تو وہ صاحب ۲ / آنہ فی انچہ کے حساب سے قیمت نقد بھیجکر منگوالیں اگر ٹرنک پسند نہ ہوں تو قیمت واپس ہوگی۔ بنسبت اور ٹرنکوں کے نہائیت عمدہ ہیں خرچ روانگی وی۔ پی وغیرہ ہر صورت بذمہ خریدار ہوگا۔

نوٹ جو صاحب انعام حاصل کرینگے یا قیمت سے خرید ینگے انکا نام ٹرنک پر لکھا ہوگا۔ اور ایک آئینہ اندر لگا ہوگا!

المشتہر

ایس - اے - ایس مینیجر سٹیل ٹرنکس ورکس شہر سیالکوٹ

اسلامی کتابوں کا سلسلہ

پانچ کتابیں اس سلسلہ کی بالکل تیار ہیں جن میں سے اسلام کی پہلی کتاب میں ایمان و عقائد کا مفصل حال ہے اور دوسری کتاب میں نماز اور نماز کے کل احکام کا تفصیل بیان ہے تیسری کتاب میں روزہ کا مفصل بیان ہے چوتھی میں زکوٰۃ کا پانچویں میں صرف حج کا ذکر ہے ہر ایک کتاب کے ساتھ آخر میں نظم بھی ہے جو بچوں عورتوں اور تمام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس سلسلہ جدیدہ میں اسباب کا بڑا لحاظ رکھا گیا ہے۔ کہ عبارت عام فہم اور سلیس ہو سرکاری کتابوں کی طرح سلسلہ وار بچوں کی استعداد کے موافق برابر چلی جائے متواتر اضافتوں عطفی ترکیبوں اور مشکل الفاظ سے کتابوں کو بھرا نہیں گیا جو بچوں کیلئے گھبرا دینے والی بات ہے۔ پانچوں کتابوں میں اسلام کے پانچوں ارکان کا بیان ہے اور ایسا تفصیل کے ساتھ کہ ضروری مسئلہ کوئی بھی چھوڑا نہیں گیا۔ ان کتابوں میں وہ مسائل ہیں کہ بہت سا روپیہ خرچ کرکے اور کثرت کے ساتھ کتابیں منگا کر بھی اتنے مسائل نہیں مل سکتے۔ ایک ایک کتاب میں ایک ایک رکن کا مفصل حال بیان ہے۔ زکوٰۃ کے مسائل دیکھو تو اسے تفصیل کے ساتھ کہ کوئی مسئلہ کسی عالم سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں رہی علیٰ ہذا القیاس حج اور زکوٰۃ غرض پانچوں طالبان علم دین کیلئے کافی و شافی ہیں قیمت ہر حصہ کی مفصل ذیل اسلام کی پہلی کتاب صفحہ ۱ر ایضاً دوسری ۸۰ صفحہ ۲ر تیسری ایضاً صفحہ قیمت ۲ر چوتھی ۸۰ صفحہ ایضاً پانچویں ۹۶ صفحہ قیمت ۵ر

تمام درخواستیں بنام اڈیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے ہوں

منشی کریم بخش اڈیٹر و پروپرائیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۴۳

یا اللہ

قیمت سالانہ پیشگی مع محصول ۱ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

جلد ۶ نمبر ۱۸

ماہوار انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت رمضان ۱۳۲۲ | ۱۵ دسمبر ۱۹۰۴

اسلامی کتابوں کا سلسلہ

فیروزی

پانچ کتابیں اس سلسلہ کی بالکل تیار ہیں جن میں سے اسلام کی پہلی کتاب میں ایمان و عقاید کا مفصل حال ہے اور دوسری کتاب میں نماز اور نماز کے کل احکام کا تفصیلی بیان ہے تیسری کتاب میں روزہ کا مفصل بیان چوتھی میں زکوۃ کا اور پانچویں میں صرف حج کا ذکر ہے - ہر ایک کے ساتھ

اخیر میں نظم بھی ہے جو بچوں عورتوں تو تمام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس سلسلہ جدیدہ میں اس بات کا بڑا لحاظ رکھا گیا ہے کہ عبارت عام فہم اور سلیس ہے۔ سرکاری کتابوں کی طرح سلسلہ وار بچوں کی استعداد کے موافق برابر چلی جاتی ہے۔ متواتر اضافتوں عطفی ترکیبوں اور مشکل الفاظ سے کتابوں کو بھر نہیں دیا گیا۔ جو بچوں کے لئے گھبرا دینے والی بات ہے۔ پانچوں کتابوں میں اسلام کے پانچوں ارکان کا بیان ہے اور ایسا تفصیل کے ساتھ کہ ضروری مسئلہ کوئی بھی چھوڑا نہیں گیا۔

ان کتابوں میں

وہ مسایل ہیں کہ بہت سا روپیہ خرچ کر کے اور کثرت کے ساتھ کتابیں منگا کر بھی اتنے مسایل نہیں مل سکتے۔ ایک ایک کتاب میں ایک ایک رکن کا مفصل بیان ہے۔ زکوٰۃ کی مسایل دیکھو تو ایسی تفصیل کے ساتھ کہ کوئی مسئلہ کسی عالم سے دریافت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ حج کے مسایل کی طرف نگاہ ڈالو تو ایسی تفصیل کیساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ گویا گھر بیٹھے حج کر رہے ہیں۔ روزہ کے مسایل دیکھو تو روزہ کے سارے مسایل ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں۔ غرض پانچوں کتابیں طالبان علم دین کے لئے کافی وشافی ہیں۔ خوشخط۔ خوشنما کاغذ عمدہ تقطیع موزون جلی قلم قابل دید قیمت ہر حصہ بہ تفصیل ذیل:

اسلام کی پہلی ۶۴ صفحہ ۱ر ایضاً دوسری ۸۰ صفحہ ۲ر ایضاً تیسری ۸۰ صفحہ ۳ر ایضاً چوتھی ۸۰ صفحہ ۴ر ایضاً پانچویں ۹۶ صفحہ قیمت ۵ر

دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

أفمن شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من ربه

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تدبیر منزل

یعنی

رشتہ داروں کے احکام

از

قرآن کریم

أو بيوت خالاتكم أو ما ملكتم مفاتحه أو صديقكم ﴿نور﴾ ووصينا
الإنسان بوالديه حملته أمه وهنا على وهن وفصاله في عامين
أن اشكر لي ولوالديك إلي المصير وإن جاهداك على
أن تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا

مَعْرُوفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (لقمان) ع ۶ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ

سے تو کہہ جو خرچ کرو پہلے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور یتیم اور محتاج اور مسافروں کو دو اور (جانو کہ) جسقدر نیکی کروگے خدا اوسکو جانتا ہے ۔

سے اندھے ۔ لنگڑے ۔ مریض ۔ بلکہ خود تم صحیح سالموں پر بھی گناہ نہیں کہ اپنے باپ دادوں کے گھروں یا اپنی ماؤں کے یا بھائیوں کے یا بھینوں کے یا چچاؤں کے یا پھوپھیوں کے یا ماموؤں کے یا ماسیوں کے یا جن کے تم کنجی بردار مہتمم خانہ ہو یا مخلص دوستوں کے گھروں سے بلا اجازت کھالو ۔

سے ہم (خدا) نے انسان کو حکم دے رکھا ہے کہ میری اور ماں باپ کی شکرگزاری کیا کر ماں بچے کو نہایت کمزوری کی حالت میں اوٹھاتی ہے اور دو سال میں بچہ کا دودھ بڑھاتے ہیں ۔ میری طرف تمکو پھرنا ہے اسلئے اگر وہ تجھ سے چاہیں کہ تو میرے ساتھ جہالت سے شریک بناوے اور غیر معبودوں کی اون کے راضی کرنے کی غرض سے بندگی کرے تو اُن کا کہا نہ مانیو ۔ ہاں دُنیاوی خدمت میں اون سے نیک سلوک کرتا رہیو اور (مذہبی باتوں میں) میری طرف رجوع لانیوالوں کی اتباع کریو (میری ہی طرف تم سب نے پھرنا ہے میں تمکو تمہارے کاموں کی خبریں بتلاؤنگا

اے مسلمانو! جبراً عورتوں کے مالک ہو جانا (بیاہی کے بعد بعاوج پر بھی
مثل دیگر اشیاء موروثی کے قبضہ کرنا) تم کو جائز نہیں اور نہ ہی بغرض
حصول مال اُن کو (نکاح ثانی سے) روکا کرو ہاں اگر وہ بے حیائی کا کوئی
کام کریں (تو مناسب سزا دیدو) اور عورتوں سے بدستور نیک برتاؤ کرو
اگر تم اُن سے کوئی امر ناپسند کرتے ہو تو شاید تمہاری ناپسند چیزوں
میں ہی خدا تمہارے لئے کوئی بھلائی کردے اور کسی

فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا وَإِنْ
أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ
قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَ
إِثْمًا مُّبِينًا وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ
إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ
آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً
وَسَاءَ سَبِيلًا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ
وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ
اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ
نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ
اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ

فلا جناح عليكم وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم
وأن تجمعوا بين الأختين إلا ما قد سلف إن الله كان
غفورا رحيما والمحصنت من النساء إلا ما ملكت
أيمانكم كتاب الله عليكم وأحل لكم ما وراء ذلكم
أن تبتغوا بأموالكم محصنين غير مسافحين فما
استمتعتم به منهن فآتوهن أجورهن فريضة
ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة
إن الله كان عليما حكيما ○

عورت کو چھوڑ کر دوسری کسی عورت سے نکاح کرنا چاہو گو پہلی کو ایک
ڈھیر مال بھی دے چکے ہو تو بھی اوس میں سے کچھ نہ لو کیا تم اوس کو ظلم اور
صریح گناہ سے لینا چاہتے ہو؟ بھلا کس طرح تمکو لینا مباح ہو سکتا ہے حالانکہ
ایک دوسرے سے تم (بیوی خاوند بوقت صحبت) رل چکے ہو اور وہ تم سے مضبوط
عہد لے چکے تھیں۔ اور جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا
ہو اون سے نکاح نہ کرو مگر جو اس سے پہلے گذرا سو معاف ہے بیشک یہ
بڑی بے حیائی اور غضب کی بات اور بُرا طریقہ ہے۔ تمہاری حقیقی مائیں تمہاری
بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور پھوپھیں اور خالائیں اور بھتیجیں اور بھانجیں
اور تمہاری دودھ مائیں اور ہمشیریں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری
بیویوں کی جن سے تم ملاپ کر چکے ہو پہلی لڑکیں اگر ان سے تمہارا ملاپ

نہ ہوا ہو تو پھر اُن لڑکیوں کے نکاح میں گناہ نہیں اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا نکاح میں ایک ساتھ جمع کرنا سب حرام ہے مگر جو گذرا سو گذرا اور خاوندوں والی عورتیں بھی حرام ہیں مگر جو کنیزکیں تمہاری ملک میں آئیں (رشتہ داری کے متعلق) یہ خدا کے احکام ہیں ان عورات مذکورہ کے سوا اور عورتیں تم پر حلال ہیں کہ تم مال دیکر ان سے نکاح کر لو بشرطیکہ گھر باری بننے کی نیت رکھو نہ صرف شہوت رانی کی پھر جتنے مہر کے عوض تم اُن سے تعلق پیدا کر دو ان کو پورا دو اور بعد مقرری جتنے پر تم (بیوی خاوند) آپس میں راضی ہو جاؤ تمکو جائز ہے کوئی گناہ کی بات نہیں بیشک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے جو تم میں سے اصیل عورتوں سے نکاح کرنیکی (بوجہ ناداری کے) طاقت نہ رکھے تو مسلمان لونڈیوں سے ہی کرلے خدا تمہارے ایمان سے خوب آگاہ ہے (لونڈیوں سے نکاح کرنے میں رکے نہیں) تم اصل میں ایک ہی ہو بعض بعض کی اولاد ہو پس لونڈیونکی۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ
وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ (نساء) وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ
هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ
فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ

أَنّٰى شِئْتُمْ (بقرہ) شہ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ
أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَآءُوْ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَإِنْ عَزَ
مُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ
بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ
اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَبُعُوْلَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ إِنْ أَرَادُوْا إِصْلَاحًا
وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

مالکوں کے اذن سے نکاح کر لیا کرو اور دستور کے موافق اُن کو مہر دیا کرو بشرطیکہ نیک خصلت ہوں نہ کہ شہوت پرست اور پوشیدہ دوستی رکھنے والیاں ؕ

شہ تجھ سے (اے محمد) عورتوں کے خون کی بابت جو لوگ مسئلہ پوچھتے ہیں تو اُن سے کہہ وہ ناپاک ہے پس تم خون کے دنوں میں جماع چھوڑ دیا کرو اور اُن سے پاک ہونے تک خاص ملاپ نہ کیا کرو۔ جب خون سے پاک ہو جائیں تو جیسا خدا نے تمکو حکم کیا ہے آؤ اُنکے بیشک خدا توبہ کرنیوالوں اور پاکوں سے محبت کرتا ہے تمہاری عورتیں مثل کھیتوں کے ہیں۔ پس اپنے کھیتوں کو جس طرح چاہو آیا کرو بشرطیکہ کھیتی کی

جگہ یعنی مدخل نطفہ سے تجاوز نہ ہو)
۵۔ جو لوگ اپنی عورتوں سے چند یوم علیحدگی کی قسم کھا لیتے ہیں انکی عورتوں کو چار مہینے کی انتظاری کرنی ہوگی۔ پھر اگر وہ اتنی مدت میں صلح کر لیں اور اپنی ضد سے باز آئیں تو خدا بخشنہار مہربان ہے۔ اور اگر وہ طلاق کا ہی قصد کر لیں تو بھی خدا سنتا اور جانتا ہے۔ طلاق والیاں تین پاکیوں (تخمیناً تین ماہ تک) بغیر تعلق نکاح ٹھہری رہیں اس مدت میں اپنے پیٹ کی پیدائش (یعنی حمل) کو چھپائیں نہیں اگر خدا اور قیامت پر انکو ایمان ہے (تو ایسا ہی کریں) انکے خاوند حسب دستور اس مدت میں واپس کرنیکے بھی حقدار ہیں بشرطیکہ صلح کا ارادہ رکھیں جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں عورتوں کے بھی خاوندوں پر ہیں البتہ خاوندوں کا ان پر ایک درجہ حکومت ہے اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ طلاق (جسکے بعد خاوند عورت کو رکھ سکتا ہے) دو ہی دفعہ ہے بعد ازاں دستور سے روک لو یا احسان سے چھوڑ دو لیکن دیئے ہوئے میں سے تم کو۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ

حتی تنکح زوجا غیرہ فان طلقھا فلا جناح علیھما
ان یتراجعا ان ظنا ان یقیما حدود اللہ وتلک حدود اللہ
یبینھا لقوم یعلمون واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن
فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف ولا تمسکو
ھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ
ولا تتخذوا آیات اللہ ھزوا واذکروا نعمت اللہ علیکم
وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ واتقوا اللہ واعلموا
ان اللہ بکل شیء علیم واذا طلقتم النساء فبلغن
اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا
تراضوا بینھم بالمعروف ذلک یوعظ بہ من کان
منکم یؤمن باللہ والیوم الآخر

لینا جائز نہیں البتہ جب بیوی خاوند کو اپنی نا چاقی کی وجہ سے خود ہی خوف ہو کہ احکام خداوندی متعلقہ خانہ داری کی تعمیل نہیں کر سکیں گے تو اوس وقت بشرطیکہ تم (محلہ واروں) کو بھی اون کے حال سے خوف ہو کہ واقعی خدا کے احکام کی تعمیل نہیں کر سکیں گے تو اس صورت میں عورت کو کچھہ بدلہ دیکر علیحدہ ہو جائے تو ان دونو پر گناہ نہیں یہ اللہ کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو جو لوگ ان سے تجاوز کرینگے

(باقی آئندہ)

ختنہ

ایک دیانندی کی موشگافی

مسافر میگزین جلد ۶ ۵ بابت فروری سنہ ۱۹۰۴ء

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۱۷ صفحہ ۲۶

عضو اخراج فضلہ کو اوپر کھینچ رکھنا چاہئے۔ تب تک دم باہر رہتا ہے۔ اسی طریق سے دم باہر زیادہ ٹھہر سکتا ہے۔ جب گھبراہٹ ہو تب آہستہ آہستہ ہوا کو اندر لیکر پھر بھی جس قدر طاقت اور خواہش ہو ویسے ہی کرتا جاوے ؁

اس سے ظاہر ہے۔ کہ پرانایام سے گھبراہٹ اور تکلیف ہوتی ہے۔ سو یہ بھی خلاف قانون قدرت ہے۔ اگر قدرت کو یہی منظور ہوتا۔ تو ویسے ہی اتنا لمبا سانس رکھ دیتی۔ کہ تکلیف برداشت کر کے یہ عمل نہ کیا جاتا۔ ... مذہب کی پابندی کوئی حلوا پوری نہیں۔ کہ ہر آدمی مزے سے ڈکار گیا بلکہ مذہبی پابندی میں عوام کو خواہ مخواہ تکلیف ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ عام آزاد طبائع اس پابندی کو توڑنا چاہتی ہیں۔ مثلاً آپکے کئی بھائی پرانایام اور سندھیا کو مفت کی سر دردی اور تکلیف خیال کرتے ہیں۔ تو کیا اونکی رائے کے مطابق آپ انکو خلاف قانون قدرت ماننے پر تیار ہیں۔ میں جانتا ہوں ہرگز نہیں۔ افسوس ہے۔ کہ آپ خود ہی مانتے ہیں۔ کہ "مہلک یا تکلیف

وہ امراض میں دیر تک یا عمر بھر مبتلا رہنے کی نسبت بہتر ہے۔ کہ ختنے کی تھوڑی درد و برداشت کرنے سے ان امراض سے جلد رہائی ملے گو ختنہ کی درد تھوڑی ہوتی ہے۔ اور وہ بمقابلہ ان مہلک امراض کے انسان کے لئے آرام دہ ہے۔ اپنے خود ہی کئی فوائد ختنے کے گنے ہیں [illegible] چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو واضح طور پر ختنہ کے فوائد مذہبی اور دنیاوی پہلو سے دکھائے جائیں۔

ان تمام تدابیر کو جو کہ حفظ صحت کے لئے عمل میں لائی جاتی ہیں [illegible] ہے۔ خواہ وہ اپنے جسم کے متعلق ہوں یا مکان و شہر، غذا، ہوا یا عادات وغیرہ کے متعلق اس عمل کے عملی حصے کی طرف قدیم سے تمام داناؤں اور خدا رسیدہ ہادیوں کی توجہ رہی ہے جسم یا جائے ظروف مکان وغیرہ کی صفائی کی نسبت تمام اقوام اور مذہب میں طرح طرح کی رسومات و عقاید دیکھے جاتے ہیں۔ جو غالباً ان تدابیر حفظ صحت کا نتیجہ ہیں جن کی اصل بنا میں حقیقی دانائی پر تھی۔ مگر بعد میں رسم پرست نادانوں کے ہاتھ میں اصل صورت بگڑ کر کچھ سے کچھ بن گئی۔ اور چند رسوم کے اتباع کے سوائے صفائی اور پاکیزگی کے اصل فلسفہ کی طرف کچھ توجہ نہیں رہی۔ طبعاً بھی ہر صحیح الفطرت انسان صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرتا۔ اور غلیظ و بدبودار اشیاء سے نفرت کرتا ہے۔ خراب شدہ عقلیں اور طبیعتیں اگر ان تدابیر حفظ صحت کو فضول سمجھیں تو ایک علیحدہ بات ہے۔ مگر کون صحیح القویٰ۔ اور سلیم الفطرت انسان ان مذہبی ضروریات کو بے معنی خیال کر سکتا ہے

دل صفائی کو چھوڑ کر غلاظت کو پسند کرتا ہے۔ ظاہری صفائی کا دماغ روح عقل اور اخلاق پر بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ اسی لیئے قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ تواب اور پاک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ مطہر کا لفظ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی صفائی پر حاوی ہے۔ اس لیئے طاہر لوگوں سے وہی لوگ مراد ہیں۔ جو اپنے ظاہر و باطن کو ہر قسم کی غلاظت اور عیب سے صاف رکھیں۔ اور جاہل اور رسم کے پابند بلکہ اکثر تعلیم یافتہ لوگ بھی انتظام صفائی کو کچھ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ لالہ دولت رام کی طرح اکثر فضول اور بے معنی سمجھتے ہیں۔ یہہ انکی بھاری غلطی ہے نہ صرف زمانہ حال کی جدید ترقیات اور معلومات کی طرف سے ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ اپنے دین سے بھی بیخبری ظاہر کرتی ہے اور عمداً سرکشی پائی جاتی ہے۔

یہہ ایک علیحدہ امر ہے۔ کہ زمانہ دراز نے اصل قواعد اور احکام کو بدل کر طرح طرح کی بیہودہ صورتوں اور بے معنی توجہات میں متغیر کر دیا ہے۔

ہم اسلام کے ایک طبی آئین کو ذیل میں درج کر کے انکی ضرورت کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں۔ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے ۱۹۵ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی اپنے ہاتھوں سے ہلاکت کے سامان مت پیدا کرو۔ یہہ آیت صاف ظاہر فرماتی ہے۔ کہ بہت سے اسباب ہلاکت خود انسان کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ پس یہہ قول کہ تمام طبی آئین

فضول ہے۔ جو امراض وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ تمام خاص مشیّت ایزدی سُنّے موافق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ صاف اس آیۂ کریمہ کے خلاف ہے۔ بلکہ اس سے صاف یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بہت سے اسباب ہلاکت انسان خود اپنے ہاتھوں سے پیدا کرتا ہے بیشمار اشخاص متعدی اور دیگر امراض سے جو احتیاط لازم ہے۔ از روئے جہالت یا سرکشی اُنکی پیروی نہیں کرتے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ صدہا امراض انسان کی بدعملیوں کی وجہ سے قہر الٰہی کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جو بنی نوع انسان کو سخت ہراس میں ڈال کر کچھ عرصہ کے بعد خودبخود دور ہو جاتے ہیں۔ تاہم اُنکے لیئے ظاہر اسباب ضرور ہوتے ہیں جن کے دفعیہ کے لیئے انسان کوشش کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ ہر کسی مرض کو انسانی تدبیر سے باہر سمجھنا سراسر عقل و دین کے خلاف ہے۔

اب میں ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ عملاً آنحضرتؐ نے ہائی جین کی کیسی بنیاد ڈالی۔ یہہ ایک علیحدہ امر ہے۔ کہ لوگ اُن رسومات کے اصل معنی نہ سمجھ سکیں۔ اور محض رسم پرستی کے طور پر ان کو ادا کرتے رہیں۔

ختنہ یہہ عمل حفظ صحت اعضائے دلالت کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ ختنہ کے بغیر حشفہ کی جلد کے نیچے میل کچیل جمع رہتی ہے۔ جو خراش کر کے آبلہ اُٹھا دیتی ہے۔ اور زخم ڈال دیتی ہے۔ پیشاب کی بوند حشفہ کی سطح پر لگی رہ کر خراش کرتی اور طرح طرح کے امراض کا باعث ہو جاتی ہے۔ بچے اس خراش کی وجہ سے اپنے عضو تناسل کو ہاتھ

میں ملتے رہتے۔ اور رفتہ رفتہ جلق کے عادی ہوجاتے ہیں۔ ہمیشہ میل کچیل جمع ہونے اور خراش رہنے سے حشفہ کی جلد متورم ہوجاتی ہے۔ اور اُس کا دہانہ تنگ ہوتا چلاجاتا ہے۔ روز بروز یہہ مرض بڑھتا جاتا۔ اور سخت سخت تکالیف کا باعث ہوجاتا ہے۔ اس مرض کا نام فائی موسس ہے۔ اُسمیں اکثر پیشاب جلد کے نیچے اگر بند ہوجاتا ہے۔ یا قطرہ قطرہ ہوکر تکلیف اور جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ یہہ پیشاب اندر ہی اندر متعفن ہوکر سپاری کو گلانا شروع کردیتا ہے۔ کبھی اس کا تلچھٹ بیٹھکر کنکریاں بنا دیتا ہے۔ جو اصل تکلیف کو سہ چند اور چہارچند کردیتی ہے۔ جب جلد حشفہ کی یہہ حالت ہوتی ہے۔ تو عموماً اقوام غیر اسلام کو بھی ختنہ کرانا پڑتا ہے۔ اگر ختنہ نہ کرائیں۔ تو تمام زندگی وبال ہوجاتی اور جماع محال ہوجاتا اور امید نسل قطع ہوجاتی ہے۔ ہمیشہ کی خراش اور سوزش کیوجہ سے اکثر رسولیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات حشفہ پر سرطان نمودار ہوکر عضو تناسل کو کھانا شروع کردیتا ہے۔ جس کی وجہ سے مریض کی حالت نہایت ہی خوفناک ہوجاتی ہے۔ جب یہہ رسولی پیدا ہوجائے۔ تو عضو تناسل کو فوراً جڑ سے کاٹنا ضروری ہوجاتا ہے۔ اگر فوراً عضو تناسل کو قطع نہ کیا جائے۔ تو چند ایام میں ہی سرطان کا زہر غدود میں پہونچکر مریض کو ہلاک کرڈالتا ہے۔ جب اس کا زہر غدود تک پہونچ جائے۔ تو پھر مرض قطعاً لاعلاج اور مہلک ہوجاتا ہے۔ فائی موسس کیحالت میں بعض اوقات مریض جلد کو زبردستی پیچھے ہٹا کر عضو پر چڑھا لیتا ہے۔ غلطی اور بےخبری سے ایسا کرتو بیٹھتا ہے مگر پھر اُس کی جان پر سخت بلا آن پڑتی ہے۔ فائی موسس کا دہانہ عضو کو گھونٹ کر جلد متورم اور رمردار کرنا شروع کردیتا ہے۔ اور اگر فوراً جراحی

عمل سے اس حبس کو دور نہ کیا جائے۔ تو عضو کو گلا ڈالتا ہے۔ چونکہ ختنہ کے نہ ہونے سے عضو ہمیشہ غلیظ رہتا ہے۔ اور اس غلاظت کے دردناک اور جانگداز نتائج نہ صرف ایک لفس پر محدود رہتے ہیں۔ بلکہ قطع نسل کا باعث ہو جاتے ہیں۔ اس لیئے اس مادی سے ختنہ کا عام رواج قایم فرما دیا ہے

قواعد حفظ صحت کا لحاظ کرنا بیمار ہونے سے پہلے افضل ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ بیماری میں مبتلا ہو کر پھر قواعد کی پابندی کرے۔ اگر دولت رام جیسے دو چار اور ڈاکٹر ہو جاویں۔ تو دیانندیوں کی چاندی ہی ہے۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش سملاس دوم میں تدابیر حفظ صحت کو قبل از مرض عمل میں لانے کا حکم دیا ہے۔ اور یہی اصول بڑے بڑے حکما کا ہے۔ اور آئیندہ امراض کی پیش بندی کرنا حکیم کی دانائی کو ثابت کرتا ہی نہ خلاف قانون قدرت ہوتا۔

ختنہ اور قانون صحت

دیانندی۔ ناخنوں کو کاٹنا قانون قدرت اور قانون صحت کے مطابق ہے۔ کیونکہ قدرت نے اس کو بے حس کر کے کھلی اجازت دی ہے۔ کہ بیشک کاٹو اور جب ان میں میل وغیرہ اکٹھی ہو جاوے تو صحت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس لیئے ان کا کاٹنا قانون صحت کے بھی مطابق ہے۔ ہاں اگر کاروبار میں ان کے کاٹنے سے ہرج نہ ہو۔ تو بیشک نہ کاٹیں۔

مسلمان۔ قربان جائیے لالہ جی آپ کی ڈاکٹری کے۔ شاید

مندرجہ بالا عبارت لکھتے وقت آپ دیانندی یوگ سادھن میں ہونگے ایک ہی سطر میں اتنا اختلاف خود ہی لکھتے ہیں۔ کہ انکا کاٹنا قانون صحت کے بھی مطابق ہے۔ مگر پھر لکھتے ہیں۔ کہ کاروبار میں ہرج نہ ہو۔ تو نہ کاٹیں۔ صحت اور کاروبار کی ایک کہی۔ گو صحت خراب ہوجاوے۔ مگر کاروبار میں ہرج نہ ہو۔ تو مضایقہ نہیں۔ چہ خوب۔ بھلا آپ کوئی ویدک اصول تو اس بارہ میں دکھائیں۔ کہ ناخنوں اور بالوں کو کیوں کاٹا جاوے اگر وہی درد اور نہ درد کا جھگڑا ہے۔ تو ایک بچہ سر منڈانے اور ناخن اتروانے سے ڈرتا ہے۔ اور روتا ہے۔ تو مگر اس کے والدین زبردستی اس کا سر منڈوالتے ہیں بچے کے نزدیک تو یہ بھی خلاف قانون قدرت ہے مگر والدین جو اُس کے خیر خواہ ہیں۔ نہ بدخواہ زبردستی اُس کا سر منڈولتے ہیں۔ کیا قدرت نے آپ کو بےحس اجزا کو کاٹنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ جہانتک مجھے معلوم ہوتا ہے۔ وید اس بارہ میں گنگ ہیں۔ جب صرف ناخنوں میں میل جمع ہوجانے سے صحت پر بڑا اثر پڑتا ہی تو ایسے نازک مقام پر میل جمع ہوجانے سے نہ معلوم کن کن مصائب کا احتمال ہوسکتا ہے۔ جب عام انسان ناخنوں اور بالوں کو جو انسان کی ظاہری زینت میں میل سے صاف نہیں رکھ سکتے۔ تو ایسے پوشیدہ مقام کو جو پردہ کے اندر واقع ہو۔ وہ کیسے ہر وقت صاف رکھ سکتے ہیں۔ اسی لیئے اس کے ہمیشہ پاکیزہ اور صاف رہنے کو مدنظر رکھ کر اس حکیم مطلق نے ایسے شافی احکام دیئے۔ کہ جس سے عوام انسان آئندہ نامراد امراض سے بچے رہے۔ لیسے قوانین حفظ صحت پر دریدہ دہنی کرنا حق سے چشم پوشی کرنا ہے۔

دیانندی (۱) یہ جلد حشفے کو کپڑے وغیرہ کی رگڑ سے بچاتی ہے۔
(۲) اپنی رطوبت سے اسکو نرم اور نازک بنائے رکھتی ہے۔
مسلمان۔ نمبر اول کی تردید تو آپ نے اپنی قلم سے کر دی ہے۔
صد۳ ھ یعنی حشفہ ننگا ہو کر ہر وقت کپڑوں کے ساتھ رگڑ کھا کھا کر اپنی نزاکت اور نرمی کھو بیٹھتا ہے۔ اور سخت اور معمول سے زیادہ موٹا ہوجاتا ہے۔ اس کی تیز حس میں فرق آجاتا ہے۔ اور ویسی لذت جماع کی نہیں رہتی۔ الخ جناب لالہ جی آپ کی تحریر سے یہ بھی ختنہ کا فایدہ معلوم ہوگیا۔ کہ مختنوں کو لذت جماع بہت نہیں ہوتی۔ گویا اسلام نے اس لذت جماع کو جس کے ویدیئے مفتوں بنے۔ اس طریقہ سے کم کر دیا۔ اور کوک شاستروں کی طرف راغب نہ ہونے دیا۔ اسلام کے حکیمانہ مسئلہ کی ایک خوبی خدا نے اپنے ہاتھ سے ظاہر کرنی تھی۔ سو معلوم ہو گئی۔ جلد کا حشفہ پر ہونا اور پھر اسے نرم بنائے رکھنا جلق کی بنا ہے۔ کیونکہ جب کپڑے کی رگڑ پہنچے گی۔ تو جلد بار بار حشفہ پر جو جلد کے اندر ہونے سے نرم ہو کے آگے پیچھے ہو گی جس سے طبیعت کو انتشار ہو کر باعث خرابی ہو گا۔ اس لئے حشفہ کا نرم رہنا باعث خرابی ہے۔ (۲) رطوبت سے نرم رہنے کی خرابی ہم نے بیان کر دی ہے۔ جلد کے رہنے سے پیشاب کے قطرے بھی اندر رہ سکتے ہیں۔ جو باعث امراض ہے۔

رہا نیم ڈاکٹر یا حکیم سے سیون وغیرہ کا کٹنا نقصان پہونچنا سو یہ عمل صرف ختنہ کے لئے ہی خطرناک نہیں۔ بلکہ جس بیماری کا علاج نیم ڈاکٹر سے کرایا جائے۔ وہی مہلک ہوسکتی ہے۔ ختنہ ہمیشہ کسی لائق حکیم یا جراح سے کرانا چاہیے۔ نہ کہ نیم ڈاکٹر خطرہ جان سے۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حالت صحت میں آیندہ امراض کی پیش بندی کے طور پر ختنہ کا رواج عام انسانوں میں ہونا لازمی ہے۔ ورنہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید۔ بر کلہ خود باید زد۔ والی مثال ہوگی۔

ختنہ اور اخلاق و تہذیب۔ دیانندی۔ اگر حشفہ ہر وقت ننگا رہیگا۔ تو اعصابی خراش سے ایستادگی ہوجاتی ہے۔ اور شہوت میں کچھ نہیں سوجھتا۔ انسان ایسی ویسی عورت کیساتھ جا کر حرام کرتا

مسلمان۔ مگر جناب آپ نے اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ جلد کے نہ ہونے سے حشفہ اپنی نرمی و لذت کو کھو کر سخت اور موٹا ہوجاتا ہے۔ پھر سخت جلد پر خراش سے ایستادگی کے کیا معنے اور شہوت پر انگیختگی کا کیا باعث۔ شہوت کا ہیجان تو ختنہ سے بغیر زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ عام آدمی ہر وقت اعضائے تناسل تو صاف نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے جلد حشفہ میں میل جمع ہو کر خراش پیدا ہونے سے جلق کی عادت پڑجاتی ہے جو مرد کے حق میں زہر قاتل ہے۔ حشفہ کی جلد کے موٹا و سخت ہونے سے شہوت ہرگز نہیں ہوتی

دیانندی۔ اگر ختنے کی رسم ایک عام مسلمانی رسم نہ ہو گئی ہو۔ اور ایک بچے کا ختنہ کیا جاوے۔ تو کتنی شرم و حیا معلوم ہو۔ اور کس قدر شہرت یا بدنامی کا باعث ہو۔ افسوس ہے۔ کہ بچوں کے باپ بنکر بلکہ بے شرم ماں اپنے روبرو ختنہ کرا کر بے حیائی کا سبق پڑھاتے ہیں۔

مسلمان۔ یہ خوب لالہ جی نیوگ کا مسئلہ تو شرم و حیا کا سبق سکھاتا ہے۔ کہ آپ اتنے باحیا بنتے ہیں۔ کیا آپ نے اپنے گورو کی لنگوٹ بند تصویر ملاحظہ کیا ہے۔ ایسا لنگوٹ بند لباس خوب حیا کا سبق سکھاتا ہے۔ ذرا اپنی سماجیوں کو آمادہ تو کیجئے۔ کہ لنگوٹ اختیار کر کے جامہ انسانیت ترک کریں۔ پھر دیکھئے تہذیب اقوام انکو کیسا باحیا خیال کریں گی۔ خدا نے مرد کے لئے گھٹنے سے لیکر ناف تک حصہ ستر بنایا ہے۔ نامحرم عورت کا رانیں وغیرہ دیکھنا باعث خرابی ہے۔ پھر لنگوٹ سے جائے پردہ کا کوئی ستر نہیں ہو سکتا بلکہ اسے دیکھ کر انسان شرما جاتا ہے۔ بچپن میں تو کسی لڑکے کے ماں باپ سے کوئی حال پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ وہ بے عقلی کا زمانہ ہوتا ہے۔ ماں باپ کا بچوں کو استنجا وغیرہ اپنے ہاتھ سے کرانا پڑتا ہے ان بیچاروں کو کیا سمجھ کہ بھلا کیا ہے۔ اور برا کیا۔ وہ حالت معصومی ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام معصومی کی حالت میں ختنہ کرانا افضل بتاتا ہے۔ کیونکہ حالت بلوغت میں لڑکے کو ستر کا ننگا رکھنا ناجائز رکھا ہے اور پھر غیر کے سامنے ننگا ہونا معصومیت کی حالت میں ایسا فعل ناجائز نہیں ہو سکتا۔ البتہ جوان ہو کر ننگا جسم کرنا اور صرف دو انگل کی لنگوٹی رکھنا شرم و حیا کا مانع ہے۔ اور اخلاق و تہذیب سے گرا ہوا عمل ہے پھر عورتوں میں اس ہیئت کذائی سے بیٹھ کر اپدیش کرنا۔ لالہ جی پہلے اپنے اخلاق و تہذیب کا خیال کیجئے اور نیوگ و لنگوٹ بندی کو ترک کیجئے۔ پھر اسلام پر دیدہ دہنی کیجئے۔ جھوٹ بولنا دھوکا دینا اسلام کے خلاف ہے۔ یہ انسان کی کمزوری ہے۔ کہ وہ اس طریقہ سے کام نکالے۔ مذہب اسکی اجازت نہیں دیتا۔

کیا ویدی اپنے بچوں کے سر منڈاتے یا کان چھیدتے وقت جھوٹ یا دھوکا نہیں دیا کرتے۔

اگر یہ عمل خدا کی شان دار قدرت میں رخنہ اندازی کرنیوالا ہے۔ تو پھر آپ کا نام اس کی قدرت کی معاذ اللہ کمزوری ظاہر کرتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کے کان ناک چھیدنا جس کے ویدک سب سے زیادہ شایق ہیں۔ تدبیر رخنہ اندازی کرنا نہیں ہے۔ اسلام کے ممالک میں عورتیں اس طرح کان ناک نہیں چھیدتیں اور نہ

سر سے بچھو وغیرہ بناتی ہیں۔ یہ صرف ویدیوں کی ایجاد ہے۔ جیسے مسلمان ہند صحبت کے اثر سے لے لیا ہے۔ ان کی رسومات ہندوانہ کی شاندار قدرتیں بہت رخنہ اندازی کی ہے۔ ویدی پجاری کیا کرتے جبکہ دیانند پنڈتوں کو عورتوں کی پوجا کرنی لکھ گیا ہے۔ منو و وید خود عورتوں کا حسب خواہش زیور بنوا دینے کا جس سے نیل آنکھ دیتی ہیں پھر اگر وہ عورتوں کو پجاری نہ ہوں تو لوگ کیا کریں۔ دیانند جی اگر ایسی ہی جی ہی کسی مدعیہ جسم میں حلول کرو۔ جیسا کہ اپنے بچوں کے جسم میں کرتے ہو۔ تو تعزیرات ہند کی کسی دفعہ کے شکنجہ میں پھنس جاؤ۔ اپنی عورتوں کو منع کر دو۔ کہ اپنے دانتوں پر سونے چاندی کے پترے نہ چڑھایا کریں۔ اور جلد محکمانہ قدرتیں رخنہ اندازی نہ کریں۔ ورنہ لالہ دولت رام کے قانون قدرت کے خلاف کارروائی ہوگی۔

دیانندی۔ خاص خاص بیماری کی حالت میں ختنہ کرنا بیشک مفید ہے۔ مگر حالت صحت میں ہرگز نہیں۔

مسلمان۔ خوب لالہ جی۔ گو آپ نے ختنہ کے فوائد لکھے۔ مگر اپنی پہلی تحریر پر غور نہ کیا۔ آپ لکھتے ہیں (صفحہ ۵۲) کہ ختنہ کا ایک اور بڑا بھاری فائدہ یہ ہے کہ اگر سوزش شدید ہو۔ سوجن زیادہ اور درد شدید ہو تو ختنہ کرنے سے سوزش کے مقام میں سے خون اخراج پا کر سوزش کا قدرتی علاج ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے خلاف صفحہ ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ جریان خون سے موت کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً دموی مزاج والے آدمیوں کہ جنکو اگر ایک کانٹا بھی لگ جاوے تو اس قدر جریان خون ہوتا ہے۔ کہ جان کے لالے پڑ جاتے ہیں" لالہ جی یہاں تو آپ نے خود خون نکالنے کا حکم دیا۔ دموی مزاج والے تو مر جاویں گے۔ اس لئے یہ ختنہ کا بھاری فائدہ نہیں ہے۔ کیوں لالہ جی خوش ہوں ہم نے آپ کی تائید کر دی۔ ہم پہلے ختنے کے فوائد بیان کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر جی۔ ہماری رائے مانو۔ تو امراض متعدی یا دوسرے امراض میں ہرگز بیماری کی پیش بندی نہ کرو۔ اور گورنمنٹ کو بھی یہی اصلاح دو۔ کہ آپکی رائے پر عمل کرے۔ اور جب بیمار آجاوے اسوقت مناسب تدابیر کی جاویں۔ قبل از مرگ واویلا کی ضرورت نہیں پھر دیکھیں آپکو کیا عمدہ سارٹیفکیٹ ملتا ہے۔

دیانندی۔ آخری نتیجہ۔ صحت میں ختنہ ناروا ہے۔ اسکی قانوناً ممانعت ہو جائے تو بہتر ہے۔

مسلمان۔ ضرور حالت صحت میں تدابیر صحت غیر ضروری ہیں۔ اور خلاف قانون ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تائید میں اسکی قانوناً ممانعت ازبس ضروری ہے۔ ایک تو گورنمنٹ کا خرچ کم ہوگا۔ دوم دیانندی اصول کی پیروی ہو جاوے گی تجربہ کار جرح سے یہ عمل کرانا تو ہم بھی ضروری جانتے ہیں نہ کہ نیم ڈاکٹر ہمارے فیصلہ یہ ختنہ ایک تدابیر حفظ صحت ہے۔ عام آدمی نہ بقول ڈاکٹر صاحب گرم پانی سے ہر وقت حشفہ صاف رکھ سکتے ہیں۔ اور نہ چنداں پرواہ کرتے ہیں۔ اس لئے عوام کے فائدہ کا خیال رکھکر تدابیر حفظ صحت کا قبل از وقوعہ امراض رائج ہونا ازبس ضروری ولابدی ہے جو ... انسان کے لئے سر تا سر مفید ہے۔ خلاف قانون قدرت یا خلاف ... (جیسے ...) ہم پہلے اڑا چکے ہیں۔ ڈاکٹر دیانندی ذرا چشم بصیرت سے غور کریں۔ اور تعصب کو دور رکھ کر سوچیں۔

(محمد منظور الٰہی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جلد ۶

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
نمبر ۱۹

اللہ اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

رسالہ

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

بابت شوال سنہ ۱۳۲۲	پندرہ روزہ	یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵

ولادت سے وفات تک عجیب ڈھنگ کے لکھے گئے ہیں کہ آجتک اس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ شروع میں تمام انبیا کے حالات مندرج ہیں اور بات بات میں آنحضرت صلعم کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور توریت انجیل زبور میں جا بجا بشارات ذکر کئے گئے ہیں جو آنحضرت صلعم کے حالات سے صاف مطابقت کھاتی ہیں بڑے بڑے علما و فضلا نے اتفاق کرلیا ہے کہ ایسی پیاری کتاب تاحال طبع نہیں ہوئی ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے اگر پسند نہ آئے تو واپسی کا اختیار ہے۔ حجم ۳۲۰ صفحہ قیمت فی جلد ...... عہ

صدیق اکبر جناب رسول خدا صلعم کے پہلے خلیفہ و بانئے اسلام کے آدم ثانی کی سوانحعمری قیمت فی جلد ۸ر

سیرت الفاروق حجم ۳۲۰ صفحہ حضرت فاروق اعظم جناب رسول خدا صلعم کے دوسرے خلیفہ کے حالات قیمت ... ۱۲ر

عثمان ذوالنورین آنحضرت صلعم کے تیسرے خلیفہ کے حالات قیمت ... ۶ر

حیات صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی سوانحعمری۔ اسلامی تاریخ کے شائق ہم ضرور منگائیں قیمت ۱۲ر

انسان اور اس کی تقدیر بانصویر دنیا میں تقدیر کے مسئلہ سے بڑھکر کوئی مشکل مسئلہ نہیں اس کتاب اس مسئلہ کو معقولی اور منقولی طور پر نہایت عمدہ حل کیا گیا ہے۔ حجم قریباً ۵۰ صفحہ قیمت فی جلد ۱۲ر

پچاس مذہبی سوالات کے جوابات ہر مسلمان کے لئے یہ کتاب بہت ہی دلچسپ کتاب ہے قیمت فی جلد ۸ر

قرآن شریف کی کلام الہی ہونیکا ثبوت قرآن شریف کے کلام الہی ہونے کے نمبروار دلایل بمقابلہ تمام مذاہب کے بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے ... ۸ر

الحق المبین عیسائیوں کی کتاب اُمہات المومنین کا جواب قیمت ... ۸ر

اسم اعظم حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کی سوانحعمری قیمت فی جلد ...... عہ

قصص الانبیا اردو ... ۸ر

یا اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

کیا وید مکمل ہیں؟

ہم بجائے ویدک مصنفین کے کُل پہلوؤں پر نظر تحقیق ڈلنے کے فی الحال صرف ایک ہی مسئلہ کی بابت دیانندیوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں دیانند کا عقیدہ تہا۔ کہ روح۔ مادہ۔ ایشور ہر سہ قدیم بالذات ہیں۔ اس پر اوّل یونہی اعتراض اٹھتا ہے۔ کہ جب وہ تینوں ایک غیر معیّن عرصہ سے چلے آرہے ہیں۔ تو وہ ایک دوسرے کے خواص سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر کس قسم کی حکومت کر سکتے ہیں جب ایشور نے روح کو پیدا ہی نہیں کیا۔ تو وہ اس کے اجزا و خواص باطنی

سے کیسے واقف ہو سکتا ہے - اور پھر وہ اُس کے لئے سامان حسب مرضی کیسے دے سکتا ہے - اور کس حثییت سے اُس پر قابض ہے - آیا قبضہ مالکانہ ہے - یا زبردستی کا دیانندی کہدیا کرتے ہیں - کہ ہمیشہ زور آور کمزور پر قابض ہوا کرتا ہے - گویا جواب نہائت لچر ہے - اور دیانندیوں کی استدلالی کمی کی پختہ دلیل ہے - مگر اس وقت ہم اس پہلو کو چھوڑ کر ایک نہائت ضروری معاملہ کی طرف دیانندیوں کی توجہ کرانا چاہتے ہیں - دیانندیوں نے وید کے رو سے کئی عجیب وغریب دعوے کر رکھے ہیں - کہیں دنیا کی عمر کا حساب بتایا جا رہا ہے - دوسری جگہ ریل تار اور ویدک کارخانہ حرب ہیں توپیں ڈہل رہی ہیں - اور ویدی آپس میں ویدک لات کی آزمائش کر رہے ہیں - اور کہیں ویدک پرمیشور کا اس طرح مانا جانا کہ وہ ہر جگہ حتیٰ کہ پاخانہ میں بھی موجود ہے - اور گندی سے گندی جگہ میں بھی ہے - ساتھ ہی اس کے یہہ بھی کہتے ہیں - کہ وہ علیم کل ہے - پس چونکہ وہ ارواح پر قابض اور فے الحال ان کا مالک اور ہر جگہ حاضر و ناظر اور سب پر حاوی ہے - اس لئے دنیا کی عمر کے ساتھ اگر وہ اتنا بھی وید میں اشارہ کر دیتا کہ اس کی مقبوضہ ارواح اتنی ہیں - تو وید کی تعلیم مکمل ہو جاتی - کیونکہ دنیا کی عمر بتانا اپنی مقبوضہ چیز کی خاصیت بتانا - کہ اُس کے ملک کی آبادی اتنی ہے - سخت حیرت ناک امر ہے - اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدک پرمیشور اُنکی گنتی نہیں کر سکتا - اور علیم کل نہیں - اگر وہ انکی گنتی جانتا ہے - تو ہمیں نا بتانے سے بخیل ثابت ہوا - ذرا بھوسکا صاحب دیکھ کر جواب دینا - اور وید سے ارواح کی تعداد نکال دیکھانا - کیونکہ علم کے دو مقصد ہیں - اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی - اگر ایشور

اپدیش نہ کرے۔ تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہوجاتا۔ اس لئے ایشور نے اپنے علم (وید) کے اپدیش سے اس مقصد کو پورا کیا"۔ دیانندیو! اس حساب سے تو ضرور وید میں تعداد ارواح موجود ہوگی۔ ذرا ہمیں بتانا تو سہی۔ تاکہ معلوم کریں۔ کہ تمہارا ایشور کہانتک گنتی جانتا ہے۔ اور کہانتک اس نے تم کو بتائی۔ اگر بیشمار کہکر ہی تم نے ٹال دیا۔ تو معلوم ہوجائے گا۔ کہ ویدک ایشور علیم کل ہی نہیں۔ بلکہ گنتی نہ کرسکنے کے باعث بیشمار کہکر ٹالنا چاہتا ہے دیانندیو! ایسے فضول دعووں سے دست بردار ہوجاؤ۔ ورنہ اپنے ویدک ایشور کا پورا پورا علم دنیا کے سامنے ثابت کرکے دکھاؤ +

جواب کا طالب ایڈیٹر

ایک نہایت عجیب بات

دیانند اور اس کے چیلوں خاص کر مقتول نے جتنا شور وشر معجزات کے بارے میں مچایا ہوا ہے۔ وہ عوام سے پوشیدہ نہیں۔ اُن کا خود ساختہ عقیدہ ہے۔ کہ خدا بھی فطرت کے برخلاف نہیں کرسکتا۔ اگر پوچھو فطرت کیا ہے تو جھٹ کہدیتے ہیں۔ کہ جس بات کو عقل مانے وہ فطرت ہے۔ اُنکے عقیدے کے مطابق یہ ممکن نہیں۔ کہ آگ اپنا فطرتی عمل یعنی جلانا چھوڑ دے افسوس کہ جب ہم ان کے گھر کی کتب پر انصافانہ نظر ڈالتے ہیں۔ تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا مسلمانوں کو اس ظلمت کدے سے بچائے اور دیانندیوں کو چشم بصیرت نصیب کرے۔ مقتول دیانندی گو قولی طور پر معجزے سے منکر تھا۔ مگر فعلی طور پر وہ معجزات کا پورا پورا قائل تھا

صرف سماج میں نامور بننے کی خواہش سے راستگولی سے جھجکتا تھا اور خواہ مخواہ مسلمانوں پر معجزات کے بارہ میں اعتراض کرتا تھا۔ ہم دعویٰ بلا دلیل ہرگز نہ کریں گے۔ بلکہ ہر ایک دعوے کے ساتھ دیانندی تصنیف کا حوالہ درج ہوگا۔ سنیئے

مقتول اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ست دھرم پرچارک پریس جالندھر مشمولہ کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۲۰۰ پر لکھتا ہے راون کے ہلاک ہونے کے بعد رامچندر جی سیتا کو قید سے چھوڑا کر بسبب پورا ہونے میعاد بن باس وطن کو پھرے۔ الا قبل از روانگی سیتا کو ثبوت عصمت کو لے آگ میں گرنا پڑا۔ اس زمانے میں دستور تھا۔ کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال توے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہنچتی تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جل کر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی سیتا کی آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے۔"

اب ہم دیانندیوں سے مخاطب ہوکر دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ پکھنڈ نہیں ؟ تو اور کیا ہے۔ (کیونکہ دیانندی معجزے کو پاکھنڈ کہا کرتے ہیں) کیا آگ کا فطرتی عمل رک سکتا ہے۔ اگر آگ کا فطرتی عمل ایک روحانی فعل سے رک سکتا ہے۔ تو ہر ایک چیز کا فطرتی عمل رکنے سے کونسا امر مانع ہے۔ کیا خدا کو ایک اور بے عیب ماننے والے نیک پاک بندوں سے ایسے افعال صادر ہونے ناممکن ہیں۔ خاصکر ان سے جنکا روئنگٹا رونگٹا خدا پر فدا ہو۔ جب ایک معمولی عورت کے

صرف ایک فعل کو سچا جھوٹا ثابت کرنے کیلیے آگ فطرتی عمل چھوڑ سکتی تھی۔ خواہ باقی افعال (غیر اللہ نا) اس عورت کے کیسے ہی بُرے ہوں۔ تو سخت افسوس ہے۔ اُن جاہلوں پر جو نیک پاک بندوں سے ایسے افعال کا صدور محال اور خلاف عقل کہتے ہیں۔ کہاں ہیں معجزے پر اعتراض کرنیوالی دیانندی ذرا اپنی کتب کا غور سے مطالعہ کرکے منہ سامنے کریں یا تو معقول کو درفعگو مانو ورنہ اس عقیدے سے باز آؤ۔ ہم تمہاری ایک ایک کتاب کی بال کی کھال اُتار کر دکھاویں گے۔ کہ دیانندی متھ کیا چیز ہے۔ آپنے تو ہنسی لمی ہمارے بزرگوں کی بدگوئی کرنے میں کی ہے۔ ہم آپکو سچے اور سچے کئی سنائیں گے۔ ہماری بھی سننے کے لئے تیار رہو ؎

اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

(محمد منظور الٰہی)

دیانند کا کچّا چِٹھّا

دیانند کس ذات اور کس شہر اور کس شخص کا بیٹا تھا۔ یہہ بات تامال کسی کو اصلی طور پر معلوم نہیں ہوئی۔ کسی نے قصبہ موردی لکھا ہے۔ اور کسی نے دھول گڈھ۔ اس نے اپنی زندگی کے حالات ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۰ء کے تھیوسوفسٹ انگریزی اخبار میں خود طبع کرلئے تھے۔ اُس کا ترجمہ دلپت رائے ساکن جگرانوں نے اُردو میں کیا تھا۔ اس میں دیانند نے اپنے باپ کا نام و خاندان کا مسکن وغیرہ بتانے سے جو عذر کیا ہے۔ وہ بالکل خلاف عقل ہے بہرحال ہم اس سے تعرض نہ کرکے جتنا حال اسکا معلوم ہو سکا

ہے۔اس پر لکھنا چاہتے ہیں۔ سوانح عمری مذکورہ کے صفحہ پر دیانند نے لکھا ہے۔ کہ مجھے ایک برہمچاری ملا جس نے صلاح دی۔ کہ بہتر ہو۔ کہ اگر تم ہمارے فرقہ میں شریک ہوجاؤ۔ چنانچہ میں اُن کے ساتھ شریک ہوگیا۔ جہاں میرا نام شدہ چیتن رکھا گیا۔ اور اس نے میرے کپڑوں کو اپنے کپڑوں سے بدلوا دیا۔ نئی سوانح عمری مرتبہ دیانندی سماج کے مڈنگ برہم چرنا آشرم کا دوسرا مرحلہ میں لکھا ہے۔ کہ ابھی انکا نام اصلی پکارا جاتا تھا۔ حالانکہ دونوں میں سے ایک غلط ہے۔ اسی سوانح عمری کا صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے۔ کہ برہمانند نے مجکو پورا پورا الیقین دلا دیا۔ کہ برہم یعنی ایشور میرے وجود سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ جیو اور برہم کی یکتائی کا مجھے پختہ طور پر یقین دلا دیا۔ پہلے ہی اکثر میرے دل میں یہ بات آتی تھی۔ لیکن آج ان مہاتماپرشوں نے اس بات کو میرے دل میں پوری طرح سے ثابت کرکے دکھا دیا۔ اب مجھے پورا پورا الیقین ہوگیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ صفحہ ۳۲-۳۳-۴۴ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پرمانند سرسوتی نے اس کو سنیاس کے چوتھے درجہ میں شریک کرلیا۔ اور اس کو ایک ڈنڈ دیا۔ اور اس کا نام دیانند سرسوتی رکھا۔ ناظرین غور فرماویں۔ کہ یہ شخص اس سے پہلے ایک برہمچاری کا چیلا بنا تھا۔ جس نے اس کا نام شدہ چیتن رکھا تھا۔ پھر پرمانند وغیرہ کی صحبت سے اس کو پورا پورا الیقین ہوگیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ بعد ازاں پرمانند سرسوتی جو شنکراچاریہ مت کا سنیاسی تھا۔ اس نے اس کو اپنا چیلا بنایا جس نے اس کا نام دیانند سرسوتی رکھا۔ عرصہ دراز تک یہ شخص یعنی دیانند اس نتیجہ میں رہا اور اپنے آپ کو پرمیشور سمجھتا رہا۔

پھر صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے۔ کہ پھر میں مشہور و معروف مقامات۔ اور متبرک تیرتھوں کی جاترا کیواسطے اور ان کے درشن کیلئے روانہ ہوا سمت ۱۹۱۱ بکری کو پہلی دفعہ ہی ہردوار کُبھ کے میلے پر شریک ہوا۔ (یہ محض غلط ہے۔ کُبھ کا میلا سمت ۱۹۱۲ میں ہوا تھا۔ نہ کہ سمت ۱۹۱۱ میں) وہاں سے رشی کیش کو چلا گیا۔ جہاں برہمنوں سادہوؤں وغیرہ کو مانس کھاتے دیکھا جنھوں نے مجھے بھی کھانے کیلئے کہا۔ مگر میں نے کہا۔ کہ مانس کھانا تو درکنار اسے دیکھ کر میں بیمار ہو جاتا ہوں (صفحہ ۲۸ نئی سوانح عمری سماج) اسی طرح بدری نارائن پہنچا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک دیانند ہردوار بدری نارائن کا معتقد تھا۔ جیسا کہ تو ہی ویدانت کا پیرو تھا۔ اگر کوئی کچھ تاویل بناوے تو محض گپ ہے۔ کیونکہ اس نے خود لکھا ہے۔ کہ میں متبرک تیرتھوں کی جاترا اور ان کے درشن کے لئے روانہ ہوا۔ صفحہ ۵۶ و ۵۷ (نئی سوانح عمری صفحہ ۳۴) لکھا ہے کہ مجھکو ایک لاش گنگا میں بہتی ملی میں نے اسے دریا سے نکالا۔ اور تیز چاقو سے کاٹنا شروع کیا۔ کیا خوب برہمن اور سنیاسی ہو کر مردہ چیرنا آپ کا ہی کام تھا۔ اور پھر دل کا نکالنا کہیں دوسرے مطلب کیلئے تو نہیں تھا۔ ممکن ہے۔ گرسنگی کا غلبہ ہو گیا ہو۔ کیونکہ پہلے آپ نے فرمایا ہی کہ مانس کو دیکھ کر میں بیمار ہو جاتا ہوں۔ یہاں اپنے ہاتھ سے تو چیر کر بیمار نہ ہوئے ہونگے۔ جھوٹ ہو پورا ہو۔ نہ کہ ادھورا۔ ع این کار از تو آید مرداں چنیں کنند ٭

صفحہ ۵۸ (نئی سوانح عمری صفحہ ۳۵) لکھتا ہے۔ کہ چانڈال گڑھ درگا کوہ کے مندر میں جاترا اس جگہ رات بھوگ ودیا کے پڑھنے اور اس کے حل

اور اس کے عمل میں معروف رہنے لگا۔ یہاں بھنگ پینے کی عادت
پڑ گئی چنانچہ اکثر وہ اس کے نشہ میں مدہوش ہوتا۔ دیانندیو! ذرا غور
سے یوگ ودیا کا عمل سنو۔ بقول ایک ہندو ایسے بھنگڑ کی تحریر و تقریر
پر بھروسہ کرنا عقلمندوں کا کام ہرگز نہیں۔ کیا یہی یوگ ودیا اور
وید کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ ایک ریفارمر عین جوانی کی حالت میں ایسی
ایسی قبیح باتوں کو روا رکھے۔ اصلی سچائی چال چلن کی جوانی کی حالت
میں معلوم ہو جاتی ہے۔ ورنہ بڑھاپے میں تو بھیڑیا ہی بے ایذا
ہو جایا کرتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کون سے وید نے دیانند
کو یہ تعلیم دی۔ اور ایسا آدمی کہاں تک کلام الٰہی سمجھنے کے رموز
سے واقف ہو سکتا ہے۔ شاید وید میں بھنگ کی کوئی برائی نہ ہو۔
اور یوگ ودیا کا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہو۔ بہرحال اس سے دیانند
کی سوانح کا ایک پہلو بھی دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد
کچھ عرصہ تک دیانند نے متھرا میں رہکر برجانند نابینا کے پاس
ویاکرن پڑھا۔ اور تازیست اسے اپنی تصانیف میں شری ست پرم
ہنس براج کا چارج پرم وودان شری برجانند سوامی لکھتا رہا۔ اور اپنے
لیئے اس کا چیلا قبول کیا ہے۔ وہ بھی ادوئیت بادی یعنی شنکراچاریہ
کے مت کا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد دیانند نے اس کے مت کو بھی
برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں معمولی سنیاسیوں کے بھیس
میں دیانند ہردوار اور رشی کیش کے جنگلوں میں رہتا رہا۔ کوئی اس کا
نام بھی نہ جانتا تھا۔ سمت ۱۹۲۴ کے بعد گنگا جمنا کے کنارے پھر کر
لوگوں کو مورتی پوجا سے باز رکھتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت

تک وہ لنگوٹی بھی رکھتا تھا۔ اور ادیت بادی تھا۔ پھر بعد ازاں کسی ست پرش کے سمجھانے سے اس نے اس مت کو جھوٹا جان کر ترک کیا۔ اور دویت بادی بنا۔ آخر شنکراچاریہ کے مت کے رد میں ایک دو ورق لکھی۔ اور ستیارتھ پرکاش میں بھی اس کا رد کیا۔ خیال فرمایئے کہ اتبک اس نے کتنے رنگ بدلے اور کتنے پنتھ اختیار کئے۔ اور کس کس کا چیلا بنا۔ اور کس کس کو ترک کیا۔ جس نے قریباً تمام عمر دعوے خدائی کیا۔ اس سے بڑھ کر کافر اور ناشناس کون ہوگا۔ ایسے شخص کی گفتار ورفتار کا کیا بھروسہ۔ زندگی بھر جب برجانند کو اپنا پرم گورو اور پرم ودوان لکھتا رہا۔ اسی کے پنتھ کو باطل اور جھوٹا کہتا رہا۔ ایک وقت میں گورو اور پرم ودوان کہنا اور اس کے مت کو جھوٹا ٹھہرانا سخت بے عقلی اور بڑی غیرت کی بات ہے۔ اس پنتھ کو چھوڑ کر شومت میں جا داخل ہوا۔ اور رودراکھش کی مالا پہنی اور بھسم لگانا شروع کیا۔ وہ خود لکھتا ہے۔ کہ جے پور کے راجا رام سنگھ کو میں نے شومت میں داخل کیا۔ پس شومت کے پھیلنے پر ہزاروں رودراکھش کی مالائیں اپنے ہاتھ سے لوگوں کو پہنائیں۔ وہاں شومت نے اس قدر زور پکڑا۔ کہ ہاتھی گھوڑوں کے گلوں میں بھی رودراکھش کی مالائیں پہنائیں گئیں۔ (ایڈیشن منجری صہ ۱۵۲) معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کتنے آدمیوں کو اسنے بے دھرمی بنایا۔ خود تو پھسلنے گھڑے کی طرح ہمیشہ پھسلتا رہتا تھا۔ مگر ہزارہا آدمیوں کو مختلف پنتھوں کا پیرو بنا کر ادہرمی بنا دیا۔ اور وید کی سچی تعلیم کا راز نہ پا سکا۔

جب کسی طرف اپنی عام شہرت ہوتی نہ دیکھی۔ کیونکہ ہر موجودہ پنتھ میں اس سے بڑے بڑے کئی گورو بیٹھے تھے۔ تو ناچار اُسے نئے ایک نیا پنتھ بنا کر مشہور بننے کی سوجھی۔ کیونکہ جب تک وہ دیگر پنتھوں کا پیرو رہا۔ سوائے معدودے چند کے کسی جگہ اُس کی شہرت نہ ہو سکی۔ نیا پنتھ بنانے ہی تعلیم یافتہ ہندو جو اپنے ویدوں کی گھنونی بت پرستی اور اپنے بزرگوں کی ظالمانہ کارروائیاں دیکھ دیکھ اکتا رہے کے منتظر بیٹھے تھے۔ جھٹ اس کے پیچھے لگ پڑے۔ اور اسے ویدکا چندرماہ بنا کر آسمان پر چڑھا دیا۔ پس پھر کیا تھا سنیاسی پنا سب بھول بھال گیا۔ اور گدی تکیے۔ نواڑ کے پلنگ پر سونا۔ روغنی کھانے کھانا۔ کہاروں سے ہاتھ پاؤں دھلوانا۔ دوشالے اوڑھنا یاد آگیا۔ گو ہر طرح روپیہ بٹورنا شروع کر دیا۔

دیانند کی تصانیف پر ریویو

کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۷۵ء میں ستیارتھ پرکاش نام کتاب لکھ کر بنارس میں زیر اہتمام راجہ جے کرشن داس چھپوا کر شایع کی اس کے دونوں طرف راجہ صاحب کی مواہیر ثبت تھیں۔ دیانند اس کے پروف خود ہی دیکھا کرتا تھا۔ اور اختتام پر ایک ایک حرف کو بغور مطالعہ کر کے اس کا شدہ پتر بھی اپنے ہاتھ سے بنایا اس کتاب کے صفحہ ۱۰۲ پر اس نے صبح و شام گوشت وغیرہ سے ہون کرنا لکھا ہے جس کے مطابق اس نے ایڈیشن منجری کے

صفحہ ۲۶ پر یہودیوں کی سوختنی قربانیوں کا ہونا۔ اور پارسیوں کا آتش پرستی کرنا ویدوں سے لیا جانا لکھا ہے۔ پھر ستیارتھ کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔ کہ ملیچھ نام برا نہیں جن لوگوں کی زبان سے سنسکرت حروف کا لفظ جیسا کہ چاہئے صاف ادا نہیں ہو سکتا اس کا نام ملیچھ ہے۔ اس کے مطابق دیانندی سماجوں کے اکثر ممبر ملیچھ کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ اب دیانندیوں کو اختیار ہے کہ اپنے گورو کا حکم مانیں۔ یا نہ مانیں۔ ستیارتھ صفحہ ۱۴۸ پر گائے کو جس کی ہمدردی میں دیانندی انسانوں کے دل دکھانا ٹھیک سمجھتے ہیں۔ دیانند نے گدھی کے برابر سمجھا ہے۔ اور لکھا ہے۔ گائے تو پشو ہے۔ سو پشو کی کیا پوجا کرنا اُچت ہے۔ کبھی نہیں کنتو اس کی تو یہی پوجا ہے۔ کہ گھاس جل اتیادک سے اس کی رکشا کرنا۔ سو بھی دگدادک پریوجن کیواسطے اِنشٹھا ہیں۔ اور گدھی کی بھی پوجا ویسی ہی ہوتی ہے۔ جس کو پریوجن رہتا ہے۔ وہ پریوجن کے واسطے کرتا ہی ہے۔ دراصل دیانند نے اس کی گئو کشی کے سیدہ کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اس پر بھی یوپ لوگ ہٹ کئے جائیں۔ تو وہ جانیں۔ صفحہ ۱۴۹ میں لکھتا ہے۔ کہ گوشت کی پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں۔ صفحہ ۱۷۱ پر لکھا ہے کہ یگیہ کے واسطے جو جانداروں کا قتل کرنا ہے۔ وہ جائز ہے صفحہ ۳۰۳ پر لکھتا ہے۔ کہ جہاں جہاں گو سیدہ وغیرہ لکھتے ہیں۔ وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ اور ایک بیل سے ہزارہا گائے حاملہ ہوتی ہیں۔ اس سے نقصان بھی نہیں

اور جو بندھیا گائے ہوتی ہے۔ اُس کو ہی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے
کیونکہ بندھیا گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش
نہیں ہوتی۔ صفحہ ۳۰ میں جانوروں کے گوشت کھانے کی فلاسفی
بیان کی ہے۔ کہ کوئی بھی ماس نہ کھائے۔ تو جانور پکشی مینڈک اور
جل جنتو انتے ہیں۔ ان سے سَت سنسار گنے ہو جائیں۔ پھر منشوں
کو مارنے لگیں اور کھیتوں میں دھان ہی نہ ہونے پائے۔ پھر
سب منشوں آجیو کا نشٹ ہونے سے سب منش نشٹ ہو جاویں
صفحہ ۳۸۸ پر لکھا ہے۔ کہ پشوؤں کو مارنے میں تھوڑا سا دکھ ہوتا ہے
پر نو چراچر میں اتینت اپکار ہوتا ہے۔ صفحہ ۳۰۳ پر سائنس
کی دلیل اس کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ کہ جیو کے مارنے کی
سمے پیڑا ہوتی ہے۔ اس سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے۔ پھر جب
اگنی میں دے ہوم کریں گے تب پر مانو سے اگت پر کار سب
جیوؤں کو سکھ پہنچے گا۔ ایک جیو کو پیڑ سے پاپ بھیا تھا۔ سو
بھی تھوڑا سا گنا جائے گا۔ زیادہ نہیں۔ عوام کہتے ہیں۔ کہ گوشت
کے جلنے سے بدبو آیا کرتی ہے۔ مگر دیانندیوں کے گورو نے
یوگ ابھیاس کر کے دریافت کیا ہے۔ کہ اس سے ہوا صاف
ہوتی ہے۔ اس لیے سب کو ان کا کہنا ماننا چاہیے بے تعصب
سے تو وہ کوسوں دور تھا۔ صرف ملک کی بہتری کا خیال تھا۔
بھلا وہ ایسا بیوقوف تو نہ تھا۔ کہ ہندیوں کی لاج کا نے کو ماتا کر کے
مانتا۔ اُس کے نزدیک گائے اور گدھی کی عزت ایک سمان تھی
صفحہ ۳۶۶ پر لکھتا ہے۔ کہ نقصان پہنچانے والے شیر وغیرہ جانداروں

ہو، انسانوں کو سرکاری ملازم قتل کریں۔ انکا گوشت کوئی گوشت خوار انسان کھاوے تب بھی دنیا کا کچھ نقصان نہیں۔ دیانند کو اتنا خیال نہ آیا کہ دنیا میں شیر اور انسان کا گوشت کوئی انسان کھاتا بھی نہیں۔ واہ رے وودانی۔ شاید گنگا کے کنارے والی لاش کا خیال آگیا ہوگا اور لیجے سنسکار ودھی مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ صـ۱۱ پر لکھا ہے۔

کہ جو چاہئے۔ کہ میرا بیٹا پنڈت دشمنوں کو فتح کرنے والا سب وید ویدانگ کا پڑھنے اور پڑھانے اور تمام عمر بھوگنے والا ہو وہ گوشت کے ہمراہ بھجات کو پکا کر کھاوے۔ یہہ بہت عجیب و غریب نسخہ دیانند کا آزمودہ معلوم ہوتا ہے۔ دیانندیوں کو ضرور استعمال کرنا چاہئے سنسکار ودھی صـ۴۲ غلہ وغیرہ کا خواہشمند گوسفند کے گوشت کا بھوجن اور وِدیا کا خواہشمند تیتر کا گوشت کھلاوے۔ دریں چہ شک یجروید بھاشیہ ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ کا بھاوارتھ۔ جو ہانی کارک پشو ہوں۔ انکو مارے منتر ۴۹ جو جنگل میں رہنے والے نیل گائے وغیرہ پرجا کی ہانی کریں۔ وہ مارنے کے لایق ہیں۔ ادھیائے ۱۹ منتر ۲۰ اس سنسار میں بہت پشو والا ہوم کرکے بہت شیش یعنی باقی ماندہ کا کھانے والا تعریف کے لایق ہے۔ ستیارتھ پرکاش صـ۳۵۴ پر شراب پینے کی ہدایت بہت عمدہ طور پر درج ہے۔ ان حوالجات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آیا دیانندیوں کا گورو ویدک دھرم پھیلانے والا تھا۔ یا ادھرم۔ کیا کوئی ہندو ایسی ایسی دھرم کی باتیں لکھہ سکتا ہے۔ اس پر دیانندی مسلمانوں کو برا بھلا کہنے سے باز نہیں آتے ؎ دیانند کہتا ہے جس کو جہاں ÷ دیا کا نہ تھا

اس میں کچھ بھی نشان +

ستیارتھ دفعہ اول ص۱۴۷ و ص۱۴۳ پر صاف صاف مردوں کا شرادہ جایز لکھا ہے۔ اور ص۱۴۸ و ۱۴۹ پر مردوں کے شرادہ کے فواید ظاہر طور پر بیان کئے ہیں۔ بعد ازاں جب گرگٹ کی طرح دوسرا رنگ بدلا۔ تو شرادہ کا رد کرنے لگے۔ جیسے قبل ازیں کئی مت چھوڑ چھوڑ کر اُنکی تردید کرتا رہا۔ اُسپر لوگوں نے اعتراض کیا۔ تو جھٹ سے وید بھاشیہ کے دوسرے نمبر پر نوٹس دیدیا۔ کہ ستیارتھ میں مردوں کا شرادہ لکھنے اور شودھنے والوں کی غلطی سے چھپ گیا۔ عقلمند غور کریں۔ کہ تین صفحہ کی عبارت لکھنے اور شودھنے والوں کی غلطی ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ دیانند کو ایسا جھوٹا نوٹس چھپواتے ذرا بھی شرم نہ آئی۔ اور یہہ خیال نہ آیا۔ کہ عقلمند مجھے کیا کہینگے سچ حیا جس کو نہو بیجا سخن سے + نہ آئے کیونکہ بواُس کی دہن سے درحقیقت دیانند نے اپنے تغیرّ اعتقاد چھپانے کے لیئے مطبع کی آڑ میں پناہ لی ہے۔ ایسے اعلیٰ درجے کے ودوان کے لیئے یہ حرکت کسی قدر نازیبا معلوم ہوتی ہے۔ مگر زمانے کی چالبازیوں کو دیکھ کر ہمیں اُنکی حکمت عملی پر ذرا تعجب نہیں۔ سچ تو یہہ ہے۔ کہ آجکل راستبازی کی کوئی اتنی قدر نہیں کرتا۔ اگر دیانند صاف لکھدیتا۔ کہ ہم نے عقیدہ بدلا۔ تو بالکوں میں عزت کی کمی یا خطرہ تھا۔ پھر مخالف کہاں دم لینے دیتے۔ اپنا بیگانہ بھی کہتا۔ کہ جو شخص گھڑی گھڑی مت بدلتا ہے۔ اس کا کیا اعتبار یہہ بات اور ہے۔ کہ اوائل میں انھوں نے ہر مت کی خاک چھانی۔ مگر جب وہ سرسوتی بن گئے۔ اور تعلیم یافتہ

پھیل گئے۔ اس وقت ایسی کارروائی کرنا اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہوتا۔ اس لئے جگ ہنسائی کا خیال رکھنا عقلمندی سے بعید ہے۔ لہذا دیانند کے زمانہ سازی کو عیب لگانا فضول ہے رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۳۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ مرد کے لئے وید کی یہہ اجازت ہے۔ کہ جس عورت سے شادی ہووے یا نیوگ کرے۔ اس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ اس سے دو سطر بعد لکھتا ہے۔ کہ جس مرد کے ساتھ شادی ہوئی ہو اُس کے مرنے یا بیمار ہونے پر دوسرے مرد یا عورت کیساتھ اگر اولاد موجود ہو۔ تو نیوگ کرے۔ اگر دوسرا بھی مرجاوے۔ یا بیمار ہوجاوے۔ تو تیسرے کے ساتھ کرے۔ اس طرح سے دس تک نیوگ کرنے کی اجازت ہے۔ قابل غور امر یہہ ہے۔ کہ اوّل تو وید کی یہہ اجازت ظاہر کی۔ کہ جس عورت سے نیوگ کرے۔ اس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ پھر یہہ کہا۔ کہ درصورت اولاد نہونے کے نیوگ کرے جبکہ اس کی (نیوگ کی) اجازت اولاد نہونے کی صورت میں ہے تو نیوگ سے دس اولاد تک پیدا کرنا کیسے جایز ہوسکتا ہے۔

دوسری بار کی چھپی ستیارتھ صفحہ ۱۱۱ پر لکھتا ہے۔ کہ جب خاوند اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ تو اپنی عورت کو اجازت دے کہ تو میرے سوائے دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ ایسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ کے سبب سے اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ تو اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ آپ کسی دوسرے بیوہ عورات سے یارانہ (نیوگ) لگا کر اولاد پیدا کیجئے

پھر صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے کہ جس عورت کا خاوند دھرم ودّیا اور دولت وغیرہ کی خواہش کے لئے پردیس کو گیا ہو تو عورت بعد میعاد مقررہ کسی سے یارانہ لگا کر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے جب اصلی خاوند آجاوے تو یار نیوگی چھوٹ جاوے۔ اگر خاوند تکلیف دہ ہو تو عورت اُسے چھوڑ کر دوسرے سے یارانہ لگا کر اولاد پیدا کرے صفحہ ۱۲۰ پر لکھا ہے کہ حاملہ عورت سے ایک سال جماع نہ کرنے کے وقت میں مرد یا عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کرکے اُسکے لئے بیٹا پیدا کر دے۔ جس دیانند کی علم و عقل پر دیانندیوں کو ناز ہے۔ یہ اُس کی پند و نصائح کا نمونہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جس آدمی میں ذرا بھی حمیت ہے وہ ایسی بے حرمتی ہرگز روا نہ رکھے گا۔ دیانندیوں کو اختیار ہے وہ حق جانیں یا ناحق مگر بقول ایک بزرگ ہندو کے شاستر کا منشا ہرگز ایسا نہیں صرف دیانند کی بے علمی خواہش دھرمی کا ثمرہ ہے۔ حاملہ سے نیوگ کرکے دوسرا حمل قائم کرانا یہ دیانند مت کی عجیب فلاسفی ہے۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاہست + کار طفلاں تمام خواہد شد

اسی ستیارتھ صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ عمدہ عورت ہر ایک ورہر انسان سے لینا چاہئے۔ اس حکم سے اگر عمدہ عورت عیسائی۔ چوہڑی۔ بھنگن۔ چمارنی تک کی ہو۔ وہاں سے بھی لیوے خوب نصیحت ہے

بریں عقل و دانش بباید گریست

شاید اسی برادری کو بڑھانے کے لئے کمینی قوموں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا ہے کیونکہ ہندو تو رشتے دینے لینے سے رہے اچھوتوں سے بھی لیا کرینگے اور دیتے بھی وینگے مگر ذرا ہوشیار رہنا ضروری ہے کیونکہ لاہور کے شُدھ دیانندی عیسائی کا سا معاملہ نہ ہو جاوے کہ دیانندیوں کا رشتہ لیکر مع اُسکے پھر عیسائی بن گیا۔ اور دیانندی حیران رہ گئے۔ اگر یہی حال رہا۔ تو دیانندیوں میں عورتوں کی کمی ہو جائیگی۔

باقی آئندہ

مناجات فیروزی تمام مشہور
بزرگوں کی متبرک مناجاتیں اور بہت
سی اپنی بنائی ہوئی جمع کی گئی ہیں قیمت
فی جلد ۳/

ایک جرمن نومسلم کے دس لیکچر
مسٹر کریسپ اور مسٹر وب کے لکچر نمونہ والے
ان لکچروں کو ضرور پڑھیں بے نظیر کتاب ہے
قیمت فی جلد .... عہ/

مذاق العارفین حضرت پیران پیر
کے قصیدہ شریف کا فارسی اور پنجابی ترجمہ
مال التقی قیمت ۴/

طریقت الحقیقت از شیخ سید بابو ۴/

عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ
یہ کتاب نہایت ہی عمدہ ہے ... ۴/

تقدیس الرسول عن طعن المجہول ۴/

دفع طعن نکاح زینب ... ۴/

عصمت النبی عن شرک الجلی ۲/

لدینہ کرامت حضرت شاہ عبد القادر
صاحب جیلانی کی کرامات قیمت ۶/

دیوان غوث الاعظم ۳/

دیوان حضرت باھو ۱/

الہامی کتاب قیمت فی جلد ۱۰/

جنگ ترکی و یونان ... عہ/

زبدۃ الواعظین ۸/

روزہ اور اسکی حقیقت ۴/

مجموعہ رانڈوں کی شادی گھر
کی آبادی و فتح سنت اسلام ۸/

ملکہ اعتزیزور جنا مصنفہ مسٹر شرر
اس ناول کی مثال ہندوستان میں اسوقت
تک کوئی ناول کم ہوگا قیمت عہ/

درگیش نندنی۔ ہندوستان کی
تعلیم کا سب سے زیادہ نمونہ .... عہ/

شہید وفا .... عہ/

حسن انجلینا ...... عہ/

منصور موہنا ...... عہ/

دلکش قیمت ہر حصہ ... عہ/

بنات النعش ۶/

مراۃ العروس ۶/

توبۃ النصوح ۶/

نصائح حکمائے سلف ۸/

کیمیائے دولت ۸/

دلچسپ ۱۴/

فتوح الغیب یہ کتاب غوث الثقلین رض کی تصنیف ہے اردو میں سلیس ترجمہ ... عہ
مثنوی بو علی قلندر ا/
راہ نجات از مفتاح الجنت ۳/
رفیق نوجوانان ۶/
تحقیق اناجیل ہر دو حصہ عہ
تفسیر القرآن بکلام الرحمان ۸/
بحث تناسخ تناسخ از اہلہ کا ابطال ۴/
رسوم اسلامیہ رسوم قبیحہ متعلقہ بیاہ شادی کی تردید از محک الفقر مصنفہ حضرت باہو ۶
اسرار نادری ۶/
اردو انشاپردازی سنہ ۴ عہ
نعت فیروزی چیدہ چیدہ نعتیں ۳/
حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش ۱۲/
تفسیر فیروزی سورہ الرحمن ۳/
اہل حدیث کا مذہب ۴/
لیڈی ڈاکٹر قیمت ... عہ
بشارات احمدیہ ... ۸/
جیبی مترجم بچپسون ... ۸/
تسہیل الترجمہ فارسی ... ۳/

شرح گلستان از مولوی غیاث الدین مرحوم مؤلف غیاث اللغات کامل عہ
ترجمہ منتخبات العربیہ ۸/
ترجمہ درایت الادب حصہ اول ۶/
ترجمہ " " " دوم ۶/
ترجمہ تہذیب الطلاب ۲/
ترجمہ تحفۃ الادب ۸/
ترجمہ سلم الادب ۱۲/
تعویذ دعائے گنج العرش فی وزن ۲/
قاعدہ بغدادی ۰/
پارہ اول ... ا/
دوم ...... ا/
سوم ...... ا/
چہارم ...... ا/
پنجم ...... ا/
ششم ...... ا/
پارہ عم ...... ا/
تہذیب یہ کتاب اعلیٰ درجہ کی بےنظیر ہے ۰/

تمام درخواستیں بنام کریم بخش مالک و مہتمم مفید عام پریس شہر سیالکوٹ کے ہونی چاہئیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۴۸

قیمت سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک

افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

جلد ۶

نمبر ۲۰

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

۳

پندرہ روزہ

سب سے ضروری اطلاع

سابقہ بہت سے رسالجات ٹھیک وقت پر شایع ہونے کی
علاوہ حجم میں بھی بہت کم حجم کے شایع ہوتے رہے ہیں
اس لئے رسالجات آیندہ بجائے ۳۲ صفحہ کے زیادہ صفحوں
میں شایع ہوا کرینگے - کیونکہ ہم نے تمام رسالجات کا حجم ہر ایک
پندرہ روزہ کے شمار سے اخیر سال تک ۷۶۸ صفحہ پورا کرنا ہے
تمام ناظرین باتمکین مطمئن رہیں - انوار الاسلام - ایڈیٹر

انوارالاسلام کا وقت پر شایع ہونا

اسکے سال یہ عام شکایت ہو رہی تھی - کہ انوارالاسلام وقت پر شایع نہیں ہوتا جسپر ہمنے ایک نرالی تجویز خیال کرکے عام اعلان کیا تھا - کہ اگر اس مجازنی اسلام یعنی انوارالاسلام کا وقت پر شایع ہونا تمام ممبران رسالہ ہذا کو مرغوب معلوم ہوتا ہی تو تمام ہمدردان انوارالاسلام صرف تھوڑا سا وقت خرچ کرکے صرف ایک ایک خریدار دنیا میں پہلی طرز کے قرآن مجید کا پیدا کردیں تو رسالہ ہذا کا وقت پر شایع ہونا کوئی مشکل امر نظر نہیں آتا - اس تجویز پر عمل کرنے سے خریداروں کو بھی بہت فایدہ پہونچ سکتا ہی اور خاصکر انوارالاسلام کو لیکن اس تجویز پر غالباً بہت سے احباب نے توجہ نہیں فرمائی - وہ تجویز یہ تھی کہ جو صاحب مبلغ تین روپیہ کی کتابیں دفتر انوارالاسلام سے خرید فرماوینگے انکو دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید یعنی اعلی درجہ کی چھپی حمایل شریف مجلد سنہری قیمتی ۴ء مفت نذر کی جاویگی - یہ اعلان محض اس خیال سے دیا گیا تھا کہ اگر تین ہزار حمایل شریف فروخت ہوجاوے تو انوارالاسلام کے طبع کے لئے مشینیں آسکتی ہیں اور رسالہ ٹھیک وقت پر تمام ناظرین کو اپنی شعاعوں سے منور کرسکتا ہے -

آج پھر ہم تمام معزز ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں کہ اخیر فروری ۱۹۰۵ء تک اس تجویز پر غور فرماکر بہت جلد دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید طلب فرماویں اور ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں والسلام - ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
یا اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علےٰ نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۸ صفحہ ۱۰

تدبیر منزل

یعنی

رشتہ داروں کے احکام از قرآن کریم

ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَالْوَالِدٰتُ
يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ
إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى
الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ

وہی ظالم ہونگے۔ پھر اگر خاوند تیسری دفعہ بھی عورت کو طلاق دیدے تو اب اُسکو عورت حلال نہیں جبتک وہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے۔ بعد نکاح ثانی اگر خاوند ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے تو اس عورت اور اُسکے پہلے خاوند کو صلح کرکے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس تکلیف سے سمجھ گئے ہوں کہ اب آیندہ کو اللہ کے حکموں کی تعمیل کرینگے یہ اللہ کے حکم ہیں سمجھ داروں کے لئے بیان کرتا ہے جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو وہ اپنی مدت (تین ماہ) پہنچنے کو ہوں تو تمہیں اختیار ہے کہ اُنکو دستور سے روک لو یا چھوڑ دو لیکن اس غرض سے کہ کسی طرح اُنپر ظلم (زیادتی) کرو نہ روکو جو کوئی ایسا کام کریگا وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرتا ہے اللہ کے حکموں کو مسخری اور مخول نہ سمجھو اللہ کی نعمت اپنے حق میں یاد کرو اور جو اُسنے کتاب اور دانائی کی باتیں تمپر نازل کی ہیں اُنکو پڑھو اور اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ خدا سب کچھ جانتا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت تین ماہ کاٹ چکیں تو اُنکو دوسرے خاوندوں سے نکاح کرنے سے جب وہ آپس میں راضی ہوں مت روکو جو تم میں سے اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے اُسکو نصیحت کی جاتی ہے یہ حکم تمہارے حق میں بہت ہی ستھرا اور پاکیزہ ہے خدا سب کچھ جانتا ہے تم نہیں جانتے مائیں جو اپنے بچوں کو پوری مدت دودھ پلانا چاہیں پوری دو سال پلائیں اور عورتوں کا کھانا کپڑا اُنکے بچے کے باپ کے ذمہ ہے کسی جان کو طاقت سے بڑھکر حکم نہیں ہوتا نہ بچے کی والدہ بچے کے بہانہ سے خاوند کو دُکھ دیوے اور اسکی طاقت سے زیادہ خرچ مانگے نہ بچہ کا باپ بچہ کے ذریعہ بیوی کو تکلیف دے اگر وہ دودھ پلانا چاہے بھی تو اس سے بچہ چھین کر اور دایہ کو دیدے (اگر بچہ کا) باپ نہ ہو تو اُسکے وارث پر خرچ دینا واجب ہے

مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا
أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ
وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ
مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ
فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ
أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ

اگر ماں باپ مرضی اور مشورے سے دو سال سے پہلے ہی دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی گناہ نہیں اور اگر تم اپنی اولاد کو دایہ سے دودھ پلانا چاہو تو بھی کچھ حرج نہیں جب تم اجرت دستور کے مطابق ادا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ جو لوگ تم میں سے بیویاں چھوڑ مریں انکی بیویاں انکے مرنے کے بعد چار مہینے دس روز سوگ میں رہیں۔ پھر جب مدت مذکورہ گذار لیں تو تم پر جو ان کے وارث ہو ان کی زیب و زینت (بغرض نکاح) کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

مدت مذکورہ میں عورتوں کو اشارۃً نکاح کرنے یا اپنے جی اس خواہش کو چھپانے میں کوئی گناہ نہیں خدا جانتا ہے کہ تم ضرور ان کا ذکر کروگے اس لئے ایسی سختی بھی نہیں کرتا

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔ وَ
لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ وَاعْلَمُوْا
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
حَلِيْمٌ ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ
اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى
الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَاِنْ
طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً
فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ

البتہ پوشیدگی میں وعدہ نکاح مدت کے اندر اندر نہ کرو کوئی دستور کی بات کر لو تو جائز ہے لیکن مدت سے پہلے وعدہ نکاح نہ کرو اور جان رکھو کہ خدا تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے پس اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا بخشنہار بڑے حوصلے والا ہے۔ عورتوں کے ملنے سے پہلے یا مہر مقرر کرنے سے پہلے اگر (حسب ضرورت) طلاق دیدو تو گناہ نہیں۔ البتہ اس صورت میں ان کو کچھ دیا کرو صاحب وسعت اپنی وسعت کے مطابق دے غریب پر اسکی ہمت کے مطابق حسب دستور خصوصاً محسنوں پر تو بہت ہی ضروری ہے۔ اگر مہر مقرر کرکے اکٹھا ہونے سے پہلے طلاق دو تو مہر مقرر میں سے نصف دینا ہوگا۔ لیکن اگر عورت ہی لینا معاف کردے

وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (بقرہ) ۵ فَاِنْ
خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ
مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا وَاٰتُوا النِّسَآءَ
صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا (نساء)

یا خاوند سارا دیا ہوا واپس نہ لے تو اور بات ہے ہاں تم نے اگر دیا ہو۔ تو معاف کرنا ہی پرہیزگاری کے مناسب ہے باہمی احسان کرنا نہ بھولو خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ مطلقہ عورتوں کو دستور کے مطابق (انکے عدت میں) گزارہ ملنا چاہئے پرہیزگاروں پر تو بہت ہی ضروری ہے۔ اسی طرح خدا تمکو اپنے احکام بتلاتا ہے تاکہ تم دانائی کی باتیں سمجھو؛

۵ اگر تم یتیموں سے (جنسے چھوٹی عمر میں نکاح کر لیتے ہو) بارے میں بے انصافی سے ڈرو تو دوسری اور عورتوں میں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کر لو دو دو تین تین چار تک اس میں اگر بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی بیوی یا لونڈی پر قناعت کرو یہی بات انصاف کے قریب ہے اور عورتوں کے مہر بخوشی خاطر دیا کرو۔ اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ چھوڑ دیں تو مزے سے ہضم کر جاؤ؛

نٹ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ
عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ
حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ
فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ
أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا
وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا
مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ
كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا

نٹ مرد عورتوں پر دو وجہ سے حاکم ہیں ایک تو خدا نے انکو بزرگی دی ہے دوم وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں پس نیک عورتیں خاوندوں کی تابعدار ہیں خدا کے حکم سے مستور چیزوں کی جنہیں خود انکا وجود بھی ہے حفاظت کرتی ہیں جن عورتوں کی سرکشی معلوم کرو ایکدفعہ انکو وعظ کہو (اگر نہ مانیں تو) انکو بستروں سے الگ کرو اور اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو کسیقدر مارو پس اگر وہ تمہارا کہا مان جائیں تو ان پر ظلم زیادتی کی تدبیر نہ سوچو خدا تم سب پر غالب اور بڑا عالی قدر ہے۔ اگر تم (جانبداری کے لوگو!) خاوند بیوی کی مخالفت سمجھتے ہو تو ایک منصف مرد کے کنبہ سے اور ایک منصف عورت کے کنبے سے مقرر کرو اگر وہ اصلاح کا ارادہ کریں گے تو خدا ان میں توفیق خیر دیگا۔ بیشک خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور سب کے حال سے باخبر ہے۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا (نساء)

اگر عورت اپنے خاوند سے مخالفت یا اعراض پاوے تو صلح کر لینے میں ان کو گناہ نہیں صلح بہرحال اچھی ہے۔ ہر جی کو اپنا لالچ ہے اگر نیکوئی کرو اور پرہیزگاری کرتے رہو (تو اجر پاؤ گے) اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ عورتوں کے بارے میں خواہ تم کتنی خواہش بھی کرو اور ظاہر و باطن نہیں کر سکو گے۔ بس بہتر ہے کہ ایک ہی طرف بالکل مت جھک جاؤ ایسے کہ دوسری کو معلقہ (لٹکتی ہوئی) کر چھوڑو اور اگر صلح سے رہو۔ اور پرہیزگاری کرو۔ تو خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر (بوجہ سخت مخالفت) میاں بیوی الگ ہو جائیں۔ تو خدا اپنی وسعت اور مہربانی سے ہر ایک کو دوسرے سے بے پروا کر دے گا۔ اور خدا بڑی وسعت والا بڑی حکمت والا ہے۔

سلہ والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذين
اوتوا الكتاب من قبلكم اذا آتيتموهن اجورهن محصنين
غير مسافحين ولا متخذي اخدان ۰ (مائدہ) سلہ ولا
يبدين زينتهن الا لبعولتهن او آبائهن او آباء بعولتهن
او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بني اخوانهن
او بني اخواتهن او نسائهن او ما ملكت ايمانهن او التابعين
غير اولي الاربة من الرجال او الطفل الذين لم يظهروا على
عورات النساء ولا يضربن بارجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن سلہ
وتوبوا الى الله جميعا ايه المؤمنون لعلكم تفلحون ۰

سلہ مسلمان عورتیں اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی اصیل عورتیں تمکو نکاح میں لانی حلال ہیں جب انکو مہر مقررہ
دیدو بشرطیکہ تمہاری نیت ہمبستری کی نیت پر کرو نہ صرف چند روزہ شہوت نکالنے والی اور نہ مخفی دوستی لگانے والی
سلہ عورتیں اپنی زیب و زینت کو بجز اپنے خاوندوں یا باپوں یا خاوندوں کے باپوں
یا اپنے بیٹوں یا خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں یا
مسلمان عورتوں یا اپنے غلاموں یا بے حاجت خادموں یا نابالغ بچوں کے
کسی مرد کے سامنے ظاہر نہ کیا کریں اور نہ چلتی ہوئیں پاؤں زور سے ماریں تا کہ
انکا چھپا سنگار معلوم نہ ہو جائے اور تم سب مومن خدا کی طرف جھکو تا کہ مراد پاؤ

باقی آئندہ

دیانند کی تصانیف پر ریویو

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۱۹ صفحہ ۱

اور پنجنہ طور پر ایک عورت کے لئے دو خاوند بلکہ دس تک کا حکم جاری کرنا پڑے گا۔ ستیارتھ صفحہ ۲۵۸ پر لکھا ہے کہ گرم ملک ہو تو چوٹی تک صاف کرا دینا چاہیئے کیونکہ سر میں بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے دیانند کی ہوشیاری پر غور ضروری ہے کہ ہندوپن کا نشان تک بھی مٹانا چاہتا ہے۔ دیانندیوں کا فرض ہے کہ اپنے گرو کی ہدایت کے مطابق عورتوں کے سر کے بال بھی صفاچٹ کرا دیں ورنہ اُن کے سر میں بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوگی اور اس سے عقل کم ہو کر دیانندی اولاد کم عقل و بدنام کنندہ بزرگان پیدا ہوگی سب باتیں چھوڑ کر پہلے اس کا علاج ضروری ہے۔ کیا دیانندی پر پیشبر ایسا بے انصاف تھا کہ عورتوں کے بال رکھنے کی اجازت دیتا اور مرد کو منڈوانے کا حکم دیتا۔ ہرگز نہیں کیونکہ گرمی تو دونوں کے لئے یکساں ہے اگر جو بال رکھنے سے کم عقل ہوتا ہے تو عورت مستثنیٰ نہیں رہ سکتی۔ دیانندیو نیوگ کی طرح اس نیک عمل کی بھی جلد پیروی کر کے مثال قایم کرو۔ صفحہ ۵۸۵ پر لکھا ہے کہ عالموں کو دیو اور جاہلوں کو اسر اور پاپیوں کو راکشس اناچاریوں کو پشاچ مانتا ہوں اگرچہ دیانندی اپنے گرو کو عالم سمجھیں اور اُسے دیو مانیں مگر بلا تعصب بغداری کے نظر انصاف سے غور کیا جاوے تو بقول ایک بزرگ ہندو بھائی کے وہ بالکل جاہل مطلق تھا کیونکہ اُسنے اپنی کتابوں میں سراسر خلاف وید اور غلط مضمون لکھے ہیں لہذا وہ اپنی تحریر کے موافق اسر ٹھیرے گا۔ علاوہ ازیں

دیانندی سماج کے اکثر ممبر جو جاہل پاپ کرم کرنے والے اور اناچاری ہونگے
وہ موافق رائے دیانند کے اسر راکشس اور پشاچ ہوئے۔ ہر ایک کو آریہ
سمجھنا بالکل غلط اور عقیدہ دیانند کے خلاف ہے۔ آریو دیشیہ رتن مالا میں لکھا ہے
کہ جو سرشٹ سبھاؤ۔ دھرماتما۔ پروپکاری منشیہ دیاوی گن رکھتے ہیں ان کو آریہ
کہتے ہیں۔ آپ خیال فرمائیے سماجوں میں ایسے لوگ فی صدی ایک بھی نہیں۔ پھر
آریہ سماج کیسا۔ بلکہ اکثر سماجیوں نے تو وید کی جلد بھی نہ دیکھی ہوگی۔ پڑھنا اور عمل کرنا تو درکنار
رہا۔ سنسکار ودھی سمت ۱۹۴۳ صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے۔ مردہ کے جسم کے برابر روغن زرد
کافور و صندل لیوے کم از کم ایک سیر گھی ضرور ہو۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو نہ گاڑے نہ جل میں
[illegible] بلکہ دور جا کر جنگل میں چھوڑ آوے۔ دیانندیوں کے وس میں
[illegible] گے تو حقیقت معلوم ہوگی۔ صفحہ ۱۵ مردہ کی خاک اور استخوان
[illegible] میں گاڑ دیوے۔ خواہ باغ یا کھیت میں ڈال دیوے۔ باغوں اور کھیت میں
مردوں کی خاک اور استخوان کو ڈال کر صرف اپنے بزرگوں کی مٹی ہی خراب کرنا نہیں
بلکہ [illegible] کی پیداوار کو ناپاک کر کے اس کے کھانے والوں کو نقصان
پہونچانا ہے۔ پہلی ستیارتھ میں گائے بیل کا مارنا گوشت سے ہوم کرنا گوشت کے پنڈ
دینا اور گوشت کھانے کی تائید لکھی۔ مگر دوسری بار لوگوں کے شرمانے سے اسے
نکال ڈالا۔ مگر اس سے خرابی دور نہ ہوئی۔ چنانچہ پھر وید بھاشیہ میں گائے کی
بجائے بیل گائے کا مارنا لکھ دیا۔ (باقی آئندہ)۔

مسلمانو!

کہاں گئی تمہاری [illegible] اور بزرگوں کا قول کہ اطلب العلم ولو کان بالصین
[illegible] تمہاری [illegible] کا نام آتے ہی [illegible] کرنے کا کچھ بھی [illegible] رکھا ہے

روز بروز اپنی کتب میں تحریفیں کرتا چلا جا رہا ہے اور تم خواب غفلت میں پڑے ہو
افسوس کہ تمہاری بلی تمہیں کو میاؤں۔ تمہیں سے مسائل چورا کر تمہیں پر چوٹیں کرتا ہے
تمہارے بے علم بھائیوں کے دل ہند کے ہر شہر میں روز ان چوٹوں سے دکھائے
جا رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ جب تک ہمت کرکے مخالف کی کتب کو بھائیوں تک [illegible]
بھائیوں کے سامنے اس منتھ کی حقیقت نہ کھولو گے اور امام غزالی [illegible] اور
امام فخر الدین رازی سے جیسے امام فن مناظرہ پیدا نہ کرلو گے تمہارے پیارے
اسلام پر سخت کمینہ پن سے چوٹیں ہوتی رہیں گی۔ قوم کے ہر [illegible]
کے خدائی بچوں کو دیگر مخالف کے علوم سے واقف کرو اور نتیجہ [illegible]
سے اپنے ملک کو خبردار کرو۔ تمہارے ہندو بھائیوں نے تمہارے [illegible]
کچھ میدان وسیع کرکے تمہارا ہاتھ بٹا دیا ہے کم از کم ان کے رسائل سے ہی [illegible]
مخالف کو ساکت کرو۔ اور ان کی کتب کی ہی عام اشاعت میں [illegible] ستیارتھ
پرکاش رد وید منڈ کی دیگر کتب کے ہر اڈیشن کے نسخے مہیا کرکے مطالعہ کرو۔ کہ کس طرح گرگٹ
کے رنگ کی طرح ہر اڈیشن میں اصلاحیں کی جا رہی ہیں۔ یہ کس لئے [illegible]
تمہارے بزرگوں کو ظالم مشہور کرنے کے لئے۔ ان کی کسی تصنیف میں [illegible] اپنے پاک
مذہب۔ اپنے بزرگوں یا اپنے آپ کو نیکی سے یاد کیا جاتا نہ پاؤ گے۔ [illegible]
تمہارے اسلام کا مترادف ظلم بنا لیا ہے۔ کیا تم کروٹ لیکر غفلت کو [illegible]
گھر کا حال نہ بتاؤ گے۔ بھائیو ابھی موقع ہے کہ ہم آیہ شریفہ یا ایہا الذین آمنوا
قوا انفسکم واھلیکم نارا پر عمل کرکے اپنے آپکو سچا مسلمان ثابت کر سکو گے

سچے

ہند کے ہر شہر و دیار میں جہاں کہ دیانندی سماج ہو صرف ایک ایک سچا ہمدرد اسلام
درکار ہے جو بغیر کسی دنیاوی لالچ و ناموری کے اسلامی رسالوں سے اسلامی کتب

نیز اپنے ملکی ہندو بھائیوں کی رسائل در رد دیانندی پنتھ کی اپنے شہر و علاقہ میں عام اشاعت کرے اور نہ صرف اپنے مسلمان بھائیوں کو بلکہ ہر ملکی بھائی کو اس تفرقہ انگیز پنتھ کے زہریلے اثر سے خبردار کرتا رہے۔ اسکے لئے اُسے حتےٰ الوسع مفید رسالوں و ٹریکٹوں کی مفت کاپیاں مہیا ہونگی اور اگر وہ خود وسعت رکھتا ہو تو اُسے عمدہ عمدہ کتابوں کے ملنے کے پتے بتلائے جایا کرینگے۔ جس سے وہ اپنا شوق پورا کر سکے اور اپنے ملک کی خدمت کر سکے۔ مدعا یہ ہے کہ یہ کام خالصتاً لوجہ اللہ کرنے والے مسلمان ہر جگہ رہیں جنکہ اس قومی مشین کو ملکر چلائیں اور ایک صندوق کے ذریعہ سے سب کارروائی چلتی رہا کرے۔

بھائیو

جلدی کرو اور اس عاجز کو اپنے اپنے مفصل پتوں سے جلد مطلع کرو۔ اس کے ساتھ اتنا خیال رکھو کہ آپ کے علاقہ میں عوام کس بولی کو عام طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ اردو یا ناگری کو۔ تاکہ اُسی کے مطابق کتب کا ذخیرہ مہیا کیا جایا کرے۔ اگر آپ میں قومی درد ہے تو اس اسلامی کام میں ضرور ہاتھ بٹا کر بھائیوں کو گمراہی سے بچاؤنگے

خط و کتابت اس پتہ سے ہو۔

محمد منظور الٰہی۔ مقام بھٹنڈہ۔ پنجاب

ایک ہندو بھائی کی قومی غزل از پنڈت جگن ناتھ داس صاحب مرادآبادی

دنیا میں آکے سوامی جی کیا کام کر گئے
افسوس آریہ دھرم کو بدنام کر گئے

کسکو خبر ہے مر کے ہوئی اُن کی کیا گتی

وہ اپنی زندگی میں تو آرام کر گئے
جایز نیوگ کردیا دنش مرو سے غضب
شرم و حیا کا خون سر عام کر گئے
خواہش ہو حاملہ کو تو وہ بھی کرے نیوگ
بے ہوش ہو کے کیا وہ یہ ارقام کر گئے
ستیارتھ میں لکھا ہے کرو ہوم گوشت سے
جاں بے زبانوں کی تہ صمصام کر گئے
آتی دیا نہ شرم لکھا قتل گائے کا
سوامی جی ہائے کیسا بُرا کام کر گئے
مکتی سدا کو لکھ کے لکھی اُس سے بازگشت
ناحق ہی پختہ بات کو وہ خام کر گئے
لکھا صریح وید میں ساکن زمین کو
کیوں وید کے خلاف وہ اعلام کر گئے
اچھے ملے طبیب شفا کی تھی آرزو
برعکس اس کے اور وہ سرسام کر گئے
بھارت کا دھرم کردیا غارت یہ کیا کیا
دنیا و دیں میں اپنا بد انجام کر گئے
کیا کیا بیاں کروں تیرے سوامی کی خوبیاں
بس آفتاب ہند کی وہ شام کر گئے
نیکی کرے گا نیک جگن ناتھ پائے گا
پائیں گے وہ بُرا جو بُرا کام کر گئے

مرسلہ محمد منظور الٰہی

دیانندی وید

واضح ہو کہ دیانند نے صرف چار سنگھتاؤں کو وید مانا ہے اور ۱۱۲۷ شاکھاؤں کو رشی منی کرت ویدوں کے ویاکھیان قرار دیا ہے حسب تحریر مہابھاشیہ چاروں وید کی ۱۱۳۱ شاکھا ہیں یعنی حصے ہیں اور جنکو دیانند نے چار وید قبول کیا ہے وہ منجملہ ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے چار شاکھا ہیں۔ چنانچہ جس کو دیانندی لوگ رگوید مانتے ہیں وہ حسب تحریر آشولاین گرمنیہ سوتر کے شاکل شاکھا ہے۔ اور جسے وہ یجروید کہتے ہیں وہ مادھیندن شاکھا ہے۔ چنانچہ اسکو ادھیائے کے آخر میں یجروید مادھیندن شاکھا لکھا ہوتا ہے اور نسخہ پنجہ برہمن کے ہر صفحہ پر اسکو مادھیندن شاکھا کا برہمن لکھا ہے۔ مہی دھر وادبٹ بھاشیہ کاروں نے اپنی بھومکا میں اسکو مادھیندن شاکھا لکھا ہے۔ کاتیاین منی نے اپنے پرائے پرتگیا سوتر اور سروانو کرم سوتروں کے شروع میں اسکو مادھیندن شاکھا ہی لکھا ہے جس کو وہ سام وید جانتے ہیں چرن بیوہ میں اسکو کوتھومی شاکھا لکھا ہے جس کو وہ اتھرب وید کہتے ہیں۔ ساینہ چاریہ نے اپنے بھاشیہ کے اول میں اسکو شونکیہ شاکھا لکھا ہے۔ اسقدر شہادتوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جنکو دیانند نے مول چار وید قرار دیا ہے وہ منجملہ ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے چار شاکھا ہیں۔ شاکھاؤں سے غیر ہرگز نہیں۔ پس جبکہ دیانند شاکھاؤں کو وید نہیں مانتا۔ اور ان کو رشی منی کرت گردانتا ہے۔ تو بقول اسکے وہ چار سنگھتا مذکورہ بھی وید نہ رہے بلکہ مثل اور شاکھاؤں کے رشی منی کرت ویدوں کی ویاکھیان روپ شاکھا ٹھیریں یہ بھی خیال رہے کہ دیانندی لوگ دھرم ادھرم کی تحقیقات میں صرف ویدوں ہی کا ثبوت مانتے ہیں اب جنکو وہ وید مانتے تھے وہ شاکھا ثابت ہو گئیں۔ لہذا دیانندی منتھ کا خاتمہ ہے

دیانندیوں کو لازم ہے کہ سوائے ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے چار ویدوں کا پتہ لگائیں جب تک کوئی چار کتاب معقول و منقول ثبوت سے خاص وید قرار نہ پائیں تب تک مذہبی گفتگو میں زبان نہ ہلائیں یا دیانند کی غلطی بتائیں اور کل شاکھاؤں و برہمنوں کے وید ہونے پر ایمان لائیں ؎

تیری تحریر سے ظاہر ہے خیانت تیری ٭ تیری تقریر سے ظاہر ہے جہالت تیری
بات جو کہتا ہے برعکس ہی تو کہتا ہے ٭ اے دیانند نہیں عقل سلامت تیری
ہے خطاؤں کا خزانہ تیرا ستیارتھ پرکاش ٭ ہوگئی اس سے عیاں سبکو لیاقت تیری
وید کے نام سے جو تو نے کیا ہے ترمیم ٭ وید دینا نہیں زنہار شہادت تیری
اعتراضوں کا میرے ہے نہیں زنہار جواب ٭ جھوٹ لکھتا ہے تو لکھے یہی عادت تیری

محمد منظور الٰہی

ستیارتھ پرکاش یا استیارتھ پرکاش

چھوٹی باتوں سے کام نہیں چلتا ٭ جیسے پانی سے دیپ نہیں جلتا
چھوٹی باتوں سے بات نہیں رہتی ٭ جیسے کاغذ کی ناؤ نہیں چلتی

دیانند نے اپنی عمر کے ایک معتد بہ حصہ میں کتنے رنگ بدلے کسی خواندہ آدمی سے پوشیدہ نہیں اسکے چیلوں نے اور خود اسنے اپنی تصانیف میں جتنی تحریف اور تبدیلی کی ہے۔ بہت کم آدمی اس سے واقف ہیں۔ انہوں نے ہر تبدیلی اور تحریف کو چھاپہ خانہ کی غلطی پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر عاقل ایسی چالاکیوں کو خوب جانتے ہیں آج ہمارا ارادہ ہے کہ ہم پورے پورے طور پر اس پنتھ کے واہیات عقاید اور تحریف کتب کا حال ناظرین انوار الاسلام کے

سامنے پیش کریں تاکہ مسلمانوں کو اس نتیجہ کے استیصال میں مدد ملے۔ اور وہ پورے طور پر ان کا اندرونی حال جان سکیں دیانند کی کتب ستیارتھ پرکاش سنسکار ودھی وغیرہ میں جتنی تبدیلی اس ۲۵ سال کے عرصہ میں ہوئی ہے وہ شاید دیانندی ویدوں میں زمانہ دراز کے بعد ہوئی ہوگی۔ دیانندی جو عذر ان کتب کی تبدیلی کا رکھتے ہیں۔ پہلے ہم اُن کی مفصل تردید کر کے بعد ازاں غلط مسائل کو طشت از بام کرینگے۔ دیانندی کہتے ہیں کہ جس وقت دیانند نے ستیارتھ کی اول اُڈیشن (جس میں اُسنے شرادھ۔ گائے کا قتل۔ شراب پینا۔ مردوں کو جنگل میں جا کر پھینکنا وغیرہ وغیرہ لچر مسائل جایز رکھے تھے جو کہ اہل ہنود کے مسایل کے بالکل خلاف تھے) دیکھا اُسی وقت اُس نے اُس کے غلط ہونے اور چھاپنے والوں کی خرابی کا اشتہار دیدیا تھا۔ جو کہ بالکل غلط ہے۔ ستیارتھ پرکاش اول بار بنارس کے (سٹار پریس) میں منشی ہربنس لال کے ادھکار سے باجازت راجہ جے کرشن داس سی۔ ایس۔ آئی ڈپٹی کلکٹر ۱۸۷۵ء میں طبع ہوا تھا۔ منشی ہربنس لال مہتمم چھاپہ خانہ دیانند کے شاگرد تھے اور راجہ صاحب موصوف نے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کر کے اُسے بنوایا اور چھپوایا تھا۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ جب ایسے رئیس اعظم حاکم وقت اُس کے چھپوانے میں اپنا اس قدر روپیہ صرف کریں اور وہ پستک خاص مصنف کے شاگرد کے اہتمام سے اُس کے اپنے مطبع میں چھپے پھر اسقدر غلط طبع ہو جاوے کہ اُس میں ایک ایک دو دو بلکہ تین تین صفحہ کی عبارت بالکل خلاف منشا دیانند کمپوزیٹر اور پریسمین نے سنسکرت اور بھاشا کی خود تصنیف کر کے چھاپ دیں۔ مہربان من چھاپہ خانہ میں ایسی غلطی اور خرابی نہیں ہوا کرتی چھاپہ خانہ کی جیسی غلطی ہوتی ہے اُس سے تمام عقلمند بخوبی واقف ہیں۔ وہ زیادہ تشریح طلب نہیں دیانندیوں کو جھوٹی باتیں

بناتے شرم نہیں آتی ؎

حیا جس کو نہ ہووے جا سخن سے
نہ آئے کیونکر بو اس کے دہن سے

جس وقت ستیارتھ پرکاش طبع ہوتا تھا دیانند کے پاس اُس کا پروف شیٹ آتا تھا جب وہ اسکو صحیح کر کے مطبع میں بھیجدیتا تھا تب وہ طبع ہوتا تھا اور بعد طبع ہونے کے ایک صحیح فارم اُس کے پاس آتا تھا وہ اسکو دیکھکر غلط نامہ تیار کرتا تھا جو کہ ستیارتھ پرکاش مذکورہ میں چار صفحہ پر چھپا ہوا موجود ہے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ دیانند نے تمام ستیارتھ پرکاش مطبوعہ کو اپنی دونوں آنکھوں سے بغور دیکھکر غلطنامہ چھپوایا۔ اسکو جو کچھ غلطیاں چھاپہ خانہ کی معلوم ہوئیں اُنکو بذریعہ غلطنامہ کے ظاہر کر دیا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جن لفظوں میں ایک ایک حروف بلکہ حرف سے بھی کم غلطی تھی وہ غلطی تو دیانند کو نظر آ گئی اور اسکو اس نے غلطنامہ میں ظاہر کر دیا۔ مگر جو بڑے بڑے مضامین صفحہ کے صفحہ اُس کے عقیدے کے خلاف چھپے ہوئے تھے وہ بالکل نظر نہ آئے۔ بھنگ کی ترنگ میں ایسا غافل رہا۔ کہ غلطنامہ میں اُنکا کچھ بھی ذکر نہ کیا۔ اگر اُس وقت وہ یہ سمجھتا۔ کہ چھاپہ والوں نے میری تحریر کے خلاف اپنی طرف سے فلاں فلاں مضمون کم و بیش چھاپ دیئے ہیں تو اُنکو بھی بذریعہ غلطنامہ کے ضرور ظاہر کرتا۔ بلکہ جو فارم اس قسم کے چھپ گئے تھے اُن کو خارج کر کے بجائے اُن کے دوسرے صحیح چھپواتا اور اگر دیانند راجہ موصوف سے کہتا کہ اس کتاب میں چھاپہ والوں نے میری تحریر کے خلاف اسقدر کم و بیشی کر دی ہے تو راجہ موصوف چھاپہ خانہ والوں پر کتاب میں کم و بیشی کرنیکا دعوی کرتے۔ اور اُس غلط کتاب کو ہرگز نہ لیتے اور شایع نہ ہونے دیتے۔ بلکہ اُسکو فوراً دریا برد کر دیتے۔ اور دوسری بار صحیح چھپواتے۔ مگر اصل

یہ ہے کہ اُس وقت اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ دیانند نے اُس کے غلط ہونے کا کوئی نوٹس شایع کیا۔ لہذا دیانندیوں کا یہ کہنا کہ جس وقت وہ پستک دیانند نے دیکھا اسی وقت اس نے اُسکے غلط ہونے اور چھاپنے والوں کی خرابی کا اشتہار دیا تھا۔ بالکل غلط ہے ؎

جھوٹی باتوں کے سوا کچھ تجھے منظور نہیں
راستگوئی تیرے مرشد کا ہی دستور نہیں

اگر وقت غلط نامہ لکھنے کے دیانند یہ جانتا تھا۔ کہ اس کتاب میں میری تحریر کے سوائے اسقدر خلاف دھرم مضامین چھاپہ والوں نے بڑھا دیئے ہیں۔ تو اُس نے اُسکو شایع کیوں کیا اور اپنے سر پر ادھرم پھیلانے کا بار کیوں لیا

کس لیے آئے تھے تم کیا کر چلے
تہمت چند اپنے اوپر دھر چلے

پھر دیانند اُس کتاب کو جا بجا خود فروخت کرتا رہا۔ اور ہر عقلمند اُس کی لغو تحریرات کو پاگل کی بڑ سمجھتا رہا۔ بعد مدت دراز وہ خلاف تحریر ستیارتھ پرکاش مذکورہ مُردوں کے شرادھ کی تردید کرنے لگا تب اکثر اشخاص نے اسپر اعتراض کیا کہ خود ستیارتھ پرکاش میں تین صفحوں پر مُردوں کا شرادھ بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور اب اپنے لکھے کے خلاف انکار کرتا ہے۔ ایسے شخص کے کہنے کا کیا یقین ہے تب اُس نے اپنے یجروید بھاشیہ نمبر ۶ کے ٹائیٹل پیج پر یہ نوٹس چھپوایا کہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۷ سطر ۲ میں پتر آدکوں میں سے جو کوئی جیتا ہو اُس کا ترپن نہ کرے اور جتنے مر گئے ہوں اُن کا تو ضرور کرے۔ اسی طرح صفحہ ۴۷ سطر ۱۲ مرے ہوئے پتر آدکوں کا ترپن اور شرادھ کرتا ہے۔ انیادی ترپن اور شرادھ کے بارہ میں جو چھاپا گیا ہے وہ لکھنے اور صحیح کرنے والوں کی بھول سے چھپ گیا ہے۔ بقیقعلہ باقی آئندہ

مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں منشی کریم بخش ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے شایع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

جلد ۶ — رسالہ — نمبر ۲۱

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم فروری ۱۹۰۵ء	پندروزہ	مطابق [illegible] سنہ ۱۳۲۲

ہم اور ہمارے بعض ہمعصر

ہمیں اس امر کا سخت تعجب ہو رہا ہے کہ جس حالت میں انوار الاسلام قریباً چھ سال سے اپنی شعاعوں سے مذہبی دنیا کے علاوہ مخالفین اسلام کو بھی اپنے نور سے منور کر رہا ہے [illegible] ان لوگوں کو بھی جو انوار الاسلام کے نام سے باعث [illegible] متعصب ہونے کے کوسوں بھاگتے ہیں [illegible] ان کے پاس بھی حق پہونچانے کے [illegible] ہی رہتا ہے۔ جس حالت میں ان کا یہی مشن ہے کہ

غیر مذاہب کے اعتراضات کے جواب نہایت متانت اور سنجیدگی سے ادا کرے۔ پھر وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ ہمارے بعض ہمعصر غیر مذاہب باوجود انوار الاسلام بلا قیمت پانے کے اپنا پرچہ کیوں نہیں تبادلہ میں ارسال کرتے جس حالت میں پہلے وہ روانہ کیا کرتے تھے۔ جب سے ہم نے انکی اغلاط کی قلعی کھولنی شروع کی ہے تب سے ہی انہوں نے اخبارات و رسالجات کا بھیجنا بند کر دیا ہے۔ اگر وہ سب ہمعصر آیندہ اشاعت سے پیشتر اپنے اپنے اخبارات و رسالجات بطور تبادلہ روانہ فرماوینگے تو ہم انکے نام نامی جلی قلم سے شایع کرینگے۔ یا وہ یہ کہیں کہ ہم آیندہ اسلام کے متعلق ہرگز خرافات نہ تحریر کیا کرینگے۔ وما علینا الا البلاغ۔

برق اسلام بر ترک اسلام

جلد دوم بہت جلد ناظرین کو محظوظ کریگا۔ حجم ۲۰۰ صفحہ۔ قیمت وہی ۴ر

دھرمپال اور ہم

ایک اور کتاب بنام تہذیب الاسلام دھرمپال نے ترک اسلام کی طرح ترتیب دیکر شایع کی ہے جس میں ترک اسلام اور نور الدین وغیرہ کو مخاطب کیا گیا ہے اُسکا جواب چھپ رہا ہے۔ جو بہت جلد دھرمپال کو برق اسلام کی طرح اپنی نورانی طاقتوں سے بہرہ یاب کرے گا ہاں یہ معاملہ الگ رہا کہ دھرمپال صاحب اگر کسی دنیاوی لالچ کے باعث سے اسلام قبول نہ کریں تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ دھرمپال کو برق اسلام پر اعتراض ہوتا تو ضرور جواب دیتے۔ ہاں اگر اب بھی لکھنا چاہیں۔ تو لکھیں پھر جواب الجواب کے بھی منتظر رہیں۔ اڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تدبیر منزل

یعنی

رشتہ داروں کے احکام

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۲ صفحہ ۱

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا
فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ

لا یجدون نکاحا حتی یغنیهم الله من فضله یا ایها الذین
امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا
الحلم منکم ثلث مرات من قبل صلوة الفجر وحین
تضعون ثیابکم من الظهیرة ومن بعد صلوة العشاء
ثلث عورات لکم لیس علیکم جناح بعدهن طوافون
علیکم بعضکم علی بعض کذلک یبین الله لکم الایات
والله علیم حکیم۔ اور اپنی بیواؤں کا نکاح ثانی کرا دیا کرو اور بھلی مانس غلاموں
اور لونڈیوں کا بھی اگر وہ محتاج ہونگے تو خدا اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا۔ خدا
بڑی وسعت والا علم والا ہے اور جن لوگوں کو نکاح کے خرچ کی مقدرت نہیں وہ
بدکاری سے بچتے رہیں یہاں تک کہ خدا انکو مالدار کردے تو وہ نکاح کرلیں۔
مسلمانو تمہارے غلام اور نابالغ بچے بھی تین وقتوں میں تمہارے مکانوں میں
اجازت لیکر گھسا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے
اُتار دیا کرتے ہو اور عشا کی نماز کے پیچھے۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں
ان کے سوا اور وقتوں میں نہ تم پر گناہ ہے نہ اُن پر کیونکہ وہ ہمیشہ تمہارے پاس
آنے جانے والے ہیں اسی طرح خدا تمہارے لئے اپنے حکم بیان کرتا ہے اور
بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ واذا بلغ الاطفال منکم الحلم
فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلهم کذلک یبین الله

لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ
لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ
غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (نور) اور نابالغ بچے جب بلوغ ہوں تو وہ بھی دوسرے بالغوں کی
طرح اذن لیکر آئیں اسی طرح خدا تمہارے لئے اپنے حکم بیان کرتا ہے۔ اور اللہ بڑی
علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو عورتیں بوجہ بڑھاپے کے محل نکاح ہی نہیں رہیں
انکو پڑے کپڑے اتار رکھنے میں گناہ نہیں بشرطیکہ زینت ظاہر نہ کریں اور اس سے
پرہیز کرنا تو انکو بھی بہتر ہے اور اللہ سننے والا ہے علم والا۔"

۱۳ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ
وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ
يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ
عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ
وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ "اور خدا نے تمہاری عورتوں کو جنسے تم ظہار[1] کرتے
ہو تمہاری مائیں نہیں بنایا اور نہ ہی تمہارے لے پالک بیٹوں کو بیٹے بلکہ تمہارے

[1] مرد اپنی عورت کو ماں جیسی کہدے تو اس کا نام ظہار ہے ۱۲

منہ کی باتیں ہیں۔ خدا ہی سچ کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ بتلاتا ہے۔ بالک بچوں کو اُنکے باپوں کے نام سے بلایا کرو (اپنا بیٹا نہ کہا کرو) یہی اللہ کے ہاں انصاف کی بات ہے۔ ہاں اگر تم اُن کے باپوں کو نہیں جانتے تو اُن کو اپنے دینی بھائی اور دوست سمجھو۔ غلطی سے کہدو تو اس میں گناہ نہیں لیکن جو دل سے جانکر کہو اسمیں گناہ ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے"

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ (احزاب)

مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرکے اکٹھا آنے سے پہلے ہی انکو طلاق دیدو تو اب انپر کوئی عدت نہیں کہ وہ اُسکو بٹھائیں پس انکو کچھ گذارہ مناسب دیکر باخلاق نیک علیحدہ کرو۔ اے نبی (محمد) تو اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور عام مسلمانوں کی عورتوں سے کہدے کہ (بازار میں چلتی ہوئیں) بڑی چادر اوپر لیا کریں۔ یعنے پردہ کریں"

۱۰ یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰ

فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ
اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔ وَلَكُمْ
نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ
وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ
اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ
لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ
بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ
اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ
ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ
اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (نساء)

؎ خدا تمکو تمہاری اولاد کے (مسئلہ وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کو
دو لڑکیوں جتنا حصہ ملے اگر فقط لڑکیاں دو یا دو سے زاید ہیں تو انکو کل مال سے
۲ دو ثلث ملینگے اور ایک لڑکی ہے تو اسکا نصف ہے اور اگر میت کی اولاد
ہے تو اسکے ماں باپ کو چھٹا چھٹا حصہ ملیگا اور اگر اس کی اولاد نہیں اور صرف
ماں باپ اسکے وارث ہوں تو ایک ثلث ماں کا باقی باپ کا اگر میت کے

ائی ہیں تو ان کو چھٹا حصہ مگر بعد ادا کرنے میت کی وصیت اور قرض کے تمہارے
پ یا بیٹوں میں سے نہیں جانتے ہو کہ کون زیادہ تمکو نفع پہونچا سکتا ہے یہی
م اللہ کا ہے بیشک اللہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے اور تمکو تمہاری
بیوں کے ترکہ میں سے نصف ہے اگر ان کے بطن سے اولاد نہ ہو اگر ان کی
لاد ہو تو تمکو ربع ملیگا مگر بعد وصیت ادا کرنے کے جو وہ کر جائیں یا قرض کے اور
ہارے مال میں سے تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور
ر تمہاری اولاد ہو تو انکا تمہارے چھوڑے ہوئے مال میں سے آٹھواں حصہ ہے
ر بعد ادا کرنے وصیت کے جو تم کر جاؤ یا قرض کے۔ اور اگر کوئی مرد یا عورت کلالہ
ہے اور اسکا بھائی بہن ہے تو ہر ایک کیلئے چھٹا چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر وہ زیادہ ہوں
تو تہائی مال میں شریک ہیں۔ مگر بعد ادا کرنے وصیت کے یا قرض بشرطیکہ وصیت میں
میت نے کسی کو تکلیف نہ پہونچائی ہو یعنی تہائی مال سے زاید کی وصیت نہ کی ہو
یہ حکم الٰہی ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

تثلیث اور توحید

جہانتک ہم سوچتے ہیں اُن لوگوں کے لئے جو خدا تعالیٰ کے وجود کو مانتے اور اسکی
ہستی اور اُس کی تمام پاک صفات اور جزا سزا پر ایمان رکھتے ہیں سب سے ضروری
امر یہ ہے کہ وہ نجات کے صحیح طریقہ کو تلاش کریں اور خدا کی قدیم قانون قدرت
اور صحیفہ فطرت اور اُس کی پاک کتابوں کی تعلیم کی کھلی کھلی شہادتوں سے اور
نیز جو اُس کی کتابوں پر ایمان لانے والے فرقے ہیں اُن کی کثرت رائے سے
اور دوسرے زندہ ثبوتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بغیر مسیح کے خون کے

نجات نہیں اور بغیر عقیدۂ تثلیث کے رہائی نہیں تو اس صورت میں بڑا گناہ ہوگا کہ اس عقیدہ کو قبول نہ کیا جائے کیونکہ جس جگہ یہ تمام امور اکٹھے ہونگے ممکن نہیں کہ وہ امر غلط ہو لہذا ضروری ہے کہ اسوقت ان پانچوں پہلوؤں پر نظر ڈالیں اور پھر جو نتیجہ نکل سکتا ہے معزز ناظرین کو اس سے اطلاع دیں ٭

نجات کے بارے میں جس طریق کی طرف مسیحی واعظان دعوت کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ نجات ان دو باتوں پر موقوف ہے۔ اول یہ کہ ایک شخص اسطرح پر تثلیث پر ایمان لاوے کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس کو ایک وجود سمجھے اور پھر تین بھی اور اُن کا تین ہونا عقیدہ رکھے اور پھر ایک بھی (۲) اور دوسری بات یہ کہ وہ اس بات پر ایمان لاوے کہ یسوع مسیح نے صلیب کے ذریعہ سے مر کر اس لعنت سے پورا حصہ لیا جو شیطان اور اُس کے گروہ کے لئے قدیم سے تیار کی گئی تھی اور اس طور سے اُسپر ایمان لانے والے اس مہلک لعنت کے پہلو ن اور نتیجہ سے بچائے گئے جو کفر اور ظلم اور طرح طرح کی بدکاریوں کا خیال دلوں میں ڈالتی اور بے ایمانی کی راہ سکھاتی اور دلوں کو اندھا کر دیتی اور خدا سے بیزار اور جدا کر دیتی ہے اور ایسے لوگ جو اس لعنت سے حصہ لیتے ہیں اُن کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ شیطان کے وارث ہو کر بے ایمان اور خدا سے برگشتہ ہو جائیں اور ہمیشہ کے جہنم میں جائیں کیونکہ لعنت شیطان کے منہ کا سیہ داغ ہے۔ مگر یسوع مسیح نے دنیا سے یہ محبت کی کہ ایسی مہلک اور خطرناک لعنت جو ایمان کی دشمن ہے جسکی ایسے مہلک اور خطرناک نتیجے ہیں اپنے باپ سے درخواست کر کے اپنے ہی دل پر وارد کرا لی۔

یہ وہ دو باتیں ہیں جنپر مسیحی صاحبوں کے عقیدہ کے رو سے نجات موقوف ہے افسوس کہ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ نہ خدا کا قانون قدرت اور صحیفہ فطرت

اُن کا مصدق ہے اور نہ اُس کی پاک کتابوں میں اُن کی کوئی گواہی پائی جاتی ہے اور نہ کوئی زندہ نبوت اُن کا مویّد ہے اور نہ اہل کتاب کی کثرت رائے نے اُن کی سچائی پر مُہر لگائی ہے۔

اصل تثلیث کو دیکھو تو خدا کا قانون قدرت بالکل اُسکے مخالف ہے خدا نے ہر ایک بسیط چیز کو کروی شکل پر پیدا کیا ہے جو توحید سے نہایت مناسب ہے دیکھو آفتاب ماہتاب ستارے زمین سب کروی شکل پر ہیں۔ یہاں تک کہ عناصر کی شکل بھی کروی ہی ثابت ہوتی ہے۔ اگر پانی کے ایک قطرہ کو دیکھو تو اُس کو بھی کروی شکل کا ہی پاؤ گے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر تثلیث کا مسئلہ صحیح ہوتا تو ہر ایک بسیط کی سہ گوشہ شکل ہونی چاہئے تھی اور ضروری تھا کہ آسمان کے ستارے اور زمین کے عناصر سب سہ گوشہ شکل رکھتے تا تثلیث پر اُن کی دلالت ہوتی یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو اپنی ذات میں مثلث ہو مگر اُس کے ہاتھ سے نکلی ہوئی تمام بسایط کروی شکل رکھیں اب خوب غور کرلو کہ خدا کا قدیم قانون قدرت تثلیث کے عقیدہ کی کچھ بھی تائید نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کی نفی کرتا ہے۔

اب جبکہ قانون قدرت سے تثلیث پر کوئی شہادت پیدا نہ ہوئی تو ہم صحیفہ فطرت کو دیکھتے ہیں تو کیا اس میں تثلیث پر کوئی گواہی ملتی ہے۔ تو فی الفور ثابت ہوتا ہے کہ صحیفہ فطرت بھی مسئلہ تثلیث کا ایسا ہی مخالف ہے جیسا کہ قانون قدرت حضرات عیسائی صاحبان اس بات کو مانتے ہیں بلکہ کتاب میزان الحق میں پادری ڈاکٹر فنڈل صاحب نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اگر کسی جزیرہ میں ایسے لوگ موجود ہوں جنکو انسانی عقل دی گئی ہے اور تثلیث کی تعلیم اُن تک نہیں پہنچی تو اُن سے قیامت کو محض توحید کی بازپرس ہوگی تثلیث کی بازپرس نہیں ہوگی اب سمجھئے کہ اگر انسان کے صحیفہ فطرت میں تثلیث کی شریعت موجود ہوتی تو ضرور

ایسے لوگوں سے جو اُن کے منکر ہیں اور عقل رکھتے ہیں گو تثلیث کی تعلیم اُن تک نہیں پہونچی خدا کا مواخذہ ہوتا۔ اگر صحیفہ فطرت میں صانع حقیقی کی طرف سے کوئی تثلیث کا نقش بھی موجود ہے تو کیا وجہ کہ اُسپر عملدرآمد نہ کرنے سے باز پرس نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ شریعتیں جو انسانوں کو نبیوں کی معرفت ملی ہیں وہ باطنی شریعت کا ایک ظل ہیں انسان کسی امر کے قبول کرنے کے لئے مکلف نہیں ہو سکتا جس کا باطنی شریعت کے نقوش میں نام و نشان نہ ہو اور باطنی شریعت ہمکو یہ سکھلاتی ہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے مگر اُسکا مثلث یا مربع ہونا اور تین اقنوم سے مرکب ہونا یہ ایک ایسا امر ہے۔ کہ انسانی فطرت پر کوئی نقش اُسکا نمایاں نہیں یہی وجہ ہے کہ گو انسانوں نے بیہودہ حیلہ جوئیوں کے طور پر ہزارہا بلکہ لاکھوں دیویاں اور دیوتے اپنی طرف سے تراش لئے ہیں مگر باوجود اسکے پھر بھی اُنکو ماننا پڑا کہ خدا ایک ہے۔ پس کیا وجہ کہ باوجود اس قدر وسیع شرک کے دلوں نے کثرت معبودوں پر آرام نہ کیا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ صحیفہ فطرت نے اُنکو اسبات کے لئے مجبور کیا کہ وہ خدائے واحد کو مان لیں۔

اب جبکہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت دونو تثلیث کے منکر ثابت ہوئے تو یہ دیکھنا باقی رہا کہ نبیوں کی پاک کتابوں کی کھلی کھلی کیا تعلیم ہے۔ ہماری دانست میں بائیبل نے باوجود صدہا تغیر تبدل کے جو اس میں واقعہ ہوئے توحید کی تعلیم کو ایسے پورے طور پر انجام دیا ہے کہ توریت سے ملاکی نبی تک تمام کتابیں توحید کی تعلیم دوردے رہی ہیں اور اس سے پڑھیں نمونہ کے طور پر دیکھو توریت خروج ۳۴/۱۱ اور دانیال ۲/۲۸ یسعیاہ ۴۴/۶ یسعیاہ ۵۵/۴۵ رت ۴/۱۸ یرمیا ۱۰/۱ ہوسیع ۱۳/۴ زبور ۸۶/۱ نحمیہ ۹/۶ تواریخ کی پہلی کتاب ۱۷/۲۰۔ ایسا ہی اور صدہا مقامات پر ان کتابوں میں کھلی کھلی توحید کی تعلیم ہے اور اگر انجیل کی تعلیموں کو دیکھا جائے جس کے محرف کرنے میں سخت کوشش کی گئی ہے تو ان میں بھی کھلی کھلی تعلیم توحید

کی ہی ثابت ہوگی۔ اور تثلیث کا نام ونشان نہیں ہوگا۔ ایک شخص جو خدا سے خوف کرتا
اور کوئی حصہ حیا اور انصاف کا اپنے اندر رکھتا ہے وہ اگر ان تمام کتابوں کی کھلی کھلی
تعلیم جو توحید کے بارے میں ہے ترازو کے ایک پلہ میں رکھے اور دوسرے پلہ
میں عیسائی مذہب کے وہ توہمات رکھے جو بعض پیشگوئیوں کے غلط معنوں سے
یا انجیل کے بعض اُن فقروں سے جو استعارات کے رنگ میں ہیں بنائے گئے ہیں
اور پھر ایک نظر اس ذخیرہ پر ڈالے جو توحید کا ذخیرہ ہے اور ایک نظر اُن چند توہمات
پر جو حضرت مسیح کے خدا بنانے کے لئے ہے تراشے گئے ہیں تو میری دانست
میں وہ نہایت آسانی سے سمجھ جائیگا کہ خدا کی کتابوں پر یہ اُمید رکھنا کہ تثلیث
بنا ہو یہ ایسی ہی اُمید ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک پھونک مار کر آفتاب
کی روشنی دور کرنا چاہے کیا کوئی شخص یہ بات منہ پر لا سکتا ہے کہ جس صفائی اور
تصریح اور تاکید اور بار بار کی وصیت سے صدہا مرتبہ توریت اور دوسرے نبیوں
کی کتابوں میں توحید کی طرف بلایا گیا ہے وہی صفائی اور تصریح اور تاکید اور
بار بار کی وصیت تثلیث کے بارے میں بھی پائی جاتی ہے۔ حاشا وکلا ہرگز ہرگز
نہیں اور اگر یہ تاکید پائی جاتی ہے تو ہم سب سے پہلے قبول کرینگے ورنہ ہمیں نہیں
چاہئے کہ خدا سے بےخوف ہو کر محض توہمات کی بنیاد پر ان دلایل کو ہاتھ سے پھینک
دیں جو قطعیتہ الدلالت ہیں اگر توہمات سے ہی کام لینا ہے تو پھر ان ہندوؤں
کا کیا گناہ ہے جو راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب کو خدا بنا رہے
بیٹھے ہیں اس قسم کے خداؤں کی دنیا میں کمی نہیں۔ یہ کسقدر ظلم ہے کہ دوسروں
کے حق میں ابن اللہ وغیرہ ہونے کے الفاظ یا اسی قسم کے اور استعارات جو
بائیبل میں موجود ہیں پائے جائیں تو وہ لوگ سب انسان رہیں کوئی خدا نہ بنے
لیکن جب وہی الفاظ بلکہ ان سے کمتر یسوع مسیح کے حق میں سمجھے گئے یا خیال

سمجھے اور وہ بھی صرف اعتقادی طور پر نہ قطعی فیصلے سے تو ان سے حضرت مسیح خدا بن گئے اگر اسی طرح کسی کو خدا بنا سکتے ہیں تو گو تانبے سے سونا بنانا محال ہی ہو مگر خدا بنانے کا نسخہ نہایت سہل ہے۔ لیکن کیا تم ایسے خدا پر بھروسہ کر سکتے ہو جسکو تم نے خود بنایا! –

اب جبکہ خدا کی کتابوں سے بھی تثلیث کا کچھ پتہ نہ چلا تو آؤ ہم یہ بھی دیکھ لیں کہ کیا اہل کتاب کی کثرت رائے نے تثلیث کو صحیح عقیدہ قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بائبل کے اول وارث یہودی تھے اور ان میں ایک مستقل اور کامل شریعت لانے والا نبی موسےٰ تھا جس نے نہ صرف توراۃ کو بنی اسرائیل کے حوالہ کیا بلکہ خود مفسرین کو اسکے معنے سمجھا بھی دیئے اور توریت کی ہر ایک کتاب میں توحید کی تعلیم پر زور دیا گیا اور سخت تاکید کی گئی کہ ان تعلیموں کو حفظ کرو اور اپنی آستینوں اور اپنی چوکھٹوں اور اپنے دروازے کی پیشانیوں پر لکھو اور ان کو ڈرایا گیا کہ اگر تم ان تعلیموں کو بھولو گے تو طرح طرح کی بیماریوں اور خطرناک پھوڑوں پھنسیوں اور دوسری آفات ارضی و سماوی سے ہلاک کئے جاؤ گے اور تم دیوانہ اور مجذوم ہو کر مرو گے اور تعلیم پر توجہ دلانے کے لئے صرف دھمکی ہی نہیں دی گئی بلکہ اُمیدیں بھی دلائی گئیں اور علاوہ اسکے یہ انتظام کیا گیا کہ چودہ سو برس تک اُن میں سلسلہ نبوت برابر چلا آیا اُن پر بے نبی کے کوئی زمانہ نہ آیا اور خود حضرت موسیٰ نے اُن کو اپنے مرنے کے وقت تک بیوہ عورت کی طرح نہیں چھوڑا۔ بلکہ خدا کے حکم سے بلا توقف یشوع نبی کو اپنا قائم مقام کر دیا اور پھر یہ سلسلہ نبیوں کا ایسا برابر اُن کی محافظت کرتا آیا کہ دنیا میں اس کی کوئی بھی نظیر نہیں۔ ذرا اپنے تعصبوں سے خالی ہو کر سوچو کہ کیا ممکن تھا کہ یہودی توریت کی تعلیم کو جو توریت کا اصل مقصود تھا جس کو انہوں نے صدہا نبیوں کی معرفت سنا تھا اور جس کی نسبت ہمیشہ

انکو ایسا تازہ سبق ملتا تھا اور جس پر عملی طور پر اُن کے باپ دادا سے پابند چلے آتے تھے ایسا بھول جاتے کہ تثلیث اور کفارہ سے بالکل انکاری ہو جاتے - خدا کی ذات اور صفات کی نسبت جو توریت کی تعلیم تھی وہ صرف قصوں کے رنگ میں توریت میں نہیں تھی بلکہ یہودیوں کے دلوں میں ڈالی گئی تھی - اُن کے بچے اور بوڑھی عورتیں بھی اس تعلیم سے خبر رکھتی تھیں -

جبکہ تثلیث اور کفارہ مسیح سے انکار کرنا ایسا سخت کفر ہے کہ جس کے ترک کرنے میں ابدی جہنم کی سزا ہے تو کیونکر خیال میں آسکتا ہے کہ نبیوں نے اس عقیدہ کی تعلیم کو گول مول بیان کیا ہو - بلکہ اس صورت میں بڑا فرض اُن کا تو یہی ہونا چاہیے تھا کہ وہ بار بار ایسے عقیدہ کو کھول کھول کر بیان کرتے اور کوئی ایسا لفظ منہ پر نہ لاتے جو اس عقیدہ کے منافی ہوتا پس یہ انہوں نے کیا کیا کہ تمام کتابوں کو توحید کی تعلیم سے بھر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف توحید ہی یہودیوں کے ذہن نشین ہو گئی - اگر یہی لوگ تثلیث کی مسلسل تعلیم دیتے چلے آتے اور اپنی بعثت کی علت غائی اسی کو ٹھہراتے تو کیونکر ممکن تھا کہ یہودی اس تعلیم سے بے خبر رہ سکتے جبکہ اصل مدار نجات کا تثلیث اور خون مسیح تھا تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا - کہ موسیٰؑ اور دوسرے نبیوں نے اس اہم مسئلہ کو کیوں چھپایا اور شائع نہ کیا اور اگر شائع کیا تھا تو کیا وجہ کہ توریت میں اس تعلیم کا نام و نشان نہیں پایا جاتا اور کیا وجہ کہ یہودیوں کے تمام فرقے اس تعلیم سے ایسے بے خبر ہیں جیسا کہ ایک مسلمان کا بچہ ہندوؤں کے دیوتا پوجا کے طریقوں اور بت پرستی کے منتروں سے بیخبر ہوتا ہے - یہ بات کس کو معلوم نہیں کہ یہودی نہ آج سے بلکہ قدیم سے تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے یہی گواہی دیتے آئے ہیں اور اب بھی دیتے ہیں کہ اُن کی کتابوں میں تثلیث اور کفارہ کا نام و نشان نہیں اور خدا کے دنیا میں مجسم ہو کر آنے کی اُن کو اُمید

دلائی گئی ہے۔ فرض کیا کہ یہودی فاسق تھے ظالم تھے خونی تھے لیکن استغفر اللہ انہیں نہیں چاہیئے کہ ہم یہ رائے ظاہر کریں کہ انہوں نے اتفاق کر کے تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کو جو ان کے ایمان کا مدار ہونی چاہیئے تھی توریت میں سے نکال دیا اور بجائے اسکے ایک سادہ توحید جو بالکل قرآن کے موافق ہے توریت میں لکھدی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ہزاروں اختلافات کے جو یہودیوں میں پائے جاتے ہیں اس بات میں ان کے تمام فرقے متفق ہیں کہ کبھی انکو تثلیث اور کفارہ کی تعلیم نہیں دی گئی۔

ایک فاضل لکھتا ہے کہ ہمنے ان ملکوں میں کئی فاضل یہودیوں سے خط و کتابت کر کے ان سے یہ امر استفسار کیا کہ آپ لوگوں کو جیسا کہ انجیل سے انکار ہے ویسا ہی قرآن سے بھی ہے اسلئے ہم آپکو قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ کیا خدا کے بارے میں توریت کی تعلیم عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث اور کفارہ سے مشابہ ہے یا قرآن کی تعلیم سے مشابہ تو انہوں نے بڑی صفائی سے جواب خطوط بھیجے اور تحریر کیا کہ توریت میں خدا کے بارے میں سراسر توحید کی تعلیم ہے ایک حرف بھی توریت کی تعلیم کا ایسا نہیں ہے کہ تثلیث اور کفارہ پر دلالت کرتا ہو اور لکھا کہ وہ تعلیم قرآن کی تعلیم کے بالکل موافق اور تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کے بالکل مخالف اور منافی ہے اور توجہ دلائی کہ توریت موجود ہے اور نبیوں کی تمام کتابیں موجود ہیں خود دیکھ لو کہ ان میں تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کہاں اور کدھر ہے۔ وہ چٹھیات انکی ہمارے دفتر میں موجود ہیں اور یہودی ہمارے اس برٹش انڈیا میں بکثرت پائے جاتے ہیں ہر ایک صاحب براہ راست دریافت کر سکتا ہے۔

بیشک ایک خدا ترس اور طالب حق آدمی کو اس موقعہ پر غافلانہ طور پر نہیں گذرنا چاہیئے یہ تو سب کو معلوم ہے کہ آجکل مدرسہ میں سب سے پہلے

تعلیم پانے والے یہودی ہیں جو خدا کی قوم کہلاتے رہے ہیں پس اس سے زیادہ
دنیا میں کونسا حیرت افزا واقعہ ہوگا کہ باوجود اسکے کہ توریت کی تعلیم کو تازہ کرنے کے
لئے چودہ سو برس تک متواتر نبی آتے رہے اور کثرت انبیا کی وجہ سے کسی اجتہاد
کی بھی حاجت نہ ہوئی مگر پھر بھی یہودی تثلیث اور کفارہ کے مسئلہ سے بیخبر رہے
اگر یہی مدار نجات تھا تو ان صدہا نبیوں کی زندگی پر افسوس ہے جو یہودیوں کی تعلیم
کے لئے بھیجے گئے اور پھر ان کو اصل تعلیم سے بے خبر رکھتے رہے۔ کیا یہ مقام
غور نہیں کہ یہودیوں میں ایک بھی کوئی ایسا فرقہ نہیں کہ جس نے ایک ذرہ گمان
بھی کیا ہو کہ ان کی نجات تثلیث اور کسی کی صلیبی موت پر موقوف ہے۔ پھر میں
یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر عیسائیوں کے فرقے سب کے سب تثلیث کے قائل
ہوتے تب بھی ایک عیسائی کو خوش ہونے کے لئے کوئی بات ہاتھ میں ہوتی
مگر اب عیسائیوں کے لئے کسقدر تلخی اور ناخوشی کا مقام ہے کہ اندرونی ثبوت نے
بھی ان پر خدا کی حجت پوری کردی اور قرآن شریف کے نزول کے زمانہ میں
بھی وہ فرقے موجود تھے۔ جنکا قرآن شریف میں ذکر ہے۔

اب جبکہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت اور یہودیوں کی پاک کتابوں اور
یہودیوں کی اتفاق رائے اور خود عیسائیوں کے بعض فرقوں کی شہادت سے
بھی ثابت ہوا کہ تثلیث اور کفارہ مسیح کا مسئلہ نہ عقل سے ثابت ہے اور نہ نقل
سے تو اب پانچواں امر یہ دیکھنا باقی رہا۔ کہ کیا حضرت مسیح میں کوئی ایسی خاص
بات ہے جس سے انکی نسبت خدائی کا گمان پیدا ہو سکتا ہے۔ سو جہانتک
انسانی طاقتیں زور سے گواہی دیسکتی ہیں۔ ہم اس گواہی کو پوری بصیرت
اور پورے زور سے ادا کرتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا امر نہیں جس سے حضرت
مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہو جو ان کی خدائی کا گمان پیدا کرتی ہو ہاں بار بار

انکی ولادت کو پیش کیا جاتا ہے مگر ہم تو اُس پہلے انسان کو بھی خدا نہیں کہہ سکتے جس کے باپ اور ماں دونوں نہ تھے اور ہم روز دیکھتے ہیں کہ صدہا کیڑے بغیر ذریعہ ماں باپ کے پیدا ہوتے رہتے ہیں تو کیا ہم انکو خدا قرار دیدیں یا خدا کے بیٹے سمجھ لیں کیا کریں ہماری دانست میں تو قرآن نے حضرت مسیح اور انکی ماں پر ایک بڑا احسان کیا ہے جو چھ سو برس کے بہتان کو اپنی تصدیق سے رد کر دیا اور حضرت مسیح کی ولادت کو اس طور سے مان لیا جس سے حضرت مریم کی پردہ پوشی ہو گئی ورنہ یہودی اس ولادت کی نسبت جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ اس جگہ اُس کا ذکر بھی کیا جائے۔ الغرض حضرت مسیح کی ولادت میں کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یونانی اور ہندی طبیبوں نے اس کی نظیریں دی ہیں کہ کبھی انسان محض ماں کے مادہ سے بغیر باپ کے نطفہ کے پیدا ہو سکتا ہے۔

ہاں شاید کوئی یہ کہے کہ حضرت مسیح کا اپنے تئیں ابن اللہ کہنا اُن کی خدائی کی دلیل ہے تو اُس کا یہ جواب ہے کہ توریت صدہا خدا کے بیٹوں سے بھری ہوئی ہے بلکہ یعقوب کی نسبت یہ فقرہ ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پہلوٹا ہے اور صرف خدا کے بیٹوں کا ذکر نہیں بلکہ بعض جگہ تو خدا کی لڑکیوں کا بھی ذکر ہے اور ایک آیت میں یہ بھی ہے کہ تم سب خدا ہو اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ وہ تمام بیٹے غیر حقیقی تھے مگر مسیح خدا کا حقیقی بیٹا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائیوں نے اس خیال میں بہت دھوکا کھایا ہے۔ عارف جانتے ہیں کہ یہ عادت الٰہی ہے کہ خدا اپنے جن خاص بندوں سے پیار کرتا ہے کبھی ایسے الفاظ اُن کے حق میں بیان کر دیتا ہے کہ ایک جاہل ان الفاظ کو دستاویز پکڑ کر آسانی انکو خدا بنا سکتا ہے۔ آدم کو بھی انجیل میں خدا کا بیٹا لکھا ہے پس

کیا وہ درحقیقت خدا کا بیٹا ہے۔ پہلا مقدمہ تو یہی پیش آیا ہے غور اس کا تو فیصلہ کرو۔

یہ تو ان انبیا کا حال ہے جنکا ذکر توریت میں ہے اور اگر اسی طرح کوئی خدا بن سکتا ہے تو ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کے رو سے باسانی خدا ٹھہرا سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انکے حق میں فرماتا ہے ید اللہ فوق ایدیھم یعنی یہ خدا کا ہاتھ ہے جو تمہارے ہاتھوں پر ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور پھر ایک اور آیت میں فرمایا ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا یعنے کہہ اے میرے بندو! تم رحمت الٰہی سے ناامید مت ہو تمہارے سب گناہ بخشے جائیں گے۔

اب اس آیت میں تمام دنیا کو آنحضرت صلعم کے بندے قرار دیا گیا اور نہ صرف یہی بلکہ ان کو گناہ بخشنے کا اختیار بھی دیا گیا اب بتاؤ اس سے زیادہ نقلی طور پر خدائی کا کیا اور ثبوت ہوگا اسی طرح اور بہت سی آیات قرآن شریف کی ایسی ہیں کہ اگر چاہو تو ان آیات سے آنحضرت صلعم کی خدائی ایسی صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے کہ ان کے مقابل پر حضرت مسیح کا ابن اللہ ثابت کرنا ایک باطل خیال ہے اور نہ صرف یہی بلکہ غلبہ اور قدرت جو الوہیت کی ضروری صفت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ہی پایا جاتا ہے اس بات کو غور کر کے دیکھو کہ جب آنجناب نے دعوی نبوت کیا تو تمام قومیں آپکی دشمن ہوگئی تھیں کیونکہ آپ دنیا کی تمام قوموں کو اسلام کی طرف دعوت کرتے تھے اسلئے تمام قوموں نے آپکے نابود کرنیکا ارادہ کیا اور ایذا رسانی میں کسی نے کمی نہ رکھی۔ بلکہ بعض بادشاہوں نے بھی کوشش کی کہ آپ کو گرفتار کر کے قتل کر دیں جس میں وہ

ظاہر ہو رہے پھر وہ کیا راز تھا جس کی وجہ سے آپ تمام دشمنوں کے حملوں سے بچتے رہے ؟ وہ آپ کے روح کا خدا سے ایک عمیق در عمیق تعلق تھا جو کسی انسان کو اس کی مانند نہ ہوا اور نہ ہو گا۔ آپ خدا کے لئے غیرت مند تھے اور خدا آپ کے لئے۔

یہودا حواری نے صرف تیس روپیہ لیکر حضرت مسیحؑ کو گرفتار کرا دیا جس سے ظاہر ہے کہ حواریوں پر حضرت مسیح کے تقوی کا کیا اثر تھا لیکن آنجنابؐ کے اصحاب چونکہ آپکو بالکل خدا کا مظہر دیکھتے تھے اس لئے برعکس یہودا حواری کے انہوں نے اپنے گھروں کے تمام عزیز مال آنحضرت صلعم کے آگے رکھدیئے۔ اور انہوں نے اپنے پاک نبیؐ کے سامنے وہ صدق دکھلایا جس کی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے کون اس یقین کے سمندر کی پیمائش کر سکتا ہے جو ان کے دلوں میں موجیں مار رہا تھا گویا وہ آنحضرتؐ کے چہرہ سے خدا کا چہرہ دیکھتے تھے مگر معلوم نہیں کہ حواریوں کے دلوں میں حضرت مسیح کی نسبت کیا خیالات تھے جو پطرس جیسے بہشت کی کنجیوں کے مالک نے بھی نہ ایکدفعہ بلکہ تین دفعہ حضرت مسیحؑ پر لعنت بھیجی۔ ایسا ہی آنحضرت صلعم کے قتل کے لئے ایک دنیا نے منصوبے کئے لیکن کچھ بھی نقصان نہ کر سکے بلکہ جس نے سر اٹھایا وہی مارا گیا۔ چنانچہ جب بدبخت خسرو پرویز شاہ ایران آنجنابؐ کے خون کا پیاسا ہوا اور اپنے سپاہی گرفتاری کے لئے روانہ کر دیئے ت[و] ایک رات بھی اُس پر گذرنے نہ پائی کہ خدا نے اس کی خبر لے لی۔ حالانکہ ثابت نہیں کہ آپ نے اُسکی ہلاکت کے لئے کوئی دعا بھی کی ہو۔ بلکہ جب سپاہیوں نے پکڑنے کے لئے پیغام پہونچایا تو آپ نے اُنہیں فرمایا کہ یہ میرا کام نہیں ہے اسکا جواب خدا دیگا۔ تب دوسری صبح کہدیا کہ آج میرے خداوند نے رات کو تمہارے خدا[illegible] قتل کر دیا۔ دیکھو **مظہر الوہیت** اسے کہتے ہیں کہ ایک طرف تو خود[illegible]

آپ کی گرفتاری کا ارادہ کیا اور دوسری طرف آسمانی حکم سے بلا توقف ملک الموت اُس کی جان لینے کے لئے ایران میں پہونچ گیا۔

اس واقعہ کے مقابل پر جب ہم حضرت مسیح ؑ کی گرفتاری کا واقعہ دیکھتے ہیں تو نہایت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یسوع کی ساری رات کی دعاؤں کا کچھ بھی اثر نہ ہوا ناحق بے آرام رہے اور نیند بھی ضائع کی اور صبح ہوتے ہی اُن کی گرفتاری کے لئے رومی سلطنت کی پولیس کا ایک سپاہی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا اور یسوع مسیح کو گرفتار کر کے دن کے دس بجنے سے پہلے ہی حوالات میں جا کر داخل کر دیا گیا یہی خدائی تھی جس کا انجام یہ ہوا ہم کسی شخص کا خدا سے کامل تعلق کس طرح اور کیونکر سمجھیں جب تک خدا کا فضل امتیاز کے ساتھ اسی دنیا میں اُس پر نہ دیکھیں یسوع مسیح وہ شخص ہے کہ جس نے دعائیں کیں اور باقرار حضرت مسیحیاں وہ دعائیں قبول نہ ہوئیں اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ مرد خدا ہے کہ جس کی تائید بغیر دعا کے بھی ہوتی رہی یہی وجہ ہے کہ جب اصحاب رسول اللہ صلعم نے دیکھا کہ اس مرد کی تائید میں خدا کی مددیں بارش کی طرح برس رہی ہیں تو وہ آنحضرت ؐ پر فدا ہو گئے اور بھیڑ بکری کی طرح اُسکی راہ میں ذبح کئے گئے اور صدق سے جانیں دیں اور اگر خدا کے دین میں کسی انسان کی پرستش جائز ہوتی تو وہ دنیا کے سب مصنوعی خداؤں میں سے اُسی برگزیدہ ؐ کو بڑا خدا سمجھتے اور اسی کی پرستش کرتے جس ادب اور اطاعت کو انہوں نے ہمارے سید نبی اللہ ؐ کی نسبت اختیار کیا کبھی موسیٰ کی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ یسوع صاحب کو دیکھنا نصیب ہوا۔ آنحضرت ؐ کے صحابہ کے مقابل پر حواریوں کی ایمانی کیفیت اگر دیکھنی ہو تو یہودا کا نمونہ بار بار غور کر کے دیکھو اور اگر یہ نہیں تو حواریوں کے سردار پطرس کی آخری گواہی انجیل میں پڑھو تو یاد رہے کہ حواریوں کے یہ ناحق کے خوف تھے۔ یہود نے کبھی اُن کو ایک طمانچہ

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جبکہ امور مذکرہ بالا کی رو سے یسوع کی خدائی کی خصوصیت ثابت نہ ہو سکی تو کیا آپ کے اخلاق کے رو سے آپکی خدائی پر کوئی دلیل قایم ہو سکتی ہے مگر افسوس کہ اس تلاش میں بھی ہم ناکام رہے اور ہماری راست پسندی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم گواہی دیں کہ یسوع کا ایک نیک خلق بھی عقلی طور پر ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اخلاق دو قسم کے ہیں (۱) بعض دولت وثروت کی حالت میں ثابت ہوتے ہیں (۲) اور بعض ایسی حالت میں کہ اول عاجزانہ طور پر زندگی بسر کر کے دشمنوں سے طرح طرح کے دکھ اٹھائیں اور پھر انتقام لینے کے لئے پوری قدرت پالیں سو ہم دیکھتے ہیں کہ ان دو حصوں میں سے یسوع کے نصیب میں کوئی بھی حصہ اخلاق کا نہیں ہوا اگر وہ دولت اور ثروت کا زمانہ پاتے اور انواع اقسام کی فیاضیاں اور سخاوتیں ان سے ظاہر ہوتیں۔ تو ہم کہہ سکتے کہ وہ بڑے سخی اور فیاض تھے۔ جنہوں نے اپنے وقت میں بیواؤں کو یتیموں کو مسکینوں کو بھوکوں کو قحط زدوں کو اپنے مال سے مدد دی۔ مگر اب ہم کس ثبوت کی بنا پر ان کا نام سخی یا جواد رکھیں۔ اور اگر وہ دکھ دیئے جانے کے بعد قدرت اور حکومت کا زمانہ پاتے اور اپنے دشمنوں پر قابو پا کر پھر انکو بخشش دیتے اور انتقام نہ لیتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ بڑے عفو اور درگذر کرنے والے تھے کہ دشمن پر قابو پا کر پھر بخش دیا۔ مگر اب ہم گو ان سے محبت بھی رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ کے سلسلہ میں سے انکو ایک بزرگ نبی بھی سمجھتے ہیں مگر ان کے خلق عفو اور درگذر کا ثبوت کیا دیں۔ غرض حضرت مسیح کا کوئی خلق ثابت نہیں اور تاریخی واقعات کے ذریعہ سے ایک ذرہ بھی اخلاقی نیکی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی یہ اور بات ہے کہ ہم اپنے نیک خیال سے انکو اچھا اور بزرگ نبی سمجھتے ہیں ایسا خیال ہمارا محض ایمانی رنگ میں ہے نہ عرفانی اور تحقیقی رنگ میں کیونکہ کوئی عقلی دلیل ہمارے

ظہور میں نہیں لیکن جب اُن کے مقابل پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر نظر ڈالتے ہیں تو اعلیٰ درجہ کے ثبوت پر آنجناب کے دونوں قسم کے اخلاق ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ عقل اور انصاف دونوں ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم آپ کے اخلاق فاضلہ کا اقرار کریں کیونکہ آپ کی سخاوت کے متعلق بڑے بڑے کافروں نے گواہی دی ہے کہ اس شخص کا نظیر سخاوت میں دنیا میں نہیں۔ چنانچہ عمدہ کتابیں ان واقعات سے بھری ہیں اور جب آپ نے برابر تیئس برس تک دکھ اٹھا کر مکہ فتح کیا اور اُن لوگوں پر قابو پایا جو ہزاروں خونریزیوں کی وجہ سے اس لایق تھے کہ انکی بوڑھی اور جوان عورتیں اور شیر خوار بچے معہ انکے قتل کئے جاتے تو آپ نے تمام لوگوں کا گناہ بخش دیا اور کہا کہ آج میں تم سے وہ معاملہ کرتا ہوں کہ جو یوسفؑ نے قابو پانے کے بعد اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ جاؤ میں نے سب کو آزاد کر دیا۔ یہ کہنا مکہ والوں کے لئے بڑا نشان ہوا اور سچائی کے قبول کرنے کے لئے اُن کے دل اُچھل پڑے اور طائفت بالا انکو کھینچ کر لے گئی اور شام ہونے سے پہلے ہی سب نے اسلام قبول کر لیا۔ اب دیکھو کیسی صفائی سے ثابت ہوا کہ اخلاق فاضلہ جو خدا کی صفات کے ظل ہوتے ہیں یہ بھی آنحضرتؐ میں ہی ثابت ہیں اور آپ صرف سخی اور کریم النفس ہی نہیں بلکہ حلیم اور پاک سینہ اور دشمنوں کے گناہ بخشنے والے تھے غرض جنگوں کے میدانوں نے آپکی شجاعت کو ثابت کیا اور اموال وہ ذخیرہ نے آپکی سخاوت ثابت کی اور دشمن پر قابو پا کر گناہ بخش دینے نے آپؐ کا اعلےٰ درجہ کا حلیم اور رحیم ہونا ثابت کر دیا۔ باقی آئندہ۔

اسلام کا خاص فخر (دُعا)

یہ فخر اور ناز صرف صرف اسلام ہی کو ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ

مثلاً عیسائیوں نے جب یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک انسان جس کو انہوں نے خدا مان لیا ہے نے ہمارے لئے قربانی دیدی ہے انہوں نے اسپر بھروسہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ ہمارے سارے گناہ اُس نے اُٹھا لئے ہیں پھر وہ کونسا امر ہے جو اُسکو دُعا کے لئے تحریک کریگا ناممکن ہے کہ وہ گدازش دل کے ساتھ دُعا کرے۔ دُعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ داری اور جوابدہی کو سمجھتا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے آپ کو بری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دُعا کیوں کرے گا اُس نے تو پہلے ہی سمجھ لیا ہے کہ گناہ دوسرے شخص نے اُٹھا لئے ہیں اور اس طرح پر اُسکے ذمہ کوئی جواب دہی نہیں تو اُسکے دل میں تحریک کس طرح ہو گی اس نے اور شے پر بھروسہ کر لیا ہے اور اس طرح پر اس طریق سے جو دُعا کا طریق ہے وہ دُور چلا گیا ہے۔

غرض ایک عیسائی کے نزدیک دُعا بالکل بے سُود ہے اور وہ اُسپر عمل نہیں کر سکتا اُسکے دل میں وہ رقت اور جوش جو دعا کے لئے حرکت پیدا کرتا ہے نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح پر ایک آریہ جو تناسخ کا قایل ہے اور سمجھتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہو سکتی اور کسی طرح پر اُس کے گناہ معاف نہیں ہو سکتے۔ وہ دُعا کیوں کریگا؟ اُس نے تو یہ یقین کیا ہوا ہے کہ جونوں کے چکر میں جانا ضروری ہے۔ اور بیل گھوڑا۔ گدھا کتا۔ بلی۔ سُور وغیرہ بننا ہے وہ اس راہ کی طرف آئیگا ہی نہیں۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دُعا اسلام کا خاص فخر ہے۔ اور مسلمانوں کو اسپر بڑا ناز ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ دُعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خداتعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں جب یہ حالت میسر آجاوے

تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اسکے لئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے یہ ذریعہ سب سے بڑھکر زبردست ہے۔

پس حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے طریق سکھایا ہے وہ دعا ہے۔ اسلئے جس قدر ہو سکے دعا کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے ادعونی استجب لکم تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کرونگا دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئیے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔

ستیارتھ پرکاش یا استھیارتھ پرکاش

سلسلہ کے لئے دیکھو انوارالاسلام جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۰

اگر بقول دیانندیاں دیانند نے جس وقت اس پُستک کو دیکھا اسی وقت اس کے غلط ہونیکا اشتہار دیدیا تھا۔ تو بعد مدت دراز لوگوں کے اعتراض کرنے پر اس خاص نوٹس کے چھپوانے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف یہی جواب کافی تھا۔ کہ ہم ستیارتھ پرکاش کے بالکل غلط ہونیکا اشتہار دے چکے ہیں ہمارے نزدیک وہ کتاب معتبر نہیں اگر دیانند بروقت تحریر نوٹس مذکورہ بھی ستیارتھ پرکاش کو غلط اور نامعتبر سمجھتا تو بجائے نوٹس یہ اشتہار دیتا کہ یہ کتاب میری تحریر کے خلاف چھاپہ والوں نے کمی بیشی کرکے غلط چھاپ دی ہے لہذا لائق اعتبار نہیں اور اسکو جلاکر فوراً دوبارہ اپنے عقیدہ کے موافق صحیح کرکے چھپواتا مگر ایسا نہیں کیا پس صاف ظاہر ہے کہ اسنے ہنوز ستیارتھ پرکاش کے غلط ہونیکا کوئی اشتہار نہیں دیا۔ اگر

رہا ہو تو دیانندی اُس کی کسی کتاب پر چھپا ہوا دکھائیں جیسا کہ مندرجہ بالا نوٹس اُسنے اپنے ویدبھاشیہ پر چھپوایا ہے اگر کوئی علیحدہ پرچہ اشتہار دکھائیگا۔ تو اُس کی جعلسازی سمجھی جائیگی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اس کے بعد بھی دیانند اُسی ستیارتھ پرکاش کے اڈیشن کو برابر فروخت کرتا رہا اور اسکو اپنی دھرم پُستک سمجھتا رہا بہت دنوں کے بعد ایک یہ نوٹس چھپوایا۔ کہ ہمارے پاس ستیارتھ پرکاش کی کچھ جلدیں ایسی ہیں جنمیں درمیان کے بعض بعض ورق نہیں۔ جن صاحبوں کو درکار ہو بلا قیمت محصول ڈاک روانہ کرکے منگا لیں۔ اگر دیانند اس پستک کو اپنے عقیدہ کے خلاف سمجھتا تو اس طرح کیوں شایع کرتا۔ اس کے بعد نو سال کا عرصہ گذرنے پر جو ستیارتھ پرکاش دوسری بار ۱۸۸۴ء میں چھپا اُسکے شروع میں لکھا ہے کہ جب میں نے یہ ستیارتھ پرکاش بنایا تھا اُس وقت مجکو یہ بھاشا اچھی طرح نہ آتی تھی لہذا بھاشا غلط بن گئی تھی۔ اب بھاشا بولنے اور لکھنے کا ربط ہو گیا ہے اسلئے اُسکو بھاشا بیاکرن کے موافق صحیح کرکے دوسری بار چھپوایا ہے کہیں کہیں لفظ اور فقرہ کی ترتیب میں فرق ہوا ہے مگر مطلب میں فرق نہیں ہوا۔ یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش سابقہ کو دوسری بار چھپوانے تک بھی غلط نہیں سمجھا بلکہ صحیح جانا۔ چنانچہ اُسکا اقرار ہے اور تحریری اظہار کہ مطلب میں فرق نہیں ہوا اگر وہ ستیارتھ مذکورہ میں کچھ چھاپہ والوں کی غلطی اور شرارت سمجھتا۔ اور اس سے پیشتر اُسکے غلط ہونے کا کوئی اشتہار دے چکا ہوتا تو دوسری بار کے ستیارتھ پرکاش میں صاف ظاہر کر دیتا کہ ستیارتھ پرکاش سابقہ میں چھاپہ والوں نے میری تحریر کے خلاف اپنی جانب سے کمی بیشی کر دی تھی اور کہ میں پیشتر اس بات کو بذریعہ اشتہار ظاہر کر چکا ہوں۔ لہذا اب دوبارہ صحیح کرکے چھپواتا ہوں۔ غرض کہ دیانندیوں کا وہ دعوی کہ دیانند نے جسوقت اُس پستک کو دیکھا اُسی وقت اُس کے غلط ہونے کا اشتہار دیدیا تھا بالکل لغو

اشتہار کا کوئی غلط ہونے کے اس تک مرنے اپنے نے دیانند کہ گیا ہو بت
یں دیا بلکہ اسکو صحیح اور درست ہی قبول کیا ہ

کچھ تو دنیا کے طرف سے شرما ✤ خوف خالق کا گر نہیں تجھکو
کھل گیا سب جہاں پہ جھوٹ تیرا ✤ غلط گوئی سے اب تو نفرت کر

آجکل جب کوئی دیانندیوں کو ستیارتھ پرکاش سابقہ سے گائے بیل وغیرہ کی قربانی کی اجازت اور صبح و شام گوشت وغیرہ سے ہوم کرنا وغیرہ مہا ادھرم کی باتیں دکھاتا ہے تو وہ لوگ دل میں از حد شرمندہ ہوتے ہیں مگر ناواقف لوگوں کے سامنے یہی جھوٹا جواب دیا کرتے ہیں کہ دیانند نے اُسکے غلط ہونیکا اشتہار شائع ہی کر دیا تھا۔ یہاں اُن کے ان باطل جوابوں کی بخوبی تردید کر دی گئی ہے۔ اگر کسی کو اب بھی شک ہو تو ادلشن اول ستیارتھ پرکاش جو کئی دھرم سبھاؤں میں موجود ہے دیکھیں اور سب سے بڑھکر دھرم سبھا مراد آباد میں خاص دیانند کے ہاتھ کا لکھا ہوا وہ ستیارتھ پرکاش قلمی موجود ہے جس سے اول بار کا ستیارتھ پرکاش چھپا تھا۔ اُسے ملاحظہ کریں اس سے آگے دیانند کے لچر پوچ مسائل نمبروار بیان کئے جاوینگے حق پسندوں سے التماس ہے کہ ان کے خاص نوٹ رکھتے جاویں۔ بہت کارآمد چیز ثابت ہونگے۔ باقی آئندہ۔ محمد منظور الٰہی۔

دیانند کی لیاقت کی قلعی کھل گئی

خود اُس کے چیلوں کی زبانی

آخر سچ ہی ہے جھوٹ کو کبھی فروغ نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ ہمیشہ جھوٹ گردن کے بل گریگا یا تو وہ زمانہ تھا کہ دیانند کا لکھا الہام کے برابر سمجھا جاتا تھا اور دیانندی

اُسے ویدک علوم کا جاننے والا اور وید کے سچے معنے بیان کرنے والا مانتے تھے یا اب خدا تعالیٰ نے بعض دیانندیوں کو قدرتی سمجھ عطا کردی ہے اور وہ اُس کی واجب تعظیم کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں انشاء اللہ اگر دیانندیوں نے تعصب کی پٹی کو اپنی آنکھوں سے دور کر دیا تو اُنپر دیانند کی لیاقت. کماحقہٗ ظاہر ہو رہے گی اور وہ اُسکے من گھڑت مسئلوں کی اصلی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں گے۔

اِن دنوں دیانندی ماس پارٹی کے ارگن آریہ گزٹ لاہور اور گھاس پارٹی کے ارگن ست دھرم پرچارک ہردوار میں بڑے زور سے چٹاخ پٹاخ ہو رہی ہے اول الذکر گوروکل کا بھنڈا پھوڑ رہا ہے اور آخر الذکر کھسیانا ہو کر اُسے سخت سُست الفاظ سے یاد کر رہا ہے آخر یہاں تک نوبت پہونچ گئی کہ اول الذکر نے صاف طور پر لکھدیا کہ ایک وید کے منتر سمجھنے میں کئی رشیوں مہارشیوں کی زندگیاں درکار ہیں چہ جائے کہ ایک ہی آدمی سب پر حاوی ہونیکا باطل دعوی کر بیٹھے۔ اُس کا اتنا لکھنا اور مہاشے دھرم پرچارک کا جامے سے باہر نکلنا بس پھر کیا تھا۔ آریہ گزٹ کو پوپوں کی طرح مبالغہ کے جال میں پھنسا ہوا لکھ دیا۔ وہاں سے معقول جواب ملا کہ مہاشہ جی جامے سے باہر ہو بیٹھے اسمیں ذرا بھر مبالغہ نہیں اور یہ بالکل درست بات ہے کہ ایک ایک منتر کے ییتھارتھ بھاؤ سمجھنے کے لئے ایک ایک رشی کی زندگی درکار ہے۔ وید کے ہر ایک منتر کا رشی علیحدہ ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ جس جس رشی نے جس جس منتر کی شرح کی ہے اُسکو اُسی رشی کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ آخر مثال کے طور پر دیانند کی لیاقت آزمانے کا موقعہ آیا اور آریہ گزٹ نے صاف لکھدیا۔ کہ دیانند نے اپنے یجروید بھاشیہ میں یجروید ادھیائے ۲۴ منتر ۲۳ کا مندرجہ ذیل ترجمہ کیا ہے:۔ پدارتھ ہے منشیو جیسے بکشیوں کے گن جاننے والا جس اگنی کے لئے مرغوں ینیستی ارتھات

بنا یشب پھل دینے والے برکشوں کے لئے رتو بخشیوں اگنی اورسوم کے لئے
نیل کنٹھ چتکبروں ۔سوریہ۔چندرمان کے لئے موروں تتھا متر اورورن کے لئے
کبوتروں کو اچھی پرکار پراپت ہوتا ہے ویسے اُن کو تم بھی پراپت ہو۔"
اب دھرم پرچارک بتائے کہ گو اس منتر کے لفظی معنے دیانند لکھ گیا مگر انصاف
سے بتائیں کہ اگنی منتر اورورن اور بلبسنی کے لئے نیلکنٹھ کبوتر اور رتوں کی ضرورت
کا کیا سبب ہے یعنی کہ سورج چندرمان کے لئے موروں کو پراپت ہونے کے کیا معنے
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ صرف ترجمہ کا لکھ جانا اصل مطلب ومفہوم منتر جاننے کے
برابر نہیں ہوسکتا۔

کیا گھاس پارٹی والے اس کا ارتھ پا سکتے ہیں اور اُس کی صداقت کی دلیل
دے سکتے ہیں ہرگز نہیں پس ظاہر ہوا کہ گو دیانند وید کا ترجمہ لکھ گیا مگر اُس کا اصل
مطلب ومفہوم سمجھنا بڑا مشکل کام ہے۔گو ترجمہ بھی من گھڑت ہی ہو۔

ہمارے ہندو بھائیوں کی مدلل تحریرات نے آخر دیانندیوں پر اپنا اثر ڈالنا
شروع کر دیا ہے اور وہ دیانند کی اصل لیاقت معلوم کرتے چلے جارہے ہیں
اور وہ زمانہ نزدیک ہے۔جب ہمارے بچھڑے ہوئے اور تعصب کے گڑھے میں
گرے ہوئے بھائی سچائی کی شمع پر پروانوں کی مانند گرینگے۔ہم بھی اپنی طرف سے
کوتاہی نہ کرینگے اور دیانند کی اصل لیاقت کا حال وقتاً فوقتاً بھائیوں کے سامنے
پیش کرتے رہا کرینگے۔ہدایت کا راستہ کُھلا ہے جس کو خدا حقیقی سمجھ عطا فرما دے
اُس کا راہِ راست پانا ضروری ہے۔ محمد منظور الٰہی

ویدک زبان

دیانندی سنسکرت کو سب زبانوں کی جڑ اور ماں کہتے ہیں اور دعوی بلا دلیل

کرتے ہیں کہ یہی سب سے پہلی زبان تھی جو سطح زمین پر خدا کی طرف سے تلقین کی گئی اس سے پہلے کسی زبان کے ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اول تو ہمیں اسی پر کلام ہے کہ یہ سب زبانوں سے قدیم زبان ہے کیونکہ دیانند نے ایڈیشن منجری ص۶ پر لکھا ہے کہ وید کے نزول سے پہلے انسانوں کا کام آنکھوں سے روپ دیکھنا کانوں سے شبد سننا پاؤں سے چلنا تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر وید گیان دیا گیا۔ اب میں کہتا ہوں کہ جب وید کے نزول سے پہلے کوئی زبان نہ تھی تو سب مخلوقات کونسی زبان میں شبد سنتی ہوگی۔ ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی زبان موجود تھی اس سے سنسکرت زبان کی قدامت باطل ہوئی۔ اگر وہ لوگ بھی سنسکرت میں وید کے نزول سے پہلے شبد سنتے سناتے تھے تو صریحاً ویدک ایشور کی طرفداری کی دلیل ہے کہ انسانی زبان میں وید کو نازل کیا تاکہ اُن کے لئے آسانی ہو چونکہ ملہمان وید محض جاہل تھے اور جو کچھ وہ کہتے تھے خود بھی اُسے سمجھ نہ سکتے تھے جیساکہ دیانند نے ستیارتھ ص۲۶۹ پر لکھا ہے کہ دھرماتماؤں نے مراقبے کر کرکے معنے ظاہر کئے جس سے پہلے کسی نے ظاہر نہ کئے تھے۔ اس لئے اُن دھرماتماؤں کے نام وید کے حاشیے پر ٹانک دیئے گئے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ جو زبان وہ بولتے ہونگے ضرور ہی گنواری اور لایعنی ہوگی۔ اور جب آہستہ آہستہ تمدن و تہذیب کی طرف آتے گئے اور آپس میں مل جل کر رہنے لگے زبان بدل گئی۔ کیونکہ ناگری کے معنے ہی نگر یعنی شہری بولی کے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ گنواری بولی سے شہری بولی آسانی سے ہر ایک کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ چونکہ سنسکرت زبان گنواری بولی ہے۔ اس لئے وہ ذرا مشکل ہے اور ناگری عام فہم ہے۔ رہا ایک کے حروف دوسرے میں بولے جانے سو آجکل بھی کئی گنواری لفظ شہری بولی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ سنسکرت ایک گنواری اور پہاڑیوں

کی زبان ہے اور اس سے پہلے کوئی نہ کوئی زبان السنانی میں بولی جاتی تھی
دیانندنے بھی اپدیش منجری صد ۹ پرناگری کنگر یعنی شہری سے نسبت
دی ہے۔ محمد منظور الٰہی

یہ مضمون دوبارہ لکھا جاتا ہے۔ تاکہ دیانندی بہت جلد ہیں بجواب دیگر مشکوک فوائد

کیا وید مکمل ہیں؟

ہم بجائے ویدک مصنفین کے کل پہلوؤں پر نظر تحقیق ڈالنے کے فی الحال صرف ایک ہی مسئلہ کی بابت دیانندیوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ دیانندی عقیدہ تھا کہ روح۔ مادہ۔ ایشور ہر سہ قدیم بالذات ہیں اس پر اول تو یہی اعتراض اُٹھتا ہے کہ جب وہ تینوں ایک غیر معین عرصہ سے چلے آ رہے ہیں۔ تو وہ ایک دوسرے کے خواص سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں اور ایک دوسرے پر کس قسم کی حکومت کر سکتے ہیں جب ایشور نے روح کو پیدا ہی نہیں کیا۔ تو وہ اس کے اجزاء خواص باطنی سے کیسے واقف ہو سکتا ہے اور جب وہ اس کے خواص سے واقف نہیں تو وہ اُس کے لئے سامان حسب مرضی کیسے دے سکتا ہے اور کس حیثیت سے اُس پر قابض ہے۔ آیا قبضہ مالکانہ ہے یا زبردستی کا۔ دیانندی کہدیا کرتے ہیں کہ ہمیشہ زور آور کمزور پر قابض ہوتا ہے۔ گو یہ جواب نہایت لچر ہے اور دیانندیوں کی استدلالی کمی کی سخت دلیل ہے مگر اس وقت ہم اس پہلو کو چھوڑ کر ایک نہایت ضروری معاملہ کی طرف دیانندیوں کی توجہ کرانا چاہتے ہیں۔ دیانندیوں نے وید کے رو سے کئی عجیب و غریب دعوے کر رکھے ہیں کہیں دنیا کی عمر کا حساب بتایا جا رہا ہے دوسری جگہ ریل تار اور ویدک کارخانہ حرب میں توپیں ڈھل رہی ہیں اور ویدی آپس میں ویدک آلات کی آزمایش کر رہے ہیں۔ اور کہیں ویدک پرمیشور کا اس طرح مانا جاتا کہ وہ ہر جگہ حتّٰی کہ پاخانہ میں بھی موجود ہے۔ اور گندی

سے گندی جگہ میں بھی ہے۔ ساتھ ہی اسکے یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ علیم کل ہے۔ پس چونکہ وہ ارواح پر قابض اور فی الحال اُن کا مالک اور ہر جگہ حاضر اور ناظر اور سب پر حاوی ہے اس لئے دنیا کی عمر کے ساتھ اگر وہ اتنا بھی وید میں اشارہ کردیتا کہ اسکی مقبوضہ ارواح اتنی ہیں تو وید کی تعلیم مکمل ہو جاتی۔ کیونکہ دنیا کی عمر بتانا۔ اپنی مقبوضہ چیز کی خاصیت بتانا اور عجیبہ نہ بتانا کہ اسکے ملک کی آبادی اتنی ہے سخت حیرت ناک امر ہے اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدک پرمیشور اُن کی گنتی نہیں کرسکا اور علیم کل نہیں۔ اگر وہ اُن کی گنتی جانتا ہے تو ہمیں نہ بتانے سے بخیل ثابت ہوا۔ ذرا الجھو مکا صفحہ ۹ دیکھکر جواب دینا۔ اور وید سے ارواح کی تعداد نکال دکھانا۔ کیونکہ علم کے دو مقصد ہیں۔ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی اگر ایشور اُپدیش نہ کرے تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا۔ اسلئے ایشور نے اپنے علم وید کے اُپدیش سے اس مقصد کو پورا کیا۔ دیانندیو اس حساب سے تو ضرور وید میں تعداد ارواح موجود ہوگی۔ ذرا ہمیں بتانا تو سہی تاکہ معلوم کریں کہ تمہارا ایشور کہاں تک گنتی جانتا ہے اور کہاں تک اُس نے تم کو بتائی۔ اگر بیشمار کہکر ہی تم نے ٹال دیا تو معلوم ہو جائیگا کہ ویدک ایشور علیم کل ہی نہیں۔ بلکہ گنتی نہ کرسکنے کے باعث بیشمار کہکر ٹالنا چاہتا ہے۔ دیانندیو ایسے فضول دعووں سے دستبردار ہو جاؤ۔ ورنہ اپنے ویدک ایشور کا پورا پورا علم دنیا کے سامنے ثابت کرکے دکھاؤ۔

جواب کا طالب اڈیٹر

ایک نہایت عجیب بات

دیانند اور اُس کے چیلوں خاصکر منقول نے جتنا شور و شر معجزات کے بارے میں مچایا ہوا ہے وہ عوام سے پوشیدہ نہیں ہے اُن کا خود ساختہ عقیدہ ہے کہ خدا بھی

فطرت کے برخلاف نہیں کر سکتا۔ اگر پوچھو فطرت کیا ہے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ جس بات کو عقل مانے وہ فطرت ہے۔ اُن کے عقیدے کے مطابق یہ ممکن نہیں کہ آگ اپنا فطرتی عمل یعنی جلانا چھوڑ دے۔ افسوس کہ جب ہم اُنکی تمام کتب پر انصافانہ نظر ڈالتے ہیں تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ خدا مسلمانوں کو اس ظلمت کدے سے بچائے اور دیانندیوں کو چشم بصیرت نصیب کرے۔ مقتول دیانندی گو قولی طور پر معجزے سے منکر تھا مگر فعلی طور پر وہ معجزات کا پورا پورا قائل تھا۔ صرف سماج میں نامور بننے کی خواہش سے راستگوئی سے جھجکتا تھا اور خواہ مخواہ مسلمانوں پر معجزات کے بارے میں اعتراض کرتا تھا۔ ہم دعوی بلا دلیل ہرگز نہ کرینگے بلکہ ہر ایک دعوی کے ساتھ دیانندی تصنیف کا حوالہ درج ہوگا۔ سنئے مقتول اپنی کتاب ستری شکشا مطبوعہ ست دھرم پرچارک پریس جالندھر مشمولہ کلیات آریہ مسافر کے صفحہ پر لکھتا ہے "راون کے ہلاک ہونے کے بعد رام چندر جی سیتا کو قید سے چھوڑا کر سبب پورا ہو میعاد بن باس وطن کو پھرے الاقبل از روانگی سیتا کو ثبوت عصمت کے لئے آگ میں گزرنا پڑا۔ اُس زمانے میں دستور تھا۔ کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا اُسکو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال تپے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہونچتی تو وہ بے گناہ سمجھی جاتی تھی ورنہ آگ میں جل کر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی سیتا کی آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے۔"

اب ہم دیانندیوں سے مخاطب ہو کر دریافت کرتے ہیں کہ یہ پاکھنڈ نہیں تو اور کیا ہے (کیونکہ دیانندی معجزے کو پاکھنڈ کہا کرتے ہیں) کیا آگ کا فطرتی عمل رک سکتا ہے اگر آگ کا فطرتی عمل ایک روحانی فعل سے رُک سکتا ہے۔ تو ہر

ایک پیغمبر کا فطرتی عمل رُکنے سے کونسا امر مانع ہے۔ کیا خدا کو ایک اور بے عیب ماننے والے نیک پاک بندوں سے ایسے افعال صادر ہونے ناممکن ہیں جا مسکر اُن سے جنکار و نگشار و نگشا خدا پر فدا ہو۔ جب ایک معمولی عورت کے صرف ایک فعل کو سچا جھوٹا ثابت کرنے کے لئے آگ فطرتی عمل چھوڑ سکتی تھی خواہ باقی افعال (غیر از زنا) اُس عورت کے کیسے ہی بُرے ہوں تو سخت افسوس ہے اُن جاہلوں پر جو نیک پاک بندوں سے ایسے افعال کا صدور محال اور خلاف عقل کہنے میں کہاں ہیں معجزے پر اعتراض کرنے والے دیانندی۔ ذرا اپنی کتب کا غور سے مطالعہ کرکے منہ سامنے کریں یا تو مقتول کو درو غگو مانو ورنہ اس عقیدے سے باز آؤ۔ **ہم تمہاری ایک ایک کتاب کی بال کی کھال** اُتار کر دکھا دینگے۔ کہ دیانندی پنتھ کیا چیز ہے۔ آپنے کونسی کمی ہمارے بزرگوں کی بدگوئی کرنے میں کی ہے ہم آپ کو سچی اور پتے کی سنائیں گے۔ ہماری بھی سننے کے لئے تیار رہو ؎

اب جگہ تھام کے بیٹھو میری باری آئی

محمد منظور الٰہی

ایک ہندو کی نیوگ سے نفرت

اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی

انوار الاسلام کے لئے درخواست

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

میں ایک سناتن دھرم کے ہندو کا لڑکا ہوں۔ لیکن اسلام کی حقانیت اور

اُس کی دلفریب صورت نے میرے دل پر پورا قبضہ کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نئی روشنی کے زمانہ میں کہ ہر کس و ناکس کے دماغ میں انگریزی پڑھنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے میں جناب مولوی نیک محمدؐ صاحب راولپنڈی ہیڈ مدرس مدرسہ اسلامیہ تنیا سے عربی پڑھتا ہوں۔ اگرچہ میرے والدین مجھ سے ناراض اور بیزار ہیں حتےٰ کہ درسی کتابیں منگانے کے لئے ایک پیسہ نہیں دیتے۔ شکر ہے اُس مسبب الاسباب کا کہ وہ کوئی نہ کوئی بندوبست کر دیتا ہے اور میرے چند کرمفرما مسلمان بھائی مجھکو کتابیں منگا دیتے ہیں مجھے اسلام کی طرف راغب دیکھکر چند آریوں نے بھی میرے مکان پر آمد و رفت شروع کر دی ہے اور اکثر وہ اخبار جس میں دیانندی پنتھ کی توصیف اور غیر مذاہب کی توہین مرقوم ہوتی ہے پڑھا کرتے ہیں اور گاہے مذہبی تکرار بھی چھیڑا کرتے ہیں۔ لیکن مجھے خدا کی ذات سے قوی اُمید ہے کہ اس نیوگ کی دلدادہ اور خدا اپاہج جاننے والی پارٹی کی طرف میری طبیعت ہرگز ہرگز مائل نہیں ہو سکتی۔ عرصہ ہفتہ عشرہ کا ہوا کہ ایک رسالہ **انوار الاسلام** بابت ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۱ ہجری مطابق ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء کا مینے دیکھا۔ جس میں دیانندی پنتھ کی قلعی اچھی طرح کھولی گئی تھی اور خوب دندان شکن جواب دیئے گئے تھے رسالہ کو دیکھکر میری طبیعت پھڑک اُٹھی۔ لیکن جس وقت یہ خیال آیا کہ میں تو خود درسی کتابیں منگا نہیں سکتا۔ یہ رسالہ کیونکر اپنے نام جاری کراؤنگا۔ ایک مایوسی کا عالم چھا گیا۔ مگر ساتھ ہی اسکے یہ عبارت بھی نظر آئی کہ آپنے سنہ ۱۹۰۳ء میں چند غریب

طلبہ کو مفت رسالہ عنایت فرماتے تھے۔ دل نے کہا کہ تو بھی درخواست کر۔ انشاءاللہ تعالیٰ تو بھی اس نیک کار سے محروم نہیں رہے گا۔ اور ضرور تیرے نام رسالہ جاری ہوگا۔ پس یہ خط بطور درخواست روانہ خدمت بابرکت ہے۔ اُمید ہے کہ آپ میرے حال پر رحم فرما کر ضرور ایک رسالہ میرے نام جاری فرماوینگے۔ آپ اسوقت اس خط کو مرج رسالہ بھیجئے گا کہ جب میرے نام سے رسالہ جاری ہو ورنہ معاف فرمایئے گا فقط زیادہ والسلام۔ الراقم مہابیر۔ بیسر

مورخہ ۱۵۔ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ

ہم بڑی خوشی سے دو۲ سال کے لئے رسالہ مفت جاری کرتے ہیں کیونکہ جناب **رحمت اللہ صاحب** اور سیر ساندوے سے چار روپیہ عرصہ سے بھیجا ہوا تھا۔ یہ **فیاضی** انکی طرف سے خیال فرمائی جاوے۔ والسلام۔ ایڈیٹر۔

ہمارے کرمفرمائے

جناب قاضی ظہور الحسن صاحب سیوہاری ضلع بجنور جو انوار الاسلام کے مخلص و ہمدردوں میں ہیں انکی ارسال کردہ نظم ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ایڈیٹر

مژدہ

نظم

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

بفضل حق ترقی دین احمد کی ہے روز افزوں
حسد کی آگ میں تن من جلائے جس کا جی چاہے

ٹھکانا ہے مسلمانوں کا جنت بعد مرنے کے
سگ و خنزیر کی قالب میں جاوے جس کا جی چاہے

ہزاروں ہیں دلائل رد و بطلان تناسخ پر
خود اس قرآن کو دیکھے دکھاوے جس کا جی چاہے

ہزاروں تجھ میں ہے پردگی سے فتنہ نسواں میں
سر بازار اسپر بھی پھر آوے جس کا جی چاہے

کہیں گے بیحیائی ہے تو لیکن اپنی زوجہ کو
بغل میں غیر لوگوں کے سلاوے جس کا جی چاہے

انادی ہو خواص کے جو تیرے جیو پر آتی
خدا کی پھر ضرورت پھر بتاوے جس کا جی چاہے

بعد تو قبر اپنے مردوں کو ہم دفن کرتے ہیں
بعد تحقیر مردوں کو جلاوے جس کا جی چاہے

سمجھ اور سوچ اے ناداں نہیں ہے وید الہامی
اگر دعویٰ ہے ثابت کر دکھاوے جس کا جی چاہے

کتاب ایسی ہی اپنی وحدت [illegible] بنکر
قرآن پاک سے بہتر دکھاوے جس کا جی چاہے

مٹا سکتا نہیں اک حرف بھی قرآن کا کوئی
اگرچہ کوئی کتنا ہی مٹاوے جس کا جی چاہے

نہیں اک نقطہ تک بھی مذہب اسلام میں بیجا
دروغ الزام اور بہتاں لگاوے جس کا جی چاہے

کلام اللہ سے ثابت ہے تحریم گاؤ کی ملت
تعصب یا جہالت سے نہ کھاوے جس کا جی چاہے

نہیں کرتے ہم سجدہ سوا معبود واحد کے
سر اپنا آگ کے آگے جھکاوے جس کا جی چاہے

نہایت شوق سے خواہاں ہیں ہم سچے دلائل سے
نیوگی دین کی خوبی جتاوے جس کا جی چاہے

صحیح مطلب کھلے کیونکر ہیں بید بے ثمر مہمل
موافق اپنی مرضی کی لگاوے جس کا جی چاہے

نہ ہے توحید ویدوں میں نہ شائستہ مسائل ہیں
سوامی بن کے دیدے کی اڑاوے جس کا جی چاہے

کرینگے اب تو ہم احقاق حق ابطال باطل بھی
اٹھائے جس کا جی چاہے اٹھاوے جس کا جی چاہے

ہمارے منہ کب آسکتا ہے کوئی آریوں میں سے
جو دعویٰ ہو تو آوے بیٹھ جاوے جس کا جی چاہے

کوئی بزدل کب آسکتا ہے ہم شیروں کے دنگل میں
جو آوے جھیپ جاوے منہ کی کھاوے جس کا جی چاہے

میرا چیلنج یہ ہے مدت سے ناظم قوم آریہ کو
قلم میرے مقابل میں اٹھاوے جس کا جی چاہے

الراقم ابو العثمان قاضی ظہور الحسن ناظم از سیوہارہ ضلع بجنور ۱۶ - فروری ۱۹۰۵ء

ایک عیسائی مسلمان ہوگیا

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم

آج مورخہ یکم شوال ۱۳۲۴ھ ہجری بروز جمعہ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء عیسوی منگل سین ولد محمد بخش سکنہ جنڈیالہ شیر خاں حال وارد خانقاہ ڈوگراں نے جو کہ پہلے مذہب عیسائی میں تھا عید کے موقعہ پر سب لوگوں کے سامنے اسلام قبول کیا اور اظہار کیا کہ میں کسی لالچ یا دغا فریب سے مسلمان نہیں ہوتا بلکہ اسلام کے ارکان و قواعد کے دیکھنے سے صدق دل سے پڑھتا ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ اور حافظ صدرالدین صاحب امام مسجد نے اسکو کلمہ شریف کا مطلب اور باقی کلمے اور رکن ایمان تبلائے اور اس کا نام بجائے منگل سین کے محمد حسین رکھا گیا ہے۔ خداوند کریم سب کو ہدایت دے آمین۔ خریدار رسالہ نمبر ۵۰۸

انوار الاسلام کی قدر

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم

آپکا رسالہ انوار الاسلام ایک دوست سے پڑھکر از حد خوش ہوا ہوں آریوں کی قلعی خوب ہی کھولی گئی ہے۔ میں اپنا نام خریداروں میں لکھاتا ہوں۔ مہربانی کرکے میرے نام اسکے پہلا رسالہ ہی جو نکلے بھیجنا شروع کیجیے قیمت بہت جلد آپکی خدمتیں بھیجونگا۔ اگر ہو سکا تو میں بھی شاید کچھ مضامین ٹھ(؟) تعلیم پر لکھا کرونگا۔ الراقم بالک رام کھجور گلی لاہور۔

عبدالقدیر بوکنگ کلرک بھٹنڈی کی رقم کردہ نظم

جو انہوں نے کتاب جنگ روس و جاپان کے شروع میں لکھی ہے ناظرین کے مطالعہ کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے

نظم — حمد

بڑائی ہے زیبا تجھے اے خدا
ہے موجود تو ہر جگہ ہر زماں
نہ آسکتا ہے تو کسی کو نظر
خیالِ بشر میں تو کب آسکے
نہ تیرا مشابہ نہ تیرا مثل
ہمیشہ سے ہے آپ ہی آپ تو
ہمیشہ رہے گا تو اے ذوالجلال
بتائے ہیں تو نے جو اپنے صفات
جو چاہا کہ ظاہر کرے کائنات
کشش اُنہیں ملنے کی پیدا ہوئی
بنے بعضے ترکیب پاکر ہوا
فلک پر مہ و مہر تاباں ہوئے
جو آب و ہوا پیشتر بن چکے
نباتات کا خوان آگے رکھا

کہ ہر چیز کو تو نے پیدا کیا
تو قائم ہے بےصورت و بےمکاں
نہ جیو سکتا ہے تجھکو کوئی بشر
تجھے عقل و ادراک کیا پاسکے
نہ تیرا مقابل نہ تیرا بدل
نہ بیٹا کسیکا نہ ہے باپ تو
تیری ذات ہے باقی و لازوال
وہی اے خدا ہے تیری عین ذات
تو پیدا کئے پیشتر سالمات
ملے جب تو صورت ہویدا ہوئی
ہواؤں کے ملنے سے پانی بنا
کروڑوں ستارے درخشاں ہوئے
تو جاندار عالم میں پیدا ہوئے
کہ مخلوق جاندار کی ہے غذا

ہر اک برگ و گل میں ہے صنعت تیری — نمایاں ہے ہر شے سے قدرت تیری
بشر کو فضیلت عطا تو نے کی — کہ عادت اسے نوعِ کرنی کی دی
وہ یہ سوچتا ہے کہ باغِ جہاں — نہیں خود بخود ہے کوئی باغباں
لگائے جس نے شجر میوہ دار — کہ میوے کھلاتے ہیں خوشگوار
اگر شکر اسکا نہ لائیں بجا — تو بیشک بہائم سے ہیں ہم سوا
تیرا شکر کرتے ہیں ہم اے خدا — سزاوار ہے تجھکو حمد و ثنا
تو ہی بادشاہوں کا ہے بادشاہ — تیرا آستاں خلق کا سجدہ گاہ
عبادت کے لائق ہے تو اے خدا — تیرا شکر اور حمد ہو کیا ادا
بخشی ہیں صورت بے نظیر — عنایت کئے دیدہ ہائے بصیر
ہیں کان سننے کو تو نے دیئے — عطا کی زباں گفتگو کے لئے
خداوند لوح و قلم کا ہے تو وہ کچھ — سرِ خلق خم ہے تیرے روبرو
کریں منہدم ان کا یہ عزم تھا — چڑھی اسپہ جب فوج اصحاب فیل
سنی تو نے فریاد اہلِ عرب — نشانِ حرم دیں رہ بالکل مٹا
اک فوج ان پر ابابیل کی — کیا نازل ان سب پہ اپنا غضب
نہ لائے وہ زنہار حملہ کی تاب — تیرے حکم سے حملہ آور ہوئی
تیرے حکم و قدرت سے مورِ ذلیل — گئے بھاگ عدو عرب سے شتاب
کرے جنگ شیرانہ اک گوسفند — کرے دم میں پامال فیل فیل
الٰہی تیری ذات کو ہے بقا — درندوں کو بھیجا لے کا ل گزند
تیرا منتظر ہے بندہ عبدالقدیر — فنا ہونے والی ہے تیری سوا
عطائیں تیری بخشدے تو تمام — یہ کرتا ہے عرض اے خدائے خبیر
بحق محمد علیہ السلام

نیاز مند عبدالقدیر — بوکنگ کلرک بھٹنڈہ

کیا آریہ سماج

ہ اصل میں اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں جبکہ وہ خدا تعالیٰ کو محض
یک خیالی وجود تصور کر سکتا ہے اسکے تصرف تام اُسکے مقتدر مطلق ہونے کا
اُسے یقین نہیں وہ اُسے خالق نہیں مانتا بلکہ جوڑنے جاڑنے والا ایک صانع سمجھتا
ہے وہ اُسے رحمانیت اور ربوبیت اور متکلم اور بہت سی صفات سے معرا مانتا ہے
آریہ سماج کہتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہمیں مل رہا ہے خواہ آفتاب کی روشنی ہو یا ہوا
پانی ۔ گھوڑا ۔ گائے ۔ بیل ۔ درخت وغیرہ سب ہمارے اپنے ہی اعمال کے نتیجے ہیں
انہیں خدا تعالیٰ کا کوئی عطیہ نہیں آریہ سماج تسلیم کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک وقت
کے سوا کبھی کسی سے کلام نہیں کر سکتا ۔ وہ جانتا ہے کہ ابدی نجات کسی کو دی ہی نہیں
سکتا پس انصاف کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال جو لا الہ الا اللہ سے
اندر مرکوز ہے آریہ سماج کے اندر کہاں ؟ ۔

شریعت کے دو بڑے حصے ہوتے ہیں ایک تعظیم لامر اللہ دوسرا شفقت علی
خلق اللہ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد
شریعت کے عظیم الشان حصے ہیں ۔ اول الذکر میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا
قایم کرنا مقصود تھا اور دوسرے حصہ میں یہ مقصد تھا ۔ کہ نوع انسان کی ہمدردی
کرو اور اُن کے لئے وہ چاہو جو اپنے لئے ۔ رسول اللہ صلعم نے لا الہ الا اللہ کی تعلیم سے
حقوق اللہ کی عظمت کو ظاہر فرمایا اور پھر لایومن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ مایحب
لنفسہ یعنی تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوتا جبتک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو
اپنے لئے پسند کرتا ہے ۔ اس قسم کی مکمل تعلیم دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں مل سکتی *

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ماہ اپریل ۱۹۰۵
قیمت سالانہ پیشگی مع محصول
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ
رسالہ
اسلام کا بول بالا
جلد ٦ — انوار الاسلام شہر سیالکوٹ — نمبر ٢٢

بابت ۱۵ فروری ۱۹۰۵ء | پندروزہ | مطابق ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

بعض ناظرین انوار الاسلام

صاحبان اس میں ہمیں کوئی کلام نہیں ہے کہ اس سال انوار الاسلام علاوہ وقت پر شائع ہونے کے بہت کم صفحوں پر شائع ہوتا رہا ہے جس کی نسبت کسی سابقہ نمبر میں تلافی کی گئی تھی لیکن بعض احباب نے شاید اس مضمون کو نہیں دیکھا۔ اسلئے انکے بہت سے خط بدیں مضمون وصول ہوئے ہیں کہ جس حالت میں انوار الاسلام ۳۲ صفحوں پر شائع ہوا کرتا تھا اب کی سال کیوں صرف چوبیس صفحوں پر شائع ہوا ہے۔ ہم نے صاف لکھ دیا تھا کہ جو کم صفحوں کے

رسالجات شایع ہوئے ہیں اُنکی مجرائی آیندہ رسالوں میں ضرور دی جاویگی یعنی بجائے ۱۶ صفحہ کی زاید صفحہ شایع ہوا کریگا جیسا کہ رسالہ ۱۲ و رسالہ ۱۳ سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے

علاوہ اس کے

ہم تمام معزز ناظرین کو مژدہ دیتے ہیں کہ اب رسالہ بفضل خدا ضرور وقت پر حاضر ہوا کریگا۔ والسلام

میں مُسلمان ہوگیا

یعنی

اختیارُالاسلام ہر سہ حصہ

ہمارے پاس کو زمانہ بالا نام کی کتاب تین حصہ ماسٹر عبدالرحمن صاحب نومسلم نے روانہ فرمائے ہیں جنمیں اُنہوں نے اپنے مسلمان ہونے کے تمام وجوہات تحریر فرمائے ہیں کتاب اختیارالاسلام ہر سہ حصہ کو اگر آئینہ حق نما کہیں تو بجا ہے۔ علاوہ ازیں آریہ عیسائی اور سکھ مذاہب کے تمام نقص بیان فرمائے ہیں اور چاند کی طرح چمکتے ہوئے دلائل سے مخالفین پر حجت تمام کی ہے اور اسلام کا نورانی چہرہ دکھلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُسنے جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب کے دل میں اسلام کی محبت ڈالی اور ایسا کھول دیا ہے جو اختیارالاسلام کے پڑھنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ یہ کتاب ہر ایک مسلمان کے پاس ضرور ہونی چاہئے۔ قیمت ہر سہ حصہ ایک روپیہ۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب نومسلم قادیان ضلع گورداسپور سے ملسکتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
بابت
۱۵ فروری ۱۹۰۵

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

وعظ و نصیحت

جو افضل الفضلار اکمل الکملار تاج العلمار و المشائخین سلطان الواعظین حضرت قبلہ و کعبہ مولٰنا حکیم حاجی شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ قادری چشتی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس لکھنو نے بوقت شب فرمائی :-

حضرات! یہ میرے ہاتھ میں قرآن شریف ہے اور اسوقت میں کوئی لکچر وکچر نہیں دونگا۔ سیدھا مولویانہ وعظ کہونگا۔ ہر چیز کا اک موقع و محل ہوتا ہے پس مہربانی فرماکر آپ لوگ اسوقت تالیاں نہ بجائیگا بلکہ قرآنی باتوں کو جی لگاکر سنئے!! + صاحبو! میں اسوقت حیرت میں ہوں اور کیا کہوں اور کسی سمجھاؤں اسباب شائقین کی فرمائشوں نے ناک میں دم کر دیا ہے بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ حضرت مثنوی خوانی زیادہ کیجئے گا اور بعض اصحاب نے فرمائش کی ہے کہ یہ جو آجکل اخباری دُنیا میں نیوفیشن حضرات مدعی اسلام نے شور و غوغا مچا رکھا ہے اور خود ہی قاضی و مفتی بنکر زر میم مذہب کا اک نیا خیال پیدا کر لیا ہے اسکے متعلق فرمائیگا اور بعض سر برآوردہ حضرات نے فرمایا کہ اُن لوگوں کا ذکر مصلحت کے خلاف ہے میں اب سقدر فرمائشوں سے تنگ آکر سب فرمائشوں کو چھوڑتا ہوں طبب الکل نوت الکل ہوگیا اب میں قرآن پاک سے سورہ مومنین کا پہلا رکوع پڑھتا ہوں۔ دیکھئے اگلے مومنین کیسے تھے اور اُنکی عادات کیا تھیں اور ہم مسلمانوں کو کیا ہونا چاہئے اور کیا ہیں۔ نام لیکر کسی سے نہ خطاب کرونگا اور نہ اُنہیں کوئی بات کہونگا۔ ہاں سہ

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ٭ گفتہ آید در حدیث دیگراں -

میری تقریر سے سمجھ جاؤ اور ذرا غور کرو کہ میں کیا کہتا ہوں اور تمہیں کدھر بلاتا ہوں خدا اور رسول سے تمہیں ملاتا ہوں۔ اور رشتۂ اسلام سے تمہیں وابستہ کرنا چاہتا ہوں اور وابستگی

بھی ایسی کہ ہمیں سے نکل ہی نہ سکو اور خود ناز کر کے یوں کہو ؎

خلاصِ حافظ ازین زلف تابدار مباد کہ بستگانِ کمند تو رستگار انند

اب سنئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قد افلح المؤمنون یعنی بہ تحقیق مسلمانوں نے فلاح پایا صاحبو! دُنیا میں جتنے لوگ مذہبی ہیں۔ ہندو۔ بدھ۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان سب اس امر کے مدعی ہیں کہ فلاح پانیوالے اور منزل مقصود پر پہونچنے والے ہمیں ہیں آخر اسکے لئے کوئی فیصلہ ہونا ضرور تھا پس یہ خدائی فیصلہ ہے کہ مسلمانوں نے فلاح پایا اور فیصلہ بلا دلیل نہیں بلکہ یہ وہ نصیحہ ہے جسپر فلاح و کامیابی کے وجوہات بھی درج ہیں۔

تفصیل اسکی یوں ہے کہ ہم لوگ دو رشتہ سے وابستہ ہیں۔ مذہب اور تمدن جو رشتہ خداوند کے ساتھ ہے وہی مذہب ہے۔ اور جو قوم و ملک کے ساتھ ہے وہ تمدن ہے خداوندی رشتہ کا اقتضا یہ ہے کہ ہم اُسکے ساتھ عبودیت کا اظہار کریں اور نیازمندی اپنی اسکی جناب میں بمعقول بہترین پیمانہ پر ظاہر کریں اور اس کو عبادت کہتے ہیں اور قومی رشتہ کا ثمرہ یہ ہے کہ ملک وطن و قوم کی خدمت کریں اور اپنی زندگانی عمدہ بسر کریں جسکو مدنیت و تمدن کہتے ہیں۔

پس فلاح انسانی کا مدار انہیں دو چیزوں پر ہے اور مسلمان ان دونوں باتوں میں اور اسکے اصول و فروع میں اعلیٰ پایہ رکھتے تھے اور انکو رکھنا بھی چاہیے اسلئے یہ فلاح کا فیصلہ سنایا گیا اور قد افلح المؤمنون ارشاد ہوا۔ اور پھر ان مومنین کی صفات بیان کر دیگئی اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْن یعنی یہ مومنین ایسے لوگ ہیں جنکو نمازوں میں خشوع ہوتا ہے یعنی انکو عبادت میں فقط خداوندی خیال ہوتا ہے اور غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے انکی نماز دکھاوے کی نہیں ہوتی۔ فقط رضائے مولیٰ انکا مقصود ہوتا ہے نماز جو عمدہ عبادت ہے اسمیں انکو اپنے حظ نفسانی کا خیال نہیں ہوتا عاجزی کا اسمیں اظہار ہوتا ہے انکی عبادت ماہوتیم و پہنو پر نہیں ہوتی۔ اسلئے کہ اسمیں جن کے بانکو دخل ہے۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْن یعنی فلاح یافتہ مومنین ہیں جو لغویات سے بالکل کنارہ کش ہیں یعنی انکو فقط نماز ہی میں یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ لغویات سے بے سروکار رہتے ہیں اُن کا کام فقط خدا کے حضور میں نیازمندی کا

اظہار اور قوم و ملک کی خدمت ہو اس کے سوا جو لغو باتیں ہیں جیسے تن پروری بیہودگی بیہودہ گوئی انسے وہ واسطہ نہیں رکھتے۔ حضرات! اپنے مقصود دین و دنیا کی فلاح کے سوا جو کام ہے وہ سب لغو ہے ہم مسلمان اسمیں پڑینگے تو اپنا ہی نقصان کرینگے اور کر رہے ہیں مگر خوب یاد رکھئے کہ ہمارے دین و دنیا میں تضاد نہیں۔ یہ جو مشہور کیا ہی غلط مشہور کیا ہی۔ ہاں ہماری سرکار محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے عیسائی مذہب وغیرہ میں ایسا خیال تھا کہ یہ دین و دنیا اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ ہیں اور جو لوگ دینی مقدس ہوتے تھے وہ دنیا کو چھوڑ کر جنگل و پہاڑ کا رستہ لیتے تھے۔ مگر اسلام نے کہدیا کہ لَا رُھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ۔ خدا نے تمہارے لئے دنیا پیدا کی اسکی سب نعمتیں تمہاری ہیں۔ تم اسی دنیا میں آکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور یوں کہتے رہو رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ آج ایک رسالہ میں نے دیکھا کہ جسے اس کانفرنس والوں کی نصیحت میں کسی صاحب نے لکھا ہو اسکا نام الناصح ہی خوب رسالہ ہی اچھی نصیحتیں اسمیں کی ہیں۔ مگر افسوس اسی سرصفحہ میں اسلام کی غربت ہی کو ظاہر کیا ہی جس سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ مذہب ہمیشہ مفلس و نادار دنکا ہی حاشا وکلا۔ صاحب [illegible] خلاف ہو کہ اسلام کا ایک پہلو دکھلایا جائے اور دوسرا چھپا دیا جائے ہاں اسلام میں غربا بھی [illegible] ہیں اور امرا بھی۔ جہاں اصحاب صفہ تھے وہاں حضرت عثمانؓ و طلحہ و زبیر و سعد بن وقاص و انس بن بن مالک وغیرہم رضی دولتمند حضرات بھی تھے۔ آپ کی کتب تاریخ صحابہ اسد الغابہ استیعاب موجود ہیں۔ دیکھ لیجیے کہ ان حضرات کی دولتمندی کا کیا حال تھا۔ کوٹھیوں محلات۔ باغات۔ تعلقہ داری کے سامان بڑی بڑی تجارت ان لوگوں کے ہاتھوں میں تھی پھر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہی کہ سب صحابہ مفلس و نادار تھے حضرات! اگر دولتمندی و غنا بری چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو یوں نہ ارشاد فرماتا کہ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی اور اگر بلند نامی و ناموری و رفعت ذکر بری شئے ہوتی تو خدا اپنے حبیب کو یوں نہ فرماتا وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ ہاں صاحبو! مگر اتنا ضرور کہونگا کہ اگلے زمانہ کے امیروں یا غریب صحابہ و اہلبیت و تابعین تبع تابعین سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیمیں سب برابر تھے ؎

ہست کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونوں کو خم پایا

مگر افسوس ہزار افسوس کہ اس زمانہ کے معتقد ہماری مسجدوں میں نہیں آتے مسجد و خانقاہیں فقط غربا ہی کے لئے ہیں - اور گستاخی معاف زیادہ تر یہ الزام آپ حضرات انگریزی تعلیم یافتگان پر ہے کہ آپ لوگ ہم کالے ذلیل - ایشیائی اولڈ فیشن لوگوں کے ساتھ مذہبی تقریبات صَوم و صلوٰۃ و دیگر عبادات میں شریک نہیں ہوتے گویا ان کو مذہب سے سروکار ہی نہیں عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ انگریزی تعلیم کا اثر ہے مگر میں ایسا نہ کہونگا - اسلئے کہ ہمارے پُرانی وضع کے دیسی اُمرا نے کب انگلش تعلیم پائی ہے مگر وہ بھی تو لکھنوی مذاق میں - بٹیر - کنکوا - مرغ - ناچ و رنگ - رنڈی منڈی میں رہتے ہیں اور عبادات و فرائض سے بالکل بے پرواہ پھر میں کس کس کو روؤں ؎

دل کو روؤں یا جگر کا غم کروں
ایک میں کس کس کا اب ماتم کروں -

مگر صاحبو اولڈ فیشن اور نیو فیشن کے بے دینوں میں اتنا فرق ضرور ہے کہ وہ بیچارے اگر نماز و روزہ نہیں کرتے تو اپنے کو گنہگار سمجھتے ہیں اور انہیں اسپر ندامت ہے بخلاف آپ لوگ نیو فیشن کے کہ جن مذہبی باتوں میں آپ شریک ہوئے تو اسمیں طرح طرح کے اڑنگے لگانے لگتے ہیں نماز پنجوقتہ کی فرضیت ہی میں کلام روزہ کے ابھی ضرورت ہونے پر اصرار وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ - یہ کس قدر شوخی و بیباکی ہے اور اسپر طرفہ یہ کہ مذہبی علوم سے بالکل معرا - نہ قرآن سے واقف نہ حدیث سے - مگر تفسیر و تفہیم مذہب کے لئے موجود سیل صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ پڑھکر اپنے آپ کو مولٰنا بحر العلوم اور شاہ عبد العزیز سمجھنے لگتے ہیں میرے برادران و عزیزان بہر خدا ذرا اسپر غور کرو تم بی اے اور ایم اے ہوئے تمہیں یہ مبارک اور تمام قوم کو یہ مبارک مگر بی اے اور ایم اے ہونے سے مذہبی مولوی اور مجتہد تم کیونکر بن سکتے ہو اور ترجمہ پر جو ناز کرتے ہو تو سنو ایک زبان کے محاورات یہ ضرور نہیں کہ دوسری زبان میں بھی اسی فصاحت بلاغت سے ادا ہوں اصل و ترجمہ میں بہت فرق ہوتا ہے بالخصوص ترجمہ قابل اطمینان بھی نہیں ہوتا کہیں مذہبی تعصب ہے ادائے معانی سے اسکو روک لیتا ہے پھر کیونکر ترجمہ پڑھنے سے اصل کتاب کا آپ محقق بن بیٹھتے ہیں مثلاً اگر آپ لوگ انگریزی ہی دانی ہے تو بسم اللہ سنئے اس فقیر نے پینل کوڈ کا اردو ترجمہ پڑھا ہے اور تعزیرات ہند و ضابطہ فوجداری بھی دیکھا ہے پس از راہ مہربانی اس کمترین کو آج سے مولوی و شاہ صاحب نہ کہئے بیرسٹر صاحب ہی کہا کیجئے اور جیسے آپ لوگ بے واقفیت علوم عربیہ مجتہد و مولوی بنتے ہیں - میں بھی بلا سفر

انگلستان و باوجود عدم واقفیت اصولِ قانون ورومن لاَ بیرسٹر و سالسٹر ہو جاؤنگا۔
مگر اے عزیزو! عدالت عالیہ اور حکومت انگلشیہ کبھی مجھے اس ترجمہ دانی سے اپنی عدالتوں میں بحث کرنیکی اجازت نہ دیگی اور حکام کے حضور میں ہم کبھی قابل اعتبار نہونگے۔ پس اسی طرح اس ترجمہ دانی سے تم بھی شریعت اسلامیہ و عدالتِ محمدیہ میں بحث کے مجاز نہیں ہو سکتے اور خاصانِ دین و ملت تمکو کبھی قابل اعتبار نہ سمجھینگے انگریزی ترجموں کی حالت آپکو سنائیں سنئے! اسٹینڈرڈ سکول و کالج میں زبان اردو جو پراکسس پڑہائی جاتی ہے اسمیں ہسٹوریا کا ترجمہ عربی اختناق الرحم اور اردو ترجمہ باؤگولہ کیا گیا ہے یا للعجب بھلا کسی سے پوچھئے تو سہی کیا اختناق الرحم۔ باؤگولہ کو کہتے ہیں؟ باؤگولہ تو کبھی مردوں کو بھی ہوتا ہے جنکے پاس رحم ہی ندارد +
علےٰ ہذا القیاس فزیالوجی وغیرہ کے اردو ترجموں میں کیلوس و کیموس میں بالکل الٹ پلٹ ہی کایم کو کال اور کال کو کایم کر دیا ہے۔ غدا سے اپیل و تلفظ کے فرق میں آسمان و زمین کا فرق ہو جاتا ہے۔ اسی ترجمہ کی بدولت توراتؔ و انجیلؔ ہر دو تین سال میں ایک نیا روپ بدلا کرتی ہے جس سے نئے نئے معنے پیدا ہوتے رہتے ہیں بات کہاں سے کہاں پہنچی۔ غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ نئے تعلیم یافتہ حضرات ترجمہ پر اسقدر نہ اترائیں کہ علوم دینیہ کے علامہ دہر و مجتہد وقت بنجائیں ع۔ ایاز قدرِ خود بشناس۔ ہر کسی کو اپنی حد پر رہنا چاہئے اور ایسی لغویات سے دور بھاگنا چاہئے۔ مومنین کی شان "عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ" ہے + آپ حضرات اللہ تعالیٰ اور اسکے برگزیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ پھر یہ کیا معنے کہ عبادت میں ہمارا حصہ ہو اور آپکا نہیں؟ اور اسکے لئے طرح طرح کے حیلے و حوالے ہوں پس یہ سب حیلے حوالے بالائے طاق۔ آپکو خواہ مخواہ مسجد میں آنا ہوگا۔ اور میں کشاں کشاں لاؤنگا۔ آپ مجھے اور میں آپسے کہوں ؎

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم   بندۂ بارگاہِ سلطانیم

میں اُن بے سمجھ مولویوں میں نہیں ہوں کہ آپکو کافر و مرتد و بیدین کہہ کر الگ ہو بیٹھوں حضرات! اب وہ زمانہ گیا میں اسلام کے حلقہ کو وسیع کرنا چاہتا ہوں نہ تنگ کرنا میں اہل اسلام کی تعداد بڑہانا چاہتا ہوں نہ گھٹانا میں غیروں کو اسلام میں لانا چاہتا ہوں نہ یہ کہ اپنوں کو کافر کہہ کر نکالدوں۔ آپ لوگ میرے عزیز ہیں اور اسلام میرا گھر ہے تو کیا کوئی عاقل اپنے عزیزوں کو گھر سے

نکالنا اور اُن کا خانہ بدوش ہونا روا رکھیگا؟ ہرگز نہیں۔ اور میں آپ لوگوں کے اس لباس و پوشاک کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا میرا خیال یہ ہے کہ اسلام کبھی ایک لباسِ خاص کا مقید نہیں ہوا۔ اور نہ ہوسکتا ہے فیشن ہمیشہ بدلا کرتا ہے اور بدلا گیا مگر اعتقادِ ایمانی اور خدا و رسول کی تصدیق اور اطاعت و فرمانبرداری کبھی نہ بدلنا چاہئے وہ اَلْآنَ کَمَا کَانَ ؎

حلقۂ پیغمبران از ازلم در گوش است بر ہمانیم کہ بود ست و ہمان خواہد بود

اسلام جب ہندوستانی لنگیوں اور دھوتیوں کو مسجد میں کھینچ لایا تو کیا جاکٹ و پتلون والوں کو نہ لاسکیگا؟ انشاء اللہ عنقریب وہ زمانہ آتا ہے اور خدا کرے ہم بچشم خود دیکھیں کہ بالخصوص جمعہ کے دن جامع مسجد شہر کے دروازوں پر بگھی چیرٹ ٹمٹم۔ پالکی۔ گاڑی فیٹن۔ بائیسکل موٹر کا بینڈ و گھڑی ہوں۔ اور میں پوچھوں تو معلوم ہو کہ یہ جج صاحب کی سواری ہے یہ مجسٹریٹ صاحب کی اور یہ بیرسٹر صاحب کی۔ یہ ڈپٹی صاحب کی جمعہ پڑھنے تشریف لائے ہیں اور مسجد کے اندر جا کر دیکھوں کہ ادھر مولوی صاحب ہیں شاہ صاحب ہیں ادھر بیرسٹر صاحب مجسٹریٹ صاحب ہیں کوئی جبہ دستار میں ہے کوئی فقط قمیص و لنگی میں۔ کوئی شیروانی ڈانٹے ہوئے ہے کوئی جاکٹ و پتلون سے آراستہ غرض ایک عجیب گلدستہ ہو اور میں اُسوقت وجد میں حضرتِ اسلام سے یوں کہوں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من اندازِ قدت را می شناسم

لباس عرب نہایت ہی مقدس لباس ہے اور ہم لوگوں کا خاصکر اسی لباس میں ہونا زیبا ہے مگر جب مجھے اسلام کو وسعت دینا اور غیر ملکوں میں پھیلانا ہے تو کیونکر ایک لباس میں مقید کرسکتا ہوں خدا کرے یورپ میں اسلام خوب پھیلے تو کیا میں یہاں سے اُن لوگوں کیلئے پائجامہ بنا بنا کر بھیجا کرونگا چہ خوش مجھ سے تو یہ نہ ہوگا۔ ہاں میرے کرمفرمائے نواب محسن الملک جناب شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلیم کے لئے ایک جوڑا سج سجا کر روانہ کریں تو بہت ہی زیبا ہے مگر جناب! دیکھئے! قالب کی ٹوپی اور بے ناک کا جوتا اور ساشلیٹ کا پائجامہ۔ شربتی کا انگرکھا۔ اور اسپر دو ہاتھ کا سہ گوشہ رومال گلے ڈالدیا ضرور ہو۔ مگر بندہ نواز لیورپول کا نام بھی پھر چوک لکھنو رکھ دیجئے گا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اِن لباسوں پر کُفر کے فتوے دینا یا اُن کو سُنّتِ نبویہ سمجھنا اسقدر غلطی ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نونہ یہ لباس تھا نہ وہ۔ ہاں اگر مسلمان نیک نیتی سے اسکو پہنیں تو یہ بھی درست ہے اور اُسکو پہنیں تو وہ بھی درست اور میں وجد میں یوں کہوں ؎

آنکہ میگویند این بہتر زحسن		یار ما این دارد و آن نیز ہم

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ"۔ یہ مومنوں کی صفت ہے کہ وہ فقط عبادتِ بدنی ہی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ مالی تعلق جو خدا نے اُن کے ساتھ لگا دیا ہے وہ خوش معاملگی سے اس تعلق کے حقوق ادا کرنے میں دینے وہ لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں۔

صاحبو! زکوٰۃ کے لفظ سے لوگ گھبرائے ہونگے۔ کہ یہ کیسا بیجا ٹکس ہے مگر جب اسکی حقیقت سے واقف ہو جائیں تو سمجھ سکینگے کہ زکوٰۃ قومی حق میرے ذمہ ہے اور انسانیت کا اقتضا ہے کہ اس حق کو پورا کریں سنو صاحبو! ہم مسلمانوں کا مذہب رحم و کرم و مروّت و ہمدردی و حُبِّ قومی سے مملو ہے اور ہر جاندار پر ہمیں رحم آتا ہے اور انسان کے ساتھ ہمدردی ہمارا عین مذہب ہے اور اپنی قوم کا اک خاص حق میرے ساتھ ہے پس میرے صدقات و خیرات عام خلقتِ خدا کے لئے ہیں مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ ایک قومی صدقہ بھی ہے جسکا تعلق خاص اپنے مذہب اور اپنے ہی قوم کے ہم مشرب و ہمخیال کے ساتھ ہے اپنی ہی قوم کے اُمراء سے لیتے ہیں اور اپنی ہی قوم کے غربا کو دیتے ہیں۔ اسی کو زکوٰۃ کہتے ہیں + جب ہم زندہ قوم کہلاتے تھے اور سلطنت و امارت ہمارے ہمرکاب تھی اُسوقت یہ صدقہ حاکمِ وقت ہی وصول کرتا اور سرکاری خزانہ میں جمع ہو کر موقع و محل سے مستحقین کو دیا جاتا تھا ہر شہر میں اسکا دفتر ہوتا تھا اور نتیجہ و ثمرہ اسکا یہ تھا کہ ہماری قوم کو بھیک مانگنا نہ پڑتا تھا۔ ہر شخص فارغ البال نظر آتا تھا۔

یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض متعصبوں نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ مسلمان کثرتِ تعصب سے اپنے غیر مذہب والوں سے کافر ہونیکا ٹکس وصول کرتے ہیں جسکو جزیہ کہتے ہیں حاشا و کلّا۔ یہ ٹیکس براہِ تعصب نہیں ہم پہلے اپنی قوم پر براہِ ضرورت زکوٰۃ و عُشر کا ٹیکس لگاتے ہیں

پھر غیر قوموں سے جو ہماری محافظت وامان میں رہنا چاہیں انکی حفاظت کے لئے اُن سے کچھ رقم وصول کرتے ہیں جس کو جزیہ کہتے ہیں۔ یہ ملکی انتظام ہے عقل سلیم بھی تسلیم کرتی ہے۔ اس میں تعصب کو کیا دخل ہے؟ ہمارے یہاں دین میں دباؤ نہیں جبر نہیں۔ مَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔ اور لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" ہمیں ارشاد کیا گیا ہے۔ پھر زبردستی مسلمان کرنا اور نہ ہو تو اُسے لوٹنا۔ اس کا مال ومتاع ہضم کرجانا۔ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ناحق شناسوں نے خود اپنے مذہبی تعصب سے ایسے بہتانات ہمپر عاید کئے ہیں۔ ہمارا دامن اس سے پاک ہے۔

حضرات! اب میں اصل مقصد پر آتا ہوں۔ زکوٰۃ ہم مسلمانوں پر فرض ہے اگر باوجود فرضیت نہ ادا کریں تو خدا کی نافرمانی کے جرم کے سوا قوم کے بھی گنہگار رہینگے کہ قوم کو غریب ذلیل رسوا و نادار بنانا چاہتے ہیں۔ برادران رونا تو یہی ہے کہ اب ہم مسلمانوں میں اس لفظ زکوٰۃ کا مفہوم ہی مفہوم ہے عملدرآمد بالکل غائب سینکڑوں ہزاروں روپیہ شہوت پرستی وعیاشی کھیل تماشے اور ذاتی وجاہت میں اُڑادیتے ہیں مگر یہ جزو خفیف قوم کا حق جسے خدا نے ہمارے ذمہ کیا ہے نہیں ادا کرتے۔ صاحبو! اگر کوئی مالدار اپنے اہل وعیال کے حقوق نہ ادا کرے انکی خبر گیری نکرے تو وہ ضرور قابل ملامت ہے۔ اسی طرح یہ لوگ اس قومی حق کے جو غربا کا ان کے ذمہ ہے ادا نہ کرنے سے قابل نفرین ہیں۔ اگر مسلمان زکوٰۃ کے عادی ہوتے تو آج قوم میں اسقدر غربا و مساکین کی کثرت نہ ہوتی اور قومی یا مذہبی کاموں کے لئے مجھے یا کسی کو گداگری کی نوبت نہ آتی۔ نواب محسن الملک صاحب! اگر ہم مسلمانوں میں زکوٰۃ کا فنڈ جمع رہتا تو آپ کلکتہ ورنگون کی گلیوں خاک چھانتے پھرتے یہ بڑھاپا۔ اسپر علالت۔ اور یہ بعید سفر اللہ اللہ یہ فقط قوم کی پست ہمتی اور زکوٰۃ سے بے پروائی کیوجہ سے گستاخی معاف! آج آپ مقدس ہیں کس شان سے کرسی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ کیا رنگون کا سفر یاد نہیں ہے وہ دن بھی یاد ہے کہ نہیں جبکہ آپ مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے آئے۔ اور فقیر کا وعظ سنکر باہر نکلے تو لوگ کہتے تھے "یہ نیچری جاتا ہے"۔ اور ایک شخص جنہوں نے حیدرآباد دکن میں آپ کا دور دورہ دیکھا تھا۔ حسرت سے کہتے تھے "ہائے یہ مہدی علیخاں ہیں ہائے اب بھیک مانگ

پھرتے ہیں کیا خدا کی قدرت ہے" میں نے کہا کہ جناب ان کو بھیک مانگنا بھی نہیں آتی۔ اچھی طرح سے صدا نہیں دیتے۔ اسی لئے میں ساتھ ہو لیا ہوں۔ ع عزیز دا حق تعالیٰ کبریا ہے"

زور میں پڑھ دیا کرتا ہوں۔ یہ فقط ہاتھ ہی پھیلاتے ہیں"

حضرات! اس رنگون کے سفر سے مجھے طرح طرح کا تجربہ حاصل ہوا مگر میں تو اس بڈھے نواب کا قائل ہو گیا صبر استقلال و حزم ثابت قدمی کوئی ان سے سیکھے ع۔ این کار از تو آید و پیران چنیں کنند" سب مصیبتوں کو جھیل لیا اور آخر پینتیس ہزار نقد روپیہ لئے ہوئے نہ اٹھے۔ یہ فقیر نو سو دن کے بعد بھاگ کھڑا ہوا اور یہ ایک مہینہ تک ڈٹے رہے اور اپنا سکہ بٹھا ہی کر اٹھے۔

میں علیگڈھ کالج کے لئے روپیہ جمع کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں اور تعلیم کا میں ضرور حامی ہوں گو سید احمد خانی مذہب کا مخالف ہوں مگر تعلیم سے مجھے اتفاق ہے لیکن میں ضرور معذرت عرض کرتا ہوں کہ میں رنگون میں کسی قسم سے آپ کی اعانت نہ کر سکا اور اپنے مواعظ میں کسی طرح کالج کا ذکر نہ کر سکا۔ اسکی بہت سی وجوہات ہیں جنہیں آپ بھی جانتے ہیں مگر غلط فہمی کے دور کرنے میں میں نے ضرور مدد کی ہے اور یہ میرا فرض تھا! حضرات! میرے ساتھ ایک دوسری قومی و مذہبی ضرورت بھی تو وابستہ ہے یعنی میں نائب ناظم ندوۃ العلما ہوں مجھے وہاں اپنا بھی تو خیال تھا! ورنہ اپنے لئے تو کوئی اس میدانِ پُرفضا کے مقاموں کو دیکھتا تھا کہ آئندہ سال ہم غازی مردوں کے گھوڑے کدھر بندھیں گے اور غریب ندوہ کا یہاں کیا طور ہوگا + آپ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہماری خدائی اور قومی ادائے حقوق کی تعریف کے بعد ہم مسلمانوں کے اخلاقی حالات کا بھی ذکر فرمایا کہ "وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُونَ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعٰدُونَ یعنی مومنین وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی پوری محافظت کرتے ہیں اور اسے پوری طرح قابو رکھتے ہیں بجز اپنی بیبیوں اور لونڈیوں کے۔ اس قوت کو مصرف میں نہیں لاتے اور یہ وہ قابلِ ملامت نہیں۔ ہاں جو لوگ اس سے زیادہ چاہیں وہ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

صاحبو! اخلاق کے خراب کرنے والی چیز سب سے زیادہ قوت شہوانی اور شہوت پرستی ہے۔

اسی سے انسان ہلاک برباد ہو جاتا ہے۔ اسی قوت پر پورا قابو رکھنا بڑی مردانگی ہے اسی لئے مومنین کیلئے یہ مخصوص ہے۔ مومنین شہوت پرستی بیحیائی۔ رنڈی بازی۔ زناکاری۔ جبق۔ اغلام خلاف وضع فطری سے بچا کرنے والے ہیں۔ اُنکے تعیش و دفع ضرورت کیلئے انکی بی بی اور انکی لونڈیاں جو مثل بی بی کے ہیں۔ کافی ہوتی ہیں۔ ہاں صاحبو! مجھے یہاں پر ایک بھاری غلط فہمی دور کرنا ضرور ہے یورپ کے متعصبوں نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ مسلمان مذہبی طور سے انسان کو وحشیوں کی طرح بیچتے اور انکا بیع وشری جائز رکھنے میں اپنے خلاف مذہب کو پکڑ کر حیوانوں کی طرح مقید کرتے ہیں اور غلامی جو فطرتی بُری شئی ہے اُس کو روا رکھتے ہیں۔ حضرات! یہ سب بہتان ہے۔ اسلام اِن تمام عیوب سے پاک ہے ناسمجھ لوگ جو غلامی کی حقیقت سے ناواقف ہیں وہ ایسے بہتانات کرتے ہیں۔ غلام کے معنی فرزند کے ہیں غیر قوموں کے بچوں کو اپنے گھر میں لاکر مثل اپنے فرزند کے پرورش کرتے ہیں۔ بھلا اس سے زیادہ کیا انسانیت ہوگی؟ ہمارے غلام اور فرزند میں کچھ فرق نہیں انکی تاریخیں موجود ہیں۔ دیکھ لو! ہم غلاموں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے آئے ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ جنگ سے لوٹ لاتے ہیں تو حضرات! مہذب دنیا میں آج بھی یہ دستور ہے کہ اعلانِ جنگ کے بعد تمام معاہدات کالعدم ہو جاتے ہیں اپنی خبر ہر کسی کو ہے جنگ میں ہزاروں آدمیوں کا وارہ ونیارہ ہو جاتا ہے کتنے بچے یتیم کتنی عورتیں رانڈ ہو جاتی ہیں کیا انسانیت کا یہی نتیجہ ہے کہ یہ لاوارث اسی مصیبت میں چھوڑ دیئے جائیں۔

پس مسلمان اپنی مفتوح افراد کی اولاد کو اپنے گھر لاتے ہیں انکو غلام یعنے اپنا فرزند سمجھتے ہیں اور انکی بیوہ بیبیوں کو اپنے گھر میں ڈال لیتے ہیں اور اپنی بیبیوں کے ایسا برتاؤ اُنکے ساتھ کرتے ہیں اُنکو اپنے گھر کا مالک بناتے ہیں۔ فرمایئے۔ اس سے بڑھکر اور کیا انسانیت ہوگی؟ حضرات! ہمنے جو غلاموں کے ساتھ بھلائی کی اور اُنکو اپنے فرزندوں پر ترجیح دی کتب تاریخ اس سے بھری پڑی ہیں کیا ان متعصبوں کو معلوم نہیں؟ ہاں ہم غلام بناتے ہیں مگر ہمارے غلام بادشاہی کرتے ہیں۔ ترک و دیلم ہمارے ہی تو غلام تھے جو ہمارے سامنے بغداد میں حکمرانی کرتے تھے۔ مصر میں ایک مدت تک ہمارے ہی غلام فرمانروائی کرتے تھے۔ ہندوستان میں ایک مدت تک یہی حکمران تھے سلاطین ایوبیہ چراک

ش بلبین کہلاتے تھے۔ اسی اسلام کے غلام تھے یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ یہاں کے غلام کے سر پر تاج شاہی رکھا جاتا ہے

چوں داغ غلامی تو داریم ہر جا کہ رویم بادشاہیم

مدرسہ فقط نبوی تاج بخشی بلکہ وحشی نژاد حبشیوں کو علامۂ دین و مقتدائے اسلام بناتے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کثیر الاولاد تھے مگر اپنے کسی فرزند کے ساتھ اُنہوں نے تعلیم علوم میں وہ محنت نہ کی جو عکرمہ اور طاؤس اپنے غلاموں کے ساتھ کی اور اپنا سارا علم قرآن ان لوگوں کو سکھایا جسکا نتیجہ یہ ہے تفسیر حدیث کی کتاب آج ایسی نہ ملیگی جسمیں عکرمہؓ طاؤس کا نام نہ آئے اور علی بن عبداللہ بن عباسؓ اُن کے بیٹے علمی دُنیا میں بالکل گمنام ہیں پس برادران یہ سمجھو کہ ہمارے یہاں کی غلامی حبشیوں کو انسان بنانے کے لئے ہے نہ انسان کو وحشی و جانور بنانے کے لئے! وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔ صاحبو! اوپر کے سلسلے سے غور کیجئے کہ مومنین کی کیا شان ہے عبادت بدنی و نیاز مندی میں اعلیٰ پایہ۔ عبادت مالی کے پابند۔ فضول باتوں اور لغویات سے بیزار۔ اخلاقی حالت نہایت ہی درست۔ شہوت پرستی سے دور۔ اب معاملات کا حال سنئے کہ وہ معاملات میں کیسے ہیں ارشاد ہوا۔ کہ "یہ مومنین وہ ہیں جو امانتوں اور معاہدات کی پوری رعایت کرتے ہیں"۔ کوئی اُن کو امین بنائے کسی سے یہ معاہدہ کریں تو اسکو پورا کرتے ہیں۔ خیانت و بدعہدی ان کا شیوہ نہیں۔ صاحبو! ہماری امانت داری وہ تھی کہ کفار باوجود مذہبی عداوت کے ہمارے حضور کو "محمد امین" کہتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری پر پورا بھروسہ کرتے تھے۔ حضرات اسلام میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو امانتداری کا پیشہ کرتے تھے اور حسبۃً للہ دوسروں کے مال و اسباب کی حفاظت کرنے اور اس پیشہ کو اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے مدینہ طیبہ میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق اور کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہ علیہما السلام امانتداری میں مشہور تھے ہر امیر غریب جو چاہتا اُنکے یہاں مال و اسباب رکھتا یہ اپنے مال سے بڑھ کر اسکی حفاظت کرتے تھے اور اس زمانہ میں معاہدے معمولی چیز سمجھے جاتے ہیں حالانکہ یہ خاص مومنین کی علامات سے ہیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ منافق کی نشان ہے کہ عہد شکنی کرے اور وعدہ وفا نہ کرے ÷ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ پہلے مومنین

کی نماز باخشوع کا ذکر ہو چکا ہے اب ارشاد ہوتا ہے کہ مومنین وہ ہیں جو کہ اپنی نمازوں کی پوری محافظت کرتے ہیں یعنی اوقات مقررہ پر ادا کرتے ہیں صبح کی ظہر اور ظہر کی مغرب نہیں کرتے اُن کے تو اوقات بندھے ہوئے ہیں اور ان کا ہر کام وقت پر ہوتا ہے پھر نماز جو عبادت ہے کیونکر وقت پر نہ ہوگی۔ آپ لوگ فرمائیں گے کہ خدا کی عبادت یعنی اظہار نیازمندی کے لئے پانچ وقت کی قید کیسی؟ اور اسی وقت میں ادا کرنے کے کیا معنی؟ جس وقت پوری ہو جائے + ہاں صاحبو! یہ سچ ہے اظہار نیازمندی کے لئے بظاہر وقت کی کیا ضرورت نہیں جس وقت ہو سکے اور جتنا ہو سکے مگر خوب یاد رکھو کہ اسلام نے ہمیں پوپ اور جوگی نہیں بنایا۔ کہ جنگل و پہاڑ میں جا بیٹھیں ہمیں اپنی دنیا کے بھی تو دھندے ہیں اسلئے ہمیں ہر کاموں کے لئے تقسیم اوقات ضروری ہے پس چوبیس گھنٹے کی زندگی میں پانچ دفعہ خدا کے آگے سر جھکانے ہیں۔ اور جب ہم نے اپنی عبادت کو وقت کا پابند کر لیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر کام ہمارا پابندی وقت کے ساتھ ہوگا۔ جو مدنیت اور حفظ صحت کے لئے ضروری شئی ہے۔ ہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی دولت و ثروت یا بیرسٹری یا وکالت وغیرہ کی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہمیں پانچ وقت فرصت کہاں؟ جب موقعہ فرصت ہو پڑھ لینگے۔ میں اُن سے بھی نہایت ہی نرمی سے عرض کرتا ہوں کہ ممکن ہے یہ عذر آپ کا صحیح ہو۔ مگر خدائی قانون کا کلیہ دفعہ آپ کی وجہ سے کیونکر مخصوص ہو سکتا ہے اور ہمیں اور آپکو اسمیں دست اندازی کا حق ہی کیا ہے؟ اسکی مثال یوں ہے کہ ہمارے ملک صوبہ بہار و بنگال میں تحصیلداری کا محکمہ نہیں ہے۔ سرکاری مالگذاری (خراج اراضی) کے لئے وہاں چار قسطیں بقید تاریخ مقرر ہیں جنوری ۱۲ - مارچ ۲۴ - جون ۶ ستمبر ۲۸ - اگر ان تاریخوں میں شام تک روپیہ داخل نہ ہو بس جائداد نیلام۔ عذر حیلہ ہرگز مسموع نہیں۔ ہر قسط میں نیلاموں کی دھوم رہتی ہے جب اس ملک میں پلیگ شروع ہوا اور مخلوق پریشان اُس گاؤں سے اُس گاؤں ماری پھرتی تھی اور نہایت ہی واجب الرحم تھی مگر وہ زمانہ ادائے مالگذاری کا بھی تھا بہتیروں نے یہ چاہا اور بہت زور دیا کہ یا تو مالگذاری معاف یا میعاد کم و بیش کر دی جائے مگر حکام وقت نے اس مجاریہ قانون میں ذرا بھی ردّ و بدل نہیں کیا جناب من! پھر نیلام کا وہ ڈر تھا کہ کبھا گاعن

اعد کہاں کا پلیگ۔ سب حسب معمول انہیں تاریخوں میں جا کر حزانہ معمور کرگئے۔ بظاہر تو یہ معاملوں کی بڑی شمار کیجائیگی مگر ہرگز نہیں یہی مقتضائے عدل تھا۔ جو انہوں نے کیا۔ افراد و چند اشخاص کے لئے قانونی دفعات کو غیر نافذ کرنا عقل حکیمانہ و اصول سلطنت کے خلاف ہے۔ فرض کیجئے ایک سال طاعون کی وجہ سے یہ قاعدہ توڑا جاتا تو دوسرے سیفہ تیسری سال آتش زدگی چوتھے سال عدم پیداوار وغیرہ آفات ارضی و سماوی کی وجہ سے تو کبھی اپنی جگہ پر یہ قاعدہ قانون نافذ ہی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سمجھئے کہ کسی پیر و دولتمند کو صبح کا اٹھنا جبر ہو تو اسکے لئے کیونکر دفعہ قانون الٰہی کو غیر نافذ کریں اور صبح کی نماز کیونکر اُسپر معاف کریں۔ دوسرے صاحب بھی اسی طرح کوئی عذر پیش کرینگے یا کسی بیرسٹر جنٹلمین کے لئے جو شام کو کرکٹ بال۔ فٹ بال۔ پولو اور ٹینس میں مصروف رہتے ہیں کیونکر مغرب کی نماز معاف سمجھیں۔ اک تیسرے صاحب بھی کچھ ایسا عذر ہی کرینگے۔ پھر نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ الٰہی قانون بالکل غیر نافذ۔ خدارا برادران! شرم کرو!! اور قانون الٰہی کو نافذ ہونے سے مت روکو ہاں جو تم سے نہ ہو سکے اسکے عدم تعمیل کی معذرت پیش کرو!!! حضرات!۔ اسی محافظت صلوٰۃ کے متعلق مجھے ایک بات اور بھی عرض کرنا ہے کہ بعض جنٹلمین یوں خیال کرتے ہیں۔ کہ نماز عربی زبان میں پڑھنا بے سود ہے ہر شخص اسکے معانی نہیں سمجھتا ہے پس اردو زبان میں ہونا زیادہ مناسب ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ حضرات نماز کی حقیقت پر غور کریں تو پھر ایسا نہ کہیں صاحبو! نماز دربار خداوندی کی حاضری کا نام ہے جہاں اپنی نیازمندی و عبودیت کا ہمیں اظہار کرنا ہوتا ہے کبھی یہ اظہار الفاظ و جملات کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور کبھی خاکسارانہ و عاجزانہ ہیئت نشست برخاست سے ہوتا ہے دربار کے قواعد اعلےٰ درجہ کے درباری و مقربین بارگاہ منضبط کرتے ہیں اور تمام درباری انہیں قواعد و ضوابط کے پابند ہوتے ہیں عام درباریوں کو اسمیں رد و بدل کا حق نہیں پس اے برادران اس دربار الٰہی کے اعلےٰ مقرب ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے اور انہوں نے یہ قواعد و آداب مقرر کئے ہیں۔ ہم عام درباری آب اسمیں کیونکر رد و بدل کر سکتے ہیں۔ کیا یہاں وائسرائے کے لیوی کے قواعد کو ہم درباری بدل سکتے

سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں پھر خداوندی دربار کے قواعد میں کیونکر ردوبدل اور دخل درمعقولات کرتے ہو صاحبو! میں بارہا وائسرائے کی لیوی میں شریک ہوا ہوں ایک سال میں اور یہ ہمارے مخلص نواب سید حسن صاحب بہادر دونوں ایک ساتھ باریاب ہوئے تھے ذرا پوچھئے کیا کیا تہذیب قواعد کی پابندی کرنا ہوتی ہے میں ہندوستانی جوڑے کا عادی ہوں مگر اس دن دوسروں کے کارخانہ کا بوٹ زیب پا کرتا ہوں اور وہ بھی وہ جو چوں چوں نہ کرے شہر خموشاں میں سیدھا چلا چلے ۔

ایوان گورنری کی رعنت اور دسمبر جنوری کی وہ سردہوا - اللہ اللہ کیا کیا دقتیں ہوتی ہیں مگر باریابی کا وہ شرف ہے کہ ان سب تہوا ید مالا یطاق کا تحمل ہی ہونا ہوتا ہے اور اگر کوئی ذرا ان قواعد مقررہ کے خلاف کرے نوع پا بدست دگرے دست بدست دگرے - پس حاکم مجازی کے قواعد دربار کی اگر میں ترمیم کروں تو حماقت ہی حماقت ہے اور حاکم حقیقی کے دربار کے قواعد منضبط کو ردوبدل کریں تو جنون فوق الجنون ہے! صاحبو! اور سنو! ہمارے یہاں ہز اکسلنسی جب تشریف لاتے ہیں اور اُن کا دربار ہوتا ہے تو ہم اُردو خوانوں کی طرف سے بھی جو ایڈریس و میموریل پیش کیا جاتا ہے وہ سب انگریزی زبان میں ہوتا ہے - اسلئے کہ وہ سلطنت کی زبان ہے اسکو ہماری زبان پر ضرور شرف ہے - یہ ہماری غلطی ہے کہ ہمنے کیوں نہیں اس ضروری زبان کو سیکھا - پس آداب سلطنت و مملکت کا یہی اقتضا ہے کہ جو عرض حاجت ہو سلطنت کی زبان میں ہو پس اسی طرح سمجھو کہ اسلامی حکومت اور مذہبی سلطنت کی زبان عربی ہے پس دربار نماز میں جو کچھ ہمیں کہنا ہو - اسی زبان میں کہنا چاہئے اردو وغیرہ میں کہنا یعنے اردو میں قرآن پڑھنا سخت گستاخی ہے ہاں اسکا ترجمہ پہلے سے سن سنالیں یاد کرلیں اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اللہ تعالیٰ نے جب فلاح یافتگان مومنین کی صفات بیان فرمائیں تو اسکے بعد انکے اکرام و انعامات جو ہونگے انکا ذکر فرمایا کہ مومنین جنکی اوصاف حمیدہ متذکرہ بالا ہوں وہ فردوس کے وارث ہونگے اور ہمیشہ وہیں آرام چین کرینگے۔۔ حضرات! "وارث" کا لفظ آپ لوگ سنکر سمجھ گئے ہونگے کہ "وراثت و ترکہ" کا جھگڑا نہ چھڑ جائے مگر خاطر جمع

ہیں۔ میں اسوقت اسکی توضیح و تشریح و تردید کچھ بھی نہیں کیا چاہتا۔ ہاں اسلام و قرآن پر کوئی معترض ہو اسکا جواب مجھپر فرض ہے یا کوئی اپنا شبہ پیش کرے میں جواب کے لئے طیار ہوں کوئی مسلمان ہو کر خلاف اسلام ایک نیا طریقہ اسلامی بنائے میں اسکی تردید کیلئے موجود ہوں مگر اس شخص کو بھی دیکھنا چاہیئے جو میرا مد مقابل ہو عوام کا جواب دینا اور اُن کے لغویات میں پڑنا میرا منصب نہیں یہ جھگڑا اور ترمیم قرآنی ان لوگوں کیطرف سے پیدا ہوئی ہے جنکو اسلامی پبلک میں کچھ وقعت نہیں مسلمانوں پر انکا کسی قسم کا اثر نہ وہ حکیم نہ حافظ نہ مولوی نہ شیخ نہ شمس العلما نہ ایل ایل ڈی نہ ڈاکٹر نہ بی اے نہ ایم اے پھر میں کس قاعدہ سے انکی طرف مخاطب کروں ہاں نواب محسن الملک شمس العلما ڈپٹی نذیر احمد بیگ اگر ایسا کہتے تو میں ضرور تردید کرتا اسلئے کہ قوم کی اک جماعت تو اُن لوگوں کے علم و فضل پر بھروسہ ہے عام لوگ بے جوڑ و بے قافیہ تک بندی کریں تو میرے ذمہ اسکا جواب نہیں اخبار ہی دُنیا جانے اور وہ مجھے معاف فرمایئے!!!

حضرات! اب فردوس و جنت کی سیر کیجئے! ان بکھیڑوں کو چھوڑیئے! اٹھئے!! ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو عالم بنائے ایک تو وہ جسمیں ہم موجود ہیں اور دوسرا وہ جو مرنیکے بعد پیش آنیوالا ہے اِس کو عالم اولیٰ اُسکو عالم اُخریٰ کہتے ہیں مولنا روم قدس سرہ فرماتے ہیں:- ؎

عالمِ اوّل جہان امتحان　　　عالمِ ثانی جزائے این و آن

یعنی یہ عالم جانچ اور آزمائش و امتحان کا ہے اور اسکا بدلہ اس عالم میں ظہور میں آئیگا یا اس شعر کا مطلب ہے نئی روشنی کے انداز پر سمجھو یہاں تمکو خوب متعدی سے امتحان دینا ہوگا لیکن حکم نہیں معلوم اُس عالم میں جا کر معلوم ہوگا کہ پاس یا فیل بس اس عالم میں جو کچھ کرتے ہو ذرہ ذرہ اسکا حساب ہے گا۔ اور تمکو دینا ہی پڑیگا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ برادران حساب کتاب ہے ہوشیار رہو اس زمانہ میں ہم مسلمان شامت زدہ ہو رہے ہیں کہ امتحانوں میں اکثر ناکامیاب بنتے ہیں کہیں وہاں بھی ناکامیاب رہو اور حساب کتاب میں فیل نہو جاؤ۔ خداوند کے حضور پیشی کیوقت ایک نئی قسم کے گواہ پیش ہونگے یعنی ہاتھ پاؤں ہر عضو بول اُٹھیگا جنپر آپ کیطرف سے کسی قسم کی جرح نہیں ہو سکتی پھر جانچ کرکے حکم سنایا جائیگا "خُذُوْہُ فَغُلُّوْہُ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ" صاحبو! ہاتھ پاؤں کا بولنا اور انسانی صوت کا اس سے نکلنا ظاہر پرست لوگ خلاف عقل سمجھتے ہونگے۔ مگر ذرا غور کرو۔ فونوگراف سے انسانی آواز

کیونکہ بجنسہ نکلتی ہے اسیطرح ارادہ الٰہی اپنی حکمت سے ہمارے ہاتھ پاؤں سے بھی وہی آواز ہماری نکالدیگا تعجب کی کیا بات ہے ؟ تمام قدرت الٰہی کو اپنے ایک بچہ دماغ میں اُٹھانا یہ تنگ خیالی ہے علیٰ ہذا القیاس عالم آخرت و قیامت کا زلزلہ شدت گرمی سوا نیزہ پر آفتاب کا ہونا کسی تنگ خیال کے دماغ میں نہ سمائے تو نہ سمائے ہمارے نزدیک یہ کچھ خلاف عقل نہیں سب ممکن الوقوع ہے ہم عالم دنیا کے واقعات پر جب غور کرتے ہیں تو زلزلہ آخرت کا نمونہ آگ کا برسنا سمندر کا کوسوں تک جلنا ایک کا دوسرے سے بھاگنا اور پردہ ہونا (یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ کا نمونہ) لوگوں کا ہلاک و برباد ہونا وغیرہ ذالک دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں کبھی اس میں اخباروں میں پڑھتے ہیں اسیطرح سمجھو کہ جب دنیا میں عام مہلک زلزلہ ہوگا وہ زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم ہے اور جب عام طرح سے سمندر و دریا جل اُٹھینگے وہ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ہے اور یہی قیامت کا دن ہے اب نئی فلسفہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ کشش آفتابی زمین کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے اور زمین کھنچتی جاتی ہے عنقریب قریب ہو جائیگی جسے ہم سوا نیزہ کہتے ہیں یہی قیامت کا دن ہے۔ صاحبو! ہرگز یہ باتیں عقل سلیم کے خلاف نہیں اور خوب دیکھو کہ اسلام صحیح عقل کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اسیطرح جنت کو سمجھو ہمارے شاعروں اور واعظوں نے خدا جانے اسے کیا بنا رکھا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ احکم الحاکمین کیطرف سے جو ہمیں انعام میں جاگیریں باغات محلات بنگلے کوٹھیاں عطا ہونگی اسی کا نام جنت ہے اور یہ نہیں کہ اُن کوٹھیوں میں آپکو فرنیچر و ملازمین کا اہتمام کرنا ہو حضرت نہیں وہ مکانات و کوٹھیاں آراستہ و پیراستہ مع خانساماں و بیرے و بوائے جنکو حور و غلمان و قصور کہتے ہیں ملینگی۔ اور سنئے! وہ انعام و اکرام چند روزہ نہیں بلکہ دوامی جاگیر و منصب ہے جسکے لئے ارشاد ہوا "ہُمْ فِیْہَا خَالِدُوْنَ" حضرات! میں اب بساط تقریر کو سمیٹنا چاہتا ہوں اسلئے کہ کہانی بڑی اور رات تھوڑی ہے اور آپ لوگ خستہ و ماندہ بھی ہونگے لہذا اب میں معافی چاہتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ آئندہ آیتوں کے ترجموں کو میں بیان نہ کرسکا یاراِ صحبت باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی عرض کرونگا۔ بالخصوص خلقت آدم کے متعلق جو آیتیں ہیں انہیں میں ڈارون صاحب کی تھیوری اور قرآنی تھیوری کو ذکر کرونگا۔ اور موازنہ کرکے بتاؤنگا کہ عقل سلیم کسکو قبول کرتی ہے۔ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور قرآن شریف میرے ہاتھ میں ہے آپ لوگ یقین کریں کہ میں کوئی امر کسی کی دل آزاری و توہین کی نظر سے ہرگز نہیں کہا میری غرض قوم کی اصلاح ہے اور بری باتوں کا دور کرنا اور مذہبی پابندی کا شائع ہونا واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ فقط

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ (محمد سلیمان … چشتی پھلواروی)

دیانندی اور ہم

یا

پانی پتی صاحب کو جواب

آریہ مسافر ماہ۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۳

ناظرین۔ ہمیں یہ دیکھکر ازحد خوشی ہوئی۔ کہ ایک پانی پتی دیانندی صاحب کمبھ کرن کی نیند سے بیدار ہوکر ہمیں مخاطب کررہے ہیں۔ مخاطب کیا کرنا ہے۔ وہی دیانندی تعصب کی سرانڈ پھیلاکر اناپ شناپ الول جلول باتیں کرکے ٹالنا چاہتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ مرد خدا۔ اگر کسی بات کا جواب دیتا ہے۔ تو بسم اللہ لائیے۔ ادہر ادہر کی فضول باتوں سے کیا فایدہ۔ جو کچھ وقعت دیانندیوں کی لغو تحریرات کی علماء سمجھتے ہیں۔ ہم اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اسی لیئے ہماری پالیسی ایسے جہال کے ساتھ کلوخ انداز را پاداش سنگ است کے مطابق رہی ہے۔ جیسے ہم بارہا بیان کرچکے ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ پانی پتی صاحب قلم کو روکے رکھیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بیشک اپنی جولانی طبع کو آزماکر دیکھ لیں۔ مگر سب سے پہلے دیانندی مسافر میگزین کی پالیسی تصنیفہ کو ساج کی پیجاؤ ہرطرف۔ پرکاش ویدپاک کا پہونچاؤ ہرطرف"۔ کی پوری پوری تشریح فرماویں۔ کہ وہ کونسی سماج کی تصانیف ہیں۔ جن کے ذریعے ویدپاک کا پرکاش پہونچایا جارہا ہے۔ تاکہ ہم دیانندیوں کے گرو کی تصانیف کو چھوڑکر۔ ویدپاک کے پرکاش کرنے والی تصانیف کی ورق گردانی کریں۔ او

تو وید کی اصل تعلیم سے واقف ہو کر اسی کے مطابق آپ کی خدمت کریں۔ کیا ہم مسافر میگزین کے مضامین کو وید کے عین مطابق مان لیں۔ یا آپ کی تصانیف کو۔ براہ عنایت ہمیں اپنی مسلمہ کتب کے ناموں سے آگاہ کر دیں۔ اگر آپ اصل ہندی ستیارتھ پرکاش وغیرہ کے حوالوں کی پناہ میں گھسنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں بھی اجازت دیں۔ کہ ہم بھی اس ہندی اور اصل ستیارتھ پرکاش کے حوالے دے سکیں۔ جسے دیانندی نے خود لکھا۔ اور اپنے سامنے دو بارہ چھپوایا۔ اس کے مرنے کے بعد والی کمی بیشیوں کو ہم ہرگز قبول نہیں سمجھتے۔ چونکہ آپ نے اپنے طویل اور فضول ریشخی لئے ہوئے مضمون کے علیحدہ علیحدہ ہیڈنگ قایم کئے ہیں۔ اس لئے ہم ہر ایک کی بابت کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

پالیسی

انوار الاسلام کی پالیسی جیسا کہ آپ کے دل میں چبھتی ہے۔ وہی ہے۔ جسے آپ نے خود بیان کیا ہے۔ اور جسنے آپ جیسے کئی مخالفوں کو نیچا دکھا دیا ہے۔ یہ پالیسی اس کی نہ صرف آج سے ہے۔ بلکہ آغاز سے ہی وہ اس پر کاربند چلا آرہا ہے ذرا گذشتہ سالوں کے فائل اٹھا کر دیکھئے۔ کہ اس کی کس کس بات کا آپ نے یا آپ کے دوسرے تثلیث پرست بھائیوں نے جواب دیا ہے۔ چونکہ آپ ہر دو تثلیث پرست ہیں۔ اسلئے وحدانیت کا سچا راستہ دکھانا۔ اسی غازی کا کام ہے۔ ذرا آپ اپنے میگزین اور دیانندی سماج کی پالیسی تو بیان کرتے۔ ایک طرف تو پکار پکار کر کہتے ہیں۔ کہ سماجک تصانیف وید کو پرکاش کرنیوالی ہیں۔ اور وید کی سچی تعلیم دینے والی ہیں۔ مگر دوسری طرف اعتراضوں کی بوچھاڑ پڑتے ہی لالہ صاحب دھوتی سمبھالتے وید کو بغل میں لئے گروکل کی چار دیواری میں جا براجتے

ہیں۔ واہ کیا خوب پرکاش ہے۔ آخر اس تصنیف کی تشریح تو کر دیں۔ کہ وہ کونسی بے
عیب تصانیف سماج کی ہیں۔ جو وید کا پرکاش کر رہی ہیں۔ چونکہ دوسرے تثلیث
پرست آج تک انوار الاسلام کے کسی مضمون پر کچھ نہیں کہہ سکے۔ اس لئے
عقلا کے نزدیک صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ مقابلہ کرنے سے لاچار ہیں۔ رہے دیانندی
بت پرست سو بعض دفعہ وہ کڑہی کے ابال کی طرح جوش دکھاتے ہیں۔ مگر اصل
مطلب کو نہ چھوتے ہوئے اول جلول لکھکر ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ سو اس لئے اس
عارضی جوش کو مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم خاص طور پر ان کی ہدایت اور
رہنمائی کریں اور انکی جنونی طبائع کی دوائی بذریعہ انوار الاسلام عوام دیانندیوں
میں تقسیم کریں۔ گو کڑوی دوائی مریض کو بری معلوم ہو۔ مگر اس کا نتیجہ صحت۔
راحت ہے۔ اس لئے روحانی امراض کا خصوصاً وہ امراض مہلکہ جن میں دیانندی
مبتلا ہیں۔ علاج کرنا انوار الاسلام کی یہی پالیسی ہے۔ امید ہے دیانندی لالے صاحب
ہمیں اپنی پالیسی سے مطلع کریں گے۔ اور سماج کی کسی اخبار یا تصنیف کا پتہ دیں گے
جو ویدوں کا پرکاش اصلی ہو۔ اگر سماجک تصانیف وید کا پرکاش نہیں۔ تو ویدوں
کی پیروی وانکی تعلیم پھیلانے کا دعوے باطل ہے۔ غور کریں سماج نام دہرنا چاہیے
کہ جیسی کسی کی رائے ہو۔ وید کے ذمے چسپاں کر دے۔ کیا یہ سمجھ لیا جاوے۔ کہ ۲۵ سال
کامل تک دیانندی باوجود غرور و نخوت وید کے اصلی مطالب اپنی کسی تصنیف میں ظاہر
نہیں کر سکے۔ اگر یہی بات ہے۔ تو ایسی لایعنی کتاب کی پیروی سے روحانی ترقی معلوم

دلچسپ نظارہ

انوار الاسلام کے مضامین نے دیانندی صاحب کو بری طرح لاچار کیا ہے۔ اور آ...
تعصب میں مسافر میگزین کے ایڈیٹر مضامین کا خیال تک بھول گیا ہے۔ جسمیں اسلام...

غلط سلط اور خرافات اعتراضات میرے پڑے ہیں سو بدروی کا معقول آپنے شروع مضمون ہذا میں دیکھ لیا ہوگا۔ اگر نہیں دیکھا تو پھر سُنئے۔ وہ کلوخ انداز پاداش سنگ است پر کاربند ہے۔ اس لئے جیسا سُنہ ہوگا۔ ویسی اس کی طرف سے چپیڑ پڑے گی۔ خیر اتنا تو آپ نے بھی مان لیا۔ کہ سوبدروی کے اعتراضات کا منشا نہ محض ویدک تعلیم اور آریہ لٹریچر ہی ہیں۔ دیانندیوں کی طرح زید۔ عمرو بکر مسلمانوں کی کتب کے حوالے نہیں ہوتے۔ چونکہ دیانندی روحانیت سے خالی اور ان میں سچی تعلیم کا قحط ہے۔ اسلئے اگر سچی تعلیم کی مہربانیوں کی بارش صرف انپر ہی برسائی جاوے۔ تو عین مناسب ہے۔

بیجا تعلق

سوبدروی کا ڈھنگ عین دیانندیوں کی طرز تحریر کے مطابق ہے۔ آپ کوئی ایک سا مضمون لیں۔ ہم اُسے آپ کے مسافر میگزین یا دیگر تصانیف سماج کے مقابلہ پر رکھ کر پرکھ دیکھئے۔ کہ کس مضمون میں دلیل یا اعتراض کم اور عبارت زاید ہوتی ہے۔ ہماری غرض آپ کے جانبازوں۔ اور مہارشیوں کی سچی اصلیت دکھانے سے ہے۔ اور جسنے ہماری اور دیانندی تحریریں مقابلہ میں رکھکر دیکھی ہونگی۔ اسپر اسکا فیصلہ ہے۔ ہماری شرطوں اور انعامی مضامین کے جواب میں لالہ جی صرف تھینکس کرکے چل دیئے ہیں۔ اور ذرا انتظار نہیں کی۔ اور کہدیا۔ کہ ہمارے پاس ان کا کچھ جواب نہیں۔ جس سے انکی لاچاری ظاہر معلوم ہوگئی مرزا صاحب کے اعلے مضامین کا دیانندیوں نے کیا جواب دینا ہے۔ جبکہ ایک معمولی مسلمان کے مقابلہ سے لاچار ہو رہے ہیں۔ ہم محض نیک نیتی سے بہت تھوڑا انعام رکھا کرتے ہیں۔ تاکہ عام دیانندی وچار کر جواب دے سکیں اگر

پانی پتی کی طرح سب عاجز ہیں۔ تولائیں اسلام پر ایک سچا اور ہمارے عقائد کے مطابق اعتراض کر کے اسپر انعام مقرر کریں۔ اور ایک منصف غیر مذہب کا مقرر کر کے دیکھیں۔ کہ کیسے انعام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ اسلامیوں ہی کا خاصہ ہے۔ کہ انعامی پر انعامی مضامین نکال رہے ہیں۔ اور سچائی کو ظاہر کر رہے ہیں۔ جھوٹے فریبی اور متعصب میں یہ جگر و دل کہاں۔

رہا دیانندی کا یہ کہنا۔ کہ سو بدردی کا انوار الاسلام میں حصہ ہے۔ یا مضامین کا عوضانہ لیتا ہے۔ ورنہ بےلاگ معترض کے لئے ایسا لکھنا کوئی سبب نہیں رکھتا۔ سولالہ جی گھبرائے نہیں۔ نہ ہم حصہ دار ہیں۔ اور نہ کسی سے عوضانہ کے روادار ہیں۔ خدانے اپنی عنایت سے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ ہاں صرف مسلمان ہونے کے حصہ دار ہیں۔ اور نہ صرف انوار الاسلام کے۔ بلکہ کل اسلامی اخبارات و رسالہ جات مثل التدبیر ضیاء الاسلام امرتسر کے۔ اور یہ خاص بات یہ ہے۔ کہ انجمن اشاعت اسلام کے سیر ہیں۔ آپ کے بیجا اعتراضوں کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ اور یہی فرض ہے۔ جو ہمیں اپنی گرہ سے سب اسلامی رسالوں اخباروں کی قیمت مقررہ ادا کرنے کے باوجود محصولڈاک مضامین وغیرہ خرچ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ آجتک ہم نے انوار الاسلام یا کسی دوسرے اسلامی رسالے کو بلاقیمت نہیں لیا۔ بلکہ ہر ایک کی پیشگی قیمت ادا کرتے ہیں۔ جس کے لئے ڈاکخانہ شاہد ہے۔ اس لئے آپ تسلی رکھیں کہ یہاں سب کچھ بلاغرض ہے۔ اسی لئے ایسی تحریریں آپ کے دل میں بہت چبھتی ہیں۔

عجیب چال

دیانندی اپنی لغو تحریروں کی طرف تو توجہ نہیں کرتے۔ اور انکو اپنی آنکھہ کا شہتیر

نظر نہیں آتا۔ مگر دوسروں کا تنکا بھی پہاڑ نظر آتا ہے۔ دیانندیوں کی جتنی تحریریں دیکھئے۔ ان میں مطلب کی کوئی دلیل نہ ہوگی۔ ان کے لغو وعادی کی بنیاد و ایک بحر مثالوں پر ہوگی۔ اور بس اسی پر دو ورقی ختم۔ اس عنوان کے تحت میں دیانندی صاحب نے بڑا فخر کیا ہے۔ کہ ہم عدالت میں نہیں جاتے۔ مگر مخالفین دیانندی سماج عدالت میں جاتے ہیں۔ لالہ صاحبان کی یہ تحریر دیکھکر مجھے ہنسی آتی ہے۔ کہ وہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر نہیں دیکھتے۔ کہ عدالت میں جاکر نیوگ کا پردہ ہی فاش کرائیں گے۔ یا باپ بیٹی کے دیدک انتعار سے کی تلعی کھلائیں گے۔ کونسی معقول وجہ پر آپ عدالت میں جا سکتے ہیں۔ پہلے تو کی ہی ایک عدالت کے فیصلہ کا سب دیانندیوں کو پڑھ لینا کافی ہے جس میں نیوگ کی عدالتی تشریح کی جاچکی ہے۔ بھلا لالہ جی سے کوئی پوچھے تو سہی کہ کوئی صاحب ماشاء اللہ با عزت آدمی ہیں۔ اور شریف و نجیب ہونیکا دعوے رکھتے ہیں۔ اگر کوئی بدمعاش سر بازار عوام میں خدانخواستہ ان کی بے عزتی کرے۔ اور انکو گالیاں دے تو کیا ان کی حمیت انکو ایسے بدمعاش کو سزا دلائے بغیر چھوڑ نا گوارا کرے گی۔ اور یہ کونسا انصاف ہے۔ کہ وہ شریف عدالت میں ایسے امر کی چارہ جوئی سے روکا جاوے۔ کسی مسلمان نے اگر عدالتی چارہ جوئی کی ہو۔ تو اس میں کونسی عقلی قباحت لازم آتی ہے۔ جب کہ عوام لالہ صاحبان کی طرز تحریر و تقریر سے کماحقہ واقف ہیں۔ ہم کونسے پرانوں کے حوالے دے دے کر دیانندیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ وہ عوام مسلمانوں کی طرح دیا بس کتب کے حوالوں سے ہم پر اعتراض کرسکیں۔ جائے شرم ہے۔ کہ ہم دیانندی تصانیف سے باہر قدم نہ رکھیں۔ مگر دیانندی لالہ ہم پر ردی سے ردی کتاب کے حوالے دے کر

اعتراضات قایم کریں ۔ حیف ہے ایسی دیانندی سچائی پر

دیانندیوں کی طرز تحریر

اس عنوان میں دیانندی نے سخت جھوٹ بولا ہے ۔ وہ لکھتا ہے ۔ کہ دیانندیوں کی تحریر ہمیشہ جوابی ہوا کرتی ہیں ۔ مگر ہم یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ کہ یہ ایسا سفید جھوٹ ہے ۔ جس کی کوئی حد نہیں ۔ لالہ دیانند نے ستیارتھ کے آخری باب میں ہماری یا عیسائیوں یا ہندوؤں وغیرہ کی کونسی کتب کے جواب میں لکھے ہیں ۔ اور لالہ درشنانند نے اپنے ٹریکٹ ہماری کس تحریر کے جواب میں لکھے ہیں ۔ اسی طرح میں درجنوں کتب پیش کرسکتا ہوں ۔ جو ہماری کسی تحریر کا جواب نہیں بلکہ غلط اور لغو اعتراضات سے پُر ہیں ۔ سب سے پہل کرنے والا دیانندیوں کا گرو باوا دیانند اس طرز تحریر کا موجد ہے ۔ ایسے نور سے بھرے ہوئے ہردے نے نیوگ کے مسئلہ کو طشت از بام کردیا ۔ جس سے ہندو لاحول پڑھتے نظر آرہے ہیں ۔ پان چبانا ۔ دوشالے اوڑھنا ۔ مرغن کھانے کھانا ۔ ملواڑ کے پلنگوں پر سونا سنیاسیوں کے کام ہیں ۔ سوائے اپنے اسنے کسی ایک بزرگ کی نسبت بھی کوئی کلمہ خیر کہا ہے تو لائیے ستیارتھ پرکاش سے ثابت کیجئے ورنہ ایسی تعلی کی باتوں کو سماج کیلئے رہنے دیجئے ۔

محض سماج میں نام لکھانے سے دیانندی کو تو سرخاب کا پر لگ جاوے ۔ اور دوسری اقوام کے بزرگ اور عالمان باعمل بدزبانی کے لائق سمجھے جاویں جو سچائی دیانند نے ظاہر کی تھی ۔ افسوس کہ اس کے چیلوں نے اس پر خاک ڈالدی ۔ اور جو مسایل دوبارہ گائے کی گوشتخوری ۔ دایمی مکتی وغیرہ وغیرہ دیانند نے اپنی قلم سے لکھے تھے ۔ ان کو دیانندیوں نے پس پشت ڈالدیا ۔

اور ایک ستیارتھ پرکاش گھڑ کے اس ناکردہ گناہ کے ذمہ لگا دی۔ ۲۵ سال کے اندر اندر ہی انکے ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے گم کر دئے۔ گو موجودہ تحریف شدہ ستیارتھ کے کئی اڈیشن طبع ہو کر نکل چکے ہیں۔ مگر لالہ درشنانند ابھی تک اخباروں میں اشتہار دے رہے ہیں۔ کہ ابھی تک ستیارتھ میں چھاپنے والوں کی بہت غلطیاں ہیں۔ انکی درستی کا معاملہ جلسہ عام میں پیش ہو کر نئے سرے سے چھپائی جاوے۔ گویا پرتی ندی سبھا پنجاب کی ساری کارروائی پر پانی پھیر دیا جاوے۔ اور مستند کتاب کو غیر مستند قرار دیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے کسی نئے مسئلے کے اندراج کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ یا جن مسائل پر اعتراض ہو چکے ہیں۔ انکو نکالنے کی صلاح ہے۔ اسپر ایک صلاح ہم بھی دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ نیوگ کا سارا باب چھاپنے والوں کی غلطی سے درج کتاب ہو رہا ہے۔ اسے جلسہ کر کے نکالدینا ضروری ہے۔ لالہ صاحب نے سورہ الہب پر اعتراض بھی کر دیا ہے مگر اس کا ترجمہ بھی شرمندگی کے باعث نہیں درج کر سکے۔ لالہ جی کو شرم نہ کرنی چاہئے۔ اور پبلک کو پورا پورا حوالہ دینا لازمی ہے۔

مشورہ

لالہ جی ہمیں بھی ایک مشورہ دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہم ترتیب وار اپنے اعتراضات کو دوبارہ لالہ جی کے سامنے پیش کریں۔ گویا پہلے لالہ جی خواب خرگوش میں پڑے ہوئے تھے۔ اب خمار اترا ہے ہماری تحریر تو جیسی ہے سو ہے۔ مگر اب آپ کی باری آئی ہے۔ بسم اللہ کیجئے۔ اور انوار الاسلام کے پچھلے سال کے فائل دیکھکر ہمیں شروع سے جواب دینا شروع کیجئے۔ انعامی مضامین کا انعام لیجئے۔ اور باقیوں کا جواب الجواب لیجئے۔ مگر جواب دینے سے پہلے اپنا پہلو بھی ہمیں سمجھاتے جائیے

کرا دیں یہ کہ آپکا تعلق کس پارٹی سے ہے۔ کچھ ڈسے یا مہاتمات دگھاس یا ماس سے ؟۔

(۲) سماج کی تصانیف کی آپ کے نزدیک کیا قدر و منزلت ہے۔ اور اپنی پارٹی کی کن کن تصانیف سے آپ کو اتفاق ہے۔ اور کن سے نہیں (۳) سیر ہیں گرنتھوں کے جو تراجم لالہ درشنانند یا دوسرے دیانندیوں نے کئے ہیں۔ وہ سچے ہیں یا نہیں؟

(۴) ویدمنتروں کے ترجمے جو دیانندی عالموں نے کئے ہیں۔ انکو آپ سچا مانتے ہیں۔ یا نہیں

(۵) سماج کی کسی ایسی اردو تصنیف کا نام تحریر کریں۔ جسے آپ قابل وقعت سمجھتے ہوں اور جو اصل منشا مصنف کا ظاہر کرتی ہو۔

(۶) لالہ دیانند کی کتب کے ترجمے جو اردو میں ہوئے ہیں وہ قابل اعتبار ہیں۔ یا نہ

(۷) لالہ دیانند کی تصانیف وید کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی مسئلہ خلاف وید ہے۔ تو اسکو ظاہر کردیں۔ تاکہ اسپر ناواقفانہ اعتراض نہ کیا جاوے۔

(۸) منوسمرتی کے جتنے شلوک آپ تحریف شدہ مانتے ہیں۔ انکی تشریح کردیں۔ کہ فلاں ادھیائے میں فلاں فلاں نمبر کا شلوک محرف ہے۔

(۹) تاریخ کی کونسی کتاب آپ معتبر سمجھتے ہیں۔ جس سے پراچین رشیوں کا طرز عمل معلوم ہوتا ہو۔

(۱۰) مدعا یہ کہ مسافر میگزین کے مقولہ سے تصنیف کو سماج کی بچاؤ ہر طرف ۔ ۔ کاش وید پاک کا پہنچاؤ ہر طرف ۔ کے تحت میں جو تصانیف سماج آسکتی ہیں انکی تشریح کردیں۔ آریہ مسافر میگزین کے گذشتہ نمبروں کے مضامین جواب میں قابل قبول ہونگے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ کیا وہ وید کے عقیدے کے خلاف پرچار کرتے ہیں۔ کلیات آریہ مسافر کی نسبت کیا رائے ہے۔

یہ دس نمبر اسلئے پیش کئے ہیں۔ کہ چونکہ دیانندی بہت اچھلتے کودتے ہیں۔ اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ وہ سچ کے پیرو ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے کوئی

اعتراض ایسا نہ پیش ہو جاوے۔ جسے آپ نہ مانیں۔ اور کہدیں کہ فلاں کتاب ہم نہیں مانتے۔ ہم آپ سے صرف ایک بات کی عرض کریں گے۔ کہ ہمارا عقیدہ قرآن مجید اور احادیث صحیح جنپر عام مسلمانوں کا اتفاق ہو گیا ہے۔ ہیں تفسیر رازی وغیرہ معتبر تفاسیر قدیم مانتے ہیں۔ جو اسلام کے عقیدے کے خلاف نہ ہوں۔ جیسے دیالیس روایات و ہر کس و ناکس کی تحریرات کے حوالوں کو ہم نہ مانینگے۔ جیسے دیانند کا قاعدہ ہے۔ کہ اہل سنت پر اعتراض کرتے۔ اہل تشیع کے حوالے دیتے ہیں۔ گو یا بعینہ ایسا جیسے ہم دیانندیوں پر اعتراض کرتے وقت براہمنوں کے حوالے دیں۔ گو ہر دو ویدی ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اہل سنت کا جس مسئلہ میں اتفاق ہے۔ اس پر خوشی سے اعتراض کریں۔ مگر سب سے اول اپنا پہلو صاف کر دیں تاکہ سچائی کا پورا پورا امتحان ہو جاوے۔

ورنہ بصورت عدم اطلاع ہم سماج کی سب تحریروں کو خواہ وہ کسی دیانندی رسالے میں ہوں یا اخبار میں۔ ترجمہ ہوں یا اصل۔ قابل قبول سمجھکر حجت پکڑینگے نہ صرف آپ بلکہ اپنے اور لائق لائوں کو شامل کرلیں۔ اور ایک تحریری معرکہ کرکے دیکھ لیں۔ کہ آپ کے پراچین رشیوں کا کیا حال تھا۔ اور آپ کیا کر رہے ہیں۔

بڑی بھاری غلطی

شکر ہے۔ کہ لالہ دیانندی نے اس تحریر کے وقت دیانند کو وہ رتبہ نہیں دیا جو ایک سچے ہادی اور رحلم ربانی کو دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کو اسی درجہ پر رکھا ہے۔ جس کا وہ مستحق تھا۔ یعنی ایک معمولی سنسکرت دان ویدی۔ مگر لالہ جی نے ایک بھاری غلطی یہ کردی۔ کہ دیانندی سماج کو آریہ سماج قرار دیدیا

ورنہ ہم اور موجودہ دیانندیوں کے باپ دادے اور دوسرے ہندوستانی سماجیوں کو دیانندی جانتے ہیں۔ اور نام نہاد سماج کے عقاید کو دیانند کے اختراع کردہ تاویلی ڈھکوسلے جانتے ہیں۔ نہ وید کے منہ سے پردہ اٹھ سکا۔ اور نہ ستیارتھ مٹیگا۔ بیچارہ پہلے تک ہی جون میں منہ چھپائے ویدیوں کی بغلوں میں دبکا رہے گا۔ اگر لالہ دیانندی اپنے گرو اور موجد پنتھ کو منزہ عن الخطا نہیں سمجھتا۔ تو کیوں نہیں۔ اسکی غلطیوں کو مان لیا جاتا۔ اپنی اس تحریر پر آپ کو شرم کرنی چاہیے جبکہ آپ حسب ذیل لکھتے ہیں "سدھانتوں کو چھوڑکر باقی تحریرات جو رشی کی مسلمانوں کے متعلق ہیں۔ وہ اس ہندی ترجموں پر منحصر ہیں۔ جو اُن تک پہنچے اور اس سے اُن تحریرات کی غلطی (اگر کوئی ہو) کا ذمہ وار نہ رشی ہے۔ نہ آریہ سماج بلکہ اگر کوئی ذمہ وار ہے تو مترجم جن کا ترجمہ غلط ثابت ہو" (۳) کے مقابلے پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ سماج کے جن مستند اردو ترجموں پر ہم اعتراض کریں۔ اُن اعتراضات کی غلطی (اگر کوئی ہو) نہ میں ذمہ وار ہوں نہ مسلمان بلکہ اگر کوئی ذمہ وار ہے۔ تو دیانندی سماج جس کا ترجمہ غلط ثابت ہو۔ امید ہے لالہ جی اس تحریر سے نہ بدکینگے آپ لالہ دیانند کو اندھا دھند اور غیر معتبر ترجموں پر اعتراض ہونے اعتراض کرنے سے الزام سے بری نہیں کرسکتے۔ آپ کی یہ معیار رہیں بہت کام دیگی

ضروری اطلاع

ناظرین غور کریں کہ لالہ دیانندی اپنی سماج کے مستند ترجموں کو بھی ماننے سے بھاگ رہا ہے۔ اور دیانند کی اصل کتب یعنی موجودہ ہندی اڈیشنوں کی پناہ لینا چاہتا ہے۔ مگر ہم اس کی خاطر یہاں تک کرنے کو تیار ہیں۔ کہ نہ ہم مستند اردو ترجمہ لیں نہ آپ موجودہ منحرف ہندی ستیارتھ پرکاش لیں۔ بلکہ فریقین ستیارتھ پرکاش

کے وہی اڈیشن مستند سمجھ لیں - جو دیانند کی زندگی میں طبع ہوئے - اور اشاعت پاتے رہے - اول اڈیشن پر دیانندیوں کی خاطر ہم تصفیہ نہ کرینگے - مگر دوسرا اڈیشن ہم قابل سند گردانیں گے - لالہ جی موجودہ ہندی اڈیشن نہ لیں - ہم اردو ترجمے لیں گے بلکہ فیصد قدیم ستیارتھ پر رہے گا - اگر آپ موجودہ محرف اڈیشن قابل سند قرار دینگے تو ہم مستند ترجمے آپکی خاطر چھوڑتے رہے - جہانتک ہم سے ہو سکا ہم نے ہر طرح لالہ جی کو آسانی دے دی ہے - یہ انکی مرضی ہے - جونسا پہلو اختیار کریں جس ڈھب پر وہ چلیں گے ہم موجود ہیں - پراچین ویدیوں کے حالات معلوم کرنے کا عوام کو بہت شوق ہوگا - سو اسی طرح معلوم ہو جائیگا -

پانی پتی دیانندی سے آخری التماس

لالہ جی جو کچھ آپ ہمارے مضامین پر خامہ فرسائی کرینگے - اسکی نسبت تو دیکھا جائیگا - انشاءاللہ باقاعدہ ہر پندرہ روز کو جواب انوارالاسلام میں دیکھ لیا کیجئے گا - مگر سب سے پہلے لالہ درشنانند سے تحریک کیجئے - کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۶ مستند ترجمہ اڈیشن دوم پر لکھا ہے - کہ اکشواکو سے لیکر کورو پانڈو تک تمام کرہ زمین پر آریوں کا راج اور ویدوں کو تھوڑا تھوڑا پرچار آریہ ورت کے علاوہ دیگر ملکوں میں بھی رہا - اسی کی تائید ستیارتھ صفحہ ۳۱۲ سے ہوتی ہے - کہ ابتدائے آفرینش سے لیکر پانچہزار برس سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین پر سب سے اوپر ایک ہی راج تھا - پھر صفحہ ۳۰۹ پر لکھا ہے - کہ اس زمانہ میں تمام کرہ زمین پر ایک ہی مذہب وید کا تھا - مگر ان حوالوں کے برخلاف دروغگورا حافظہ نباشد والی مثال کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے ستیارتھ صفحہ ۲۳۱ پر لکھدیا کہ فرنگستان کے کولمبس وغیرہ لوگ جبتک امریکہ میں نہیں گئے تھے - تب تک

وہ بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں برسوں سے جاہل یعنی علم سے بے بہرہ تھے۔ ناظرین دیکھ لیا آپ نے ویدیوں کا چکرورتی راج اور وید کے مذہب کی اشاعت۔ جو سب دنیا پر پانچ ہزار سال پیشتر تک رہی۔ اور اس کے پیرو ہزاروں لاکھوں۔ بلکہ کروڑوں سال سے جاہل تھے۔ دیانند کی جغرافیہ دانی اور تاریخ دانی قابل قدر ہے۔ اس پر یہ بڑے بڑے بی۔اے۔ ایم۔اے دیانندیوں کا واہ واہ کرنا سونے پر سہاگہ کا کام دے رہا ہے۔ امید ہے پانی پتی دیانندی ویسے گھوڑوں کو ستیارتھ پرکاش سے نکال لینے کی ضرور کوشش کریگا۔ کیونکہ چھاپنے والے نے کتاب کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اور دیانند کی تاریخ دانی پر بٹہ لگا دیا ہے۔ لالہ جی ہندی ستیارتھ پرکاش دیکھنے کی تکلیف گوارا نکرنا۔ ورنہ چکرورتی راج کی خیر نہیں۔ اور صرف کل دیش کی حکومت پر قناعت کرنی پڑے گی ۔

راقم سوہدروی

تنقیہ دماغ دیانندی

رد آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۱

ناظرین۔ مبارک ہو کہ آج دیانندی صاحبان نے بھی انوار الاسلام کے کسی مضمون کی تردید میں قلم اٹھایا ہے۔ ورنہ آجتک اس ہونہار اسلامی پرچے نے مخالفین کے وہ پرخچے اڑائے ہیں۔ جسے وہ ساری عمر بھول نہیں سکتا۔ دیانندیوں میں یہ سکت کہاں۔ کہ معقول جواب دیں۔ بلکہ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک بچہ کسی دانا کا منہ چڑائے۔ اور دل میں خوش ہو کہ مینے بھی میدان مارا ہے۔ آج ۶ ماہ بعد ایک لالہ پانی پتی صاحب خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اپنے دماغ کے تنقیہ کرانے کے

در پے ہیں - چونکہ ہمارا بھی فرض منصبی ہے - اسلئے ہم لالہ صاحب کا قرار واقعی علاج کئے دیتے ہیں - ہمارے نسخہ کا اثر کیسا ہے - اس کے بیان کی ضرورت نہیں - کیونکہ ناظرین نے مان لیا ہے - کہ ہمارا علاج دیانندی بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - اور اسی لئے ہمارا ایک ایک نسخہ انعامی ہوا کرتا ہے - ہمارے لالہ صاحب کو چونکہ عارضہ دماغی ہے - اور وہ نہ صرف ایک نیوگ سے - بلکہ ایسی ہی اور کئی لاعلاج بیماریوں کے باعث پیدا ہوا ہے - اس لئے ہمیں اس کے تنقیہ کے لئے کئی انعامی نسخے استعمال کرنے پڑینگے - ناظرین ہمارے مجرب وانعامی نسخوں کا اثر دیکھیں - ذرا لالہ جی کے عارضے کے وجوہات اور ہمارا علاج ملاحظہ فرماویں -

دیانندی (لالہ پانی پتی صاحب) آریوں کو! اور آپ آریہ کتابوں سے ناواقف بتلاتے ہیں - شری سوامی درشنانند جی ایسے نرم غذا نہیں - کہ آپ جیسے انکے منہ آویں - پہلے آپ ہم جیسوں سے تو نبٹئے ۔ ؟

مسلمان - لالہ جی بیشک - دیانندیوں کو اور پھر آپ اور کرپارام جیسے دیانندیوں کو ہم آپ کی ہی کتب سے ناواقف ثابت کرینگے - گھبرائیے نہیں - ذرا آگے چلئے - آپ کو تو صرف دماغی عارضہ ہے - یہاں جسم کے بیمار صحت یاب ہو گئے ہیں - دو چار نسخوں میں آپ کی طبیعت سنبھل جائیگی -

دیانندی - وہ زمانہ گذر گیا - جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے -

مسلمان - میں بھی تو یہی کہتا ہوں - کہ وہ زمانہ گذر گیا - جب دیانندی اپنے کتب کو قفل میں بند کرکے دوسروں پر اعتراض کیا کرتے تھے - اب ان کی کتب پراچین کا حال دنیا کو معلوم ہوگا - کہ اس گمراہی کے گڑھے میں کیا بھرا پڑا تھا -

دیانندی - آپ کی شوخ تحریر - اس سے زیادہ نہیں - کہ "ناز برت بکشم کہ ناز نینی" کہکر چھوڑ دیا جاوے -

مسلمان۔ راجوا پی کے لئے کوئی بہانہ بھی تو چاہئے۔ اتنا ہی کہنے سے آپ کی جان چھوٹ جاوے۔ تو آپ غنیمت جانیں۔ مگر یہاں وہ نسخہ نہیں جنہیں ترشی اُتار دے۔ یہاں تو دیانندی عمیت کا زور خرچ کرنا پڑے گا۔

دیانندی۔ جہانتک یاد ہے پنجاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اور ہندوستان میں مولوی عبد اللہ صاحب نے دیانندی پنتھ سے سب سے اول چھیڑ خوانی شروع کی۔

مسلمان۔ اس دیانندی آپ کے صدقے۔ جواب دیتے وقت ستیارتھ پرکاش شائید الگنی دیوتا کی نذر کرائے ہو۔ کہاں دیانندی اور کہاں مولوی عبد اللہ صاحب۔ انہوں نے ایک ایسے فرقے کی تردید کی۔ جس کی تردید میں ستیارتھ پرکاش کے کئی صفحے سیاہ ہوئے پڑے ہیں۔ اگر مولوی صاحب نے دیانندی پنتھ کی تردید کی۔ تو لالہ دیانند نے خود اپنے پنتھ کی کیوں تردید روا رکھی۔ اور کیوں اپنے ویدی بھائیوں کے لیے دے کی۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ دیانندی پنتھ کوئی اور چیز ہے۔ اور جس پنتھ کی تردید مولوی صاحب نے کی۔ وہ کوئی شے ہے۔ جو دیانندیوں کے نزدیک بھی بُری ہے۔ شائید لالہ پانی پتی کو اپنے باپ دادا کی مکروہ بُت پرستی کی محبت کا دھیان آگیا ہے۔ جو کہ بعید از وقت ہے۔ پہلے ستیارتھ کو اگنی دیوتا کے حوالے کرکے حمایت کا نام لینا تھا۔ رہا مرزا صاحب کی بابت سو اس کا جواب نیچے لیجئے۔

دیانندی۔ دیانند نے دل آزاری کے طور پر کوئی لفظ استعمال نہیں کیا۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ اُن کی دلیل اور نکتہ چینی سے گھبرا کر آپ ہتک کی پناہ لیں۔ بہتر ہوتا آپ قرآن کی دعوت عامہ نہ کرتے۔ چونکہ آپ قرآن کی تعلیم عوام کو دیتے ہیں۔ اس لئے لازمی تھا۔ کہ اس کے ایک ایک لفظ کو دلیل کی کسوٹی پر کسا جاتا۔

مسلمان۔ چشم ما روشن دل ماشاد۔ مگر لالہ جی مرزا صاحب نے بھی تو کوئی لفظ

دل آزاری کے طور پر استعمال نہیں کیا۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ آپ دلائل اور جائیز نکتہ چینی سے گھبرا کر تہنیک کی پناہ لیں۔ اگر آپ وید کی مشرکانہ تعلیم عام نہ کرتے۔ تو شاید کچھ نہ لکھا جاتا۔ مگر چونکہ آپ اس مشرکانہ تعلیم کو پھیلانے کے مدعی ہیں۔ اس لئے آپ کے لغو عقائد کی تردید لابدی ولازمی تھی۔ اور دیانندی ڈھکوسلوں کا یہ کھنا ضروری تھا بدرہا آپ کا یہ کہنا۔ کہ قرآن کا ایک ایک لفظ دلیل کی کسوٹی پر کسا جانا سو اس خرافات سے بڑھ کر کوئی نامعقول بات نہیں ہو سکتی۔ کیا ایک ایک لفظ پر کھنے کا حق اس جاہل مطلق کو پہنچتا ہے۔ جو اس زبان سے بھی محض لابلد ہو۔ جسمیں وہ کتاب ہو۔ ذرہ اپنا بیان کردہ اصل واقعہ دربارہ لیاقت دیانند مسافر میگزین ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۶ کالم ایک ملاحظہ کریں۔ جب ایک آدمی عربی زبان سے آپ کے قول کے مطابق محض ناواقف اور جاہل مطلق ہے۔ تو وہ اسکے ایک ایک لفظ کو کیسے پرکھ سکتا ہے۔ اگر آپ اپنے گرو کے نامعقول اعتراضات سے دستبرداری نہیں کر سکتے۔ تو ہمارے معقول اعتراضات کو رد کرنے کا۔ اور ہمیں یہ الزام دینے کا۔ کہ ہم سنسکرت سے ناواقفی کی حالت میں اعتراض کرتے ہیں۔ آپ کو کوئی حق نہیں رکھتے۔ آپ کی تائید میں کسی مسلمان عامل بالقرآن کا طرز عمل نہیں۔ حالانکہ اس کے خلاف ہم ہزارہا ویدیوں کا طرز عمل جنکی گودی میں۔ بدبقول آپ کے پانچہزار سال پہلے پھولے اپنی تائید میں پیش کر سکتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو عامل بالوید ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اس کے خلاف اگر کوئی مسلمان تعزیہ پرستی یا گور پرستی کرتا ہو۔ تو وہ اپنی تائید میں قرآن پاک کو ہرگز ہرگز پیش نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ ایسی تعلیم دینے سے پاک ہے :-

دیانندی۔ ہمارا پاپانی پتی کی مصنفہ کتاب کا جواب لکھنا سرورق اور صفحہ ۴ کے دوسرے فقرہ کے مطابق جھوٹ ہے :-

عاجز۔ واہ رے لالہ۔ تیری سچائی کے قربان۔ آپکی تو وہی مثل ہوئی کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے ورنہ وہ اپنا ہی سر زخمی کر دیگا۔ لالہ جی ایک کتاب تو لکھ بیٹھے مگر دیانندی پنتھ کی حقیقت کو طشت از بام کرا کے ہی چھوڑینگے۔

دیانندی۔ مذہبی باغی بچوں کی بجائے صرف باغی بچوں پڑھ لینا آپ جیسے مومنوں کا کام ہے۔

عاجز۔ لالہ جی اگر ہمیں مذہبی باغی بچے بناتے ہو۔ تو آپ کے باپ دادے کس لفظ کے مصداق ٹھیرے۔ اُنکے نزدیک تو آپ بھی اس بغاوت سے بچتے نظر نہیں آتے۔ اُن کے نزدیک جیسے ہم باغی۔ ویسے آپ باغی۔ بغاوت تو کجا ہی آپ تو اُنکو پوپ وغیرہ طعنہ آمیز الفاظ سے بھی یاد کرتے ہیں۔ کیا وہ آدمی جھوٹ سے بچ سکتا ہے جو ایک طرف تو اپنی کتاب میں لکھے کہ کسی اندھے کو اے اندھے کہکر پکارنا سچ تو ضرور ہے لیکن سخت کلامی کی باعث اوہرم ہے۔ (اڈیشن ہجری صدا) اور دوسری طرف اپنی کتاب کا معتد بہ حصہ دوسروں پر سخت کلامی کرے حتےکہ دوسروں کے بزرگوں کو پوپ جاہل گنوار۔ وغیرہ سخت الفاظ سے مخاطب کرے۔ لالہ جی پڑھو اور غور کرو۔

دیانندی۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اُن دہرشیوں کے نام یہی ہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں وجہ بھی ظاہر ہے کہ دوسرا نام رکھے جانیکی کوئی بنیاد نہ تھی۔ نہ اُن کے کوئی ماتا پتا تھے۔ کہ شروع میں وہ کوئی اور نام رکھتے اور بعد میں کسی خصوصیت سے کوئی اور نام رکھا جاتا۔

دیانندی۔ ناظرین دیانندی نے ہمارے اس اعتراض کا کہ دیانندیوں کا عقیدہ ہے کہ اگنی وایو انگرا ادتیا نام اصلی نہیں کیونکہ وید میں کسی شخص کا نام آنے سے وید کی انشور کی طرفداری پائی جاتی ہے۔ جواب دیا ہے۔ اور ایسا نامعقول جواب ہے جسکی نظیر نہیں ملسکتی۔ اصل میں دیانندی نے برائے نام جواب لکھنے کی سعی کر کے دیانندیوں کو تسلی دی ہے ورنہ ان جوابات کی غیر معقولیت خود دیانندی صاحب پر بخوبی آشکارا

ہے۔ لالہ جی یہاں یہہ نہیں چل سکیگا۔ کہ ایک جگہ آپ کوئی عقیدہ بیان کریں۔ اور دوسری جگہ پھر اس سے علیحدہ ہو جائیں۔

ذرا کانوں سے روئی نکال کر اور آنکھوں میں بصیرت کی سلائی پھیر کر اپنے شری سوامی اور کرپا رام جگرانوی کا پرچہ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۳ء در مباحثہ دینا نگر دیکھیں آپ کا سنیاسی صاف طور پر مان رہا ہے کہ اگنی وایو انگرہ آدت یہہ نام وصفی ہیں جیسے کلکٹر مجسٹریٹ وغیرہ۔ کہو لالہ جی کون دہرم ہے۔ کیا یہی عقیدہ آپ کا ہے۔ دراصل آپ نے گول مول جواب دیکر ٹالنا چاہا ہے۔ مگر یہاں آپ کے عقاید کا فوٹو تیار پڑا ہے آپ اول جلول لکھ کر پیچھا چھڑا چکے۔ فرمایئے کیا کلکٹر یا مجسٹریٹ کا اصلی نام یعنی ذاتی نام کچھ نہیں ہوا کرتا۔ اگر ہوتا ہے تو لایئے مصنفان وید کے اصلی نام۔ ورنہ ایسی ردی کتاب کا نام نہ لیجئے جسکے مصنف کا عہدہ معلوم نہ اصل نام غتر بود ہو۔ ایسے عقیدے پر لاحول پڑھیئے ◆

دیانندی۔ آج معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک کے دس ہی سمجھتے ہیں۔ بجائے ادھیائے ایک ادھیائے دس تو پڑھ لیا مگر بجائے اشلوک ۳۳ کے اگر شلوک ۳۴ ہی پڑھ لیتے تو ہم آپکے لئے کسور عام کا ہی قاعدہ استعمال کرتے یعنی بجائے ادھیائے نمبر ا کے ۱/۱ لکھتے۔

عاجز۔ لالہ جی گھبرایئے نہیں۔ یہاں آپکی ساری ادھیاؤں کا پول ظاہر ہو چکا ہے۔ جو حوالہ آپ کی کتاب میں درج تھا اسی کی باعث لکھا گیا تھا مگر چونکہ آپ اس سے بدکتے ہیں ہم آپ کا دوسرا حوالہ پرکھ کر دکھاتے ہیں۔ ہمارا ماخذ منوسمرتی کا وہ ترجمہ ہے جو آپ کے شری سوامی وغیرہ کرپا رام جگرانوی نے کیا ہے۔ لالہ جی ادھیائے دس میں کل ۱۳۱ شلوک ہیں نہ کہ ۳۰۰ جیسے دیکھنے کا آپ ہمیں اشارہ کرتے ہیں۔ البتہ ادھیائے اول شلوک ۲۳ میں مصنفان وید کا تذکرہ ہے مگر وہ بھی صرف تین کا جو تہہ صاحب ابھی پیدے کی حالت میں تھے اور بعد میں جنم لیا ہوگا۔ آپکے شری سوامی کا ترجمہ یہہ ہے ۱/۲۳ پھر اگنیہ کے پورا

کرنے کے واسطے اگنی۔ وایو۔ آدی ناملک۔ ویو رشیوں کے دل میں وید کا پرکاش کیا"۔ اسی حوالہ کو دیانند نے ایڈیشن منجری صفحہ ۱۲ وغیرہ دیگر کتب میں بھی درج کیا ہے۔ آپ کا افسوس بجا ہے کیونکہ اب ایسے آدمی سے آپکو برتنا پڑا ہے جو آپکی کتب سے بخوبی واقف ہے۔

دیانندی۔ سائنا چاریہ کے حوالے سے یہہ مطلب نہ تہا کہ وہ انکا ہم عصر تہا۔ بلکہ یہہ کہ اتنی صدیوں سے پہلے بہی یہی اعتقاد تہا۔ جو آریہ سماج کا ہے۔

عاجز۔ چہ خوب۔ آپکی خوش فہمی اور تیزی طبع کے صدقے اور قربان۔ حضرت یہی بات آپ کے دوسرے ویدی بھائی کہتے ہیں کہ انکا وہی عقیدہ ہے جو ہزارہا سال پہلے ویدیوں کا تہا یعنی بت پرستی۔ لنگ پرستی۔ آتش پرستی۔ آپ نے صدیوں پہلے کا حوالہ دیا مگر وہ ہزارہا سال پہلے کا حوالہ دیتے ہیں اسلئے آپ ہمیں فیصلہ کرلیں کہ جھوٹا کون ہے۔ سائنا چاریہ کا پورا عقیدہ شاید آپ کو معلوم نہیں ورنہ اس کا حوالہ نہ دیتے۔ اس شیر دل نے ویدوں کی اصلی تعلیم کو عوام پر ظاہر کیا جسے دیانندی چھپاتے پھرتے ہیں۔

دیانندی۔ یہہ بالکل غلط ہے کہ شتپتھ برہمن راجہ جنک کے عہد کا بنایا ہوا ہے۔ اگر دعوے ہے تو کوئی ثبوت دینا تہا حضرت برہمن گرنتھ تو برہما وغیرہ مہرشیوں کی بنائی ہوئی تفسیریں ہیں جو شری اگنی وغیرہ کے ہم عصر تھے انکی قدامت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ بعض پوراتک اتبک انکو بہی وید ہی مان رہے ہیں۔

عاجز۔ ناظرین دیکھ لیا آپنے۔ کیا ہمارا یہہ مقولہ کہ دیانندی اپنی کتب سے محض ناواقف ہیں اور پانی پتی پر پورا پورا صادق آتا ہے یا نہیں۔ لالہ جی گھبراتے ہیں۔ ہم جھوٹے کے گھر تک پہونچنے والے ہیں اگر آپ ہمارے اس دعوے کو کہ شتپتھ برہمن راجہ جنک کے عہد میں بنایا گیا ہے جھوٹا ثابت کردیں اور اپنے دعوے قدامت کو کہ وہ اگنی وغیرہ کے ہم عصروں کا بنایا ہوا ہے سچا ثابت کردیں تو ڈبل پچاس روپیہ چہرہ شاہی آپکی نذر کیا جائیگا۔ ہمارے ثبوت دربارہ تردید قدامت یہہ ہیں۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۵

پرگاتھا کی تعریف دیانند نے لکھی ہے کہ گاتھا اُسے کہتے ہیں کہ جو سوال جواب کی صورت میں گفتگو ہو مثلاً شتپتھ برہمن میں یاگیہ دلکیہ اور جنک کی باہمی گفتگو اور گارگی میتریی وغیرہ کے سوال جواب پائے جاتے ہیں"۔ اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب جو یاگیہ ولکیہ کی تصنیف سے ہے جنک کے عہد میں یا اُسکے بعد لکھی گئی۔ مزید ثبوت دیکھنا ہو تو رسالہ بھارت کی شجاع و عالم استریوں کے کارنامے حصہ ہفتم دیکھو۔ لالہ جی اصل بات یہ ہے کہ آپ کیا مانیں کہ تواریخ کیا ہوتی ہے بھلا جسے ارب ہا سال کے ڈھکوسلے بنانے ہوں اُسکی نظر نزدیک کہاں ٹکے گی۔ اب اگر آپ پرے سے ہی ہو کر جنم لینگے تو ہماری تردید نہ کر سکینگے۔ برہمن گرنتھ و وید نہ اس زمانہ کے جس میں بنائے جانے کا آپ دعوے باطل کرتے ہیں بنائے ہوئے ہیں نہ ان کو تصنیف ہوئے اتنا عرصہ ہوا ہے۔ آپکی گپوں کی حد بھی نیاوہ سے زیادہ آٹھ دس لاکھ سال تک پہنچی ہے۔ لالہ جی خواب خرگوش سے اُٹھئے اور برہمنوں کو برہما جی وغیرہ کی تفاسیر ثابت کیجئے۔ یہی نہیں۔ بلکہ ایتریہ برہمن بھی جنک کے عہد میں لکھا گیا ہے جسے آپ کے بہت شاستر ہیں۔ وہ اسی زمانہ کی ہیں ویدوں اور برہمنوں کو نہ اتنا عرصہ دراز ہوا اور نہ کوئی ثبوت آپ کے پاس ہے۔ صرف گپوں پر دیانندی پنتھ کی بنیاد ہے۔ بہتر ہے کہ آپ برہمنوں کے قدیم ثابت نہ ہونے پر اُن سے معافی لے لیں ورنہ اور مشکل میں پھنس جاؤ گے۔

دیانندی۔ اگر بقول آپکے شتپتھ لاکھوں سال کا ہی مان لیں تو کیا لاکھوں سال مشتری کی تصدیق سے بھی آپکو شرم نہیں آتی۔

عاجز۔ شرم آپکو آئے یا نہ آئے اسکے ہم ذمہ وار نہیں مگر ہاں ارب ہا سالوں سے لاکھوں پر لا ڈالنا اور پھر ہزاروں تک ہی قناعت کرنا میں آپ کو بتاؤنگا میں نے تو آپکا دعوے ارب ہا سالوں کا آپ کے لاکھوں والے قول کے مطابق توڑا ہے۔ اسے توڑ کر میں بتاؤنگا کہ آپ صرف ہزاروں پر قانع ہو جائینگے۔ اگر بالفرض ہم لاکھوں سال کی گواہی

کو قبول ہی کریں تو اس سے پہلے پونے دو ارب سالوں کی گواہی کی غیر موجودگی میں ہم اسکا اعتبار نہیں کرسکتے۔ ممکن ہے کہ یہ اُسکا اپنا ایجاد کردہ اختراع ہو جیسا دیانند نے اپنے ڈھکوسلوں کو وید کے گلے مڑھ دیا ہے۔

دیانندی۔ لیجئے تینے تین ویدوں کے لئے سوا انکے ملہمان کے نام دیکھئے منو ادھیائے اول شلوک ۲۳ اتھرو وید کیلئے دیکھئے ادھیائے ۱۱۔ شلوک ۳۳ جس میں صاف طور پر اتھرو اور انگرس دونوں لفظ موجود ہیں۔ کیوں شرمائے تو نہ ہوئے ہوگے۔

عاجز۔ ناظرین۔ دیکھا لالہ جی کا حوالہ۔ جسے پیش کرتے لالہ دیانندی ذرا نہیں شرمائے ان ہر دو کی اصل عبارت کا ترجمہ میں ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

منو ادھیائے اول شلوک ۲۳۔ پھر یگیہ کے پورا کرنے کے واسطے اگنی بایو آدی نامک دیو رشیوں کے دل میں وید کا پرکاش منو ادھیائے گیارہ شلوک ۳۳۔ کیا۔ اتھرب وانگرارش نے جو مارن پریوگ کہا اسکو کرے اس میں کچھ بچار نہ کرے برہمن کی بانی ہی ہتھیار ہے اُس سے دشمنوں کو مارے

(منوسمرتی ترجمہ درشنانند)

اب لالہ جی شرمانے کی جگہ نہیں رہی ڈوب مرنے کی جگہ ہے آپ کا شری سوامی درشنانند آپکی تردید کر رہا ہے اور اتھرب وانگرا کو دو رشیوں کے نام بیان کر رہا ہے نہ کہ کسی وید کا ذکر کر رہا ہے۔ پھر لطف یہ کہ تین ویدوں کے مصنفان کا نام پکار کہے۔ گر بیچارے چوتھی کو پوچھے بھی نہیں۔ ایک شلوک نہیں بلکہ منوسمرتی کے کئی شلوک ہماری تائید میں ہیں مگر افسوس کہ آپ کے لاطائل دعوے کی تائید میں منو نے اپنی ساری کتاب میں ایکدفعہ بھی چاروں ویدوں کو یکجائی طور پر مع انکے مصنفان کے نہیں لکھا۔ بلکہ بار بار اور کئی جگہ تین ویدوں کا نام لیتا چلا گیا ہے۔ منوسمرتی کے علاوہ شتپتھ برہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۵ بھی ہماری تائید میں ہے وہ لکھتا ہے کہ اُن سے جبکہ اُنپر الہام ہوا اسے گاہ

وید ظاہر ہوئے اگنی سے رگوید وایو سے یجروید اور سوریہ (رری یا آدیتہ) سے سام وید ظاہر ہوا۔ پھر لطف پر لطف یہ ہے یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۹ اور یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ے میں بھی تین ویدوں کا ذکر ہے۔ لالہ جی کی علمیت تو اتنی ہی ہے کہ گپوں سے کام چلانا چاہتے ہیں۔ لائیں جو ثبوت رکھتے ہیں۔ سوائے اُس خاص وید یعنی اتھروید کے اور ویدوں یا سمرتی یا شتھ تپھ برہمن سے صاف طور پر چاروں ویدوں کا مع مضمان کے یکجائی طور پر نام دکھاویں۔

دیانندی۔ ویدک علموں کے دو دو نام تھے صرف ایک ایک ہی نام تھا۔

عاجز۔ لالہ جی جھوٹ بولنے سے خوف کیجیے اور درشنانند سے پوچھیے۔ اسبارہ میں ہماری پہلی تحریر دیکھیئے۔

دیانندی۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی آپ کی پیدائش مگر دعوے آسمان پر۔ حضرت چار چار عورتوں بیشمار باندیوں اور ستر بہتر حوروں کے عاشق لنگوٹ بند سنیاسیوں کو خواہ کسی نگاہ سے دیکھیں۔

عاجز۔ لالہ جی آپ کا سمجھ تو ابھی پوتڑوں میں ہے بیچارے سنیاسی کو گذرے چار گھڑیاں نہیں ہوئیں کہ آپنے اُسکی اصلی تعلیم مندرجہ ستیارتھ اڈیشن اول و دوم کو دریا برد کر دیا۔ رہے آپ کے دعوے وہ تو پرے سے ہی پہلے کی خبر لاتے ہیں اگر ناکامیاب رہتے ہیں تو نیوگ فلاسفی کے بیان کرتے ہیں۔ حلال کے مال میں جتنی زیادتی ہو مبارک ہے۔ مگر مال حرام کی ایک کوڑی کی تاک میں لگے رہنا بے غیرتی اور بدتمیزی سے خالی نہیں۔ سنیاسیوں کے کام اگر محض ڈنڈا ہلانا اور موٹے موٹے پلے ہوئے جسم غیر عورتوں کو دکھانے کے اور پان چبانے اور حقہ پینے نواڑ کے پلنگ توڑنے اور ریشمی کپڑے پہننے کے ہیں تو اس سنیاس سے دنیاداری اور باعزت زندگی بسر کرنی ہزار درجہ بہتر۔

دیانندی۔ قرآن توریت انجیل کی کہانیاں بیان کرتا ہے۔ ورنہ کیوں نہیں۔ ورنہ کیوں نہیں آریہ ورت کے ایک واقعہ کا ہی ذکر کرتا۔ کہانیوں کی کتاب کے لئے تفاسیر کی ضرورت ہوئی اور وید جو علم کا ذخیرہ ہیں اُنکے لئے تفاسیر کی ضرورت نہ ہوئی۔

عاجز۔ لالہ جی عقل کے ناخن لیکر کچھ لکھا کرو۔ قرآن مجید میں کون سے یہ ہی کے قصے بھرے پڑے ہیں۔ اگر آپ کے باپ دادوں کی بت پرستی کی ذلیل مثالیں میں بیان کر کے آپکو اس سے باز رہنے کی تاکید کروں تو یہ قصہ یا کہانی نہیں۔ یا اسکے خلاف اگر میں قدیم سلاطین کی رعایا کا حال بتا کر آپکو ویسا بننے کی تاکید کروں تو شاید آپ اسے کہانی سمجھیں۔ تو سمجھیں ایک عاقل تو اسے کہانی کہنے سے رہا۔ قرآن آریہ مت کے بت پرستوں کا کیا ذکر کرتا جبکہ خود اُسکے مخاطب ہی آریہ ورت کی مانند بت پرست و مشرک تھے۔ آریہ ورت میں جو جو برائیاں رائج تھیں سب کی تردید قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس سے زیادہ آپ کو کیا درکار ہے۔ ہاں اگر ویدیوں کی کسی اور بُرائی کی تردید کرنی قرآن مجید بھول گیا ہو تو اس بُرائی کی تشریح کر دیں۔ ہم اسپر غور کرنے کو تیار ہیں۔ ویدوں کی بابت کیا عرض کروں۔ چھاپہ جرمن چھاپہ بمبئی سے نہیں ملتا۔ سکتوں کے سکت غائب ہیں اعتبار نہیں تو مقابلہ کر کے دیکھ لیجئے۔ وید میں جو علوم بھرے پڑے ہیں وہ نیوگ و باپ بیٹی کے . . . . . . کے استعارات کی مانند ہی ہوں گے۔ ورنہ ہم کو کوئی نیا علم وید کا نظر نہیں آیا۔ شاید فونوگراف و ٹے تار برقی انگریزوں نے وید پڑھ کے ایجاد کر لی ہے۔ بہتر ہو کہ سب دیانندی ملکر ویدوں کے علوم پیٹنٹ کرالیں تاکہ غیر قومیں وید کو جھوٹا نہ کرنے پائیں۔ اگر کوئی نئی ایجاد کا دعوے کرے تو اُسے جھٹ وید منتر پڑھ کر سنا دیا جاوے کہ یہ ویدک پیٹنٹ شدہ ہے۔

دیانندی۔ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔ وید کا لفظ سمجھنے کی طاقت نہیں۔ مگر اندر سبھا کا نمونہ کہنے کو تیار +

عاجز۔ ہم لفظ سمجھیں یا نہ سمجھیں آپ کے بڑے پنڈت ساٹنا چاریہ۔ پنڈت گجوالا شاد پنڈت بھی وہر تو وید کے مستند فاضل ہو گزرے ہیں اگر ہم اُنکے تراجم کو ناظرین کے روبرو رکھیں تو یہہ بھی خلاف تہذیب ہوگا۔ چہ جائیکہ اُسے مذہبی درجہ دیا جاوے اگر آپ جیسے بھی وہر کے شاگرد سرسید کی تحریر کو سمجھنے کی لیاقت رکھتے تو وید عرصہ سے گمنامی کی حالت میں پڑا ہوتا۔ مگر افسوس کہ آپ نہ سرسید کی تحریر سمجھ سکتے ہیں نہ اُسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ گمراہی میں ڈوانواڈول پڑے ہیں

باقی پھر) (راقم سوہل دوبی)

تثلیث اور توحید

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

یسوع کی عصمت پر دوسرے اعتراض

ایسا ہی یہودی آجتک یہہ بھی کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کا ایک یہ بھی توریت کے روسے گناہ تھا کہ اسنے ماں کی بے عزتی کی۔ دیکھو متی باب ۱۲ و ۴۷ و ۴۸۔ وہ یہ بھی اسپر الزام رکھتے ہیں کہ وہ عمدًا ایک بیگناہ کی نقصان رسانی کا مرتکب بھی ہوا دیکھو متی باب ۵-۱۳۔ اُنکا یہہ بھی اعتراض ہے کہ اس وجہ سے بھی توریت اسکو گنہگار ٹھہراتی ہے کہ اُسنے اپنے شاگردوں کو حرام کا مال کھانے سے منع نہ کیا۔ دیکھو متی باب ۱۱-۱ وہ بڑے دعوے اور اصرار سے اسلئے بھی اُسکو مجرم ٹھہراتے ہیں کہ اُس نے ایک بدکار اور فاحشہ عورت کو موقع دیا کہ اُسکے بعض اعضا سے اپنے اعضا چھوئے اور اپنے مال حرام کا عطر اسکے سر پر ملے۔ دیکھو لوقا۔ باب ۷ سے ۳۷ و ۳۸۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ توریت کے روسے نہایت سخت اور قابل لعنت اس سے یہ بھی گناہ ہوا کہ اسنے

خدا کی تحقیر کی اور اپنے تئیں اسکے برابر ٹھہرا کر اسکے نام کو بے عزت کیا پس وہ اس حرکت سے نہ صرف گنہگار بلکہ کافر اور واجب القتل ہوگیا۔ دیکھو یوحنا باب ۵ - ۱۸ - انکا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مریم مگدلینی ایک عورت فاحشہ تھی کیوں یسوع نے اسکو اخیر تک اپنے پاس رکھا اور اپنے تئیں اسکی صحبت سے نہ بچایا۔ وہ لوگ اسکے گنہگار ہونے کا یہ بھی موجب ٹھہراتے ہیں کہ انکا قول ہے کہ ایک مرتبہ یسوع کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہوگیا تھا اور قوم اسرائیل میں اس گناہ کی یہانتک شہرت ہوئی کہ ایک بزرگ نے جو مسیح کا استاد بھی تھا اس سے وہ حرکت دیکھ کر اور سخت ناراض ہوکر ہمیشہ کیلئے اسکو اپنے سے علیحدہ کردیا۔ دیکھو کتاب سیفر تولدتھ جیشو یہودی لوگ اپنی شرارت اور خباثت سے یہ بھی الزام پیش کرتے ہیں کہ یسوع مسیح کی ماں پاکدامن نہیں تھی یعنی حضرت مسیح کی پیدائش نعوذ باللہ ناجائز ہے اور یہ امر صریح معصوم ہونیکے برخلاف ہے اسجگہ پادری صاحبوں کے لئے بڑی مشکل ہے کیونکہ جبکہ مان لیا گیا ہے کہ یسوع کی پیدائش اپنے باپ کی طرف سے نہیں تھی تو اس بات کا بار ثبوت عیسائیوں کے ذمہ ہے کہ روح القدس بھی عورتوں کو حاملہ کردیا کرتا ہے۔ اور جب تک نظیروں کے ساتھ اسکا شافی ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک معترضین کا حق ہے کہ اعتراض کریں۔

ہندوؤں میں اس قسم کے افسانے بہت ہیں اور پورانوں میں اس قسم کے تذکرے پائے جاتے ہیں کہ بعض عورتوں کو چاند سے حمل ہوگیا تھا اور بعض کو سورج سے اور بعض کو اندر سے اور بعض کو کسی اور دیوتا سے لیکن وہ نظیریں بھی یقینی طور پر پیش کرنے کے لایق نہیں کیونکہ ہندوؤں میں نیوگ کی بھی رسم ہے جو مقدس مانی گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت کی حیا کے سبب سے

نیوگ کی اولاد کو ان اجرام کی طرف منسوب کر دیا ہو گا کیونکہ ہندوؤں کے نزدیک نیوگ کی رسم ایک بڑی مقدس رسم ہے اور گو دوسری قومیں اپنی اجنبیت کی وجہ سے اعتراض کریں مگر چونکہ یہ تمام کارروائی وید کے رو سے ہے اسلئے ایک عہاتما آریہ اس بات سے کچھ بھی کراہت نہیں کرتا کہ کسی وقت اولاد کی ضرورت کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کرادے اور وہ بھاگوان اس طرح اجنبی مرد کے ذریعہ سے گیارہ تک اولاد نرینہ لے سکتی ہے مگر لڑکیاں حساب سے باہر ہیں گو بیس ہو جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اوائل زمانہ میں نیوگ میں یہ شرط تھی کہ اس دھرم سیوت کے بجالانیوالا کوئی مقدس برہمن ہو اور استعارہ کے طور پر اُسی کو سورج یا چاند یا اندر یا اور کوئی آسمانی دیوتا کہدیا کرتے تھے اور جاہلوں سے حقیقت کو چھپانے کے لئے قوم کے بزرگوں میں یہ ایک اصطلاح تھی مگر پھر بعد اسکے نیوگ کا مسئلہ بہت وسیع کیا گیا اور برہمن کے لفظ میں بزرگ اور مقدس ہونے کی شرط نہ رہی بلکہ یہ لفظ عام قومیت پر اطلاق پا گیا اور اب بغیر شرط اعمال کے ایک خاص قوم کے لوگوں کو جو شائد ان بزرگوں کی اولاد میں برہمن کہا جاتا ہے اور اُن ہی سے نیوگ کی رسم کرائی جاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس رسم کیلئے کسی دوسرے کو جو مضبوط جوان قابل حمل ٹھہرانے کے ہو انتخاب کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں نیوگ کی رسم بکثرت رہی ہے۔ اور اب بھی ہے۔ مگر یہ کارروائی بہت پردہ سے اور احتیاط سے کیجاتی ہیں۔ غرض ہندوؤں کے خاندانوں کی ایسی نظیروں میں کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو گیا بہت شبہ ہے اسلئے ہم ان سے جیسا کہ چاہیئے فایدہ نہیں اُٹھا سکتے اور یونانیوں میں بھی ایسے تذکرے ہیں مگر دراصل یونانی گویا یورپ کے ہندو ہیں پس کچھ شک نہیں کہ وہ بھی نیوگ کی رسم کو پوشیدہ رکھکر ایسے بچوں کو دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں یا یوں کہو کہ انہوں نے بھی مقدس انسانوں کو دیوتا ہی سمجھ لیا تھا۔ اور ہندوؤں میں تو اتبک یہ عام خیال کیا جاتا ہے کہ رشی

بھی سب پرمیشر کے ہی مورت ہیں اسی وجہ سے بہت سی عورتیں جگن ناتھ یا کاشی جی کے مندروں میں کسی مقدس برہمن سے اولاد دینے کے لئے پڑی رہتی ہیں اور بعض جوگی جو بڑے مرتاض اور سنت گویا پرمیشر کا روپ کہلاتے ہیں وہ اجدھیا یا کاشی یا جگن ناتھ جی کے جنگلوں میں کسی تالاب یا کسی بھاری سرسبز درخت کے نیچے پرمیشر کے دھیان میں بیٹھے رہتے ہیں اور تپ میں سخت درجہ پر محو ہوتے ہیں اور ایسی انقطاع کی حالت انپر طاری ہوتی ہے کہ سچ مچ ایشر ہی کے اوتار نظر آتے ہیں اور وہ بد قسمت ہندو جن کو اولاد کی کمی ہے وہ وید کی آگیا سے ان دھرم مورت رشیوں کی خدمت میں اپنی جوان عورتیں ہر طرح سے آراستہ کر کے بھیجدیتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ چند دن میں ہی وہ عورتیں حاملہ ہوکر گھروں میں آجاتی ہیں اور شاید رام جنی کا لفظ جو ہندو مذہب کے طوائف پر بولا جاتا ہے اسکی اصلیت بھی یہی ہے کہ ان مقدسوں کو رام یعنے پرمیشر سمجھا جاتا ہے اور اسطرح کی ذریت رام جنی کہلاتی ہے +

غرض جس بات کی ہم تلاش میں تھے یعنے یہ کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا اسکی نظیر یقینی طور پر ہندوؤں اور یونانیوں میں ہمیں نہیں ملسکی بلکہ اکثر یہ قصے استعاروں کے رنگ میں پائے گئے گو ممکن ہے کہ ایسا بھی ہو لیکن امکان ثبوت کے قائمقام نہیں ہوسکتا پھر جبکہ یہود اس قسم کی پیدائش کو مانتے نہیں اور عیسائیوں کے پاس اس کے نظائر نہیں تو اس مسئلہ کے حل کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا ہے چونکہ مخالف کی نظر حضرت مسیح ؑ جیسے نبی کی پاک فطرت پر دھبہ لگاتی ہے اور معصوم ہونے کے تمغہ کو سر سے اڑا دیتی ہے اسلئے میرے خیال میں پادری صاحبوں کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے اس مشکل پیش آمدہ سے کوئی رہائی کی راہ نکالیں۔ اور یہ کہنا کہ مسیح خدا تھا اسکو باپ کی کیا حاجت تھی یہ دعوے پر دعوے ہے کیونکہ ابھی کہاں ثابت کیا گیا ہے کہ درحقیقت وہ خدا ہے کیا چند معمولی نشان جو محض قصوں کے رنگ میں پائے

جاسکتے نہیں اور ایسے خوق العادت امور میں دوسرے نبی شریک بھی ہیں۔ اُن قصوں سے خدائی ثابت ہوجائے گی؟ ماسوا اسکے اگر فرض کے طور پر مان لیا جاوے کہ مسیح چونکہ خدا تھا اسلئے وہ بغیر باپ کے پیدا ہوسکتا تھا تو ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر باوجود خدا ہونے کے اسکو ماں کی حاجت کیوں پڑی۔ اور ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ جبکہ مسیح بغیر ماں کے پیدا نہیں ہوسکا تو اس سے قیاس کرسکتے ہیں کہ باپ بھی کہیں مخفی ہوگا اور چونکہ ہم کسی مخالف کا بغیر حجت قوی کے مُنہ نہیں بند کرسکتے اسلئے اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہے اگر کوئی یہ کہے کہ کیوں جائز نہیں کہ اندر اور چاند کی اولاد کی طرح اسجگہ بھی کوئی استعارہ ہی ہو اور صدیقہ کے حمل کیلئے کوئی مخفی صدیق ہو اور ایک عیسائی کی طرف سے یہ جواب نیک نیتی سے نہیں ہوسکتا اور نہ بطور حجت صحیحہ کے قابل استدلال کہ قرآن نے حضرت مسیح کی ولادت کو بے پدر مان لیا ہے کیونکہ جس حالتمیں قرآن کی وحی اُنکے نزدیک خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ انسانی افترا ہے تو کیا وہ انسانی افترا سے اپنی بات کو سرسبز کرنا چاہتے ہیں پس قرآن کی شہادت اُن کو کچھ بھی فایدہ نہیں دے سکتی بجز اسکے کہ وہ قرآنی وحی کو منجانب اللہ قبول کرلیں۔

اس مشکل کے حل کرنے کیلئے مسلمانوں میں سے ایک فرقہ جو نیچریوں کے نام سے مشہور ہیں اس خیال کو ظاہر کیا ہے کہ درحقیقت عیسٰی علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے نطفہ سے تھے لیکن یہ خیال عقل اور نقل دونوں کے مخالف ہے۔ کیونکہ اگر صرف اتنی ہی بات تھی کہ حضرت مسیح بھی اپنے چار اور بھائیوں کی طرح یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوئے تھے تو عقل قبول نہیں کرسکتی کہ جو شور قیامت حضرت مریم کے سر پر یہودیوں نے مچایا جسکو قرآن شریف نے آیت دما کانت

مکت بغیا میں بیان فرمایا ہے وہ ایسی معمولی اور جائز پیدائش میں مجایا جاتا اور عقل سے اسلئے یہ خیال مخالف ہے کہ قرآن کی نص صریح سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم ابھی پیٹ میں ہی تھیں کہ اُن کی والدہ نے اپنے پر یہ نذر مان لی تھی کہ اس نے اپنے پیٹ کے بچے کو ہیکل یعنی خانہ خدا کی خدمت کے لئے تمام عمر تک وقف کر دیا ہے اور عہد کر لیا ہے کہ وہ بچہ جو پیٹ میں ہے ہمیشہ کے لئے دنیا کے تعلقات اور نیز تعلق بیوی یا میاں سے دست بردار رہیگا تو اس صورت میں کیونکر ممکن تھا کہ بر خلاف عہد کے مریم صدیقہ کا ناطہ کسی شخص سے کیا جاتا بلکہ وہ پیدا ہونے پر نذر کے موافق ہیکل کے بزرگوں کے سپرد ہو چکی تھی اور ماں باپ قطعاً اس سے دست بردار ہو گئے تھے جیسا کہ آیت وکفلھا ذکریا سے ظاہر ہے یعنی بعد اسکے کہ وہ لڑکی ماں باپ نے ہیکل کے بزرگوں کے حوالہ کر دی ذکریا نبی اسکی پرورش کا متکفل ہو گیا۔ اور یہودیوں میں یہ قدیم رواج تھا کہ اس طرح پر ہیکل کی خدمت کے لئے راہبانہ زندگی بسر کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کی نذر مقرر کرنے سے مقرر ہو جاتی تھیں۔ اسی قصہ کو قرآن شریف کی یہ دو آیتیں تصریح سے بیان کرتی ہیں اور وہ یہ ہیں :۔

اذ قالت امرأة عمران رب انی نذرت لك مافی بطنی محررا فتقبل منی انك انت السمیع العلیم۔ دیکھو سورۃ آل عمران۔ یعنی وہ وقت یاد کر جبکہ عمران کی بی بی نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اسکو میں تعلقات زوجیت اور دوسرے کاروبار دنیا سے آزاد رکھ کر تیری نذر کرتی ہوں پس میری نظر قبول کر تو سمیع علیم ہے۔ اس آیت میں دو لفظ قابل یادداشت ہیں ایک نذر اور دوسرے محرّر نذر کا لفظ اس چیز پر بولا جاتا ہے جسکو انسان اپنے دل میں کسی خاص شخص کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور محرّر کا لفظ

اسکی تاکید میں ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ کسی طرح سے غیر کو اس میں اشتراک نہیں ہوگا یہانتک کہ والدین بھی ایسے بچہ سے اپنی اطاعت نہیں چاہتے اور نہ کسی اور کی قید اطاعت میں اسکو لاتے ہیں پس ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ مریم کو نذر کے طور پر ہیکل کی خدمت کے لئے تارکہ بٹھایا گیا تھا اور چونکہ توریت میں حکم ہے کہ اپنی نذروں اور قسموں کو پورا کرو اسلئے والدین کا اختیار نہ تھا کہ وہ اپنی نذر کو توڑ کر مریم کا کسی سے ناطہ کر دیتے لہذا یہ خیال کہ مریم کا یوسف سے ناطہ ہوگیا تھا اور اُسکے بعد یوسف سے حمل ہوگیا نہایت جاہلانہ خیال اور نص صریح قرآن کے مخالف ہے۔ اور انجیل بھی اس خیال کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ وہ انجیلیں جو حال میں لنڈن میں چھپی ہیں جو ان چار انجیلوں کے علاوہ ہیں اُن میں بھی یہہ نذر کا قصہ موجود ہے جو قرآن شریف سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ اُن میں تو لکھا ہے کہ نہ صرف ماں نے یہ نذر مانی تھی بلکہ مریم کے باپ نے بھی نذر مانی تھی اور خود مریم نے ہی بالغ ہوکر نئے سرے اپنے اقرار وعہد سے اس نذر کی تجدید کی تھی یعنے خدا کے آگے عہد کیا تھا کہ وہ مرتے دم تک خاوند نہیں کرے گی۔ اب اسجگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس موکد عہد اور نذر کے کہ مریم کے باپ اور ماں اور خود مریم کی طرف سے تھا کیوں مریم نے خاوند کر لیا اور توریت کے حکم کو توڑ دیا۔

اس سوال کا جواب کسی پادری صاحب نے صفائی سے نہیں دیا لیکن حال میں مجھے ایک فاضل یہودی کی کتاب ملی ہے جس نے صحیح طور پر اس عقدہ کو حل کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ مریم جب ہیکل کی خدمت کے لائق ہوگئی تو کچھ مدت تو نیک نامی کے ساتھ خدمت میں مشغول رہی لیکن بالغ ہونے کے ساتھ ہی کسی نامعلوم طریق سے اسکو حمل ہوگیا اور اُسپر شبہات پیدا ہوئے

اور یہودیوں نے ایک رومی سپاہی پر یہ الزام لگایا۔ بہرحال جب وہ حاملہ پائی گئی تو ہیکل کے منتظم بزرگوں کو یہ امر بہت شاق گذرا اور اُنہوں نے اس حمل کے بعد مریم کو ہیکل کی خدمت پر رکھنا نامناسب تصور کیا اسلئے اُنہوں نے کوشش کرکے ایک بوڑھا آدمی بنی اسرائیل میں سے تلاش کیا جس کا نام یوسف تھا اور اسکو مجبور کیا کہ مریم کو اپنے نکاح میں لاوے وہ شخص بوڑھا بھی تھا اور وجہ معاش بھی نہایت قلیل تھی یعنی بڑھئی تھا اور اُسکے گھر میں اُسکی جورو بھی زندہ موجود تھی ان مشکلات کے سبب سے مریم کے جورو بنانے سے اس نے انکار کیا۔ اور بزرگوں کی خدمت میں باادب عرض کی کہ میں بوڑھا ہوں اور میرے گھر میں ایک بیوی موجود ہے اور بچے بھی ہیں اسلئے مجھے اس نکاح سے معاف رکھا جائے مگر بزرگوں نے بہت اصرار کرکے بسرعت تمام مریم کا اس سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کر دیا تاکہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں پھر کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام یسوع رکھا گیا۔ آج تک یہود اسبات کو نہیں مانتے کہ وہ لڑکا معجزہ کے طور پر پیدا ہوا تھا۔ غرض اس یہودی فاضل کا بیان ہے جو ہمنے لکھا۔ اور اس بیان سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ کیوں ضرورت نکاح کی پڑی تھی اور اسکے مقابل پر جو انجیلوں میں یہ بیان ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہان میں دستور ہے یوسف سے ناطہ ہوا تھا یہ بالکل دروغ اور بناوٹ ہے۔ بلکہ سچ بات یہی ہے کہ ہیکل کے منتظم بزرگوں نے ایک باکرہ عورت کے حمل کو دیکھکر اور دشمنوں کے اعتراض سے ڈر کر اور خاندان کی فضیحت سے اندیشہ کرکے پردہ پوشی کیلئے یہ تدبیر سوچی تھی اور ہرچند وہ جانتے تھے کہ ایسا نکاح توریت کے برخلاف ہے کیونکہ وہ عہد جو مریم کے تارک رکھنے میں خدا سے کیا تھا۔ وہ اس میں ٹوٹتا تھا۔

تاہم ننگ وناموس کی مصلحت نے اور شماتت اعدا کے خوف نے ان کو اس کام کیلئے سخت مجبور کر دیا تھا اور ہرچند اس عمل کو اس طرح پر پوشیدہ کیا گیا تھا تاہم شریر یہودیوں نے جو اس خاندان کے دشمن تھے ناجائز طور پر شہرت دیدی تھی چنانچہ آجتک انہی خیالات سے وہ لوگ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے نام کو جو یسوع ہے یسو بولتے ہیں یعنی بغیر عین کے اور یہ ایک ایسا گندہ لفظ ہے جس کا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے اور میرے دل میں گزرتا ہے کہ قرآن شریف نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیوں نے بگاڑ دیا تہا اور ایسے بدخطابوں سے انکا یہ مطلب تھا کہ تا اپنی جبلی شرارتوں سے حضرت مسیح اور اُنکی والدہ صدیقہ کے چال چلن پر ناجائز حملہ کریں اور اُن کو عصمت اور طہارت سے محروم قرار دیں پس جس نہائت مکروہ صورت پر حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی والدہ پر بہتان لگائے گئے اور اُنکی عیب شماری کی گئی اسکی نظیر دوسرے تمام نبیوں میں نہیں پائی جاتی حضرت مریم صدیقہ اور اُنکے سعید لڑکے کو ایسے بہتانوں سے جو کچھ دل پر صدمہ پہونچتا ہوگا اُسکا اندازہ ہر ایک شریف کرسکتا ہے۔

انہی بہتانوں کی وجہ سے یہود پر یہ پھٹکار پڑی کہ جو عیب وہ حضرت مریم اور حضرت مسیح پر لگاتے تھے وہی عیب اُنکے مردوں اور عورتوں میں پھیل گئے کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو قوم کسی نبی پر کوئی عیب لگاتی ہے اُس عیب میں خود گرفتار ہوجاتی ہے۔ مثلاً یورپ کے پادریوں اور اُنکے پیرووں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فسق وفجور کا عیب لگایا تھا آخر یہ لوگ جسقدر اتیفاء لذات اور ناجائز شہوات میں گرے اور جسقدر ایک گروہ کثیر یورپ کے مردوں اور عورتوں نے کھلی کھلی حرامکاری کے نمونے دکھلائے دوسرے ملکوں میں

باقی آئندہ

عجیب بیش بہا مصنوعات انگریزی میں معمولی سی محنت سے حاصل کرنے کے لئے سب سے مفید تجویزیں

موت کا خوف

و ایمان داری کا امتحان

برتاؤ سے امتحان سچائی و ایمانداری کا ہو سکتا ہے

شیل ٹرنک گرکٹ بیٹ فٹ بال ریکو ریگو لیٹر واچ فل بوٹ چھوکا کانپوری کانپوری ململ کی قمیضیں چھاتے خود بخود کھلنے والے۔ شہر کے صافے اور کشمیرے پشو وغیرہ نہایت نفیس عمدہ اور پائیدار و نایاب

تجویز اول۔ آپ صرف ۴ر کو ہمارے کارخانہ سے ایک ٹکٹ خرید فرماویں اور اسپر اپنا نام و پتہ وغیرہ خوشخط لکھکر ہمکو بھیجدیں پھر آپکو چار ٹکٹ ویسی ہی بعہ ایک سارٹیفکٹ انعام کا مستحق بنانیوالا بذریعہ قیمت طلب پارسل موازی ۸/ ارسال ہوگا۔ آپ ان چار ٹکٹوں کو اپنے دوستوں کے پاس موازی چھ چھ آنہ فی ٹکٹ فروخت کرکے اپنا ۸/ وصول کرلیویں اور انہی ٹکٹوں پر خریداروں سے نام و پتہ خوشخط لکھوا کر ہمارے پاس بھیجدیویں جبھی کہ وہ چار ٹکٹ اور ۱۶/ سے روپیہ ہمارے پاس پہونچینگے۔ ہم آپکو ایک ۲۸ انچہ کا وعدہ شدہ ٹرنک قسم عمدہ معہ ایک عمدہ آئینہ و نقاشی مرمیدانی معہ رومال (۱) یا فٹ بال (۲) یا (۳) یا کرکٹ بیٹ آل کین کشمیری حلوہ (۴) یا ایک ریگولیٹر واچ معہ نفیس زنجیر چاندی و تعلقات (۵) یا فل بوٹ کانپوری چمڑہ (۶) یا کانپوری ململ کی قمیض معہ (۷) ایک سٹ کرکٹ بیٹ (۸) یا ایک صافہ تُسری ململ ریشمی (۹) یا ایک عمدہ صوف برائے کوٹ و واسکٹ (۱۰) یا کشمیرہ برائے کوٹ و واسکٹ (۱۱) یا پشوری طلائی و ریشمی ٹوپی (۱۲) یا پشوری طلائی و ریشمی کُلاہ (۱۳) یا ایک پیتل کی عمدہ گاگر (۱۴) یا ایک چاندی کا گلاس (۱۵) یا ایک باجہ والی ٹائم پیس (۱۶) یا ایک عجیب قسم کا تھال (۱۷) یا ایک عمدہ کمبل (۱۸) یا ایک عمدہ کرسی ان اٹھارہ چیزوں میں سے ایک چیز آپکی حسب خواہش بھیجا دیگی جبکہ تین ٹکٹ فروخت ہوں اسکو ایک ۲۴ انچہ کا ٹرنک معہ ایک آئینہ و رومال (۱) یا کرکٹ بیٹ آل کین کشمیری و لوٹا (۲) یا لالٹین گاگر (۳) یا کانپوری ململ کی قمیض تین عدد (۴) یا انگریزی فتو کانپوری چمڑا (۵) طوفانی جیب گھڑی معہ زنجیر (۶) یا ایک پشوری طلائی ریشمی ٹوپی درجہ دوم (۷) یا کلاہ طلائی و ریشمی (۸) یا ایک بیت کا سونا چاندی کی شامہ والا (۹) ان نو چیزوں میں سے ایک چیز حسب خواہش آپکو دیجاویگی جبکہ دو ہی ٹکٹ فروخت ہوں اسکو ایک خود بخود کھلنے والا

چھاتہ ورومال ۲؎ یا ایک اعلیٰ سپرنٹنڈنٹ قلم مع ریشمی رومال ۳؎ یا ایک عمدہ ہاکی ۴؎ یا جیبی گھڑی (۵) یا ایک سونابیت چاندی کی شام والا ۶؎ ان پانچ چیزوں میں سے ایک حسب خواہش دی جاویگی۔ جس کا ایک ٹکٹ فروخت ہو اُسکو ایک ریشمی رومال دیا جاویگا۔

نوٹ آپ مہربانی کرکے خریدار ٹکٹ کو ہدایت کردیں کہ ٹکٹ خریدشدہ کو ہمارے کارخانہ میں فوراً بھیج دیں یا آپ خود اُن سے لیکر بھیج دلویں تاکہ ہم چار ٹکٹ معہ وی پی اُنمیں سے ہر ایک کے نام بھیج سکیں تاکہ وہ صاحب بھی ہماری اشیاء مذکورہ بالا سے جلد فیضیاب ہوسکیں۔

کیوں صاحب فرمایئے چھاتہ کی عوض میں کیسا معاوضہ ہے۔

جو صاحب قیمتاً منگوانا چاہیں انکو نرخ وطول ذیل میں درج ہے بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال ہوسکتی ہیں۔

طول ۲۴ - انچہ ... صہ	۲۸ - انچہ سے ۳؍	۳۰ انچہ سے ۸؍	۳۲ - انچہ ۴؍

کشمیری پٹو وغیرہ

تجویز دوم۔ جناب من آپ ہماری فرم سے ایک ٹکٹ قیمتی ۶؍ کا خرید فرماویں اور اُسپر اپنا نام و پتہ لکھکر ہمارے پاس بھیجدیں پھر آپکو فرم سے ویسی چار ٹکٹ اور سارٹیفکٹ انعام کا مستحق بنانیوالا جو ۶؍ روپیہ میں بذریعہ وی پی بھیجدیں گے۔ آپ ان چاروں ٹکٹوں کو اپنے دوستوں میں فروخت کرکے انکا روپیہ وصول کرلیویں اور ان ٹکٹوں کی پشت پر اُن خریدنیوالے دوستوں کا نام و پتہ لکھکر ہمارے کارخانہ میں واپس کردیں ہم اُن خریداروں کے نام ہر ایک کو ویسی ہی چار چار ٹکٹ بذریعہ وی پی بھیجدینگے۔ اس صورت میں فرم کو مبلغ ۶؍ روپے وصول ہوجاوینگے تب آپکو ایک نفیس گرم پٹو درجہ اول کا تھان جو ایک گرم سوٹ کے لئے کافی ہوگا۔ یا لنگی ریشمی صافہ درجہ اول ان ہر دو اشیاء سے کوئی ایک مفت حسب خواہش خریدار دی جاویگی۔ اپنے ٹکٹوں میں سے تین ٹکٹ فروخت کرنے والے کو ایک پٹو درجہ دویم یا ایک لنگی ریشمی صافہ درجہ دوم۔ یا ریشمی زنانہ دوپٹہ ان تینوں میں سے کوئی ایک حسب خواہش خریدار دیا جاوے گا۔ جس کے دو ٹکٹ فروخت ہونگے اسکو نصف تھان

علاوہ اول برائے گرم کوٹ یا ایک درجن جراب نفیس کوئی ایک حسب خواہش دیجائیگی اور جو شخص صرف ایک تخت فروخت کرسکے گا اُسکو بھی ایک گرم ولایتی عمدہ بنیان نذر کی جاویگی۔

کیوں صاحب ۸ ؎ کے عوض میں کیسا معاوضہ پایا۔

بوجہ عدم گنجائش صرف چند سارٹیفکیٹ درج کئے جاتے ہیں

بابو راجن سنگھ صاحب تسلیم ٹرنک جو یہاں آپ سے مال حاصل کیا ہے بلحاظ قیمت کے سب عمدہ اور قابل تعریف ہیں اور آپکا کام نہایت ایمانداری پر ہے۔ میں ہمیشہ آپکے کارخانہ کی ترقی میں کوشاں رہوں گا۔ موہن رام ہیڈ ماسٹر کوہشہ۔

بابو راجن سنگھ صاحب تسلیم آپ نہایت درجہ کی دیانتداری اور نیک نیتی سے کام کر رہے ہیں اور آپکا اسباب بےنظیر اور قابل صفت ہے۔ سید عزیز احمد سکول ماسٹر اردی ریاست گوالیار۔

بابو راجن سنگھ صاحب تسلیم آپ دیانتداری اور دل کی عمدگی کی علت میں یہ صفت موسوم ہیں سیکرٹیری ضلع دار عبداللہ ... جس نے آپکے ٹرنک کو دیکھا نہایت پختہ اور بیٹ ٹیل مانند ولایتی کے پایا۔ راقم گورکھ سنگھ ڈویژنل آفیسر علاقہ سرود اور دھم پور ... ٹرنک آپکے کارخانہ کی ساختہ ہمارے پاس اور ہمارے اہلیاں کے صوار اور سپاہیوں کے پاس پہنچے نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہیں جنکو دیکھکر تمام فوج پسند کرتی ہے۔ راقم صوبیدار شام سنگھ پلٹن ۳۳ راولپنڈی

آپکے کارخانہ کا ٹرنک جو منگوایا ہے نہایت عمدہ ہے۔ راقم جے لال مدرسہ مشن ماسٹر جگن وزیرآباد۔

آپکے ٹرنک و دیگر اسباب جو منگوایا ہے قابل تعریف ہے اور ہمارے محکمہ کے کلارک پسند کرتے ہیں راقم ہرگوبند کلارک سب

آپکے ٹرنک قابل تعریف ہیں راقم محمد الدین ایڈیٹر پنجہ فولاد۔ لاہور۔

...ہمارے کارخانہ کی ٹرنک سپورٹس وغیرہ کی تحقیق تہمہ آنے کے اور پچو وغیرہ کے تخت ۸ ؎ کے ہیں (ٹرنک) اسواسکے کردیا ... کو بہ ہمہ ہر قسم ... بڑا ...

انوار الاسلام کے خریداروں کو نیا

مژدہ

ہم ناظرین کو اپنے ہم پیشہ کی مذمت کرکے خوش کرنا نہیں چاہتے۔ صرف اپنی دوائیوں کے مفید ہونے کی وجہ سے خوش کرینگے۔

سفوف جریان یہ ایک ایسی دوائی ہے کہ جو جریان اور ذیابیطس کے لئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے۔ اور پیپ پیشاب میں آنے کو بند کرتی ہے۔ قیمت فی بنڈل کہ جس میں پچاس پڑیاں ہونگی **عہ**

سفوف خاکی ہمارے شفاخانہ میں سوزاک کا یہ ایک ایسی دوائی ہے کہ جسکا نظیر وہ آپ ہی ہو سکتی ہے اور کوئی دوسری دوائی اسکی قائم مقامی کیلئے بھی ثابت نہیں ہوئی۔ سوزاک ہر قسم کا پورانا ہو یا نیا جلن و سوزش ہو یا صرف ریم آتی ہو تھوڑی ہی عرصہ میں اپنا فائدہ دکھائیگی۔ قیمت فی بنڈل جسمیں پچاس پوڑیہ ہونگی **عہ**۔ **حب عشر** یہ گولیاں ضعف معدہ کو خواہ کسی سبب سے کیوں نہ ہو مفید اور کھانا ہضم کر دیتی ہیں بھوک پیدا کر نہیں لاثانی خوشمزہ طبیعت انکی کھانے سے خوش ہو گی اور ایک گونہ کھاتے ہی راحت پیدا ہوتی ہے قیمت فی ڈبیہ جس میں اکسٹھ گولی ہوگی ... **عہ**

سفوف پیچان بید جس عورت کا حمل گر جاتا ہو یا بچہ بیمار پیدا ہوتا ہو۔ یا صحیح پیدا ہو کر مرض الٹھرا سے ضائع ہو جاتا ہو۔ یا جن مستورات کو بعد تولد بچہ جلن و سوزش پیدا ہوتی ہو اسکے لئے یہ سفوف نہایت مفید ثابت ہوئی ہے قیمت فی بنڈل جسمیں ساٹھ پڑیاں ہونگی **للعہ**۔ **خمیرہ فوفل** رطوبت رحم کو کہ عورتوں کو یہ مرض بکثرت لاحق ہوتی ہے۔ بند کرتا ہے۔ اور کثرت حیض کو کہ جس سے ضعف جگر و دماغ و دل کا اندیشہ ہو فی الفور بند کر دیتا ہے اور حاملہ عورتوں کی جریان رطوبت کو کہ اسقاط کی حد تک پہونچاتی ہے حکم اکسیر سے بڑھ کر ہے قیمت فی پاؤ **عہ**۔ **ملح سلیمانی**۔ بدہضمی۔ درد معدہ اور بھوک کی کمی کو مفید

بصارت کو تیز کرنے والا۔ رنگ رخسار کا صاف کنندہ۔ نسیان کو ہٹانے والا
قلق اور بہق کو دور کرتا ہے۔ سردی گردوں کا دور کرنے والا۔ ربو سے کہ ضیق کا
ایک قسم ہے نجات بخشنے والا۔ محرک جماع اور منی زیادہ پیدا کرتا ہے۔ زیادہ کرنے والا شوق زنان۔ زہر
کو دفع کرنیوالا اور غم کو رفع کرنیوالا۔ قایم مقام تریاق فاروق ہے گرمی اور سردی میں اسکا استعمال
بخوشی ہو سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی عصہ۔ فی بوتل للعہ۔

دواء الکبریت۔ تنگی دم اور کھانسی بلغمی کو مفید اور اُس ریم (پیپ) کو جو کھانسی
کے ساتھ سینہ سے نکلے۔ اور پورانے تپوں اور تپ لرزہ اور استسقا اور تلی
اور تنگی بول اور سنگ گردہ اور سنگ مثانہ اور زہریلی دواؤں کے زہر کو اور بچھو
اور تیلیا کے کاٹے کو مفید۔ قیمت دس تولہ . . . . عہ

حب حلتیت مقوی قوائے معدہ سردمزگی جو معدہ کی شرکت سے
ہو اور دوار بخاری کو مفید۔ ہاضم طعام اور ریح معدہ اور امعا کو نکالتی ہے
اور باد گولہ کہ ریح غلیظ سے پیدا ہوا ہو دور کرتی ہے۔ قیمت فی ڈبیہ جس میں
ایک سو گولی ہو۔ عہ

خمیرہ اسبغول۔ کھانسی نزلی گرم خشک کو مفید ہے۔ اسہال معدی
دموی کو کہ گرمی سے ہوں مفید ہے۔ جریان (پریو) اور سرعت انزال کو دور کرتا
ہے اور گرم مزاجوں کو مقوی باہ ہے۔ خشونت سینہ کو بھی فایدہ دیتا ہے۔ قیمت
فی سیر عہ۔ محصول ڈاک بذمہ خریداران۔

المشتھر

حکیم احمد دین منیجر و مہتمم شفاخانہ احمدی واقعہ شہر سیالکوٹ متصل شوالہ راجہ
تیجا سنگھ

منشی کرم بخش پروپرائٹر و ایڈیٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱

عطار

قیمت سالانہ پیشگی معہ محصولڈاک

۳۸

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

جلد ۶ نمبر ۲۴

بابت یکم مارچ ۱۹۰۵ء	پندرہ روزہ	مطابق ذوالحجہ ۱۳۲۲ھ

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ط

اور اللہ غالب ہے اوپر کام اپنے کے ولیکن بہت لوگ نہیں جانتے

صاحبان! یہہ وہ غازیٔ اسلام ہے جسکی نسبت بہت سے مخالفین ہمیشہ سے طرح طرح کے واہی تباہی خیالات ظاہر کرتے رہے ہیں۔ لیکن وہ خدا کی مرضی کو نہیں جانتے ہیں۔ ہم اُس پاک پروردگار کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جس نے اپنے فضل وکرم کے ساتھ اس غازیٔ اسلام کا چھٹا سال پورا فرمایا گو اس سال

میں یہہ غازیٔ اسلام وقت پر شائع ہونے کے علاوہ بہت کم صفحوں پر شائع ہوتا رہا ہے۔ لیکن اکثر رسالجات زیادہ صفحوں پر بھی شائع کئے جاتے رہے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ تمام معزز ناظرین آئیندہ کیلئے خداوند تعالے سے التجا کرینگے۔ کہ اللہ تعالے اس غازیٔ اسلام کو وقت پر چھاپنے کی ہمکو توفیق عطا فرما وے۔ آمین ثم آمین۔ ایڈیٹر۔

مژدہ مژدہ

آئیندہ سال کے لئے انعامی کتابوں کا سلسلہ ختم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں نے یہہ سوچ رکھا ہوا ہے کہ جب تک انعامی کتاب نہ آئے تب تک سالانہ چندہ روانہ نہیں کرتے۔ سو اسلئے اب کے سال ہم بہت سی کتابیں خریدان انوار الاسلام کے آگے پیش کرینگے۔ کہ جس اصحاب کو ایک سال کتب انعامی حاصل کرنی منظور ہوا وہ اس موقع کو غنیمت خیال فرما کر رسالہ جلد نمبرا کا انتظار کریں۔ والسلام +

اطلاع

معزز صاحبان! آپ لوگوں کو یاد ہوگا۔ کہ انوار الاسلام کا سال ماہ محرالحرام سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے سابقہ سال ختم کرنے کے لئے رسالہ نمبر ۴۳۔ ۴۴۔ اکٹھے شائع کئے جاتے ہیں۔ والسلام۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ

رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

شعلع نمبر اول

اگرچہ اسلام ایسا سچا اور کامل مذہب ہے کہ اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اور ایسا حصن حصین ہے کہ قیامت تک کوئی شخص اسکے توڑنے کی قدرت نہیں پا سکتا لیکن تعجب ہے کہ بعض راستی کے مخالف خدا کی اس روشن کی ہوئی شمع کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِھِمْ لیکن انکو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے اس ارادے میں نہ تو کامیاب ہوئے ہیں اور نہ کبھی ہونگے۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ اگر وہ انصاف کے ساتھ اپنے خیالات پر غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ جو اعتراض وہ اسلام پر کر رہے ہیں کیسے ناموزوں اور بیجا ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ہم انکے چند اعتراضات کے جواب دے کر ان کا تعصب اور نافہمی

ظاہر کر دیتے ہیں۔

اعتراض (۱)

قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا نے آسمان و زمین کو چھ دن میں بنایا اس سے اس کا سروپ شکتی مان (قادر مطلق) ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ چاہئے تھا کہ وہ ایک آن میں یہ سب زمین و آسمان پیدا کر دیتا الخ

جواب

قرآن شریف میں بیشک آیا ہے کہ خداوند تعالے نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ اُن میں ہے چھ دن میں بنایا۔ لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا کہ چھ دن میں اس واسطے بنایا کہ اس سے کم عرصے میں مجھ سے نہیں بن سکتا تھا۔ کمزوری اور ضعف اُسوقت بیشک ثابت ہوتا جب یہ بھی ساتھ ہوتا کہ اس سے جلدی مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ قرآن شریف میں پروردگار عالم کی طاقت اور قدرت کی نسبت یہاں تک لکھا ہے کہ وہ صرف ایک کُن کے اشارے سے جو کچھ چاہے آن کی آن میں بنا سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ یعنے وہ وراء الورا الطاقت والا سلطان السلاطین جب کسی شے کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو صرف اسکو یہی کہدیتا ہے۔ کہ ہو جاؤ وہ ہو جاتی ہے۔ پس معلوم نہیں کہ معترض صاحب نے آسمان و زمین کے چھ دن میں بنانے سے قدرت مطلق کی نفی کس طرح سمجھ لی۔ حالانکہ قرآن عظیم کی اصلی تعلیم اس رب العالمین کے بے مثل عظمت و جلالت اور بے نظیر

قدرت، طاقت کا اظہار وا قرار ہے تا کہ کسی طاقت اور کسی عظمت کو اسکی عظمت کے برابر خیال نہ کریں اور نہ ہی یہ خیال کریں کہ کسی شی کی عظمت یا طاقت اُسکی ذاتی ہو بلکہ اُسکی طاقت تمام طاقتوں سے اعلےٰ اور اُسکی عظمت تمام عظمتوں سے ارفع ہے اور جتنی طاقتیں اور عظمتیں دنیا میں ہم دیکھتے ہیں وہ سب کی سب فانی اور چند روز کے واسطے ودیعت کے طور پر ہیں جو ایک وقت واپس لے لی جائینگی اور اسکے بعد کہا جائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج بادشاہ کون ہے۔ اس وقت کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت و طاقت نہیں ہو گی اور کوئی مدعی نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے خود ہی خداتعالے فرمائیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنے اللہ اکیلے غالب ہی کا تمام چیزوں پر تصرف ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی عظمت و طاقت ذاتی ہے۔ جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ فسبحان اللّٰه عما یصفون

اب رہی یہ بات کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ خداوند تعالے نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا پس کیا وجہ ہے کہ باوجود قادر مطلق ہونے کے اُنکے بنانے میں اس قدر عرصہ لگا۔ سو اگر تعصب و عناد کو تھوڑی سی دیر کے واسطے الگ کر کے بصیرت کی آنکھ سے دیکھا جائے۔ تو اس میں ایک عجیب قسم کی ہدایت و روشنی معلوم ہوتی ہے۔ جس سے انسانی طاقت اور آلہی طاقت کا بیّن طور پر اندازہ ہو سکتا ہے اور جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسکی طاقت کے برابر کوئی طاقت نہیں اور یہی تصدیق اہم مقصود ہے کہ انسان خداوند تعالے کی طاقت و قدرت کو تمام طاقتوں اور قدرتوں سے اعلےٰ جانے۔ فرقان حمید میں ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ

خداوند تعالے فرماتا ہے کہ ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں بنایا اور ہم تھکے نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ اے منکرو تم میں سے اگر کوئی بادشاہ بھی ہو اور وہ چھوٹے سے چھوٹا مکان بھی بنانا چاہے۔ تو دیکھو کہ باوجود یکہ راج۔ مزدور۔ بڑھئی۔ لوہار وغیرہ کتنے آدمیوں کو کام پہ لگایا جاتا ہے پھر بھی کسی قدر عرصے میں تیار ہوتا ہے۔ اس پر بھی وہ عیبوں اور نقصانوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اول تو تھوڑے ہی عرصے کے بعد اسکی مرمت وغیرہ نہ کرائی جائے۔ تو گر کر خاک کے برابر ہو جائے۔ دوسرا وہ چند ہی لوگوں کی حفاظت کے واسطے کافی ہو سکتا ہے۔ تیسرا سب قسم کی ضرورتیں اس میں سے میسر نہیں ہو سکتیں غرض وہ اپنے قیام کی حالت میں صرف چند ضرورتوں کا کفیل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اس میں ابھی ایک اور بات بھی ہے۔ کہ جن اسباب سے وہ تیار کیا گیا ہے تو وہ تمہارے اپنے پیدا کئے ہوئے ہیں اور نہ وہ آپ اپنی ذات سے پیدا ہوئے ہیں۔ برخلاف اس شاندار فرش اور چھت کے جس کو ایک ہی ذات نے بنایا اور پھر چھ دن میں بنایا اور پھر جس قدر نقص و عیوب تمہارے بنائے ہوئے مکانوں میں انسانی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ ان میں سے اس میں ایک بھی نہیں اسکے سوا تم ایک معین وقت تک کام کر کے تھک جاتے ہو۔ لیکن اس علے طاقت والے کو اسقدر باعظمت کام کرنے سے تھکان چھوا تک بھی نہیں۔ پس سوچو اور دیکھو کہ انسانی اور خدائی قوت میں کس قدر فرق ہے اور کون سی قوت درحقیقت عظمت کے لائق ہے۔ ہر ایک راستی پسند طبیعت اور سلیم الفکر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس قابل تعریف ذات نے اتنا بڑا کام اسقدر عرصے میں اس خوبصورتی کے ساتھ تیار کر لیا ہے۔ اس کا علم

قدرت کس درجے پر ہے اور وہ کیسا عجیب کاریگر ہوگا۔ جب اس تمثیل سے طالب حق کا خیال جناب خالق بے نظیر کی عظمت کی طرف پورا متوجہ ہوگیا۔ اور کسی غلط کی دل میں گنجائش درحقیقت نہ رہی۔ تو اس تحدید وتعیین سے جو صرف تعلیم وتفہیم کی غرض سے تھی آگے قدم بڑھایا جس کے واسطے اور ہی دل اور ہی آنکھوں کی ضرورت ہے۔ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا وَبَصِیْرَۃً وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ چنانچہ فرمایا اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو جتنی قوتیں عطا فرمائی گئی ہیں وہ سب کی سب محدود ہیں۔ آنکھ ایک حد تک کسی چیز کو دیکھ سکتی ہے کان ایک معین فاصلے کی آواز کو سن سکتا ہے ہاتھ ایک معین وقت تک کام کرسکتا ہے۔ پاؤں ایک مقرر مسافت تک چل سکتا ہے۔ عقل کی رسائی محدود محسوسات تک پہنچ سکتی ہے۔ پس جب انسان کو کسی غیر معلوم وغیر محسوس شے کا معلوم کرانا منظور ہو تو ضرور ہے کہ محدود ومحسوس اشیا ہی تمثیلاً پیش کیجاویں تاکہ بسہولت وتدریج اس شے کی کیفیت اسکے ذہن نشین ہوجائے۔ جب اس قدر علم اسکو حاصل ہوگیا پھر باقی کے حالات اس کے سامنے بیان کئے جائیں۔ یہانتک کہ اسکو اس شے کا پورا علم ہوجائے۔ اور یہ طریق کوئی انوکھا اور نرالا طریق نہیں ہے۔ تمام قسم کے علوم وفنون اور حرفتوں وغیرہ کی تعلیم میں اسی طریق کو استعمال کیا جاتا ہے بلکہ جسقدر تعلیم وتفہیم اور تحفظ وتذکیر کے واسطے یہ طریق مفید اور موصل الی المطلوب ہے اور کوئی بھی نہیں اور کیوں مفید اور موصل الی المطلوب نہ ہو اس علیم وخبیر کا

جاری کیا ہوا طریق ہے اس حکیم و عزیز نے محض اپنی رحمت اور کریمی سے انسان کو اپنی ذات و صفات کا علم معلوم کرانے کے واسطے یہی طریق پسند فرمایا ہے جس سے صاحب استعداد انسان اس علم میں آہستہ آہستہ ترقی کرتا جاتا ہے اور ایک دن ٹھیک منزل مقصود تک جا پہونچتا ہے اس طرح اس مسئلے میں جو اسوقت درپیش ہے خداوند تعالے نے اپنی طاقت و قدرت کی عظمت کا علم انسانوں کو معلوم کرانے کے واسطے اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں ظاہر فرمایا کہ ہمنے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا ہے پس اے انسانو تم خواہ اپنی الگ الگ قوت خواہ مجموعی قوت کو میری قوت سے مقابلہ کرلو کہ کونسی اعلےٰ ہے اور اسکے بعد اپنی طاقت حشمت اور جاہ و جلال پر مغرور نہ ہونا اور میری ہی اطاعت کو اعلےٰ اور افضل سمجھنا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

ہاں آریہ کا خدا بے شک سرب شکتیمان تو کیا؟ معمولی قدرت بھی نہیں رکھتا۔ وہ ہرگز کچھ پیدا نہیں کرسکتا۔ تاوقتیکہ مواد و اسباب خارج سے جو خدا نے پیدا کئے۔ اور خدا کی قدرت۔ علم اور احاطت سے باہر ہیں۔ نہ آئیں۔ وہ اپنی قدرت خالقیت میں جیو جیو اور ذرہ ذرہ کا محتاج ہے اُسے قدرت نہیں۔ کہ ایک ذرہ یا ایک روح علاوہ اُنکے جو اتفاق حسنہ سے دنیا میں پیشتر سے موجود ہیں۔ پیدا کرسکے۔ اُسکی قدرت یہیں تک محدود ہے۔ کہ ارواح اور پرمانو (ذرات عالم) جو پیشتر سے موجود ہیں اور اتفاق حسنہ سے اُسکو ملگئے۔ انہیں کے ذریعہ اُسکی خدائی کا کارخانہ چل رہا ہے۔ کہ ذرات موجودہ کو باہم ترکیب دے دے کر کچھ کا کچھ مرکب کر رہا ہے (جوڑ جاڑ رہا ہے) ورنہ اگر یہ چیزیں اتفاق سے اُسکو

دل جائیں تو خدائی کی ساری قلعی کھل جاتی۔ (اعاذنا اللہ من ھذہ العقیدۃ)

اللہ اکبر! خدا جو تمام فیوضات کا مصدر اور جمیع کمالات کا منبع ہے۔ اُسکی نسبت ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ بھلا صاحب اگر یہ ارواح اور مادہ اجسام اُس کو نہ ملتا۔ تو وصف خالقیت کو کیسے ظہور میں لاتا اور کن اشیاء کا مالک و متصرف اور خالق اور بدیع[1] ہوتا۔ جب آپ سے اس قدر بھی طاقت نہیں ہے۔ کہ ایک ذرہ اور پرمانو کو پیدا کر سکے۔ پس آریہ کے نزدیک تو خدا ایک وہی شے ہے جس کے سہارے سے نہ ذرات عالم کا وجود نہ بقا و قیام ہے پس ایسے عقیدہ والے لوگ کسی ایک مذہب پر بھی اعتراض نہیں کر سکتے اور اسلام کی تو شان ہی بلند ہے۔ جس میں پروردگار عالمین کی صفت الحی القیوم لکھی ہے۔ یعنی زندہ اور ذرہ ذرہ کا پیدا کرنیوالا اور تھامنے والا۔ ہر ذرہ کا وجود اور قیام اُسی کے سہارے سے ہے۔

خدا کے چھ دن کے آسمان وزمین کے پیدا کرنے میں انسان کے لئے تعلیم و تذکیر بھی ہے۔ کہ وہ بھی اپنے کاموں کو تدریج اور مصلحت اور حکمت پر مبنی کرے۔ اور بھی چھ دن واسطے کام کے۔ اور سبت واسطے آرام یاد و عظمت الہی کے مقرر ہوا۔ غرض تدریج کی مصلحت[2] تقرر ایام اور مصالح

---

[1] بدیع نیا پیدا کرنیوالا۔ بغیر نمونہ کے پیدا کرنیوالا۔ موجد۔

[2] اس امر کی ایک دلیل کہ پروردگار عالمین نے ضرور زمین و آسمان کو چھ دن ہی میں پیدا کیا۔ یہ ہے کہ تمام دنیا میں اور جمیع اقوام میں ہفتہ ہی مقرر ہے۔ ورنہ کہیں کہیں عشرہ یا عشرہ مقرر نہیں (۹۔ یا ۱۰ دن کا) اور تمام اقوام نے بالاتفاق ۷ ہی دن کا ہفتہ مقرر رکھا ہے۔ ورنہ ممکن تھا کہ کوئی قوم ۸ یا ۹ یا ۱۰ دن کا ہفتہ بھی مقرر کر لیتی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ باقی صفحہ آئندہ

تام ہے۔ نہ ضعف قدرت؟

دیکھو! پروردگار عالمین باوجودیکہ پود نسواں کو دم بھر میں بڑھا کر درخت کر سکتے ہیں۔ اور بیج کو ڈالتے ہی کھیت کو آن واحد میں سرسبز کرکے کاٹنے کے قابل بنا سکتے ہیں۔ مگر بتدریج بڑھاتے ہیں۔ تم دنیا کے سارے کارخانے کو دیکھتے جاؤ۔ پروردگار کے جتنے کام پاؤ گے۔ سب میں تدریج اور آہستگی برتی گئی ہوگی۔ پس زمین و آسمان کا پیدا کرنا اس عام قاعدے سے کیوں مستثنےٰ ہوگیا؟ انسان ہی کو دیکھو۔ اسکی اپنی نشو و نما کیسے آہستہ آہستہ اور بتدریج ہوتی ہے۔ پہلے نطفہ شکم مادر میں ہوتا ہے۔ پھر علقہ (لہو کی پھٹکی) پھر مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) پھر روح پھونکی جاتی ہے۔ پھر بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے پھر بالغ ہوتا ہے۔ پھر جوان۔ پھر بوڑھا۔ کیسی کیسی تدریجی حالتیں اس پر طاری ہوتی ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ترقی اور نمو کی سیڑھیوں پر چڑھتا ہے۔ اور اس سے کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ خدا کی قدرت میں ضعف ہے۔ تو پروردگار کا آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کرنا کیسے ضعف قدرت پر دال سمجھا گیا؟۔

ممکن ہے کہ پہلے اس نے امر کُن سے ایک مادہ (ہیولا) پیدا کیا ہو۔ اور مقدرہ

بعینہ بنی آدم میں ہفتہ کا تقرر جو حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے الہام الٰہی سے ہوا ہے۔ وہی چلا جاتا ہے۔ کسی کا خیال اسکے خلاف کی طرف منتقل نہیں ہوا۔

نوٹ۔ میرے مخدوم جناب مولوی نور الدین صاحب حکیم جموں علم فلسفہ کی لکھتے ہیں۔ کہ ان چھ دنوں میں ہر ایک دن سینکڑوں ہزاروں برس کا تھا۔ اور رب العالمین نے مادہ علم کو پیدا کرکے بتدریج زمین و آسمان کو خاص خاص ترکیب خاص خاص اندازہ پر پیدا کیا جیسے اب عالم میں تغیرات بتدریج ہزاروں لاکھوں برس کے بعد ہوتے ہیں۔ ایسی معینہ مقدار پر دن کا اطلاق کیا گیا قرآن میں بھی ہے اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

تدریجی تبدلات سے مقررہ وقتوں میں خاص خاص شے فطرت اللہ کے موافق پیدا ہوئی ہے قال اللہ تعالے وکل شیئ عندہٗ بمقدار ؎ پھر میں کہہ سکتا ہوں کہ چھ دنوں میں بنانے کے یہ معنے نہیں کہ برابر چوبیس چوبیس گھنٹہ میں بناتے رہے۔ بلکہ چوبیس گھنٹہ کے اندر ایک لمحہ میں ایک کام بنانے کا اشارہ ہوا۔ تو ایک بن گیا۔ بعد چوبیس گھنٹہ کے پھر پچیسویں گھنٹہ میں دوسرا کام لمحۃ البصر میں تیار ہو گیا۔ اور اسی طرح چھ دن کے عرصہ میں کل کام ختم ہو گیا۔ نہ کہ برابر ۲۴ × ۲۴ گھنٹہ بناتے رہے۔ دیکھو تفسیر عزیزی) میں چھ ایام سے چھ دفعات مراد لکھا ہے۔ اور اسی طرح زبور شریف میں ہے۔ کہ اُسنے کہا ہو۔ اور ہو گیا (۳۳ زبور ۹) یہاں سے بھی ظاہر ہے کہ ایام سے دفعات مراد ہے۔ اور چھ دن ہی میں پیدا کرنا تقرر ایام کی مصلحت کی وجہ سے ہے۔

دوسرا اعتراض

تم لوگ ہندوں کو بُت پرست اور کافر کہتے ہو اور آپ کعبہ میں حج کو جاتے ہو اور پرستش کعبہ کرتے ہو۔ اُسکی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے ہو۔ اور حجراسود کو چومتے ہو۔ الخ

؎ ممکن ہے کہ چھ دنوں میں پیدا کرنے میں اور بھی بہت سی مصلحتیں ہوں جن پر ہمیں اطلاع نہیں۔ مگر اس عرصہ میں پیدا کرنے سے ضعف قدرت پر دال کوئی دانشمند خیال نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ ضرور ہے کہ ہر بات کی حکمت یا مصلحت ہمیں معلوم ہو جائے خدا کا علم علی کل شیئ محیط ہے اور ہمارا علم سراسر ناقص ہے۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیز الحکیم۔

جواب

بہ حکم آلہی کسی امر پر ایمان لانے یا کسی شئے کی تعظیم کرنے سے اُسکی عبادت لازم نہیں آتی۔ جب تک اُسکو خدا یا خدا کی مورت یا موصوف بہ صفات آلہی نہ سمجھا جائے۔ ہم لوگ کعبہ کو نہ بت۔ نہ بت کدہ۔ نہ موصوف بہ صفات باری سمجھتے ہیں۔ علےٰ ہذا حجر اسود کو نہ بت۔ نہ معبود نہ اُس میں کوئی خدا کی صفت قرار دیتے ہیں۔ تو ہم لوگ اللہ کے حکم سے صرف ایک مکان (بیت اللہ یا مسجد الحرام) کی مناسب تعظیم کرنے سے کیسے مشرک ہو گئے؟ ہم لوگ کعبہ کو ایک متبرک و محترم مکان توحید کے اعلےٰ درجہ کے واعظ حنیف اعلے اللہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بنا اور یادگار اور دنیا میں عبادت آلہی کا لوگوں کے لئے پہلا گھر سمجھ کر بہ نیت ثواب و اطاعت امر آلہی صدہا تکالیف و مصائب در یاضت شاقہ برداشت کر کے اسلام کے مبدء اور حنیفؑ کی یادگار کو دیکھنے جاتے ہیں تو اطاعت امر آلہی کے لحاظ سے کیوں ثواب کے مستحق نہونگے؟

بُت پرستی اور حج میں نہایت ہی فرق بلکہ تباین صریح ہے۔ بُت پرست تو اُنکو خدا۔ یا خدا کی مورت۔ یا موصوف بہ صفات آلہی سمجھتے ہیں۔ اور ہم لوگ خانہ کعبہ۔ اور حجر اسود کو نہ بت نہ خدا نہ خدا کی مورت۔ نہ خدا کا شریک خیال کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص یہہ کہے کہ میں کعبہ شریف کی عبادت کرتا ہوں۔ یا اُسکو خدا یا خدا کی مورت سمجھتا ہوں۔ تو ہم اُسے اول درجہ کا اور پکا کافر جانتے ہیں۔ پس حج کو بُت پرستی سے مناسبت ہی کیا ہے۔ جبکہ اعتقادات میں مباینت صریح ہے۔ قال رسول اللہ صلعم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ عملوں کے پھل تو نیتوں ہی پر موقوف ہیں۔

اس وقت مجھے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث یاد آگئی جس سے حج کے

بارہ میں مسلمانوں کے اصلی معتقدات کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور معلوم ہوجاتا ہے۔
کہ مسلمان لوگ حج کو بجز اطاعت آلہی ومتابعت رسالت پناہی اور کیا سمجھتے
ہیں۔ حضرت عمرؓ جب حجراسود کو بوسہ دینے لگے تو اُنکا کیا خیال تھا؟
رُوِیَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ اِنتَھٰی اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ لَاُقَبِّلُکَ
وَاِنِّی لَاَعْلَمُ اِنَّکَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّی
وَلَوْلَا اَنِّی رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلعم یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ حضرت
عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ حجراسود کے پاس گئے۔ اور کہا میں تجھے چومتا ہوں
پر میں جانتا ہوں۔ کہ تو صرف ایک پتھر ہے۔ نہ ضرر پہونچا سکتا ہے۔ نہ نفع۔ اور میرا
رب اللہ ہی ہے۔ اور جو میں رسول خدا صلعم کو تجھے چومتا نہ دیکھتا۔ کبھی نہ
چومتا۔ اس حدیث سے حضرت عمرؓ خطاب جیسے موحد کامل کا حج اور استلام[1] حجراسود
کے بارہ میں جو کچھ اعتقاد تہا۔ اور اُنکے رگ وپے میں توحید آلہی جیسے سرایت

[1] کسی شے کو صرف بوسہ دینے سے ہی اُس کی عبادت لازم نہیں آتی۔ جب تک اُس
شے کے حق میں معبود ہونے کا اعتقاد نہ ہو۔ مسلمان جو حجراسود کو چومتے ہیں۔ تو اس وجہ سے
نہیں کہ وہ اُس کو خدا یا خدا کی صورت سمجھتے ہیں۔ بلکہ امتثالاً لامر آلہی اسکو بوسہ دیتے ہیں جیسا
حضرت عمرؓ کا اعتقاد تہا۔ بوسہ دینے سے کسی کی عبادت لازم نہیں آتی۔ ماں باپ بال
بچوں کو پیار سے بوسہ دیتے ہیں۔ تو کیا بال بچوں کی عبادت لازم آگئی۔ بال بچے
ماں باپ کے ہاتھوں کو پیار سے چوم لیتے ہیں۔ تو اُس چومنے کو کوئی دانشمند عبادت
نہیں کہہ سکتا بوسہ کبھی پیار سے ہوتا ہے۔ کبھی تعظیم سے۔ اور اس کا دنیا میں عام
رواج ہے۔ مگر کوئی اسکو عبادت قرار نہیں دیتا۔ فافہم وتدبر

کئے ہوتے تھے۔ اسکا حال صاف منکشف ہوجاتا ہے۔

ہاں! حاجیوں کہو۔ کہ پھر حج کے فرض کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اور اس کا فایدہ کیا ہے؟ تو اسکا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ اسلام میں تین قسم کی عبادت مقرر ہے۔ ایک زبانی۔ دوسری مالی۔ تیسری جسمی۔ زبان کی عبادت تو نماز اور یاد آلہی ہے۔ اور مالی عبادت زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ۔ اور جسمی عبادت ایک وہ بڑی ریاضت شاقہ ہے جو ہر مسلمان کو سال کے اندر مہینہ بھر میں ایک دفعہ کرنی پڑتی ہے۔ اور گویا اپنے بدن کی زکوٰۃ نکالنی پڑتی ہے۔ اور جو بعض دفعہ نہایت سخت گرمی میں جب کہ چیل اپنے گھونسلے کو چھوڑ دیتی ہے ادا کرنا پڑتی ہے۔ یعنی روزہ[1]۔ جو روح انسانی کا تصفیہ کرنیوالا۔ نفس کو کچلانیوالا۔ امرا کو غربا و فقرا کا ہمدرد بنانیوالا۔ اور نفس انسانی کو اعلےٰ درجہ تک درست کرنیوالا ہے۔

اور دوسرے حج ہے۔ جو مکلف انسان کو ساری عمر میں ایک دفعہ کرنا پڑتا ہے۔ اور نہایت عجز و خلوص سے امتثالاً لامر آلہی سفر و غربت کی صعوبت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اور اسکے فوائد چند یہ ہیں۔

حج کے فائدے

(۱) اطاعت امر آلہی بہ کمال عجز و خلوص قال اللہ تعالیٰ واتموا الحج والعمرۃ للہ (تم حج اور عمرہ اللہ کے واسطے پورا کرو۔)

(۲) حصول ریاضت کاملہ و تحمل مصائب شاقہ۔

---

[1] روزہ کے اوپر ہم نے ایک مفصل رسالہ چھاپا ہے۔ جو درخواست کرنے پر بھیجا جا سکتا ہے + قیمت ۴؍

(۳) سفر و غربت کی کمال تکالیف برداشت کرکے صبر و استقلال کا خوگر ہونا۔

(۴) سستی اور کاہلی کا ازالہ جو سدا ایک ہی جگہ بیٹھے رہنے سے انسان کو لاحق ہو جاتی ہے۔

(۵) تمام دنیا کا ایک ہی مرکز (مبدء اسلام) کی طرف مائل ہونا۔ اور ایک ہی سلسلہ اخوت میں منسلک اور منسلک ہو جانا۔ اسلام کے مبدء کو دیکھ کر اسلام و باشندگان اسلام کی عزت و عظمت کا دل میں جگہ کرنا۔

(۶) اتفاق کی خو سیکھنا۔ اور تمام دنیا میں سے مختلف اقسام کے لوگوں کا یکجا جمع ہو کر اتحاد پیدا کرنا۔

(۷) اسباب تجارت وہاں لے جانا۔ اور یوں دنیاوی فائدہ بھی اُٹھانا۔

(۸) مختلف لوگوں کے اخلاق و فضائل کا ایک دوسرے کے اوپر پرتو پڑنا اور ایک دوسرے سے محاسن اخلاق سیکھنا۔

نوٹ: دوسری قوموں میں ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ساری عمر گھر سے نہ نکلے۔ اور ایک ہی جگہ بیٹھا رہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فوائد جو مہذب قومیں سفر سے اُٹھاتی ہیں ہرگز نہ اُٹھائے۔ مگر جس مذہب نے سفر کو لازم کر دیا ہے۔ اور سفر کے فوائد سے بہرہ ور ہونے کو ضروری ٹھیرا دیا ہے۔ وہ اسلام ہی ہے جس نے حج کو فرض کرکے تمام دنیا سے کاہلی اور سستی کی جڑ کاٹ دی ہے اور مسلمانوں کو فوائد سفر سے آگاہ کرکے عملی طور پر سفر کے مفاد حاصل کرنے کا موقع دیا ہے۔

(فافہم و تدبر)

(۹) کثرت یاد آلہی - اور ملکر تمام لوگوں کا ایک ہی جگہ خدا کو بہ اتفاق یاد کرنا - جو ایک عجیب سین اور بڑا مؤثر و حلاوت بخش نظارہ ہے۔

پھر سب سے بڑی دلیل اس امر کی - کہ حج کعبہ سے کعبہ کی عبادت مقصود نہیں۔ ایک یہ ہے کہ حج کے اندر جس قدر ادعیہ اور اذکار وقتاً فوقتاً موقعہ موقعہ پر پڑھی جاتے ہیں - کسی میں کعبہ کی عبادت یا عظمت بے جا کا ذکر تک نہیں ہے - بلکہ سب میں خدا کی یاد - اور اُسی سے لَو لگی ہوئی ہے - اور ہر جگہ پر خلوص قلب اور صدق دل سے اللہ ہی کا ذکر کیا جاتا ہے - بہت زیادہ جو کلمہ وہاں پڑھا جاتا ہے - لبیك اللھم لبیك ہے جسکے معنے ہیں - حاضر ہوں میں تیرے دربار میں اے اللہ! حاضر ہوں میں۔

پس بڑے تعجب کی بات ہے - کہ ایسی مفید اور عظیم الشان عبادت کو جو کفر و شرک کی جڑ کاٹنے والی ہے موہم شرک خیال کیا جائے۔

اور یہ جو خیال کیا جاتا ہے - کہ مسلمان لوگ جو کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں - اسلئے وہ مصروف عبادت آلہی نہیں - بلکہ کعبہ کی پرستش اور عبادت کرتے ہیں - اور اُسی کے واسطے تمام طرق تعظیم بجا لاتے ہیں - کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ (بڑی بات ہو کر اُن کے مُنہ سے نکلتی ہے) افسوس صد افسوس!! اُن کو خبر نہیں کہ مسلمانوں کا بجز ظاہری رُخ کے سارا باطن اور باطنی رُخ اللہ ہی کی طرف متوجہ اور اُدھر ہی لگا ہوا ہے - اور وہ ہمہ تن خدا کی عبادت اور اُسی کی تعظیم میں مصروف ہیں - بلکہ اسی واسطے نماز کے شروع میں ہر مسلمان یہ آیت پڑھتا ہے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ

---

[1] اسلامی نماز کے اوپر جسقدر اعتراض آریہ وغیرہ مخالفین کرتے ہیں - ان سب کا جواب اگر کسی صاحب کو ملاحظہ کرنا ہو تو نماز اور اُسکی حقیقت ملاحظہ فرماویں جو ۱۲۰ صفحہ پر چھپی ہوئی ہے۔

فطر السموٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ہ میں نے[1]
اپنا رخ اُس اللہ کی طرف کیا۔ جس نے آسمان و زمین بنائے ہیں ایک رخہ ہوکر
اور میں شریک کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ
اہل اسلام کا باطنی رخ اور دلی توجہ اُدھر ہی ہے اور سچا قبلہ اُنہوں نے اُسی
وحدہ لاشریک کو ٹھیرا رکھا ہے۔

کیا ہی خوب کہا ہے۔ ایک انگریزی مورخ نے کہ فضائل اسلام میں سے ایک یہ
بھی فضیلت ہے۔ کہ اسلام کے معابد ہاتھ سے نہیں بنائے جاتے۔ اور خدا کی خدائی
میں ہر جگہ عبادت ہوسکتی ہے۔ اَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجهُ اللهِ جس مقام پر خدا
کی عبادت کی جائے وہی مقدس مقام ہے۔ اور اُسی کو مسجد سمجھ لیجئے۔ مسلمان چاہے
سفر میں ہو۔ چاہے حضر میں۔ جب نماز کا وقت آتا ہے۔ چند مختصر اور پرجوش
فقرات میں اپنے خالق سے اپنے دل کا حال عرض کرلیتا ہے۔ اُسکی نماز
اتنی طولانی نہیں ہوتی۔ کہ اُسکا جی گھبرا جائے۔ اور نماز میں جو کچھ وہ پڑھتا
ہے۔ اُس کا مضمون ہمیشہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنی عجز و انکساری کا اقرار۔ اور اُسکی
فضل و رحمت پر توکل۔ عیسائی کیا جانیں کہ اسلام میں عبادت خدا کا مزہ کیسا
کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

جو لوگ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کو عبادت کعبہ تصور کرتے اور بُت
پرستی سے مشابہت دیتے ہیں۔ اُنہیں ساری نماز کے اندر کہیں کعبہ کی پرستش
کا ذکر یا کم از کم نام بھی تلاش کرکے بتانا چاہئے۔ اور جب کہ خدا کی عظمت و
الوہیت۔ اور بعدہٗ کی عجز و عبودیت کے اظہار و اقرار کے سوائے نماز کے اندر
کم از کم کعبہ کا نام تک نہیں تو کیسے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ کہ خوف خدا

[1] کتاب بنائوت السلیمن ڈاکٹر شہر صاحب صفحہ ۱۷۹۔ تنقیہ الکلام صفحہ ۱۶۳

کو بالائے طاق رکھکر ایسی افضل واکمل نماز پر بے باکانہ ایسا حرف رکھا جائے بلا شبہ اسلامی نماز کی عمدگی اور فوقیت اور ساری نمازوں سے جو دنیا کے اندر ہیں۔ اسکی افضلیت اور جامعیت مخالفین کو خیرہ وحیران اور ششدر وپریشان کرکے ایسے ایسے نامعقول اور قابل شرم باتوں کے کہنے پر آمادہ کرتی ہے۔

ہاں مسلمان حنیف اور یک رخہ ہیں۔ وے سینکڑوں قبلے بنا کر ادھر ادھر ڈانواں ڈول اور حیران نہیں پھرتے۔ پھر ایک ہی اللہ اور ایک ہی پیغمبر اور ایک ہی معزز جگہ (مسجد اسلام) و یادگار ابراہیم علیہ السلام کو اسلامی یادگار کے طور پر قبلہ قرار دیا۔ اور اسلام کی ظاہری علامت ٹھیرا دیا ہے۔

پھر یہ کہ اگر مسلمان کسی عمارت کی عبادت کو شایق ہوتے۔ تو باعث ایجاد کائنات فخر موجودات کے روضہ مبارک سے بڑھکر ان کے لئے کوئی مقام زیادہ برگزیدہ اور قابل عظمت نہ تھا۔ اور چونکہ اس صادق مصدوق ہادی نبی علیہ السلام نے اپنی مزار مبارک کو عید بنانے[۱] سے سخت ممانعت کردی ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مکہ کی طرف منہ کرنے سے بجز ظاہری توجہ اور امتثال امر کے اُسکی عبادت کا شائبہ تک نہیں ہے۔

تیسرا اعتراض

تمہارے مذہب میں پیغمبر پر ایمان لانا کیوں ضروری لکھاہے۔ نجات میں پیغمبر پر ایمان لانے کی کیوں ضرورت ہے خود کتاب اللہ پر عمل کرنے سے ہر ایک شخص براہ راست خدا سے مل سکتاہے۔

---

[۱] رسول خدا صلعم کی یہ کھلی دعا ہے۔ اللہم لاتجعل قبری عیدا۔ اے اللہ میری قبر کو عید نہ بنائیو۔

جواب

ایمان سے مطلب صرف یقین کرنا اس امر کا ہے کہ احکام آلہی اُن کی معرفت ہمیں موصول ہوئے۔ اور کہ دین میں وہ ہمارے ہادی الی اللہ ومنجی من الکفر والشرک والاخلاق الردیہ ہیں عبادت کرنا ہرگز غرض نہیں (جیسا کہ تم لوگوں کا خیال ہے) جسطرح تمہارے وید وسیلہ ہیں۔ تقرب الی اللہ ونجات کا۔ بعینہ اُسی طرح رسول دیا رسول کی منزل من اللہ کتاب ذریعہ ہے۔ قرب آلہی اور حصول نجات کا۔ اور تعظیم اور ایمان بالرسول سے غرض صرف اسکے احکام قبول کرنا۔ اور توحید اور احکام آلہی کا جو اُس نے بتائے ہیں یقین کرنا ہے۔ نہ خود اُس رسول کو قابل پرستش یا منجی بالذات[1] خیال کرنا۔ بلاشبہ جو شخص یہ کہے۔ کہ میں اپنے رسول[2] کی عبادت کرتا یا اُنکی نماز پڑھتا یا اُنسے پرارتھنا کرتا ہوں تو ہمارے نزدیک وہ کافر ہے اور ہم اُسکو جہنمی خیال کرتے ہیں۔

ہاں انکی مناسب تعظیم اور قبولیت احکام ضروری ہے۔ اور تعظیم سے عبادت ہرگز لازم نہیں آتی شریعت میں ماں باپ اور اُستاد کی تعظیم کی کمال تاکید ہے

[1] منجی۔ رسول خدا اس جہت سے بلاشبہ ہیں۔ کہ راہ راست بتا کر خدا سے نجات دلواتے ہیں۔

[2] رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ مجھے اُسطرح مت بڑھاؤ (میری تعریف میں مبالغہ مت کرو) جسطرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ بلکہ میری نسبت کہو اللہ کا بندہ اور رسول پھر ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ کے سامنے ایک کی نسبت عرض کی۔ کہ جو اللہ اور اُسکا رسول چاہے تو آپنے بڑے شدومد سے شان عبودیت کے خلاف سمجھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ مت کہو کہ جو اللہ اور اُسکا رسول چاہے۔ بلکہ کہو کہ جو اللہ صرف اکیلا چاہے۔

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین ۔

اور جیسا کہ کتب آسمانی پر ایمان لانا فرض ہے۔ اُسکے لکھے ہوئے حکم (اطاعت والدین) پر ایمان لانا فرض ہے۔ تو اس تعظیم کرنے یا ایمان لانے سے ماںباپ کی یا اُستاد کی عبادت لازم آگئی۔ ایمان لانا اور شے اور عبادت اور شے کیا تم لوگوں کا ایمان اُن چار رشیوں پر نہیں ہے۔ جن پر اول دنیا میں وید نازل ہوئے اور کیا تم لوگ اُن کی تعظیم اور اُن سے پیار فرض نہیں سمجھتے یا کیا اگر تعظیم نہیں تو تم لوگ اُن کو گالیاں دینا پسند کرتے ہو یا تم لوگوں کو ویدوں ہی سے کام نہ جن لوگوں پر وید نازل ہوئے اُن سے کچھ واسطہ نہیں ع اپنے ہادیوں سے ایسی خود غرضی اور لاپروائی تو مذہب میں نہ ہوگی۔

یاد رکھو ایمان بالرسول سے مدعا صرف یقین لانا اس امر کا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہمارے واسطے پیغام لائے ہیں۔ اور ہم کو اُنہوں نے خدا کے پیغام بتائے ہیں اور کچھ غرض نہیں اور اسی جہت سے اُنکی تعظیم اور اُن کے ساتھ محبت ضروری ہے۔ پیغمبر لوگ چونکہ روحانی باپ اور باطنی اُستاد ہیں اور اخلاق کو سنوارنے والے۔ تو اُن پر ایمان لانے (یعنی اُنکی احکام رسانی اور افادہ اور افاضہ کے عوض اُنکی تعظیم کرنے اور اُن سے محبت رکھنے سے کیا اُنکی عبادت لازم آگئی۔ حاشا و کلا! ایسا ہرگز کسی مسلمان کا خیال نہیں۔

اور اُن پر ایمان لانے کی عند اللہ ضرورت یہہ ہے کہ اگر وہ اُن پر ایمان لانا ضروری نہ ہو اور خدا خود نہ کہے تو اُن کی تعظیم دل میں کسطرح بیٹھے اور بسبب خفت و حقارت اُنکے احکام کو کوئی کیونکر مانے؟ بلکہ ضرور ہے کہ پہلے رسول صادق و امین ثابت ہو جائے۔ تب عام لوگ اُسکے احکام مانینگے۔ کیونکہ اچھا درخت برے پھل نہیں لا سکتا۔ اگر رسول صادق ثابت ہو گیا۔

تو اُسکے تمام احکام والہام بھی صداقت کے درجہ تک پہونچ گئے اور اگر رسول ہی کی رسالت ثابت نہ ہوئی تو اُسکا فرمان کب قابل احتجاج ہوگا۔ ضرور ہے کہ پہلے صادق اور امین رسول پر ایمان لانا ضروری ہو۔ بلکہ میرے نزدیک تمام امور سے یہی اہم اور اُقدم ہے۔

تم لوگ جب نہ تو اُن چار رشیوں پر (جن پر ویدہ نازل ہوئے) ایمان لانا ضروری سمجھتے ہو نہ اُن کی لائیف بتا سکتے ہو نہ اُن کے چال چلن سے کچھ آگاہی ہے تو اُس شئے کو جو اُن پر نازل ہوئی ہے کیسے تم نے قابل احتجاج و لائق وثوق سمجھ لیا۔ اور جب اُن کی تعظیم تمہارے دل میں نہیں ہے۔ تو اُس شئے کی جو اُن پر اُتری یعنی چاروں ویدوں کی تعظیم اور اُنکا قابل التعمیل ہونا کیسے تمہارے دل میں کھُب گیا۔ فاعتبروا یا اولے الابصار۔ بے شک! بے شک!!!

رسولؐ پر ایمان لانا جزو ایمان اور اُن کی اطاعت اور اُن سے محبت موجب تقرب رحمان ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ تو کہدے اے محمدؐ کہ اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔ تو میری اطاعت کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا۔ وقال اللہ تعالےٰ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ تو کہدے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں فرق صرف اسقدر ہے کہ میری طرف اللہ کا پیغام آتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی اللہ ہے۔

چوتھا اعتراض

سچا مذہب وہ ہو سکتا ہے جس میں شفاعت کا نام و نشان نہ ہو۔ کیونکہ نجات میں احتیاج شفاعت کی نہیں اور شفاعت عدل کی منافی ہے۔ اسلام شفاعت کا

قابل ہے۔ پس وہ سچا مذہب کیونکر ہو سکتا ہے؟ جس میں اللہ کے مقابل ایک سفارشی ٹھیرا گیا۔ اور شریک باری اور دخیل فی النجات مقرر کیا گیا ہے۔

جواب

اس سوال کے جواب سے پیشتر یہ جاننا ضروری ہے کہ شفاعت کا ہونا امر دیگر ہے اور ضرورت امر دیگر۔ اہل اسلام عدم ضرورت شفاعت کے یہانتک قایل ہیں۔ کہ عیسائی لوگ انکو کمال شد و مد سے کہتے ہیں کہ تم لوگ کس طرح نجات پاؤگے؟ جب تمہارے ہاں شفاعت نہیں؟ اور قرآن شریف میں شفاعت کی کوئی آیت نہیں اور رسول خدا شفاعت کے مدعی نہیں الخ چنانچہ ان کی کتابیں اس اعتراض سے بھر رہی ہیں۔ غرض اسلام ضرورت شفاعت کا قایل نہیں۔ اگرچہ وجود شفاعت کا قایل ہے۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ۔ کون ہے جو اسکے سامنے شفاعت کرسکے مگر اسی کے حکم سے پھر فرماتا ہے ولا یشفعون الا لمن ارتضی۔ اور نہیں سفارش کرسکتے۔ مگر جسکے لئے وہ خود پسند کرے۔ پس جب شفاعت کا منصب بھی (شفیع کے لئے) اسی کے اذن پر موقوف ہوا۔ اور شفاعت کا خاص تعلق بھی اسی شخص کے لئے متعین ہوا جسکے لئے خدا خود پسند کرے (اور ظاہر ہے کہ خدا خود پسند اسی کے واسطے کریگا۔ جو شفاعت کے قابل اور اس کا مستحق ہوگا۔ منکرین اور مکذبین کے لئے) تو یہ شفاعت شرک بذات باری پر کہاں محمول رہی؟ بلکہ کمال عجز و نیاز مقربین پر مدلول ہوئی اور خدا کے اذن پر بکلی موقوف۔ اور ظاہر ہے کہ شرک اس وقت ہو جب مسلمانوں کا یہ خیال ہو کہ کوئی شخص خود سعی کرکے (خدا کی مرضی ہو یا نہو) ان کو چھڑا لے گا یا کسی دوسرے کو بھی اس میں باختیار سمجھیں یا اسکی بنیاد بے انصافی پر ہو۔ لیکن جب مستحق

سو صدر کے واسطے جس سے سہو اور جہالت سے کچھ گناہ سرزد ہو گئے ہیں ۔ خدا کے حکم و رضی سے مقربین بارگاہ آلہی شفاعت کرائینگے ۔ تو اس شفاعت کی بنیاد شرکت آلہی یا بے انصافی پر کہاں مبنی ہوئی ؟ فافہم و تدبر ۔

ہاں اگر یوں کہو کہ پھر اس شفاعت کا فایدہ کیا ہوا ؟ تو جاننا چاہیے کہ اس شفاعت کا فایدہ مقربین بارگاہ آلہی اور خدا کی راہ میں جان فدا کرنیوالے لوگوں کی عزت و حرمت ظاہر ہوتا ہے ۔ کیونکہ نجات تو وہ غفور و رحیم بدون شفاعت کسی غیر کے خود بخود دے سکتا ہے ۔ پر یہ منصب شفاعت نصیب ہوتا ۔ اور تمام مومنوں سے اپنے حسن اعمال کے سبب سرفراز ہونا اور اپنے پروردگار کے سامنے عوام سے اس منصب کے سبب ممتاز ہونا ۔ ایک کمال فضل آلہی اور پرلے درجہ کی عزت ہے جو قیامت کے دن خاصان بارگاہ آلہی کو نصیب ہوگی ۔ دنیا میں بھی اگر دیکھو تو انسان کے لئے کمال شرف وہی معلوم ہوتا ہے جس کے سبب وہ اقران و امثال میں ممتاز و سرفراز ہو ۔ یا اُن کے معاملات کا کفیل یا مرجع ہو ۔ تو قیامت کے دن اپنے اعمال پسندیدہ اور افعال حمیدہ کے بموجب منصب شفاعت حاصل کرکے ہمجنسوں سے سرفرازی اور ممتازی حاصل کرنا کیونکر کمال شرف اور عالی منصب نہ ہوگا ؟ ۔

اور دوسرا فایدہ عوام مومن جنہوں نے صغیرہ گناہ کئے ہیں ۔ یا جو لوگ کبیرہ گناہ کرکے درگاہ آلہی میں کمال عجز اور تضرع سے رجوع لائے ہیں ۔ اور مستحق عفو و قابل مغفرت ہیں ۔ ان کے گناہ معاف فرمانا اور اپنے عاجز بندوں کی سعی مقبول و مشکور فرما کر اُن پر کمال فضل و رحم کے سبب انہیں منصب شفاعت عطا فرمانا ۔ اور عوام سے شرف و امتیاز بخشنا ہے ۔

الحاصل اس شفاعت کی بنیاد کمال عجز و صدق و خلوص و انصاف پر رکھی گئی ہے

نہ ظلم و شرکت باری پر جیسا کہ ہمارے مخالفین کا خیال ہے۔

ایک صحیح حدیث ہے کہ من دل علی خیر فلہ اجر مثل فاعلہ یعنی جو شخص کسی کو نیکی بتاتا ہے اُس کو اس کے کرنیوالے کے برابر ثواب ہوتا ہے۔ پس سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ چونکہ تمام دنیا کے لئے رہبر اور دال علے الخیر ہیں۔ تو اُن کو کیا کچھ مرتبہ اور منصب نصیب ہونا چاہیے؟

پس وہ قیامت کے دن منصب شفاعت ہی ہے جو آپ کے تمام اُمتیوں کے روبرو سارے جہان پر شرف و امتیاز کا موجب ہوگا۔

چونکہ دنیا میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وکیل ہو کر آئے ہیں۔ تو دیلو عقبے میں اہل عالم کے لئے شفیع کیونکر نہ ہونگے؟ کیونکہ جو شخص کسی کی طرف سے وکیل ہے۔ وہ ہر امر میں اُسکا شفیع بھی ضرور ہوتا ہے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ضرور وکیل و شفیع ہیں۔ اور بلاشبہ ہم آن کی طفیل نجات حاصل کرینگے جہاں کثرت اعمال حسنہ ہے وہ لوگ بوجہ اطاعت و متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نجات پاجائینگے۔ اور جہاں قلت اعمال حسنہ ہے وہاں بوجہ شفاعت آں حضرت صلعم نجات حاصل ہوجائیگی۔

مگر آریہ کی نجات کی ابد الآباد تک کوئی سبیل نہیں اور نہ کبھی آواگون سے نجات پاسکتا ہے۔ وہ ابد الآباد تک زمانہ کے انقلابات اور چکر میں رہیگا۔ اور احسن سے احسن حالت کے اندر بھی ہمیشہ کے لئے مطمئن نہیں ہوسکتا۔ خواہ وید کا علم ہی کیوں نہو؟

پانچواں اعتراض

خدا کیا اس جگہ نہیں مل سکتا۔ جو کعبہ میں جانے کی ضرورت ہوئی ہو؟

جواب

خدا غیر متغیر تو بلاشبہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں لیکن واضح ہو۔ کہ جس طرح آفتاب کی روشنی ہر جگہ برابر پڑتی ہے۔ مگر جہاں دروازے اور طاقچے وغیرہ بند کر دیے جائیں وہاں داخل نہیں ہوتی۔ اور جہاں دروازے اور طاقچے وغیرہ خوب کھلے ہوں تو کامل روشنی پڑتی ہے۔ اسی طرح خدا غیر متغیر و لایزال تو ہر جگہ یکساں موجود ہے۔ لیکن کفرستانوں میں جہاں اُسکی یاد سے محض غفلت اور کاہلی ہے۔ اور ان ظلمت کدوں میں جہاں دلوں کے دروازے اُسکی یاد سے بند ہیں۔ اُسکے فیضان کا پرتو کامل طور پر نہیں پڑھتا۔ انسان اپنے دلوں کی قفل کو کھول ڈالے۔ تو انوار فیضان الٰہی کے پرتو اس پر پورے پڑتے ہیں۔

کعبہ میں جانے سے چونکہ انسان اول درجہ کا بردبار حلیم متحمل صابر مرتاض ہوجاتا ہے اور اظہار عبودیت اور اطاعت امر الٰہی (عملی طور پر) و اخلاص میں کامل ہو جاتا ہے اور اُسکے آئینہ دل پر سے غفلت اور ظلمت کی کدورت اُٹھ جاتی ہے۔ اسو اسطے فیضان الٰہی کے انوار کے کامل پرتو پڑ جانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور بیشک صریح فرق ہے۔ درمیان مرتاض اور کاہل اور رند اور قاعد کے۔

خدا تو سب جگہ موجود۔ اور غیر متغیر ہے۔ لیکن اسکا پرتو موافق استعدادات کے دلوں پر پڑتا ہے اور سچ تو یہہ ہے کہ کعبہ میں جاکر انسان لاکھ حج کرے جب تک اُسکا دل گناہ کی میل اور اخلاق ردیہ کے کدورت سے پاک وصاف نہو حج کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

ع پا جی بہ طواف کعبہ حاجی نشود +

اور حج سے کچھ ثواب نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ بانی اسلام نے حج کے مقرر کرنے میں جو مصلحتیں اور حکمتیں اور مفاد سمجھا ہے۔ ان پر پورا پورا خیال کرکے وہ غرض حاصل نہ کرے۔

چھٹا اعتراض

خدا نے شیطان کو انسان ضعیف پر کیوں مسلط کر رکھا ہے۔ اور وہ مظہر شر کیوں ہے۔

جواب

دنیا میں سب چیزیں دو قسم کی ہیں۔ قال اللہ تعالی ومن کل شیئ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون (اور ہم نے ہر شئے کو جوڑا بنایا ہے تو کہ تم عبرت پکڑو) سیاہ۔ سفید۔ مرد۔ عورت۔ میٹھا۔ کڑوا۔ چست۔ سست۔ خوشبو بدبو۔ نوشدارو۔ زہر۔ وغیرہ۔ اور ہر شئے اپنی ضد سے تمیز کی جاتی ہے۔ اور علے ہذا القیاس بُرے بھلے بھی معائن و مشاہد ہیں۔ پھر انسان میں بھی دو قوتیں ہیں۔ ایک شہوانی۔ گناہوں کی طرف کھینچنے والی۔ دوسری عقلی قبح اشیاء ظاہر کرکے بُرے کام سے روکنے والی۔ اور علے ہذا ارادہ انسانی بھی دو طرفی ہے۔ بھلائی اور بُرائی کی طرف۔ اور نتیجہ افعال بد و نیک کا بھی بُرا ہے یا بھلا دُکھ ملتا ہے یا سکھ۔

توجب انسان کی سادی فطری حالت کے علاوہ ایک ہادی خیر بالذات خارج میں موجود ہے (کتاب اللہ سمجھو یا رسول ؐ) جو مناہی سے منع کرکے بھلائی بتانیوالا۔ اور بھلائی کی طرف کھینچنے والا ہے۔ تو اسکے مقابل میں یا الموازنہ معاولت کے واسطے خارج میں ایک جاذب شر و شر بالذات کیوں نہ ہوگا۔

باقی آئندہ

واحد اور تین

اہل اسلام کا اللہ تعالیٰ کی نسبت یہہ اعتقاد ہے۔ کہ وہ ایک ذات واحد[1] ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ اُس کی ذات پاک[2] میں دوئی کی گنجائش ہے۔ وہ آپ[3] سے آپ ہر ایک کام سرانجام کر سکتا ہے۔ کوئی اس کا وزیر اور مشیر نہیں۔ آپ ہی پیدا کرتا آپ ہی نجات دیتا اور آپ ہی ایمان اور نیکی کی توفیق بخشتا ہے۔ وہ اللہ ذات و صفات میں ایک ہے۔ وہ صمد[4] ہے۔ یعنی جسکی طرف ہر شئے جو خدا کے ماسوا ہے۔ دست نیاز و احتیاج پھیلائے ہے۔ اور وہ آپ بے پرواہ ہے۔ جو کسی بات کا مطلق محتاج نہیں۔ آپ ہی پیدا کرتا آپ ہی ایمان و اعمال حسنہ کی توفیق بخشتا اور آپ ہی نجات عطا فرماتا ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا۔ نہ وہ کسی سے جنا۔ اُس کی ذات جنے جنانے سے پاک ہے۔ جنا جنانا مخلوق کے افعال و صفات ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ان لغویات اور لغو اعتقادات سے پاک اور بلند تر ہے۔ اس کا کوئی ہمسری نہیں۔ کہ اُس کی اولاد ٹھہرائی جا سکے۔ اولاد کے لئے پہلے ایک جورو ہونا چاہیے

---

[1] عیسائی لوگ تین وجود ونکی خدائی کے قایل ہیں جو ایک دوسرے کے برابر واجب قدیم اور الوہیت میں شریک ہیں [2] عیسائی لوگ خدا کی ذات واحد ہیں نہ صرف دوئی بلکہ تثلیث کی گنجائش کے قایل ہیں (نعوذ باللہ) [3] عیسائی لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو بنایا۔ بنانے کے بعد جب دنیا بے حد گناہ کرنے لگی۔ تو وہ دلگیر ہوا۔ اور پیدا کرنے سے پچھتایا۔ بیٹے نے کفارہ دے کے نجات کا بیڑا اُٹھایا۔ خدا نے منظور فرمایا۔ بیٹے کو صلیب پر چڑھایا (یعنی) کہ وہ دنیا کی نجات کا کام پورا کیا۔ (آپ سے آپ ہی سے نہ ہو سکا) افسوس۔ عیسائی لوگوں کا یہہ اعتقاد ہے۔ کہ نیکی اور ایمان کیطرف مایل کرنا اور اس پر قایم رکھنا الوہیت کی تیسری اقنوم یعنی روح القدس کا

[4] [illegible]

خدا کی کوئی جورو یا ساتھی ہی نہیں۔ کہ اس کی اولاد ہو سکے۔ پھر اولاد اپنے ماں باپ کی ہمسر اور مشابہ ہوتی ہے۔ خدا کا نہ کوئی ہمسر ہے۔ نہ کوئی اُس کے مشابہ (لیس کمثلہ شئی) خدا کے لئے اولاد ٹھہرانا سخت درجہ کی حماقت اور جہالت ہے ؎

اللہ وہ ذات پاک ہے۔ جس کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ سدا زندہ ہے۔ قیوم۔ یعنی اپنی ذات سے قایم اور ہر چیز کا سہارا جسے نیند اور اونگھ دبوچ ہی نہیں سکتی۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ اُس کے سامنے اس کی اجازت بغیر کوئی کسی کی سفارش تک نہیں کرسکتا۔ وہ دنیا کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر اسکی معلومات میں سے کسی پر کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ اُس کے سلطنت کی چوکی میں آسمان وزمین سما رہے ہیں۔ ان کی حفاظت سے وہ تھکتا نہیں۔ اس کی شان کی علو و عظمت کا بیان نہیں ہوسکتا۔ وہ اللہ ایسی ذات متجمع الصفات ہے جس کے سوا کوئی پوجا اور عبادت کے لائق ہو ہی نہیں سکتا۔ چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا وہی ایک ہے۔ جس کو ذرہ ذرہ تک کا علم ہے۔ وہ رحمان ہے۔ جس کے سرچشمہ رحمت سے دنیا کے اندر بُرے بھلے کافر اور مومن سب برابر سیراب ہو رہے ہیں۔ وہ بدوں اور نیکوں پر برابر اپنا سورج چمکاتا اور سب کو روزی پہنچاتا ہے۔ رحیم جس کی عنایات خاصہ اور کمال مہربانیوں سے اس کے فرماں بردار بندے حصہ لیتے ہیں۔ وہی اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ

؎ خدا بذات خود نجات کا کام پورا کرسکتا ہے ایمان اور اعمال کی توفیق دے سکتا ہے۔ ان باتوں کے لئے ابن و روح القدس کی کچھ ضرورت نہیں۔ سبحان اللہ عما یصفون۔

الملک یعنی سب کا بادشاہ ہے۔ القدوس بہت بڑا پاک جسمیں کسی قسم کا کوئی نقص یا عیب پایا نہیں جاتا۔ السلام ہر عیب و نقصان سے بچا ہوا اور سلامت۔ جس پر موت فنا۔ دکھ۔ امراض طاری ہو ہی نہیں سکتے۔ المومن سب کو امن اور سکھ دینے والا۔ المہیمن سب کا نگہبان رکھوالا۔ العزیز سب پر غالب۔ بڑی عزت و عظمت والا۔ الجبار انسان کی تمام شکستوں کو جبر و پیوند کرنے والا۔ زخموں پر مرہم لگانیوالا۔ المتکبر بڑائی اور بزرگی والا۔ اللہ کی ذات ایسی باتوں سے پاک ہے۔ جو مشرک لوگ بیان کرتے ہیں۔ وہ اللہ تو سب کا خالق ہے۔ اور ٹھیک بنانیوالا صورتگر اس کے اعلے درجہ کے نام ہیں۔ زمین و آسمان میں جو کچھہ ہے اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ وہ سب پر غالب ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

یہ ہے مسلمانوں کا خدا۔ اور یہہ ہیں صفات ربانی جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے ماننے میں کسی عقلمند کو ذرا تامل نہیں ہو سکتا۔

لہ حضرت مسیح ؑ ہرگز خدا کیساتھہ شریک اور معبود نہیں ہو سکتے۔ نہ وہ اس لایق ہیں کیونکہ وہ صلیب پر چڑھے اور موت بھی ان پر طاری ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی ذات سے قایم نہیں اشیاء عالم کا سہارا تو کیا ہو سکیں گے؟ حضرت مسیح ؑ سوتے تھے۔ اونگھتے تھے کسی چیز پہ ان کا اختیار نہیں تھا۔ انجیر کے درخت کو انجیریں تک نہ لگا سکے۔ نہ عالم عاقبت میں کسی کو اپنے داہنے یا بایں بٹھا سکنے کا انکو اختیار ہے۔ حضرت مسیح ؑ کے سامنے اسکے اذن کے بغیر سب بول سکتے تھے۔ حضرت مسیح ؑ کو قیامت تک کا علم نہیں تھا بلکہ اتنا نہ معلوم ہو سکا کہ میرا دامن ۱۰
کس نے چھوا۔ اور ان کا علم محیط ملے کل شے تھا نہ سلطنت وسیع بسیرے کو جھونپڑی نہیں ملتی تھی

نصاریٰ کا خدا کی نسبت ایک عجیب ہی اعتقاد ہے جو دنیا میں سے کسی مذہب اور کسی قوم کا نہیں۔ عیسائی لوگ بوجہ اس کے کہ عہد عتیق اور عہد جدید میں متواتر خدائے واحد کا ذکر آچکا۔ توحید الٰہی کے ماننے میں مجبور ہیں۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ اس کی ذات تین اقنوموں یا تین جزوں پر مشتمل ہے۔ یعنی باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے۔ اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک مرتبہ اور صفات میں بالکل ایک دوسرے کے برابر ہے۔ کسی میں ذرا بھی کمی بیشی نہیں۔ ہر ایک ذات میں غیر محدود ہے۔ صفات میں بھی غیر محدود کوئی کسی سے ذات میں چھوٹا بڑا یا صفات میں کم و بیش ہرگز نہیں۔ ان کا قول ہے کہ مسیح ؑ خدا کا ازلی بیٹا ہے۔ جو ازل سے متولد ہوا ہے۔ اور ہرگز خدا سے مقدم مؤخر نہیں۔ روح القدس باپ بیٹے دونوں سے متولد ہوئی ہے[1]۔ مگر وہ ذرا کسی ایک باپ بیٹے سے آگے پیچھے نہیں ہاں یہ مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے۔ کامل انسان بھی اور کامل خدا بھی دنیا کو نجات دینے کے لئے اس نے جسم اختیار کیا۔ تمام دنیا کے گناہ سر پر اٹھائے اور صلیب پاکر سب کی سزا اپنے اوپر اٹھالی۔ اور یوں نجات کا کام پورا کیا۔ صلیب پانے کے تین دن بعد اپنی قدرت سے زندہ ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھا۔

یہ ہے۔ ان کا اعتقاد۔ خدا اور حضرت مسیحؑ کی نسبت۔ چونکہ ان کے خیال میں خدا کی ذات واحد تین اقنوموں پر شامل ہے۔ اس لئے وہ اس عقیدہ کو اپنی اصطلاح میں تثلیث فی توحید اور توحید فی التثلیث کہتے ہیں جسکے ماننے میں ان کے باہم بڑا اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے

[1] عجیب ۔۔۔ کہ جبر روح القدس سے بیٹا (مسیح) پیدا ہو۔ دیکھو انجیل (متی ۱ باب)

کہ تثلیث بھی حقیقی ہے۔ اور توحید بھی حقیقی۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ خداتعالیٰ کی ذات میں تین اقنوم یا تین شانیں ہیں۔ جواب۔ ابن روح القدس کے نام سے موسوم ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حقیقت میں خدا کی تین جزیں ہیں۔ کوئی کچھ۔ کوئی کچھ۔ غرضیکہ عقیدہ تثلیث کی نسبت عیسائیوں کا ایک مضطربانہ بیان ہے۔ اور سب اس عقیدہ کی تشریح اور تفصیل میں حیران ہیں"

اور اگرچہ تورات و انجیل میں کسی جگہ تثلیث کا لفظ موجود نہیں ہے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی حواری کو یہہ تعلیم دی۔ کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو۔ تو بھی عیسائی لوگ اپنے اس اجتہادی[1] اصل اور خود تراشیدہ خیال کو بڑی طمطراق کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ میزان الحق مطبوعہ مرزا پور ۱۸۴۳ء کے صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے کہ مسیحیوں کے اعتقاد میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں۔ اور[2] اگرچہ یہہ لفظ بعینہ انجیل میں پائے نہیں جاتے۔ مگر انجیل کی اس عمدہ تعلیم کا عادت کے موافق ایسا نام ہوا ہے۔ انتہیٰ

پادری فانڈر صاحب مفتاح الاسرار کے صفحہ ۵۸ میں لکھتے ہیں۔ کہ خدا[3] میں وحدت حقیقی بھی ہے۔ اور تثلیث حقیقی بھی۔ اور ایسی

---

[1] انجیل میں صرف تین مقام ہیں۔ جہاں اگرچہ تثلیث کا لفظ تو نہیں۔ لیکن باپ بیٹا روح القدس مذکور ہے لیکن وہ سب جعلی اور الحاقی آیات ہیں جیسا کہ آگے چلکر ثابت کیا جاویگا [2] اگرچہ یہ لفظ بعینہ انجیل میں پائے نہیں جاتے یہ فقرہ غور کے قابل ہو۔ ایسا بڑا تو عقیدہ جس پر تمام دنیا کی نجات اور سلامتی منحصر ہے۔ اور انجیل میں بدیں الفاظ مذکور ہی نہیں صرف اجتہاد سے نکالا گیا۔ افسوس! افسوس!! [3] وحدت بھی حقیقی ہے اور تثلیث بھی حقیقی کیسی عقل ماری

تثلیث کسی مخلوق کی ذات میں نہیں ہے ۔ کیونکہ موجودات میں خدا کی ذات کی مثل و مانند نہیں ہے ۔

پادری ڈی ڈبلیو ٹامسن صاحب ایم۔ اے۔ کتاب تشریح التثلیث میں میں لکھتے ہیں ۔ کہ الوہیت کے تینوں اقانیم صفات و کمالات میں بالکل ہم رتبہ اور ایک دوسرے کی مانند ہیں ۔ اور ایک عجیب حیرت انگیز تشریح کرتے ہیں ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ۔ ہم خدائے واحد فی التثلیث اور تثلیث فی الواحد کی پرستش کرتے ہیں ۔ ہم نہ اقانیم ثلاثہ کو واحد نہ ذات کو منقسم کرتے ہیں ۔ خدا کا اقنوم اور ہے ۔ اور بیٹے کا اور ۔ اور روح القدس کا اور ہے ۔ لیکن الوہیت میں باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں واحد ہیں جلال میں سب برابر اور عظمت میں سب برابر ہیں ۔ باپ جدا ہے ۔ بیٹا جدا ہے ۔ روح القدس جدا ہے ۔ باوصف اس کے تین خدا نہیں ۔ بلکہ ایک ہی اکیلا خدا ہے ۔ انتہے صفحہ ۲۷ پھر صفحہ ۱۴۶ میں لکھتے ہیں ۔

الوہیت کی اقانیم کا ہم رتبہ ہونا ضرور ہے ۔ غیر محدود میں کمی بیشی کو دخل نہیں ہے ۔ اور محدود و غیر محدود کے درمیان کچھ نسبت نہیں اگر

بقیہ حاشیہ ۔ گئی ہے ۔ بھلا کہیں تثلیث حقیقی بھی توحید حقیقی ہو سکتی ہے ؟ حاش وقد ۔ اس تقریر سے پادری ٹامسن صاحب مصنف تشریح التثلیث کا وہ قول باطل ہو گیا ۔ کہ خدا کی ذات میں تین اقنوم یا تین شانیں ہیں ۔ کیونکہ اگر خدا کی ذات میں شانیں ہیں تو تثلیث محض اعتباری ہو گی ۔ اور وحدت حقیقی ۔ لیکن پادری صاحب کہتے ہیں کہ وحدت بھی حقیقی ہے اور تثلیث بھی حقیقی ہے پس ان دونو صاحبان کی تقریر ایک دوسرے کے مخالف اور متبائن واقع ہوئی ہے تثلیث حقیقی مان کر توحید کو بھی حقیقی قرار دینا سخت درجہ کی حماقت ہے ۔"

الوہیت کا ایک اقنوم دوسرے سے مرتبے اور بزرگی وغیرہ میں کچھ بھی کمتر ہو۔ تو بے حد و غایت کمتر ہو گا۔ لیکن اوپر کی دلیل سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ہر اقنوم غیر محدود ہے۔ اور چونکہ ہر ایک کی ذات الٰہی ہے۔

اس واسطے ہر ایک کی صفات کمالات الٰہی و غیر محدود ہونگے۔ اور جب کہ ہر ایک کے صفات کمالات غیر محدود ہوئے۔ تو کسی میں رتبے کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ ورکل اقانیم الٰہیہ مرتبے اور بزرگی اور قدرت میں برابر ہونگے۔ اور یہ برابری ان تعلقات میں جو اقانیم خدا رکھتے ہیں۔ کچھ مخل نہیں انتہے۔

خطوط بنام جوانان ہند مطبوعہ لودہیانہ مشن پریس ۱۸۶۹ء کے صفحہ ۱۴۹ میں تثلیث کی نسبت یہ لکھا ہے۔

(۱) مسئلہ[1] تثلیث کا یعنی الوہیت میں تین جزو ہیں۔ یہ لحاظ کرنا چاہیئے۔ کہ یہ وہمی یا خالی حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا فرض ہے اور سلامتی اس پر منحصر ہے کیونکہ اس وجود الوہیت نے جو جلالی تثلیث میں اول ہے۔ جہان کو ایسا پیار کیا۔ کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا۔ کہ ہمارے واسطے اپنی جان دے۔

اس وجود الوہیت نے جو جلالی تثلیث میں دوسرا اور خدا کا بیٹا یا کلام خدا کہلاتا ہے۔ ہم کو پیار کیا۔ اور ہمارے عوض میں اپنے تئیں قربان کیا۔ وہ مجسم ہو کے کفارہ ہوا۔ اور اس کا لہو ہم کو سارے گناہوں سے پاک کرتا ہے۔

وجود الوہیت میں جو جلالی تثلیث میں تیسرا ہے۔ روح پاک کہلاتا ہے۔ اور سب ایمانداروں کے دلوں کو صاف کرتا ہے۔ اور خدا کے درمیان

[1] الوہیت میں تین جزو ہیں۔ ان پادری صاحب کے بیان کے موافق خدا گویا تین جزوں سے ملکر بنا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

میل پیدا کرتا ہے۔ انتہے۔

اور پادری فانڈر صاحب کتاب میزان الحق کے دوسرے باب کی چوتھی فصل میں تثلیث کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "

اور مسیحیوں کے عقیدہ میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں۔ اور انجیل کی تعلیم کے بموجب ذات الٰہی کے اس باریک بھید کی بابت جو کہہ سکتے ہیں۔ سو یہہ ہے کہ اب۔ ابن و روح القدس یعنی باپ بیٹا۔ روح القدس ایک ذات واحد ہے۔ نہ ایسا کہ تین بلکہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا ہے۔ اور اب۔ ابن و روح القدس میں فرق و امتیاز ہے۔ مگر نہ ایسا کہ وحدانیت میں کچھ نقص و خلل آ جائے۔ اور اگر تو کہے۔ کہ ان مطالب کا اس طور پر ہونا کیونکر ممکن ہے۔ تو ہمارا جواب یہہ ہے کہ خدا نے اپنے کلام میں اپنے تئیں یونہی بیان کیا ہے۔ سو آدمی کو ہم مطالب جیسے کہ لکھتے ہیں مان لینا واجب ہے۔ پس در حالیکہ صورت یہہ ہے۔ تو آدمی کی کیا طاقت جو خدا کیسا تھ بحث کرے۔ انتہی۔ صفحہ ۱۹۹۔

---

[1] پادری صاحب نے مابہ الامتیاز نہ بیان فرمایا۔ اور یہ کیا لغویات ہے۔ کہ تینوں میں فرق و امتیاز ہے۔ اور تینوں بالکل یکساں ہیں مگر کچھ وحدانیت میں فرق نہیں آسکتا۔

[2] مفتاح الاسرار میں تثلیث کو حقیقی مان چکے ہیں۔ اور یہاں کہتے ہیں۔ نہ ایسا کہ تین بلکہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا ہے۔ ان ہذا لشئی عجاب۔

[3] ویسے ہی دلائل ہنود دے سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ گو خدا واحد ہے۔ لیکن برہما کشن۔ رامچندر وغیرہ اس کے اقوام یا شانیں یا اوتار ہیں۔ اور چونکہ ان کا ذکر ہماری کتابوں میں آچکا ہے۔ اس لئے یہہ مطالب جیسی کہ ہماری کتابوں میں لکھتے ہیں۔ بے چون و چرا ان لینے واجب ہیں۔ انسان کی کیا طاقت کہ وہ بحث کرے ؟۔

مذکورہ بالا عقائد پر نظر

ذات باری کی نسبت جو عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ اسکی تفصیل اوپر بیان ہو چکی۔ اور اُن کے علماء کی ایک دوسرے سے متبائن آزاد تقاریر و مذبذب بیان کا ذکر ہو چکا۔ اب ہم اس عقیدہ پر معقولی اور منقولی طور پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ اور ظاہر کرتے ہیں کہ عقیدہ مذکورہ۔ نہ تو عقلاً صحیح ہے۔ اور نہ نقلاً درست یہ سب عیسائیوں کے خود تراشیدہ خیالات ہیں۔ جن پر نہ کوئی عقلی دلیل قایم ہوتی ہے۔ نہ نقلی۔ بلکہ خود توریت انجیل سے ان کے عقائدات کے بالکل برخلاف ثابت ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی خدا کی آخری کتاب مقدس یعنی قرآن شریف سے خدا کی خالص توحید ثابت ہوتی ہے وبس۔

مسیح کے ابن اللہ ہونے پر گفتگو

قرآن شریف کے موافق خداتعالیٰ باپ۔ بیٹے۔ جننے۔ جنانے سے پاک ہے۔ اُسے نہ ولیعہد اور جانشین کی ضرورت ہے۔ کہ بیٹا بنائے۔ نہ بیٹیکار کی حاجت نہ کوئی اس کا کام بٹائے۔ واجب اور الحی القیوم[1] ذات آپ سے آپ سب کام سرانجام کر سکتی ہے۔ وہ فوق الفوق اور وارالورا طاقت آپ ہر امر کا انصرام کر سکتی ہے۔ دوئی کو وہاں راہ نہیں۔ شریک سے وہ آگاہ نہیں۔ عیسائی لوگ حضرت مسیح ؑ کو خدا کا بیٹا کہتے اور اس کا شریک بناتے ہیں۔ حضرت مسیح ؑ کو کامل انسان اور کامل خدا ٹھیراتے ہیں۔ اگر صرف خدا قرار دیتے تو بھی کچھ بات تھی۔ ایک شخص کو کامل انسان[2] بھی کہنا اور کامل خدا بھی

---

[1] بیٹی کو رب الارباب سے کیا نسبت (۲) انسان کامل ہونیکی صورت میں وہ گناہ سے معصوم نہیں ہو سکتے ✦

بہت بُری طرح کی حماقت ہے۔ انسان اسفل اور کثیف ہستی خدا اعلیٰ اور لطیف وجود۔ فما للتراب ورب الارباب ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔

انسان زندگی بسر کرنے کیلئے کھانے پینے کا محتاج۔ بول و براز کا حاجتمند سانس لینے کے لئے اُسے ہوا درکار۔ آرام کرنے کے لئے سونے سے لاچار خدا تعالیٰ کی ذات ان سب باتوں سے بری اور پاک۔ وہ نہ کھانے پینے کا محتاج۔ نہ بول و براز سے لاچار۔ نہ کوئی اور چیز اُسے درکار۔ تب وہ خدا کیسے ہوسکے۔ اور ایسی سخت اضداد کا اجتماع کیونکر ممکن ہو۔؟ الوہیت غیر محدود انسان کی ذات محدود۔ غیر محدود ذات محدود وجود میں کیسے سما سکے۔ لاانتہا ابتدا و انتہا والی ہستی میں کیسے دخل پا سکے۔ ایسا خیال کرنا سخت درجہ کی جہالت اور پرلے سرے کی حماقت ہے۔

مسیح خدا کا بیٹا اور ذات وصفات میں اس کے مساوی بیٹا واجب الوجود اکمل ترین ہستی کی نسبت ایسا ماننا کس قدر موجب شناخت ہے۔

دو باہمیں ذاتیں مان کر ہر ایک کو غیر محدود قرار دینا کس قدر نقیض الوہیت ہے۔ باپ بیٹے تو انسانوں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ خدائے پاک کی نسبت ایسا خیال کرنا بالکل عقل کی کوتاہی اور سخت درجہ کی گمراہی ہے۔

مسیح خدا کا ازلی بیٹا ہے۔ اس اعتقاد سے اور بھی حیرت پر حیرت بڑھتی ہے بیٹا کہکر ازلی قرار دینا کس قدر عقل کی خوبی ہے۔ باپ بیٹا اور پھر دونوں ایک ساتھ ہوں۔ کیسی عجیب فلاسفی ہے۔ ہم نے آج تک کوئی ایسا بیٹا نہیں دیکھا۔ جس کا وجود باپ کے ساتھ ہی ہو۔ اور ۱۵-۲۰ برس کا فرق بھی دونوں میں نہ ہو۔ بیٹا خواہ خدا کا ہی ہو۔ کبھی ازلی نہیں ہو سکتا۔ جو شئے متولد ہوگی۔ یا کسی سے نکلیگی۔ بعد میں نکلے گی۔ ساتھ کبھی متولد ہو نہیں سکتی۔

ازلی کے معنے کیا ہیں۔ جسکی ابتدا نہیں۔ خدا بھی ازلی ہے۔ جس کا آو نہیں۔ اگر حضرت مسیح کا بھی آد نہیں ہے۔ تو خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں۔ ازلی ابنیت کی صفت ایسے بیٹے کے لئے قرار دینا جس کا وجود باپ کے ساتھ ہے اور جو ہر بات میں باپ کے برابر ہے۔ کیسے لطف کی بات ہے۔ باپ بیٹے کا عمر۔ درجہ۔ اور ہر بات میں مساوی ہونا کسقدر قابل تمسخر اور واہیات ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ایسے باپ بیٹے میں جو عمر درجہ۔ اور ہر بات میں بالکل ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ عیسائی لوگ تمیز کیسے کر سکتے ہیں۔ براہ مہربانی ہمیں بھی طرز شناخت بتائیں۔ ہم بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا کہدیں۔ تو وہ ان میں تمیز کرائیں۔ خدا کا بیٹا ہوکر ازلی اور خدا کے ساتھہ ہونا کیسی عجیب بات ہے انسانیت کا جامہ پہن کر خدا ہونا بھی اس بات کے سامنے مات ہے عیسائیوں کی جو بات ہے۔ سو قند و نبات ہے۔ تین خداؤں کو ایک سمجھنا مسیح کو کامل انسان اور کامل خدا خیال کرنا۔ باپ بیٹے کو ازلی اور ہر بات میں مساوی سمجھنا ایک سے ایک بڑھکر حیرت انگیز بات ہے۔ باپ بیٹے سے پوتا۔ (روح القدس پیدا ہوا) اور پھر پوتے (روح القدس) سے بیٹا یہہ سب سے عجب الحکایات ہے۔ نہیں صاحب! یہہ سب ڈھکوسلا بازی اور سخن سازی ہے۔ نہ کبھی تین ایک ہوئے۔ نہ غیر محدود ذات محدود وجود میں سمائی۔ نہ باپ۔ بیٹا۔ ازلی ایک ساتھہ ہو سکتے ہیں۔ مسیح اگر خدا کا بیٹا ہے۔ تو ازلی نہیں جو ازلی ہے۔ تو خدا کا بیٹا نہیں۔ یہہ دونوں صفات متضاد وجود واحد میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ مسیح کا اگر خدا کا بیٹا ہے۔ تو ازلی نہ ہونے کی وجہ سے خدائی کے لایق اور خدا نہیں۔ اگر ازلی ہے تو خدا کا بیٹا نہیں۔ دونو باتیں نہیں ہو سکتیں۔ چپڑائی اور دو دو ایسا ٹھیک نہیں ہے۔ خدا کا بیٹا قرار دا

تو ازلی نہ ہونے کی وجہ سے خدا مت سمجھو۔ ازلی قرار دونوں بیٹے کا مفہوم بعدیت کو چاہتا ہے۔ بیٹا مت کہو۔ یہ کیا بات ہے۔ کہ تم بیٹے کا وجود باپ سے ۱۰۔ ۱۵ برس بھی موخر نہیں سمجھتے۔ اور پھر بیٹا کہتے ہیں۔ ایسا بیٹا کہاں سے آگیا۔ وہ جگہ تو بتاؤ۔ خدائے ازلی اور غیر محدود کے سامنے دوسرا ازلی اور غیر محدود وجود کہاں سے پیدا ہوا۔ کچھ تو ہوش کرو۔ عقل کے ناخن لو۔ ایسی بے تکی تو نہ ہانکو۔ آخر خدا کو جان دینی ہے۔ سدا تو زندگی نہیں ہے خدا کو کیا جواب دوگے۔ جو ایسے متضاد اعتقادات مانتے ہوئے ذرا عقل سے کام نہیں لیتے۔ فہم و قیاس کو دخل نہیں دیتے۔ چاہتے ہو۔ کہ ایک گھونٹ میں سب کچھ پی جاؤ۔ ایک لقمہ میں سب کچھ نگل جاؤ۔ اور ڈکار تک نہ ہو

تین ہیں اور ایک بھی ہے خدا ہے عقیدہ عجب نصاریٰ کا
ہے مسیحا خدا بشر بھی ہے باخبر بھی ہے بے خبر بھی ہے۔
باپ بیٹا ہیں ایک ساتھ ہوئے یہ اچنبھے کی بات تو سن لے۔
باپ بیٹا سے ہو گیا۔ پوتا اور پوتے سے پھر ہوا بیٹا
واہ کیسی یہ بات بے سرہی اور کیا قابلِ تمسخر ہے ؟

عقیدہ تثلیث پر گفتگو

عیسائی لوگ اگرچہ بظاہر خدائے واحد کے قائل ہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہی کہ وہ دراصل تین خدا مانتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ تینوں کو یکساں صفات سے موصوف اور ہر ایک کو غیر محدود بھی سمجھتے ہیں۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ وہ تین وجودوں کے قائل ہیں جو ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔ پس جب تینوں ایک دوسرے کے بالکل مساوی ہوئے۔ تو توحید حقیقی بالکل

باطل ہوئی اور تثلیث حقیقی قایم رہی۔ پھر تینوں کو ایک یا متحد بالذات کہنا بالکل لغو اور فضول ہے۔ بے حدی اور لا انتہائی تین حصوں پر کبھی منقسم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ایک سے زیادہ وجود غیر محدود اور لا انتہا ہوسکتے ہیں نا

تثلیث کا عقیدہ اس قدر لغو اور باطل ہے۔ کہ کچھہ ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اس کے بطلان پر دلایل دیئے جائیں۔ خود تمام عیسائی بالاتفاق قایل ہیں۔ کہ تثلیث کا مسئلہ بالکل عقل کے خلاف ہے۔ اور عقل کے زور سے ہرگز سمجھہ میں آنیکے قابل نہیں۔ چنانچہ ہم چند علماء نصاریٰ کے اقوال دوسرے مضمون میں درج کرینگے۔

عقلمند آدمی جس کو خدا نے ذرا بھی سمجھہ دی ہے۔ بخوبی سمجھہ سکتا ہے۔ کہ خدا کے تین ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ یا کیسے ممکن ہے کہ وہ اکمل اور غیر محدود ذات تین جزوں پر مشتمل ہو۔

خدا کا ثبوت ہی اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایک ہے۔ یعنی جب ہم تمام دنیا کی اشیاء کو کسی نہ کسی بات میں ناقص اور ناکامل دیکھتے ہیں۔ تو اس کامل ذات کے ہونے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ جس نے ان ناکامل اشیاء کو بنایا اور اپنی خاص حکمت سے ان میں نقص رکھا۔

محدود وجودوں کو دیکھہ کر یقین ہوتا ہے۔ کہ ایک غیر محدود ذات بھی ضروری ہے۔ جس نے ان وجودوں کو بنایا۔ اور حدود کی قید میں مقید کرکے محدود ٹھیرایا۔

پس ایک ہی کامل وجود اور ایک ہی غیر محدود ہستی سمجھہ میں آسکتی ہے جو فوق الفوق اور وراء الورا ہو۔ جس سے نہ کوئی بڑھکر ہے۔ نہ اُس کے

ہمسر اور برابر۔ اور سب ہستیاں اس کے نیچے۔ اور اس کی دست نگر۔ دو یا تین ایک دوسرے کے مساوی ہستیاں آئیں۔ تو کہاں سے آئیں؟۔

ایک اکمل وجود کے ماننے کے بعد دوسرے وجود (اس کے مساوی) ماننے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ ایک غیر محدود ذات کے سامنے دوسرا غیر محدود وجود کہاں سے آگیا۔ وہ کونسا کام ہے جو وہ ذات واحد آپ سے آپ سرانجام نہیں کرسکتا۔ وہ کونسی بات ہے۔ جو اس اکیلے سے پوری نہیں ہو سکتی ایک اکمل ذات کے سامنے دوسری اس کے مساوی اکمل۔ ایک غیر محدود وجود کے مقابل دوسرا اس کے مساوی غیر محدود وجود کونسی عقل ہے۔ جو اس بات کو روا رکھ سکتی ہے۔ تعالے اللہ عن ذالک علواً کبیرا۔

افسوس کہ عیسائی لوگ اتنا بھی غور نہیں کرتے۔ کہ الوہیت کے اقانیم ثلاثہ یعنی باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ میں سے ہرایک بذاتہ کامل خدا ہے یا تینوں مل کر کامل خدا ہے۔ اگر تینوں میں سے ہرایک کامل خدا ہے۔ یعنی کاملیت کے اس درجہ تک پہنچا ہوا۔ جس سے بڑھکر کامل ہونا ممکن نہیں۔ تو باقی دو کی کیا ضرورت۔ کیونکہ کامل وجود کے لئے دوسرے وجود کی کیا ضرورت پڑی۔ کامل ہونے کے بعد اس میں کونسا نقص پایا گیا جس سے دوسرے یا تیسرے مساوی وجود کی ضرورت پڑی۔ اور جو ہرسہ مل کر کامل خدا ہیں۔ تو تینوں میں سے ہرایک علیحدہ علیحدہ ناقص خدا ہوا۔ کہ اپنے کامل ہونے میں باقی دو کی ضرورت پڑی۔ اور اس جہت سے کوئی بھی خدائے کامل نہ ہوا۔ خدا تو وہ مستغنے اور بے نیاز ذات چاہیئے۔ جو وصف صمدیت سے موصوف ہو۔ یعنی کاملترین ذات جسکی طرف ہر شئے دست نیاز پھیلائے ہو اور وہ کسی کی پرواہ اور کسی کی طرف حاجت نہ رکھے؛

پھر بھی غور کرنے کے قابل بات ہے۔ کہ جب تینوں اقنوم مرتبے اور صفات اور ہر بات میں مساوی ہیں۔ تو ان تینوں میں ما بہ الامتیاز کیا ہے؟ یعنی کس طرح تمیز ہو سکتی ہے۔ کہ فلانا باپ ہے۔ فلانا بیٹا۔ اور فلاں روح القدس۔ کیا ہم بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا۔ اور روح القدس کو باپ۔ اور باپ کو روح القدس نہیں کہہ سکتے؟ اگر ایسا نہیں کہہ سکتے تو ان میں وجہ تفریق کیا ہے؟ اور جو ان تینوں میں سے کسی صفت کی وجہ سے ہم امتیاز کر سکتے ہیں۔ یعنی کسی میں کوئی وصف ہے۔ کسی میں نہیں۔ کسی میں کوئی صفت زیادہ ہے۔ کسی میں کوئی صفت کم۔ اس وجہ سے اُن میں امتیاز قایم ہے تو پھر جس وجود میں کوئی صفت کم ہے یا نہیں ہے۔ اور ناقص ہوا۔ اور ناقص شئے خدائی کے لایق نہیں ہو سکتی۔ پس وہ اقنوم الوہیت سے خارج ہو گیا۔ فتفکروا یا اولے الالباب۔

اس بات کا ثبوت کہ الوہیت کے اقانیم ثلاثہ انجیل سے ذات و صفات میں مساوی اور ہم رتبہ ثابت نہیں ہوتے

یوں تو عیسائی لوگوں کا یہہ عقیدہ ہے۔ کہ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس تینوں واحد خدا ہیں۔ اور یہہ کہ تینوں صفات و کمالات میں ہم رتبہ اور مساوی ہیں۔ (دیکھو تشریح التثلیث صفحہ ۲۰۴)

لیکن انجیل کو دیکھیں۔ تو اس سے نہ تو ان تینوں کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ ان تینوں کا صفات و کمالات میں ہم رتبہ ہونا پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف انجیل سے ثابت ہے کہ جو وصف کمال باپ میں ہے وہ بیٹے میں نہیں۔ جو بیٹے میں ہے وہ روح قدس میں نہیں

اور نہ یہہ تینوں صفات وکمالات میں متفق ومتحد ہیں۔ حضرت مسیح ؑ کے
اس قول سے کہ اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوائے باپ کے ؛ نو فرشتے
جو آسمان پر ہیں۔ اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا ہے۔ (مرقس ۱۳ باب ۳۲) اظہر
من الشمس ہے۔ کہ باپ کو تو قیامت کا علم ہے۔ اور وہ صفت عالم غیبی سے
موصوف ہے۔ لیکن بیٹے کو علم نہیں۔ اور نہ وہ عالم الغیب ہے۔ پس دونو
صفت عالم الغیبی میں متفاوت ہوئے۔ ایک علم غیب سے واقف ہے اور
دوسرا علم غیب سے۔ بے خبر۔ اور یہہ کہ دونو ذات واحد میں متحد اور ایک
سے نہیں۔ ورنہ ضرور دونو کا علم غائب ہوتا ہے۔

پھر حضرت مسیح انجیل یوحنا ۸ باب ۲۸ میں فرماتے ہیں۔ میں آپ سے کچھ
نہیں کرتا۔ مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھلایا۔ میں وہ باتیں کہتا ہوں۔ انتہی
یہاں سے بھی ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح ؑ خدا کے برابر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ خدا
سے سیکھنے اور سیکھہ کر بیان کرنے کے محتاج ہیں۔ جسطرح اور انبیا مرسلین
خدا سے پیغام لیتے اور دنیا پر آکر بیان کرتے ہیں۔

پھر انجیل یوحنا ۱۴ باب ۲۸ میں حضرت مسیح ؑ صاف فرماتے ہیں۔ کہ میرا
باپ مجھہ سے بڑا ہے۔ حضرت مسیح ؑ کے اس قول نے صاف ہی فیصلہ کر دیا
کہ باپ اور بیٹا ہم رتبہ اور متحد بالذات نہیں ہے۔ بلکہ باپ کا رتبہ اعلےٰ
اور بالاتر ہے اور بیٹا اس سے نیچے اور کمتر۔ فافہم وتدبر۔

پھر (متی ۱۲۔ باب ۳۱۔ ۳۲ میں حضرت مسیح ؑ فرماتے ہیں۔ اس لئے میں تم
سے کہتا ہوں۔ کہ لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جائیگا۔ مگر وہ کفر
جو روح (روح قدس) کے حق میں ہو۔ لوگوں کو معاف نہ ہوگا۔ جو کوئی
ابن آدم (مسیح) کے حق میں برا کہے۔ معاف ہو سکے گا۔ پر جو روح قدس

کے حق میں بُرا کہے۔ اُس سے ہرگز معاف نہ ہوگا۔ نہ اس جہاں میں نہ اس جہان میں انتہی۔

حضرت مسیح ؑ کے اس فرمان سے ظاہر ہے۔ کہ جناب مسیح اور روح القدس ہم رتبہ اور مساوی خدا نہیں۔ بلکہ روح القدس کا رتبہ مسیح ؑ سے فائق اور بالاتر ہے۔ کہ وہ کفر جو حضرت مسیح کے حق میں کہا جائے۔ قابل معافی ہے۔ لیکن جو روح القدس کے حق میں بکا جائے ہرگز معاف نہیں ہو سکتا یہاں حضرت مسیح نے خود اپنی زبان سے روح القدس اور اپنے مرتبہ میں فرق ظاہر کر دیا۔ کہ حضرت مسیح کو بُرا کہنے والا معاف ہو سکتا ہے۔ لیکن روح قدس کے حق میں کفر بکنے والا کسی جہان میں قابل معافی نہیں۔

پھر انجیل یوحنا ۱۶ باب ۱۳ میں (انجیل نصارا) حضرت مسیح ؑ روح القدس کے نزول کی پیشین گوئی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ لیکن جب وہ روح[1] حق آوے۔ تو وہ تمہیں ساری سچائی کی باتیں بتاوے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ سُنے گی۔ سو کہے گی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی۔ انتہی۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ روح قدس میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی طاقت قدرت اور طاقت نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک دوسرے (یعنی خدا) سے سن کر کہنے کی محتاج ہے۔ اور یہاں سے ثابت ہوگیا۔ کہ روح القدس اور خدا مرتبہ اور کمال میں مساوی نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کا رتبہ روح القدس سے بالاتر ہے جس سے روح سنکر کہنے کی محتاج ہے۔ پس جب روح قدس غیر سے سن کر کہنے کی محتاج ہوئی تو وہ رتبہ اور درجہ میں کبھی خدا کے برابر نہیں ہو سکتی

[1] اصل میں یہ پیشینگوئی جناب سرور کائنات صلعم کی ہے جسکو عیسائی لوگ روح قدس کی بابت سمجھتے ہیں۔ کتاب (عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ) میں ہمنے اسکو مفصل ثابت کیا۔

بائبل سے اقانیم ثلاثہ کی ماہیّت کیا کُھلتی ہے؟

اگرچہ عیسائی لوگ بظاہر خدا تعالےٰ کو روح مانتے ہیں ۔ اور جسمانی وجود سے بیرا خیال کرتے ہیں جسکی نہ کوئی شکل ہے۔ نہ دیکھنے اور ٹٹولنے میں آتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تس پر بائبل کے کئی مقامات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کوئی جسم یا مادی وجود ہے۔ جو عام اشخاص کیطرح ٹھنڈے وقت باغ میں سیر کرنے کسی مکان کو دیکھنے کے لئے نیچے اترنے وغیرہ کا محتاج ہے۔ اور ایسا ہی تثلیث کا دوسرا اقنوم (یعنی مسیح) اور تیسرا اقنوم روح القدس[1] بھی جسمانی وجود رکھتے ہیں۔ چنانچہ مفصلہ ذیل مقامات سے اقانیم ثلاثہ صرف جسم اور عالم مادی میں اقنوم اول یعنی باپ کا ٹھنڈے وقت باغ میں پھرنا پیدائش ۳ باب ۸ سے ثابت ہے ۔ یہاں لکھا ہے۔ کہ جب آدم وحوا نے وہ پھل جسکے کھانے کی خدا کیطرف سے ممانعت تھی۔ کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کُھل گئیں اور انہیں معلوم ہوا۔ کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں اور انہوں نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا۔ سُنی تب دونوں نے آپ کو خداوند کے سامنے سے باغ کے درختوں سے چھپایا ۔ پھر پیدائش ۱۱ باب ۴ میں ہے انہوں نے کہا کہ آؤ ایک شہر بناویں

[1] بائبل میں گو کئی جگہ خدا تعالیٰ کو جسم اور مادی وجود سے بری ثابت کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ کئی مقامات سے بالکل اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے جس سے اہل اسلام یقین کرتے ہیں۔ کہ یہ ضرور جاہل لوگوں کے تصرف اور تحریف کی وجہ سے ہے۔ اصل توریت و انجیل میں ایسی باتوں کا نشان تک نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان لوگ بائبل کو بہ نیت کذائی سب کا سب کلام الٰہی نہیں جانتے بلکہ کسی قدر حصہ جو قرآن شریف سے موافق ہے۔ کلام الٰہی جانتے ہیں۔ اور باقی جھوٹے لوگوں کا تصرف

اور ایک برج جسکی چوٹی آسمان تک پہنچے۔ اور یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو
کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند اس شہر اور برج
اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بناتے ہیں۔ دیکھنے[1] اُترا۔ اور
خداوند نے کہا۔ دیکھو لوگ ایک ہی اور ان سب کی ایک ہی بولی ہے۔ اب
وے یہہ کرنے لگے۔ سو وے جس کا ارادہ رکھیں گے[2]۔ اس سے نہ رُک سکیں
گے۔ آؤ اُتریں۔ اور اُس کی بولی میں اختلاف ڈالیں۔ تاکہ وے ایک دوسرے
کی بات نہ سمجھیں۔ تب خداوند نے وہاں سے اُنکو تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا
سو وے اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔ انتہی۔

اور پیدائش ۳۲ باب ۲۴ میں حضرت یعقوبؑ کے خدا سے کشتی لڑنے کا ذکر لکھا ہے
اور یعقوب اکیلا رہ گیا۔ اور وہاں پو پھٹنے تک ایک شخص اُس سے کشتی لڑا کیا جب
اُس نے دیکھا۔ کہ وہ اُس پر غالب نہ ہوا۔ تو اس کی ران کو بھیتر وار سے چھوا۔
اور یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ تب وہ
بولا۔ کہ مجھے جانے دے۔ کہ پو پھٹتی ہے۔ وہ بولا۔ کہ میں تجھے جانے نہ دونگا۔ مگر
جبکہ تو مجھے برکت دیوے۔ اُس نے اس سے پوچھا۔ کہ تیرا کیا نام ہے۔ وہ بولا۔ کہ
یعقوب۔ اُس نے کہا۔ کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں۔ بلکہ اسرائیل ہوگا۔ کہ تو نے
خدا اور خلق پاس قوت پائی۔ اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے پوچھا۔ اور کہا۔ کہ
میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ اپنا نام بتائے۔ وہ بولا۔ کہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے[3]
اور اُس نے اُسے وہاں برکت دی۔ اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا

[1] یہاں سے معلوم ہوا کہ خدا کوئی جسمانی چیز ہے جو آسمان سے دیکھنے کو اُترا۔ نہ کہ وہ لطیف وہ خبیر بغیر اُترے حکم کرسکتا۔ [2] یہاں سے معلوم ہوا کہ خدا ایک عام انسان کی مانند ہے جسکو لوگوں کی بڑی بڑی کارروائیوں پر حسد اور رشک پیدا ہوا اور ڈر کر انکی زبانوں میں اختلاف ڈالدیا نعوذ باللہ۔ [3] اس سے معلوم ہوا کہ (معاذ اللہ) خدا عالم الغیب نہیں۔ کہ یعقوب سے اس کا نام پوچھنے لگے۔

اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا۔ اور میری جان بچ رہی ہے۔ اور جب وہ فنی
ایل سے گذرتا تھا۔ تو آفتاب اُس پر طلوع ہوا۔ اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا۔
اس سبب سے بنی اسرائیل اس نس کو جو ران میں بیٹھتروار ہے۔ آجتک نہیں
کھاتے۔ کیونکہ اُس نے یعقوب کی ران کی نس کو جو بیٹھتروار ہے چڑھ گئی تھی۔
چھوا تہا[1]۔ انتہی۔

اوپر کی آیات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خدا ایک جسمانی شخص ہے۔ جو حضرت یعقوب
سے کشتی لڑا۔ اور جب غالب نہ آسکا۔ تو اپنے غریب بندہ کی ران کی نس پر مارا۔ اور
یعقوب کی ران کی نس اُس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ جسکی وجہ سے صبح
کو حضرت یعقوب لنگڑاتے اُٹھے۔ اور جسکی یادگاری میں آجتک یہودی لوگ
اُس نس کو جو ران میں بیٹھتروار ہے نہیں کھاتے۔ پھر خروج ۲۴ باب ۹ میں ہے
تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور ستر بزرگ اسرائیلی اوپر گئے۔ اور انہوں
نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا۔ اور اس کے پاؤں کے تلے جیسے نیلم کے پتھر کی گچکاری
اور اُس کی شفافی جرم آسمان کی مانند تھی۔ اور بنی اسرائیل کے امیروں پر اُس
نے اپنا ہاتھ نہ رکھا۔ انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا۔ انتہی۔

پھر مکاشفات یوحنا ۴ باب ۲ میں ہے۔ اور میں روح میں آگیا۔ اور دیکھو آسمان
پر ایک تخت دھرا تہا۔ اور تخت پر کوئی بیٹھا تہا۔ اور جو بیٹھا تہا۔ (یعنی خدا) سنگ یشب
اور عقیق سا تھا۔ اور ایک دھنک دیکھتے ہیں۔ زمرد سا تخت کے گرد تہا۔ انتہی

[1] مفسرین نصاریٰ اس کشتی لڑنیکی نسبت یہ تاویل کرتے ہیں کہ یعقوب ساری رات عجز و نیاز میں مصروف رہا اور اسکی
دعا قبول ہوئی۔ نہ ظاہری جنگ کیا۔ سبحان اللہ اگر ایسی تاویلوں سے انسان مطلب نکال سکے جو عبارت کے مفہوم
سے بالکل خلاف ہو تو دنیا میں کوئی مذہب جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک شخص اپنی بری بات کی تاویل کر سکتا ہے پھر
صداقت کا اعتبار نہیں رہتا[2]۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا خدا پتھر کی مانند اور کوئی جاندار نہیں ہے۔ اور یہاں سے
کا کھانا پینا ثابت ہے۔ جو بنی اسرائیل کے بزرگوں کیساتھ باہم کھانے پینے لگا۔ (نعوذ باللہ) [3] یہاں سے خدا کا سنگ یشب

الوہیت کے دوسرے اقنوم یعنی مسیح کی حقیقت بیان کرنیکی ضرورت نہیں۔ اس کا مجسم ہونا کہانا۔ پینا۔ سونا۔ اور آخر کار صلیب پا کر جان بحق ہونا۔ چار دن غیر از اظہر من الشمس ہے۔ اب رہا تیسرا اقنوم یعنی روح القدس۔ اسکی حقیقت سنئے۔

(۱) انجیل متی ۱ باب ۱۰ میں ہے۔ اب یسوع مسیح کی پیدایش یوں ہوئی۔ کہ جب اسکی ماں مریم کی یوسف کے ساتھ منگنی ہوئی۔ تو اُنکے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ اور فرشتہ نے مریم کے شوہر یوسف کو خواب میں کہا۔ کہ اے یوسف کے بیٹے اپنی جورو مریم کو اپنے پاس لے آنے سے مت ڈر۔ کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے۔ روح القدس سے ہے۔

پھر لوقا ۱ باب ۴۱ میں ہے اور الیسبات روح القدس سے بھر گئی۔[۲]

پھر انجیل متی ۱۰ باب ۲۰ میں ہے۔ کیونکہ کہنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کی روح[۳] جو تم میں بولتی ہے انتہٰی۔ اور انجیل یوحنا ۱ باب ۳۲ میں ہے۔ اور یوحنا نے یہ کہکے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر[۴] کیطرح آسمان سے اُترتے دیکھا۔ اور وہ اس پر ٹھیری۔ (اعمال ۲ باب ۱ و ۴) میں ہے کہ وہ روح القدس حواریوں پر عید پنتیکست کے دن بشعلہ ہائے آتشین نازل ہوئی اور انہیں جدی جدی آگ کی سی زبانیں دکھائی دیں۔ اور ان میں سے ہر ایک پر بیٹھیں۔ تب وے سب روح قدس سے بھر گئے۔ اور غیر زبانیں جیسے روح نے انہیں بولنے کی قدرت بخشی۔ بولنے لگے۔ انتہٰی۔

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ وہ روح القدس کا حمل تہا۔ (نعوذ باللہ) [۲] یہاں سے روح القدس کا الیسبات کے شکم میں دخل ہونا ثابت ہے [۳] یہاں سے معلوم ہوا کہ روح القدس کبوتر کی مانند ہے [۴] یہاں سے روح کا عام لوگوں کے دلوں میں حلول ثابت ہے۔ [۵] یہاں سے معلوم ہوا کہ روح القدس کی شکل کبوتر کے مانند ہے [۶] یہاں سے روح القدس کی شکل شعلہ ہائے آتشین کی مانند معلوم ہوئی۔ تعجب

ثبوت اس بات کا کہ عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کے تسلیم پر خدا کا وجود ہی ثابت نہیں ہو سکتا

دنیا کا ذرہ ذرہ اس بات پر شاہد ہے کہ میرا کوئی خالق اور مالک ضرور ہے میں آپ سے آپ پیدا نہیں ہوگیا۔ اجسام و ارواح سب مخلوق اور حدوث کے رنگ سے رنگین ہیں۔ انسان کا اپنا کام نہیں۔ کہ روح و جسم ملکر ہیئت کذائی اختیار کرلے۔ اور خلعت انسانیت پہن لے۔ ہر ذرہ انت مالکی انت مالکی پکار رہا ہے۔ ہر روح انت ربی ربی کی صدا دے رہا ہے۔ عالم کی جس چیز کیطرف دیکھو وہ خاص قیود سے مقید اور خاص حدود میں محدود ہے سب سے بڑے عظیم الشان وجود۔ یعنی آفتاب ہی کو دیکھو تو وہ صرف ایک منور بالذات جرم ہے وبس۔ خاص جگہ میں محدود ہے۔ اور خاص وصف سے مخصوص چاند کا کمال و زوال محتاج بیان نہیں۔ غرضکہ جو شے دنیا کی دیکھو۔ وہ محدود جگہ میں آئی ہوئی ہے۔ خاص احاطہ میں سمائی ہوئی ہے۔ پھر یہ سب اشیا یہانتک ناقص فی الذات اور بے بس ہیں۔ کہ وہ جس فطرت پر مفطور اور جس نیچر پر مجبور ہیں۔ اس سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتی۔ جس سے اظہر من الشمس ہے کہ وہ ضرور کسی عظیم الشان طاقت اور زبردست قوت کے بس میں پڑی ہوئی ہیں۔ جس نے اپنی مرضی سے ہر ایک شے کو خاص خاص نیچر پر پیدا کیا۔ اور خاص صفات و عوارض اسے لاحق کئے ہیں۔ چاند سورج ستارے۔ وغیرہ سب اجرام علوی و سفلی جو ہمیں محسوس و مدرک ہو رہے ہیں۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ ان بے جان وجودوں کو اپنی ہستی تک کا بھی علم ہو۔ جس سے سوائے نمود و بے بود اور خدا تعالیٰ کی صنعت کا ایک نقش اور قدرت

ایک پڑتو ہونے کے ان اشیاء کو ہم پڑھکر نہیں سمجھ سکتے۔ انہیں سے یقین اور حق الیقین ہوتا ہے کہ ان اشیاء کا ضرور کوئی خالق اور مالک ہے جس کی قدرت کا اثر یہہ سارا کارخانہ عالم ہے۔ اور ضرور وہ ایک ہی ہے کیونکہ یہہ سارا انتظام عالم بلاتفاوت ایک ہی طرح پر چل رہا ہے اور دنیا کی ہر ایک شئے ایک ہی سلسلہ میں منتظم اور ایک ہی سلک میں منسلک ہے۔ جس سے قطعی یقین ہوتا ہے۔ کہ صرف ایک ہی کاریگر کے ہاتھ سے یہہ ساری کل بنی ہوئی۔ اور ایک ہی شخص نے چابی دے رکھی ہے۔ جس سے قیامت تک یہہ کل اسی طرح چلی جائیگی۔

دنیا کی ہر ایک شئے حدوث کے رنگ سے رنگین ہے جس سے ثابت ہے کہ کوئی ان کا محدث اور خالق ضرور ہے ہر ایک وجود کو کوئی نہ کوئی نقص لاحق ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ کسی کامل حکیم نے اپنی مرضی اور ارادہ سے ایسا کیا۔ آپ سے آپ ہونیوالی چیز میں نقص ہو نہیں سکتا۔ دنیا کی ہر ایک شئے اور خود دنیا محدود ہے۔ جس سے قطعی یقین ہوتا ہے کہ کسی کامل اور غیر محدود ذات نے اس کو بنایا کوئی شئے ناقص یا کوئی شئے محدود آپ سے آپ ہرگز ہو نہیں سکتی۔ آپ سے آپ ہونیوالی (واجب بالذات) چیز میں وہ عیب یا نقصان یا محدود تب کہاں سے لاحق ہوئی۔ خود بخود ہونیوالی چیز جس کا وجود مستقل اور واجب ہو۔ کب گوارا کرسکتی ہے۔ کہ اپنے وجود کے ساتھ کسی نقص یا عیب کو لاحق کرے۔ واجب شئے کا اپنے وجود کے متعلق ہی کسی عیب یا نقص کو عارض کر لینا کوئی عقلمند جس کا استدلال صحیح منطق پر ہو ہرگز باور نہیں کرسکتا۔ خود دنیا یا دنیا کی کسی شئے کو لو۔ اس میں بظاہر اگر کوئی اور عیب نہ معلوم ہو۔ تو اس کا محدود مکان میں محاط ہونا۔ یہہ تو صریح

نقص اس میں موجود ہے۔ اگر وہ شے آپ سے آپ تھی۔ تو اس کا وجود واجب تھا۔ تو یہہ محدود مکان میں آنا اور خاص حدود و قیود سے مقید ہونا اس کو کہاں سے لاحق ہوا۔ وہ آپ سے آپ اور واجب ہوکر کیوں اپنی ذات کے ساتھ محدود اور مقید ہونا گوارا کرسکی کیوں نہ ذات و صفات میں غیر محدود ہوئی "

یہی اصل ہے جس پر علم آلہی کی بنیاد قایم ہے اور جس سے خدا تعالیٰ کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر ایک شئے کو ناقص اور محدود دیکھکر دانشمند آدمی کا یقین حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے کہ ضرور ان محدود اور ناقص فی الذات اشیاء کا کوئی خالق اور ہے۔ جو ان اشیاء عالم سے ورا الورا اور فوق الفوق اور عظیم الشان طاقت اور زبردست اور غیر محدود قوت ہے جس نے اپنی حکمت اور قدرت سے یہہ عالم بنایا۔ اور اپنی دانائی سے ہر ایک چیز کو ذات و صفات میں محدود ٹھیرایا جس میں کوئی عیب اور کوئی نقصان نہیں۔ اس کی ذات سب سے بالاتر اور نرالی ہے (وہ الحی القیوم زندہ اور قایم بالذات ہے) اور وہ ذرہ ذرہ کا وجود اور بقا جس کے سہارے سے ہے۔ اور ضرور وہ ایک ہے۔ کیونکہ ایک سے زیادہ وجود غیر محدود ہونے ممکن نہیں۔ ذات و صفات میں غیر محدود ہستی ایک ہی ہوسکتی ہے۔ اور ضرور ایک ہی ہے جسمیں دوئی یا تثلیث کو راہ نہیں۔

علم آلہی کی صریح اور صاف اصل بیان ہوچکی۔ ہر ایک مذہب کو اسی اصل کے سامنے پیش کرکے اسکی صداقت و عدم صداقت کا امتحان کرلو۔ آریہ لوگ مادہ و ارواح کو قدیم اور واجب بالذات (آپ سے آپ) مانتے ہیں اور ایسا ہی خدا کو اُن کے مذہب کے رو سے خدا کا وجود ثابت ہونا محال ہے

چھاتہ و رومال یا ایک انڈیپنڈنٹ قلم مع ریشمی رومال یا ایک عمدہ گھڑی یا عمدہ دیسی گرگابی
یا ایک سوٹا بیت چاندی کی شام والا ان پانچ چیزوں میں سے ایک حسب خواہش
دیجاویگی جو ایک ٹکٹ فروخت ہوا اسکو ایک ریشمی رومال دیا جاویگا۔

نوٹ آپ مہربانی کرکے خریدار ٹکٹ کو ہدایت کردیں کہ ٹکٹ خرید شدہ کو ہمارے کارخانہ میں فوراً بھیجدیں۔ یا آپ خود ان سے لیکر بھیجدیویں تاکہ ہم چار ٹکٹ مع وی پی انہیں ہر ایک کے نام بھیج سکیں تاکہ وہ صاحب بھی ہماری اشیاء مذکورہ بالا سے جلد فیضیاب ہوسکیں۔

کیوں صاحب فرمائیے چھ آنے کے عوض میں کیسا معاوضہ ہے

جو صاحب قیمتاً منگوانا چاہیں تو نرخ و طول ذیل میں درج ہے بذریعہ ویلیو طلب پارسل ارسال ہوسکتے ہیں۔

کشمیری پٹو وغیرہ

تجویز دوم جناب من آپ ہمارے فرم سے ایک ٹکٹ قیمتی ۸/ کا خرید فرماویں اور اسپر اپنا نام و پتہ لکھکر ہمارے پاس بھیجدیں پھر آپکو فرم سے ویسی ہی چار ٹکٹ مع سارٹیفکٹ کا منتخب نیا نیوالا عدد روپے میں بذریعہ وی پی بھیجدینگے آپ ان چاروں ٹکٹوں کو اپنے دوستوں میں فروخت کرکے اپنے ۸/ وصول کرلیویں۔ اور ان ٹکٹوں کی پشت پر ان خریدنیوالے دوستوں کا نام و پتہ لکھکر ہمارے کارخانہ میں واپس کردیں۔ ہم ان خریداروں کے نام ہر ایک کو ویسی ہی چار ٹکٹ بذریعہ وی پی بھیجدینگے۔ اس صورت میں فرم کو ملنے والے روپے وصول ہوجاوینگے تب آپ کو ایک نفیس گرم پٹو درجہ اول کا تھان جو ایک گرم سوٹ کے لئے کافی ہوگا۔ یا لنگری ریشمی صافہ درجہ اول ان ہر دو اشیاء سے کوئی ایک **مفت** حسب خواہش خریدار دی جاوے گی۔ اپنے ٹکٹوں میں سے تین ٹکٹ فروخت کرنے والے کو ایک پٹو درجہ دوئم یا ایک لنگری ریشمی صافہ درجہ دوم۔ یا ریشمی زنانہ دوپٹہ ان تینوں میں سے کوئی ایک حسب خواہش خریدار دیا جاوے گا۔ جس کے دو ٹکٹ فروخت ہونگے اسکو نصف تھان پٹو

درجہ اول بلئے گرم کوٹ یا ایک درجن جراب نفیس کوئی ایک حسب خواہش دیجاویگی اور جو شخص صرف ایک ٹکٹ فروخت کرسکے گا اُسکو بھی ایک گرم ولایتی عمدہ بنیان نظر کی جاویگی۔

کیوں صاحب ۸ ر کے عوض میں کیسا معاوضہ پایا۔

بوجہ عدم گنجائش صرف چند سارٹیفکٹ درج کئے جاتے ہیں

بابو ارجن سنگھ صاحب تسلیم۔ بنیں جو یہاں آپسے مال حاصل کیا ہے بلحاظ قیمت کے سب عمدہ اور قابل تعریف ہے اور آپکا کام نہایت ایمانداری پر ہے۔ میں ہمیشہ آپکے کارخانہ کی ترقی میں کوشاں رہونگا۔ موہر رام ہیڈ ماسٹر کوئیٹہ۔

بابو ارجن سنگھ صاحب تسلیم۔ آپ نہایت درجہ کی دیانتداری اور نیک نیتی سے کام کر رہے ہیں۔ آپکا اسباب بینظیر اور قابل صفت ہے۔ سید عزیز احمد سکول ماسٹر مارریاست گوالیار۔

بابو ارجن صاحب تسلیم۔ آپ دیانتداری اور مال کی عمدگی کی حالت میں ہمہ صفت موصوف ہیں۔ سید کبیر شاہ مسلم جلالپور نے آپکے ٹرنک کو دیکھا نہایت پختہ اور بیسٹ شیل مانند ولایتی کے پایا۔ راقم گورکھ سنگھ ڈویژنل آفیسر کاہ رود داود ھم پور . . . . ٹرنک آپکی کارخانہ کی ساختہ ہمارے پاس اور ہماری پلٹن کے سرداروں سپاہیوں کے پاس پہنچے نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہیں جنکو دیکھکر تمام فوج پسند کرتی ہے راقم صوبیدار شام سنگھ پلٹن ۳۱ راولپنڈی۔

آپکے کارخانہ کا ٹرنک جو بنیں منگوایا ہے نہایت عمدہ ہے اور قسم ہے۔ ایچ ملوان سٹیشن ماسٹر جکشن وزیر آباد۔

آپکے ٹرنک دیگر اسباب بنیں منگوایا ہے قابل تعریف ہے اور ہمارے محکمہ کے کلرک پسند کرتے ہیں راقم گمہر سنگھ کلرک سب ڈویژن جیون آپکے ٹرنک قابل تعریف ہیں۔ راقم محمد الدین اڈیٹر پنجہ فولاد۔ لاہور۔

نوٹ ہمارے کارخانہ کی ٹرنکس سپورٹس وغیرہ کے ٹکٹ چھ آنے کے اور ٹو وغیرہ کے ٹکٹ ۸ ر کے ہیں۔

نوٹ اسواسطے کر دیا گیا ہے کہ کسی صاحب کو غلطی نہ رہے۔

المشتہر بی ارجن سنگھ حتیر تھ منیجر دی حتیر تھ اینڈ سپورٹس ورکس شہر سیالکوٹ پنجاب

نوٹ۔ بوقت درخواست ہر ایک مکاں اپنا نام معہ ولدیت سکونت پیشہ و عمر ضرور تحریر فرماویں۔

طاعون کا مجرّب علاج

اور

ایکسال میں ایکروپیہ سے دس روپیہ

یہ دوائی بفضلِ خدا مرض طاعون کے لئے ازبس مفید ثابت ہوئی ہے کہ جسپر سول سرجن صاحب بہادر ضلع سیالکوٹ نے بعد تجربہ دوائی مجھے سارٹیفکٹ عطا فرمایا۔ اور مجھے اپنے زیر سایہ برائے ملاحظہ مریضان طاعون ملازم رکھا۔ اور اب بھی میں بفضل خدا اس ڈیوٹی پر متعینات ہوں۔ میں اس امر کا وعدہ کرتا ہوں کہ جو صاحب میری تجربہ شدہ دوائی کو استعمال کرلے اگر اُس کو اُسی سال میں طاعون کی بیماری لاحق ہوجائے تو میں بجائے ایک روپیہ کے دس روپیہ واپس دینے کو تیار رہوں۔ بشرطیکہ اُس بیمار کے وارث اپنے شہر یا قصبہ کے کسی عہدہ دار کی تصدیق بدیں مضمون روانہ کریں۔ کہ واقعی فلاں بن فلاں نے میرے روبرو دوائی کو استعمال کیا ہے اور اُسی سال میں طاعون سے بیمار ہوگیا ہے تو میں بفضل خدا دس روپیہ کا منی آرڈر روانہ کروں گا+

قیمت ۱۲ خوراک ۱۲

تمام درخواستیں

بنام حکیم نبی بخش ملازم سرکاری شہر سیالکوٹ

اسلام ... بکس خورد ... صہ روپیہ درجن

بوقت درخواست سنہری موہر درجہ اول عہ فی

کمپو با ... ۳۰ ار فی عدد

کمپو معمولی

لاعون سیٹ

ٹینس

... سے ر

درجہ اول ولائیتی تند کی ... سے ر

بیٹ

سفید لکڑی سیاہ تندی ... عبھا

سفید لکڑی سنج سفید تند ... عسفا

پیلی لکڑی سیاہ تند ... عہ

سفید تند ... عہ

معمولی

بیڈمنٹن

سیاہ تندی ... عہ

سفید لکڑی سفید تندی ... عہ

پیلی لکڑی سیاہ تندی ... عہ

سفید تندی ... ۱۰ ر

معمولی ... ۷ ر

بیڈمنٹن کی جالی ... عہ

درجہ ... بیڈمن ... عدہ

فٹ بال

کمپلیٹ سیٹ	بلیڈر	کوریبنی کیس
-	سے	۶
-	۸	۵
-	۶	۴
-	۸	۳

بچکاری لڑکی آبنوس کا ہینڈل نہایت خوشنما

درمیانی ... چھوٹی ... روپیہ

موگری

۳ سیر کا ...	سیر کا جوڑا
۴ سیر کا جوڑا ...	ڈنبلز ۲ ر فی
۵ سیر کا جوڑا ...	

ہاری زینٹل بار

شیشم کی لکڑی ۶ فٹ طول ہاری زینٹل بار رشش کو

۱ انچہ موٹا لوہا کی سری ... طول ... انچہ موٹا لوہا کا

۲ فٹ طول ... انچہ موٹا اسپات ... اسپات کی

کی ... لعہ ... فٹ طول ... انچہ موٹا لوہے کی

... اسپات کی

... [illegible]

... [illegible]

تمام درخواستیں بنام پروپرائیٹر

منشی کریم بخش ایڈیٹر و پرائیٹر و اڈیٹر کے اہتمام ...